صحابہ کرامؓ کی فضیلت وعظمت پر ایک لاجواب کتاب

اہلسنّت پاکٹ بک

مکمل تین حصے

تصنیف

حضرت مولانا علامہ دوست محمد صاحب قریشی نقشبندیؒ

مکتبہ اہلسنّت کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ

نام کتاب ——— اہلسنت پاکٹ بک (تین حصے کامل)

تصنیف ——— علامہ دوست محمد قریشی نقشبندی رح

ناشر ——— صاحبزادہ محمد عمر قریشی مکتبہ اہلسنت کوٹ ادو

مطبوعہ ———

ضخامت ——— ۱۶۱۴ صفحات

بار ششم ——— ذیقعدہ ۱۴۰۳ھ

قیمت ———

اصحابِ رسولؐ

حافظ نور محمد انورؔ

دین و ملت کے طرفدار تھے اصحابِ رسولؐ — ہستیٔ کفر سے بیزار تھے اصحابِ رسولؐ

رحمتِ حق کے طلبگار تھے اصحابِ رسولؐ — دینِ قیم کے نگہدار تھے اصحابِ رسولؐ

زندگی ان کی بسر خدمتِ ملت میں ہوئی — کفر سے برسرِ پیکار تھے اصحابِ رسولؐ

حبِ یارانِ نبیؐ پاک کے جذبے کے سبب — سب کے سب پیکرِ ایثار تھے اصحابِ رسولؐ

اُن کی سطوت کے گواہ آج بھی ہیں بدر و حنین — بخدا ایسے فداکار تھے اصحابِ رسولؐ

ان کے ہر عزم و عمل سے تھا ہراساں باطل — بالیقیں غالبِ کفار تھے اصحابِ رسولؐ

کرتے تھے جان و زر و مال نچھاور حق پر — عدل و انصاف کی سرکار تھے اصحابِ رسولؐ

ان کی ہیبت سے ہوئی شوکتِ کسریٰ نابود — کیا ہی جانباز تھے جرار تھے اصحابِ رسولؐ

ان پہ راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب — اپنے اللہ کے دلدار تھے اصحابِ رسولؐ

دشمنِ دیں پہ جھپٹتے تھے شیروں کی طرح — ربِ قہار کی تلوار تھے اصحابِ رسولؐ

ہو نہ کیوں دہر میں نام اُن کا فروزاں انورؔ

عاشقِ احمدِ مختار تھے اصحابِ رسولؐ

فہرست مضامین

حصّہ دوم

حصہ سوم

کشفِ حقیقت

از

رئیس المقررین حضرت مولانا لطف اللہ صاحب جالندھری مرکزی مبلغ تنظیم اہلسنت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رفیق مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی زاد اللہ علمہ و عملہ میرے ان پرانے دوستوں میں سے ہیں جن کو میں طالب العلمی کے زمانہ سے ہی جانتا ہوں دورۂ حدیث مولانا نے میرے ساتھ ہی مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (بمبئی) میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے پاس پڑھا۔ موصوف کی علمی و عملی خوبیوں کا میں لمبی زمانے سے معترف تھا۔ مگر ان کی موجودہ تبلیغی جدوجہد خصوصاً تحریک تنظیم کی تعمیر و ترقی میں انہوں نے جو بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور جس طرح تقریر و تحریر سے فتنۂ رفض و بدعت کے قلع قمع کی کوشش کی۔ اس نے میرا اعتراف اعتقاد کے درجہ تک پہنچا دیا۔ اب میں ان کی قابلیت کا ہی صرف معترف نہیں بلکہ معتقد بھی ہو گیا ہوں۔

زیرِ نظر اہلسنت پاک بک لکھ کر مولانا نے تمام اہلسنت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ انشاء اللہ اس کی موجودگی میں تردید رفض و بدعت کے سلسلے میں کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں رہے گی۔

لہٰذا تمام حضرات اسے پڑھیں اور دوسروں کو پڑھ کر سنائیں جہاں جہاں فتنۂ رفض و بدعت کے جراثیم پیدا ہو رہے ہیں وہاں فوراً تشکیل تنظیم اہلسنت فرمائیں اس کے بعد مبلغین تنظیم کی خدمات جلیلہ سے فائدہ اٹھائیں۔

آپ کا خادم

لطف اللہ جالندھری جامعہ رشیدیہ ساہیوال

تعارف

از

قائد اہلسنت فخرِ ملت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری

(صدر تحریک تنظیم اہلسنت آل پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی :-

جب اہل سنت میں مسلکی احساس، تڑپ، عمل و حرکت، تنظیم و مرکزیت اور زندگی کا فقدان ہو تو ان کی طرف سے مزاحمت باطل اور دفاع عن الحق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اغیار کی یلغار اور غیلاتِ متاع کا علم و احساس ہو تو مقابلہ، مزاحمت اور تحفظ و مدافعت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اور افرادِ کارواں بادۂ غیرت و حمیت سے سرشار ہو کر حملہ آور پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ لیکن جب اعداء و اغیار کے جارحانہ ارتکاب کا احساس و ادراک ہی نہ ہو اور کارواں کا کارواں اپنی خودی سے غافل، خودداری و خود بقائی سے بے پرواہ ہو کر مست و مدہوش سو جائے تو کمزور سے کمزور دشمن بھی پورے قافلہ کو ٹھکانے لگا کر اپنے ہاتھ رنگ سکتا ہے۔ قلوبِ نازک پر شاید یہ انکشافِ حقیقت بارِ گراں گزرے لیکن یہ حقیقت ہے حقیقت اور سو لا کھ حقیقت۔ کہ آج سوادِ اعظم کا اتنا عظیم قافلہ اس قدر بڑا کارواں اپنی بقاء و حفاظت سے یکسر مستغنی ہو کر عرصۂ حیات میں خود فراموشی کا پیالہ پی کر اور غفلت و بے خبری کی چادر تان کر موت کی آغوش میں گہری نیند سو رہا ہے اس قافلے میں علماء و مشائخ بھی ہیں اور بے علم و بے خبر بھی۔ امراء و رؤسا بھی ہیں اور غرباء و فقراء بھی۔ اس کارواں میں اخیار و ابرار بھی ہیں اور اشرار و بدکردار بھی۔ اتقیاء و صلحاء بھی ہیں اور اہل اثم و عدوان بھی یہ سب کے سب اپنی فطرت، عادت اور نظر و فکر کے مطابق نیک اور بد اعمال و افعال کے دائروں میں

سرگرم عمل اور مصروفِ تگ و تاز ہیں۔

اگر چور ڈاکو اُچکے اور اٹھائی گیرے چوری و قزاقی اور چھینا جھپٹی اور جیب تراشی میں سرگرداں ہیں تو عابد و زاہد اور علماء و مشائخ عبادت و ریاضت اور ذکر و اذکار میں مشغول و مصروف ہیں۔ ملت کے کروڑوں افراد شب خیز و شب بیدار ہیں۔ نماز اُلفت و واجبات سے بڑھ کر نوافل تہجد درود و وظائف اور تسبیح و ورد دیں ماشاءاللہ محو و منہمک رہتے ہیں۔ ہماری ملی زندگی کے تمام گوشوں میں چہل پہل ہے لیکن جہاں تک مسلکی زندگی کا تعلق ہے پوری کی پوری قوم جامد اور مُردہ ہے۔ مسلک حقہ اہلسنت کی بقاء و حفاظت اور پھر اس کی تبلیغ و اشاعت کا کسی کو بھول کر وہم و خیال تک نہیں آتا۔ جہاں دوسرے مسالک و مذاہب میں نیک تو نیک بدکار و فاسق افراد بھی اپنے مسلک کی خدمت میں پیش پیش ہیں وہاں یہ تضاد ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے کہ مسلک حقہ اہلسنت کے نام لیوا بڑے تو بڑے نیک بھی اپنے مسلک کی بقاء و حفاظت اور خدمت و اشاعت کے تصور تک سے ناآشنائے محض ہیں۔ علماء و مشائخ الا ماشاءاللہ کو اس مسلک کی بقاء و سلامتی کا قطعاً کوئی فکر نہیں جس مسلک کے مصلیٰ اور مسند پر وہ متمکن اور جلوہ فرما ہیں۔ ان حالات میں اگر آریہ یا عیسائی شیعہ یا مرزائی ان کے متاعِ ایمان کو دن دہاڑے لوٹ رہا ہے تو انہیں اس کا علم و احساس ہی نہیں۔

مزاحمت و مدافعت اور حفاظت و صیانت کا درجہ تو بعد میں ہے اغیار ہر سمت سے حملہ آور ہیں خرمنِ ایمان پر شرباری پلیٹ فارم اور پریس ہر طرف سے ہو رہی ہے۔ جہاں پلیٹ فارم کے حملوں کی مدافعت کے لئے چشمِ قدرت نے مرکز تنظیم کے مبلغین حضرات کا انتخاب کیا ہے وہاں پریس کے حملوں کی مزاحمت اور دندان شکن جواب دہی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے مرکز تنظیم ہی کو منتخب و مشرف فرمایا ہے۔

شیعہ مذہب مسلک حقہ اہلسنت کی مخالفت کا نام ہے اس کی بنیاد ہی اہلِ اسلام کے بغض و عناد پر استوار کی گئی ہے۔ یارانِ رسول صلعم اور اصحاب نبی کی شانِ اقدس و اطہر میں شرمناک تبرا

اور رسوائے عالم طعن وتشنیع اور بہتان وافترا اس مذہب کا اثاثہ اور سرمایہ حیات ہے۔ پریس اور پلیٹ فارم سے شب و روز ضد لائل و براہین نبوت واصحاب رسول خصوصاً خلفائے رسول پر گولہ باری تشیع کا نصب العین اور مستقل پروگرام ہے اس کے بغیر نہ ماضی میں ان لوگوں کا کوئی کام رہا ہے نہ حال میں کوئی پروگرام ملتا ہے۔ تشیع کے تمام گولے بے جواب گرتے رہے اور خود فراموش و غافل اور اپنی مسلکی زیست و حیات سے مستغنی اہلسنت نے کبھی جماعتی طور پر ان حملوں کا دفاع نہیں کیا۔ خدائے تعالیٰ دنیا و آخرت میں جزا دے صدر مبلغ مرکز تنظیم اہلسنت برادر مکرم حضرت مولانا دوست محمد صاحب قریشی مدظلہ العالی کو جن کی ذات گرامی نے پریس اور پلیٹ فارم کے ان تمام حملوں کے جواب میں "اہلسنت پاکٹ بک" کا ایٹم بم گرایا ہے اور یاران رسولؐ کے تبرائیوں اور مسلک حقہ اہلسنت کے معترضین و مخالفین کے تمام جنگی محاذوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا ہے یہ آپ کو اہلسنت پاکٹ بک کے مطالعہ کے بعد معلوم ہو سکے گا کہ میرا دعویٰ صحیح ہے یا غلط۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

دعا گو

سید نور الحسن بخاری خادم مرکز تنظیم اہلسنت پاکستان (ملتان)

تاثرات

از محترم ملک شیر محمد خان صاحب اعوان مؤلف معرکۂ کربلا

الحمد للہ ہر آں چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید

فتنۂ شیعیت کے طوفان دجل و تلبیس و کذب و افترا کے پیش نظر میرے دل میں مدت سے یہ آرزو جوش زن تھی کہ تحفظ عقائد اہلسنت کے لئے ایک پاکٹ بک شائع کی جائے

تاکہ اسے عوام و خواص حرزِ جان بنا سکیں اور سفر و حضر میں اگر کوئی اعتراض کرے تو اس کا جواب بس کتاب کو دیکھ کر دے سکیں۔ الحمد للہ میری یہ دیرینہ آرزو بر آئی۔ اور یہ مہتم بالشان کام حضرت علامہ دوست محمد صاحب قریشی مدظلہ جو دعوت و تبلیغ، احیاء شریعت، قیام فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے تیغ بے نیام ہیں کے حقیقت نگار ہاتھوں سے پورا ہوا۔

آپ نے "اہلسنت پاک بک" لکھ کر متبعینِ کتاب و سنت پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ حضرت علامہ قریشی صاحب نے اپنی اس کتاب میں شیعیت کی جو نقاب کشائی کی ہے وہ قابلِ داد لائق صاد ہے۔

شیعوں کے جملہ مطاعن کے جوابات نہایت متانت اور شائستگی سے دیئے ہیں۔ فاضل مؤلف نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لئے قرآن حکیم، احادیث نبی کریم، ارشادات ائمہ سادات کی روشنی میں ایسے براہینِ قاطعہ اور دلائلِ ساطعہ پیش کئے ہیں جنکا جواب ہو ہے کہ چنے چبانا ہے۔

کتاب کیا ہے اعدائے کتاب و سنت کے لئے پیامِ موت ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے اس سے بہتر کوئی کتاب ردِ شیعیت میں آج تک شائع نہیں ہوئی میری مخلصانہ سفارش ہے کہ سنیوں کا کوئی گھر حقائق و غوامض اور اسرار و رموز کے اس مرقعِ جمیل سے خالی نہیں رہنا چاہیئے۔

اخیر میں شیعیت زدہ حضرات سے نیازمندانہ استدعا ہے کہ وہ آنکھوں سے تعصب کے شیشے اتار کر "اہلسنت پاک بک" کا بامعانِ نظر و تعمق فکر مطالعہ کریں اور ظلمت و نور میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے معارفِ قرآن کو مشعلِ راہ بنائیں۔ و الی اللہ التوفیق۔

خاکسار

شیر محمد کالاباغ میانوالی ۲۴ مئی ۱۹۵۲ء

(ج) جابجا اس کے الفاظ بدل دیئے گئے۔

(ھ) قرآن مجید کی ترتیب خراب کر دی گئی ہے یعنی سورتوں کی ترتیب اور سورتوں کے اندر جو آیتیں ہیں ان کی ترتیب اور آیتوں کے اندر جو کلمات ہیں ان کی ترتیب اور کلمات کے اندر جو حروف ہیں ان کی ترتیب خراب کر دی گئی۔

کتب شیعہ سے تحریف قرآن مجید

عبارت ۱ وَلَوْ شَرَحْتُ لَكَ كُلَّ مَا أُسْقِطَ وَحُرِّفَ وَبُدِّلَ مِمَّا يَجْرِي هٰذَا الْمَجْرٰى لَطَالَ وَظَهَرَ مَا تَحْظُرُ التَّقِيَّةُ إِظْهَارَهُ۔ احتجاج طبرسی ص ۱۲۸ مطبوعہ ایران

(ترجمہ) اگر وہ سب چیزیں میں تجھے بالتفصیل بتادوں جو آیتیں قرآن مجید سے نکال ڈالی گئیں اور تحریف کی گئیں اور ان کے قائم مقام بدل دی گئیں تو بات لمبی ہو جائے گی اور جس راز کے افشا کرنے سے تقیہ مانع ہے ظاہر ہو جائے گا۔

ناظرین یہ عبارت احتجاج طبرسی کی ہے جس کے مصنف احمد بن ابی طالب طبرسی ہیں۔ آپ مذہب شیعہ کے معتبر مجتہد ہیں۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ اس کتاب میں امام عسکری کے سوا اور جس قدر ائمہ کرام کے اقوال ہیں ان پر اجماع ہے یا ان کو کتب سیر اور عقل سے تائید حاصل ہے اس معتبر کتاب میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ناظرین کے سامنے ہے۔ عبارت اور اس کے ترجمہ کو بار بار پڑھیں اور شیعوں کی قرآن دشمنی کا کھوج نکالیں۔

سو　آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

آیاتِ کلام مجید میں کمی بیشی

عبارت نمبر ۲ عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ إِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي جَاءَ بِهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَبْعَةَ عَشَرَ أَلْفَ آيَةٍ۔ (اصول کافی باب النوادر ص ۶۷۱)

(ترجمہ) امام جعفرؓ نے فرمایا کہ جو قرآن مجید جبریل علیہ السلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ اور ظاہر ہے کہ موجودہ قرآن مجید میں ۶۶۶۶ آیتیں موجود ہیں۔

لہٰذا نصف سے زیادہ قرآن نکل گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ (شیعوں کے نزدیک)

تحریف قرآن کی روایتیں صریح اور متواتر ہیں

عبارت ۳: قَالَ السَّیِّدُ الْمُحَدِّثُ الْجَزَائِرِیُّ مَا مَعْنَاہُ اِنَّ الْاَصْحَابَ قَدْ اَطْبَقُوْا عَلٰی صِحَّۃِ الْاَخْبَارِ الْمُسْتَفِیْضَۃِ الْمُتَوَاتِرَۃِ الدَّالَّۃِ بِصَرِیْحِھَا عَلٰی وُقُوْعِ التَّحْرِیْفِ فِی الْقُرْاٰنِ۔ (فصل الخطاب ص ۳۰)

(ترجمہ) شیعہ کے تمام دوستوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قرآن مجید کی تحریف پر احادیث متواترہ بالصراحت دلالت کرتی ہے۔ لیجئے شیعوں کے ڈھول کا پول کھل گیا اب بھی کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہیں ہیں۔ جبکہ اسی فصل الخطاب ص ۲۲۷ میں چل کر لکھتے ہیں اِنَّ الْاَخْبَارَ الْاِلْفَ تَزِیْدُ عَلٰی اَلْفَیْ حَدِیْثٍ (ترجمہ) تحریف قرآن کے بارے میں شیعوں کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ روایتیں موجود ہیں۔

قرآن کی عدم سالمیت

عبارت ۴: علامہ محسن کاشی (شیعہ) تفسیر صافی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:- اِنَّ الَّذِیْ بَیْنَ اَظْھُرِنَا لَیْسَ بِتَمَامِہٖ کَمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ مِنْہُ مَا اُنْزِلَ اللّٰہُ وَمِنْہُ مَا ھُوَ مُغَیَّرٌ وَمُحَرَّفٌ وَاِنَّہٗ حُذِفَ مِنْہُ اَشْیَاءُ کَثِیْرَۃٌ ۔ ج ۱ ص ۱۲۰

(ترجمہ) بیشک یہ قرآن مجید پورا نہیں جیسا کہ سرورِ کائنات پر اترا بلکہ بعض وہی ہے اور بعض بدلا ہوا ہے اور بعض سے بہت سی چیزیں حذف کی گئی ہیں۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہو گیا کہ شیعہ قرآن مجید کے قائل نہیں ہیں اور جو لوگ برسرِ عام موجودہ قرآن مجید کی حقانیت اور محفوظیت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ سراسر جھوٹ بکتے ہیں اور تقیہ کی آڑ لے کر خلق خدا کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے ذیل کی عبارتیں پڑھیے اور شیعہ مذہب کی حقیقت سمجھئے۔

ترتیب قرآن کے متعلق شیعوں کا عقیدہ

فصل الخطاب صفحہ ۳۰ عبارت ۵

وَ اِنَّہٗ لَیْسَ اَیْضًا عَلَی التَّرْتِیْبِ الْمَرْضِیِّ عِنْدَ اللّٰہِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِہٖ۔

(ترجمہ) تحقیق قرآن مجید اس ترتیب پر نہیں ہے جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو پسند ہو۔

قرآنی عبارت کی سالمیت کا انکار

احتجاج طبرسی صفحہ ۱۲۵ عبارت ۶

اِنَّھُمْ اَثْبَتُوْا فِی الْکِتَابِ مَا لَمْ یَقُلْہُ اللّٰہُ لِیَلْبِسُوْا عَلَی الْخَلِیْقَۃِ۔

(ترجمہ) تحقیق صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید میں ایسی عبارتیں درج کر دیں جو کہ خدا تعالیٰ نے نہیں فرمائی تھیں تاکہ مخلوق کو دھوکہ میں ڈالیں۔

(تعریض) بھلا جس گروہ کا یہ عقیدہ ہو کہ موجودہ قرآن مجید کلام الٰہی اور بندوں کے کلام کا مجموعہ ہے تو کیا اس کے نزدیک قرآن مجید معتبر اور معتمد علیہ کہا جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

قرآن مجید منافقوں نے اپنے خیال کے مطابق بنایا

احتجاج طبرسی صفحہ ۱۳۰ عبارت ۷

فَنَادٰی مُنَادِیْھِمْ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَلْیَاْتِنَا بِہٖ وَ وَکَلُوْا تَاْلِیْفَہٗ وَ نَظْمَہٗ اِلٰی بَعْضِ مَنْ وَّافَقَھُمْ اِلٰی مُعَادَاتِ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ فَاَلَّفَہٗ عَلٰی اِخْتِیَارِھِمْ وَ زَادُوْا فِیْہِ مَا ظَھَرَ تَنَاکُرُہٗ وَ تَنَافُرُہٗ وَ الَّذِیْ بَدَا فِی الْکِتَابِ مِنَ الْاِزْرَاءِ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ فِرْیَۃِ الْمُلْحِدِیْنَ۔

(ترجمہ) صحابہ کے منادی نے یہ اعلان کیا جس کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ ہو پس لے آئے اور اس کی تالیف اور نظم انہوں نے بعض ایسوں کے سپرد کی جو کہ خدا تعالیٰ کے دوستوں کی دشمنی میں ان کے موافق تھے پس ان کے صاحب اختیار نے اس کی تالیف شروع کی اور اس قرآن کے اندر ایسی باتیں بڑھا دیں جن کا خلافِ فصاحت اور قابلِ نفرت ہونا ظاہر تھا اور جو سرورِ کائنات کی قرآن مجید میں ہتک کی گئی ہے یہ اُن بے دینوں کے افترا اور بہتان کے سبب سے ہے۔

عبارت ۸ وَعَنْ

اصلی قرآن مجید میں ائمہ کرام کے نام موجود تھے (شیعوں کا قرآن پر بہتان)

عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ الْقُرْآنَ قَدْ طُرِحَ مِنْهُ آيٌ كَثِيرَةٌ وَلَوْ قُرِئَ الْقُرْآنُ كَمَا أُنْزِلَ لَأَلْفَيْتَنَا فِيهِ مُسَمَّيْنَ۔

(ترجمہ) امام باقرؒ سے منقول ہے کہ قرآن کا بہت سا حصہ نکال دیا گیا اگر قرآن جیسا نازل ہوا ویسا پڑھا جائے تو اے مخاطب ہمارے ناموں کو اُس قرآن میں ضرور موجود پاتا۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فِي وِلَايَةِ

وہ آیتیں جن میں تحریف کی گئی (قرآن میں غلطی کی پہلی روایت)

عَلِيٍّ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا۔ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ (اصول کافی باب فیہ نکت ونتف من التنزیل فی الولایۃ)

(ترجمہ) امام جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ اصل میں وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فِي وِلَايَةِ عَلِيٍّ تھا (اور آگے کہتے ہیں) اسی طرح نازل ہوئی ہے آیت۔

[چند ضروری نوٹ] (۱) شیعہ لوگ ہر اچھے بُرے مطلب کو امام جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان پلیدیوں سے مبرا اور منزہ ہیں۔

(۲) امام اہلسنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ یہ لطیفہ بھی معلوم ہو گا کہ فوز عظیم کا وعدہ صرف امیر علیہ السلام کی اطاعت پر ہے جو ولایت علی سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان ھذا البھتان عظیم۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلٰى آدَمَ مِنْ قَبْلُ

قرآن مجید میں غلطی کی دوسری روایت (اصول کافی)

كَلِمَاتٍ فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ فَنَسِيَ هٰكَذَا وَاللّٰهِ أُنْزِلَتْ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ یعنی قرآن مجید لَقَدْ عَهِدْنَا إِلٰى آدَمَ مِنْ قَبْلُ کلمات فنسی غلط ہے حقیقت میں فی محمد وعلی وفاطمۃ والحسن والحسین تھا اور خدا کی قسم خدا تعالیٰ نے نازل اسی طرح فرمایا مگر دشمنوں نے کاٹ کر نکال دیا۔

یہ ہیں علماء شیعہ اور علماء شیعہ کے نزدیک ائمہ معصومین کی علمیت ایسی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب کسی کو گمراہ کرنا ہے تو پہلے ذہنیت سلب کر لیتا ہے۔ بھلا کہاں آدم علیہ السلام سے خدا وندی عہد اور اس کی اہمیت اور کہاں یہ بے تکی بات اور بے ڈھنگا جوڑ۔

قرآن مجید میں غلطی کی تیسری روایت (اصول کافی)

اَمَّا مَا كَانَ نَزَلَ لَا فَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَهُوَ قَوْلُهُ تَعَالٰی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِقَارِئِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ خَيْرَ اُمَّةٍ يَقْتُلُوْنَ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقِيْلَ لَهٗ فَكَيْفَ نَزَلَتْ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّمَا اُنْزِلَتْ خَيْرَ اَئِمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ (تشریح) تفسیر قمی میں جہاں ان آیات کو پیش کیا گیا ہے، جو قرآنی عبارت کے خلاف ہیں وہاں یہ آیت بھی ہے کہ ایک قاری نے امام جعفر صادقؓ کے سامنے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ پڑھا آپ نے فرمایا اچھی امت ہے جس نے حضرت علی المرتضیٰؓ اور حسنین کریمین کو قتل کیا تو پھر پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی ہے اے رسول اللہ کے بیٹے پس آپ نے فرمایا نازل ہوئی ہے۔

خدا جانے یہ لوگ کس جہاں میں بستے ہیں نہ تو ائمہ کرام پر بہتان تراشی سے گریز کرتے ہیں اور نہ غلط بیانی سے ڈرتے ہیں۔

معمولی سے معمولی تعلیم یافتہ انسان بھی اگر غور سے کام لے تو وہ بھی شیعوں کی اس غلط روی اور کج فہمی پر مطلع ہو سکتا ہے۔

کہاں آیت میں فریضہ تبلیغ کا امت محمدی کے لئے ضروری ہونے کی اہمیت اور کہاں ائمہ پر اس کا حصر۔ بالفرض اگر آیت کو شیعوں کے قول کے مطابق اسی طرح مان لیا جائے تو پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف آئمہ کرام پر ہی فرض رہے گا۔

(۱) تو سوال یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک جب حضرت علی المرتضیٰ خیر آئمہ ہیں تو انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کیوں ترک کیا جبکہ شیعوں کے ظن فاسد کے پیش نظر

منبرِ نبویؐ فساق کے ہاتھ میں چلا گیا تھا۔ قرآن مجید میں بشری کلام کو داخل کیا جا رہا تھا اہلبیت کا حق چھینا جا رہا تھا نماز میں بدعتیں شامل کی جا رہی تھیں۔

(۲) روضۂ رسول اللہ کے نزدیک ترین نبویؐ میں دین حنیف کی جنگ کی جا رہی تھی۔ خدا نخواستہ انہوں نے امر بالمعروف کو ترک کیا تو گویا شیعوں کی روایت کے مطابق حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار اور خیر اُمت باقی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ کون ایسا کج فہم انسان ہے جو ظاہری نص کے مطلب کو چھوڑ کر قاتلینِ اہلبیت کو خیرُ اُمّۃ کا مصداق قرار دے دے۔

فافہم ولا تکن من الجاہلین۔

قرآن مجید میں غلطی کی چوتھی روایت (اصول کافی ص۲۶۵)

اَخْبَرَہٗ رَجُلٌ عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قُلْ اِعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ قَالَ لَیْسَ ھٰکَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّمَا ھِیَ وَالْمَأْمُوْنُوْنَ فَنَحْنُ الْمَأْمُوْنُوْنَ۔ (۱) یعنی قرآن مجید میں مومنون کا لفظ غلط ہے اصل میں والمامونون تھا اور ہم ہی مامونون ہیں۔

قرآن مجید میں غلطی کی پانچویں روایت (تفسیر صافی ص۱۲۰)

قُرِئَ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا فَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰہِ وَاجْعَلْ لَنَا مِنَ الْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا یعنی واجعلنا غلط ہے واجعل لنا صحیح ہے متقین غلط ہے من المتقین صحیح ہے۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

قرآن مجید میں غلطی کی چھٹی روایت (کافی کتاب الروضہ ص۱۴۷)

عَنِ الرِّضَا عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا، حالانکہ حقیقت میں فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی ساتویں روایت (اصول کافی ص۲۶۴)

عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ

علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد الآیۃ ھکذا یا ایھا الذین اوتوا الکتب اٰمنوا بما نزلنا فی علیٍ نوراً مبینا " حالانکہ فی علیؐ کے درمیان میں لانے سے آیت کا مفہوم کالعدم ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی آٹھویں روایت (اصول کافی ص) سال سائل بعذاب واقع للکافرین بولایۃ علیٍ لیس له دافع حالانکہ بولایۃ علیٍ کا یہاں مطلقاً جوڑ لگ ہی نہیں سکتا۔

قرآن مجید میں غلطی کی نویں روایت (اصول کافی ص) فبدل الذین ظلموا آل محمدٍ حقھم قولاً غیر الذی قیل لھم فانزلنا علی الذین ظلموا رجزا من السماء۔

لمحہ فکریہ ناظرین شیعوں کی دیدہ دلیری غلط بیانی اور طوطا چشمی ملاحظہ فرمائیے علاوہ قرآن مجید کھول کر اس آیت کے مضمون کو پڑھیے کیا اس آیت کا آل محمد کے ساتھ ذرہ بھر بھی تعلق ہے۔

فرقہ اہل تشیع ہمیشہ اس کوشش میں لگا ہوا ہے کہ کسی طریقہ سے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ عثمان غنیؓ اور عائشہ صدیقہؓ کو آیات قرآن مجید سے مجرم اور ظالم ثابت کیا جائے چنانچہ اس آیت کی تحریف میں بھی ان کی ناپاک مساعی کو دخل ہے حالانکہ اہل علم طبقہ جانتا ہے کہ اس آیت کو یاران نبی کو جان نثاران مصطفےٰؐ کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ لیکن بالفرض اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو میں شیعہ مجتہدین سے پوچھتا ہوں۔

(۱) کیا تمہارے نزدیک اہلبیت پر ظلم کرنے والوں سے مراد واقعی اصحاب ثلثہ ہیں۔

(۲) اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو ان کے علاوہ جو لوگ ظالم ہیں ان کا تعین فرمائیے۔

(۳) اور اگر جواب اثبات میں ہے تو بتائیے ان پر آسمان کی طرف سے کون سا عذاب نازل ہوا۔

(۴) کیا یہی کہ ان کو زندگی میں خدمت کرنے کا موقع نصیب ہوا اور مرنے کے بعد روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جگہ ملی۔

(۵) کیا یہی کہ ان کو تسلط ملا اقتدار ملا کونے کونے میں ان کے ذریعے اسلام پھیلا بیسیوں ملک

سینکڑوں شہروں اور ہزاروں قصبوں میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ پہنچایا آج بھی ان کے جوتوں کی برکت سے عجم پر دین کا اثر باقی ہے۔

قرآن مجید میں غلطی کی دسویں روایت کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ بِوِلَایَۃِ عَلِیٍّ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ ۱۲ حالانکہ قرآن مجید میں بولایۃ علی کا لفظ نہیں ہے۔

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

مذکورہ بالا مبحث کا خلاصہ مذکورہ بالا شیعی روایات کو اگر بغور دیکھا جائے تو قرآن مجید کے متعلق شیعوں کے حسب ذیل عقائد معلوم ہوتے ہیں

دوبارہ پڑھئے اور اطمینان کیجئے۔

(۱) بہت سی آیتیں قرآن مجید سے نکال دی گئیں	عبارت ۱ احتجاج طبرسی ص ۱۲۹
(۲) بہت سی قرآنی عبارتیں بدل دی گئیں	″ ″ ″
(۳) اصلی قرآن مجید کی آیتیں سترہ ہزار تھیں لہٰذا یہ قرآن ناقص ہے	عبارت ۲ اصول کافی ص ۶۷۰
(۴) تحریف قرآن کے مسئلہ پر اکثر شیعوں کا اتفاق ہے	عبارت ۳ فصل الخطاب ص ۳۰
(۵) کتب شیعہ کی متواتر حدیثیں تحریف قرآن پر صراحتہً دلالت کرتی ہیں	عبارت ۳ ″
(۶) تحریف قرآن کے متعلق شیعوں کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں	″ ″ ص ۲۴۸
(۷) موجودہ قرآن مجید ناقص ہے	عبارت ۴ دیباچہ تفسیر صافی
(۸) قرآن مجید کی ترتیب خدا کی مرضی کے خلاف ہے	عبارت ۵ فصل الخطاب ص ۳۰
(۹) قرآن مجید میں ایسی باتیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ نے نہیں کہیں	عبارت ۶ احتجاج طبرسی ص ۱۲۵
(۱۰) موجودہ قرآن مجید کو اولیاء الدین کے دشمنوں نے جمع کیا ہے	عبارت ۷ ″ ص ۱۳۰
(۱۱) موجودہ قرآن مجید میں خلاف فصاحت اور قابل نفرت الفاظ موجود ہیں	″ ص ۳۰
(۱۲) قرآن مجید میں ارواح کائنات کی ہتک بھی کی گئی ہے۔	″ ″ ″

حضرات! جب آپ نے معلوم کر لیا کہ موجودہ قرآن کے متعلق شیعوں کے یہ عقائد ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک جو قرآن معتبر ہے وہ کیا ہے اور کہاں ہے اس کے جواب میں ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

شیعوں کا قرآن اور اس کی حقیقت (اصول کافی ص۱۴۶ مطبوعہ نولکشور)

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي أَسْئَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ أَهٰهُنَا أَحَدٌ يَسْمَعُ كَلَامِي قَالَ فَرَفَعَ أَبُو عَبْدِ اللهِ سِتْرًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ بَيْتٍ آخَرَ فَاطَّلَعَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ شِيعَتَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ عَلِيًّا بَابًا يُفْتَحُ لَهُ مِنْهُ أَلْفُ بَابٍ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَّمَ رَسُولُ اللهِ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلْفَ بَابٍ قَالَ قُلْتُ وَاللهِ هٰذَا الْعِلْمُ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً فِي الْأَرْضِ ثُمَّ قَالَ وَإِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا الْجَامِعَةُ قَالَ صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ رَسُولِ اللهِ ثُمَّ قَالَ وَإِنَّ عِنْدَنَا الْمُصْحَفَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا مُصْحَفُ فَاطِمَةَ قَالَ مُصْحَفٌ فِيهِ مِثْلُ قُرْآنِكُمْ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاللهِ مَا فِيهِ مِنْ قُرْآنِكُمْ حَرْفٌ وَاحِدٌ۔

ابو بصیر راوی نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق پر داخل ہوا پس میں نے عرض کی میں تجھ پر قربان کیا جاؤں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھ سکتا ہوں کیا یہاں میری بات کو کوئی اور بھی سن رہا ہے پس امام صاحب نے اپنے اور گھر کے درمیان پردہ اٹھایا اور جھانک کے دیکھا پس فرمایا اے ابا محمد پوچھ جو چاہے میں نے عرض کی میں قربان کیا جاؤں آپ کے شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت علیؓ کو ایسا باب سکھایا جس سے ہزار باب کھلتے ہیں آپ نے اسے تسلیم فرمایا تو میں نے عرض کی خدا کی قسم یہ تو علم ہے پس آپ نے تھوڑی دیر زمین میں گھر چا پس فرمایا

ہمارے پاس جامع بھی ہے اور ان کو کس نے بتلایا ہے کہ جامعہ کیا ہے پس میں نے پوچھا قربان جاؤں جامعہ کیا ہے فرمایا ایک صحیفہ (قرآن) ہے جو حضورؐ کے ہاتھ سے ستر ہاتھ ہے پھر فرمایا ہمارے پاس سیدۃ النساء کا قرآن (مصحف) بھی ہے میں نے پوچھا وہ مصحف کیسا ہے فرمایا قرآن ہے جو تمہارے قرآن جیسے تین قرآن اس میں آجائیں اور خدا کی قسم تمہارے قرآن مجید کا ایک حرف بھی اس میں نہیں ہے۔

سمجھ لیا ہے شیعوں کا قرآن کہ طول ستر ہاتھ عرض اونٹ کی ٹانگ کے برابر اور کھول کے دیکھو تو قرآن مجید کا ایک لفظ بھی ندارد (اعاذنا اللہ عن مثل ھذا الکتاب) تعجب ہے کہ اتنے بڑے قرآن میں جب ہمارے قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے تو نہ معلوم وہ جاپانی بولی میں ہوگا یا سنسکرت میں۔

شیعہ پاکٹ بک کے چند غلط جملے اور ان کے جوابات

مرزا احمد علی مصنف پاکٹ بک شیعہ نے اصل بحث کو خلط ملط کرنے کے لئے دو عنوان قائم کر کے ایک زبردست چالاکی کی ہے۔

عنوان ۱ :- تقدیس القرآن از شیعہ اہل ایمان

عنوان ۲ :- سنی روایات اور قرآن

عنوان ۱ میں من لا یحضرہ الفقیہ ص ۲۳۷، نہج البلاغت ص ۱۶۲، ص ۱۸۳، مرآۃ العقول ص ۵۲۹، ص ۴۵، ص ۸۱۲، ص ۸۹، ص ۱۳۸، ص ۱۷، ص ۲۹۰، صحیفہ علویہ ص ۲۱۲، صحیفہ سجادیہ ص ۱۳۰، معالم الاصول ص ۱۵۲، اصول کافی ص ۵۳۰ و ص ۱۳۱، زاد المعاد مجلسی ص ۱۷۷ تک جو حوالجات پیش کئے گئے ہیں۔ ان میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دیکھئے ہماری کتابوں میں قرآن مجید کا تذکرہ موجود ہے اگر ہم لوگ قرآن مجید کے منکر ہوتے تو یہ ذکر نہ ہوتا حالانکہ یہ ایک زبردست مغالطہ ہے جس سے جاہلوں اور ناواقفوں کو تو دھوکا دیا جاسکتا ہے، مگر سمجھدار ایسے ملمع جال میں نہیں پھنس سکتا۔

اظہار حقیقت

(۱) واقعہ یہ ہے کہ ان حوالجات کی عبارت کو اگر بغور دیکھا جائے تو ان میں بغیر قرآن مجید کی فضیلت کے اور کچھ نہیں ملتا لیکن جو مسئلہ ہمارے اور شیعہ کے درمیان متنازعہ فیہ ہے کہ شیعہ موجودہ قرآن مجید کو ناقص، مُبدل اور محرف اور ناقابل قبول مانتے ہیں۔

اس کا انکار ان روایات میں نہیں ہے مطلق شان قرآن کا قائل ہونا اور بات ہے موجودہ قرآن کو محفوظ عن التبدیل والتحریف سمجھنا اور بات ہے۔

(۲) اسی طرح منتخب الرسائل یا جامع عباسی کے جتنے حوالجات دیئے گئے ہیں وہ احکام مس القرآن سے متعلق ہیں اور ان میں بھی اصل بحث ندارد ہے۔

(۳) اس کے بعد اعجاز القرآن، ازالۃ القلیل اور اعتقادیہ کی عبارتیں بھی اصل بحث پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے کلام کا محافظ ہے جس کی تاویل مولوی فرمان علی شیعہ قرآن مجید کے حاشیہ پر یوں بیان کرتا ہے۔ اگر قرآن مجید کا ایک نسخہ بھی دنیا میں محفوظ رہ جائے تب بھی اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ صادق آسکتا ہے۔

نوٹ:۔ گویا شیعوں کے نزدیک سارے جہاں میں صرف ایک ہی نسخہ ہے جسے اصلی قرآن کہا جاتا ہے اور وہ امام مہدی کے پاس موجود ہے۔

مُغالطہ ۱ اور اس کا جواب

تقریر مغالطہ مرزا احمد علی (شیعہ) تفسیر صافی ص۱۵ کی یہ روایت پیش کر کے پبلک کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ قَالَ شَیْخُ الطَّائِفَۃِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطُّوْسِیِّ فِیْ تِبْیَانِہٖ وَاَمَّا الْکَلَامُ فِیْ زِیَادَتِہٖ وَنُقْصَانِہٖ فَمَا لَا یَلِیْقُ بِہٖ لِاَنَّ الزِّیَادَۃَ فِیْہِ مُجْمَعٌ عَلٰی بُطْلَانِہٖ وَاَمَّا النُّقْصَانُ مِنْہُ فَالظَّاھِرُ اَیْضًا مِّنْ مَذْھَبِ الْمُسْلِمِیْنَ خِلَافُہٗ وَھُوَ بِالصَّحِیْحِ مِنْ مَذْھَبِنَا یعنی شیخ الطائفہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں کمی بیشی کے متعلق بات چیت کرنا بے سود ہے کیونکہ زیادتی تو بالاجماع باطل ہے رہا نقصان وہ بھی مسلمانوں کے مذہب کے خلاف ہے اور ہمارے صحیح مذہب کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

(**جواب ۱**) مرزا احمد علی صاحب آپ شیخ الطائفہ کا قول نقل کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اولاً تو شیخ الطائفہ کا درجہ علماء شیعہ کے نزدیک ایک مجتہد کا ہے جو

مذہب شیعہ کی پوری ترجمانی نہیں کر سکتا۔

ثانیاً یہ کہ شیخ الطائفہ کی عبارت کا ایک ایک لفظ اپنی اپنی جگہ پر قابل اعتراض ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ زیادتی تو بالاجماع باطل ہے حالانکہ یہ صراحتاً جھوٹ ہے کیونکہ احتجاج طبرسی ص۱۲۵ میں وارد ہے اِنَّهُمْ اَثْبَتُوْا فِی الْکِتٰبِ مَا لَمْ یَقُلْهُ اللّٰهُ یعنی ان صحابہؓ نے قرآن میں ایسی چیزیں بڑھا دی ہیں جو خدا تعالٰے نے نہیں فرمائیں، سو معلوم ہوا کہ شیخ الطائفہ صاحب نے اس بیان میں تقیہ سے کام لیا ہے جو کہ شیعہ کے نزدیک افضل ترین عبادت ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں رہا نقصان تو وہ بھی مسلمانوں کے نزدیک خلاف مذہب ہے اگر ان کی مراد مسلمانوں سے اہلسنت والجماعت ہیں تو بچشم ما روشن دلِ ما شاد، لیکن طائفہ شیعہ کے لئے بہت بھاری تیر ہے اور خدا نخواستہ اگر ان کی مراد مسلمانوں سے شیعہ صاحبان ہیں تو پھر

بریں عقل و ہمت بباید گریست

اور محض تقیہ کی آڑ میں ان کی خوش فہمی سمجھئے یا دیدہ دلیری کیونکہ ان کی کتابوں میں امام جعفر صادق کی روایت موجود ہے فرماتے ہیں۔ قَدْ طُرِحَ مِنْهُ اٰیٌ کَثِیْرَةٌ۔

(ترجمہ) اس قرآن مجید میں سے بہت سی آیتیں نکال دی گئی ہیں۔

(جواب ۲) شیعوں نے جب اپنے اصل قرآن کی آیتیں اور ان کی تعداد امام معصوم کی زبان سے بتا دی ہیں تو اس کے مقابلے میں ایسی غلط عبارتیں پیش کرنا اپنے جہل کا اقرار کرنا ہے۔

(جواب ۳) احتجاج طبرسی ص۱۱۹ تا ص۱۳۲ میں ہے کہ ایک زندیق وقت نے حضرت علی المرتضٰی کے سامنے قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھ کر اعتراضات بیان کئے جس کے بیان میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا فَهُمْ مَا قَدَّمْتُ ذِکْرَهٗ مِنْ اِسْقَاطِ الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْقُرْاٰنِ

(ترجمہ) اس کی وجہ وہی ہے جو میں تجھ سے پہلے بیان کر چکا ہوں جو کہ منافقوں نے قرآن مجید سے بہت کچھ نکال ڈالا ہے۔

بتائیے مرزا صاحب اب بھی شیخ الطائفہ کا قول آپ کے لئے مؤید و مفید ثابت ہو سکتا ہے؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے　　٭　　نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

مغالطہ ۲ اور اس کے جوابات

اس کے بعد مرزا العقول ص۱۸۱ کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں۔

فَذَهَبَ الصَّدُوْقُ وَابْنِ بَابُوَيْه وَجَمَاعَتُهٗ اِلٰى اِنَّ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَغَيَّرْ عَمَّا اُنْزِلَ

(ترجمہ) پس مذہب صدوق اور ابن بابویہ اور اس کی جماعت کا یہ ہے کہ جس طرح قرآن نازل ہوا ہے اس سے نہیں بدلا گیا۔ ۱۲

(جواب ۱) صدوق اور ابن بابویہ کا مذہب انفرادی مذہب ہے وہ تمام شیعہ کے پورے مذہب کی ترجمانی نہیں کرسکتا جبکہ اقلیت میں ہیں۔ القلیل کالعدوم۔

(جواب ۲) اگر صدوق و ابن بابویہ کا مذہب تسلیم کرلیا جائے تو بتائیے انہوں نے آج تک قائلین تحریف کی تکفیر کی یا تحریفی روایات کا ترتیب وار جواب دیا یا تمام شیعوں نے ان کے مذہب کو قبول کرتے ہوئے اپنے مذہب سے توبہ کی فَاْتُوْا بِهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ٭

(جواب ۳) حقیقت میں پہلے کی طرح یہ بھی ایک چال ہے جس سے خلق خدا کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ ورنہ جب اصول کافی ص۱۳۹ سنہ ۱۳۰۲ھ مطبوعہ نولکشور میں ہے۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا جَعْفَرٍ يَقُوْلُ مَا ادَّعٰى اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ اَنَّهٗ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ كَمَا اُنْزِلَ اِلَّا كَذَّابٌ وَمَا جَمَعَهٗ وَمَا حَفِظَهٗ كَمَا نَزَّلَهُ اللّٰهُ اِلَّا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَالْاَئِمَّةُ مِنْ بَعْدِهٖ۔ (ترجمہ) حضرت جابرؓ نے کہا میں نے امام محمد باقر سے سنا وہ کہتے تھے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نے سارے قرآن کو جمع کیا جیسا نازل ہوا وہ کذاب ہے تنزیل کے مطابق بغیر علی بن ابی طالب کے نہ کسی نے جمع کیا اور نہ کسی نے یاد کیا ۱۲ تو پھر انکار کرنا کیسا۔

اس سے واضح ہوگیا کہ موجودہ قرآن مجید شیعہ کے نزدیک غیر مکمل اور غیر مرتب ہے اصل قرآن وہی ہے جو علی المرتضیٰؓ اور ائمہ کرام کے پاس موجود ہے لہٰذا مرزا صاحب کی پیش کردہ عبارتیں بالکل ہی ناقابل قبول ہیں ؎

لاکھوں چھپایا راز محبت نہ چھپ سکا ٭ آنکھوں نے رو کے یار سے اظہار کردیا

مغالطہ ۳ اور اس کے جوابات

انیس الاعلام اور مصائب النواصب ص۲۹ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ محققین شیعہ تحریف و تبدیل قرآن کے قائل نہیں ہیں۔

(جواب ۱) کیا دیدہ دلیری ہے کہ حوالہ جات کا ڈھیر لگا دیا اور اصل مطلب کو چھپا لیا (مرزا صاحب) کیا آپ کے نزدیک احمد بن ابی طالب طبرسی، باقر مجلسی مصنف حیات القلوب و جلاء العیون، محمد بن یعقوب کلینی مصنف اصول کافی اسی طرح علامہ کاشی اور اکثر ہیں سے حضرت حیدر کرار امام جعفر صادق یہ سب کے سب غیر محقق ہیں جبکہ یہ سب کے سب آپ کے نزدیک تحریف تبدیل تغیر تزاید تناقص قرآن کے قائل ہیں۔ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

(جواب ۲) افسوس کہ مرزا صاحب اپنی پیاری تصنیف (الانصاف فی الاختلاف) کو بھول گئے اگر آپ اس مغالطہ کے پیش کرنے سے پہلے اسی کتاب کا دوبارہ مطالعہ فرما لیتے تو آپ کو ایسی جاہلانہ غلطی کرنے کی جرأت نہ ہوتی، عبارت یوں ہے۔

"حضرت عثمانؓ کا قرآن کی نقلوں کو پھیلانا مسلم! لیکن ترتیب قرآن ان کی غلطت از اسلام کو طشت از بام کرتی ہے اگر وہ حضرت علیؓ کے جمع شدہ قرآن کو رائج کرتے تو ان پر کوئی الزام عاید نہ ہوتا آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ہم نمونہ کے طور پر اس ترتیب کی چند غلطیوں کو ظاہر کرتے ہیں ۱۲

ناظرین مرزا صاحب کی دورنگی چال کو آپ نے یقیناً بھانپ لیا ہوگا کہ برسر اعلان قرآن مجید کی تحریف و تبدیل کا انکار کرتے ہیں لیکن درپردہ اپنی تصنیفات میں نہ صرف اقرار کرتے ہیں بلکہ ترتیبی غلطیوں سے آگاہی کی بھی خبر دے رہے ہیں۔ ؎

آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابدالدہر بماند

پھر ترتیبی غلطیوں کی آگاہی پر صرف اکتفا نہیں ہے بلکہ تبرا اور گالی گلوچ جیسی پلید اور خبیث غذا کو بھی تناول فرمانے لگے ہیں۔ بدیں الفاظ "لیکن ترتیب قرآن ان کی غفلت از اسلام کو

طشت از بام کرتی ہے "اِنْ ھٰذَا اِلَّا بُھْتَانٌ" میں مرزا صاحب کو ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں آپ کے پاس پیش اور مرتب قرآن ہے تو لائیے ورنہ خدا کے قرآن پر اعتراض کرکے دنیا کے اندر شور نہ مچائیے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ

(جواب ۳) لیجئے حضرت علی المرتضیٰ کا ارشاد شیعوں کی کتابوں سے پڑھیئے اور انصاف کیجئے وَلَوْ عَلِمَ الْمُنَافِقُوْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ مِنْ تَرْکِ الْاٰیٰتِ الَّتِیْ بَیَّنْتُ لَکَ تَاْوِیْلَھَا لَاَسْقَطُوْھَا مَعَ مَا اَسْقَطُوْا مِنْہُ (ترجمہ) اگر منافقوں کو خدا ان پر لعنت کرے یہ معلوم ہو جاتا کہ ان آیات کے چھوڑ دینے میں ان کا نقصان ہے جن کی تاویل میں نے تجھ سے بیان کی تو ضرور وہ آیتوں کو بھی نکال ڈالتے ان آیات کے ساتھ جن کو انہوں نے نکال ڈالا ہے۔ اس عبارت سے روزِ روشن کی طرح واضح معلوم ہوتا ہے کہ شیعوں کے نزدیک علی المرتضیٰؓ موجودہ قرآن مجید کے ناقص ہونے کے قائل تھے اب ایک طرف مرزا احمد علی صاحب شیعہ اپنی کتابوں کی یہ روایت سامنے رکھیں اور دوسری طرف اپنے محققین کی عبارتیں پھر بتائیں کہ ان کے نزدیک ان کے محققین کا قول واجب التسلیم ہے یا امام برحق کا۔ ؎

عجب مشکل میں آیا پھنسنے والا جیب و داماں کا
ادھر ٹانکا ادھر اُدھڑا ادھر ٹانکا ادھر اُدھڑا

شیعہ تحریف قرآن کے قائل کیوں ہوئے

حضرات سطور بالا میں علی سبیل الاختصار آپ نے معلوم کر لیا کہ شیعہ کے سب ائمہ ان کی روایت کے مطابق تحریف قرآن کے قائل تھے جیسا کہ تفسیر صافی صفحہ ۱۳ کی عبارت سے عیاں ہے وھو ھذہ

وَاَمَّا اِعْتِقَادُ مَشَائِخِنَا فِیْ ذٰلِکَ فَالظَّاھِرُ مِنْ ثِقَۃِ الْاِسْلَامِ مُحَمَّدِ بْنِ یَعْقُوْبَ الْکُلَیْنِیْ اَنَّہٗ کَانَ یَعْتَقِدُ التَّحْرِیْفَ وَالنُّقْصَانَ لِاَنَّہٗ رَوٰی رِوَایَاتٍ فِیْ ھٰذَا الْمَعْنٰی فِیْ کِتَابِہِ الْکَافِیْ وَلَمْ یَتَعَرَّضْ لِقَدْحٍ فِیْھَا مَعَ ذِکْرِہٖ فِیْ اَوَّلِ الْکِتَابِ اَنَّہٗ کَانَ یَثِقُ بِمَا رَوَاہُ فِیْہِ وَکَذٰلِکَ اُسْتَاذُہٗ عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ الْقُمِّیُّ فَاِنَّ تَفْسِیْرَہٗ مَمْلُوٌّ مِنْہُ فَاِنَّہٗ اَیْضًا نَسَجَ عَلٰی مِنْوَالِھِمَا فِیْ کِتَابِ الْاِحْتِجَاجِ۔ (ترجمہ) شیعہ کہتے ہیں ہمارے مشائخ کا اعتقاد تحریف و نقصان قرآن سے متعلق واضح ہے چنانچہ ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی کا بھی اعتقاد یہی

ہے کیونکہ اس نے اصول کافی کے اندر تحریف کی بے شمار روایتیں نقل بھی کی ہیں اور ان کی تردید بھی نہیں کی اور ساتھ ساتھ اوائل کتاب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ اس کتاب میں میں نے معتمد علیہ روایتیں نقل کی ہیں اسی طرح قمی صاحب، ان کی تفسیر تو روایاتِ تحریف سے لبریز ہے۔ رہے طبرسی صاحب وہ بھی وہی لائن چلے جو وہ چلے گویا سارا آوے کا آوا ہی ختم ہے۔

چند تاریخی واقعات سے حقیقت کا انکشاف

جو لوگ اتنی روایات کے باوجود تقیہ کی آڑ لے کر تحریف قرآن کا انکار کر دیتے ہیں مجھے ان کی اس دیدہ دلیری اور غلط بیانی پر حیرت سی آتی ہے دور نہ جایئے صرف اسی روایت کو لے لیجئے اس روایت میں شیعوں کے دو بڑے مشائخ کا ذکر ہے۔ ایک حضرت کلینی صاحب اور دوسرے قبلہ قمی صاحب، اوّل شاگرد ہیں تو ثانی استاذ، دونوں ایک ہی چکی کے پاٹ ہیں اور ایک ہی بلڈنگ کے ستون ہیں، گویا تحریفی پارٹی کے ایک چیئرمین ہیں تو دوسرے پروپیگنڈہ سیکرٹری۔

قبلہ قمی صاحب کے متعلق فہرست طوسی مطبوعہ کلکتہ ص ۲۰۹ میں لکھا ہے عَلِیُّ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ بْنُ هَاشِمٍ الْقُمِّیُّ اَبُوالْحَسَنِ ثِقَةٌ فِی الْحَدِیْثِ ثَبْتٌ مُعْتَمَدٌ صَحِیْحُ الْمَذْهَبِ۔ یعنی قمی صاحب پکے معتمد ہیں صحیح المذہب ہیں اور کلینی صاحب کی ولادت امام حسن عسکری کے زمانہ میں ہوئی ہے اس زمانہ میں اصحاب ائمہ کا زیارت کرنا یقینی امر ہے ویسے ان کے متعلق شیعی حلقوں میں عام مشہور ہے کہ آپ نے امام صاحب الامر کے سفیروں سے بھی ملاقات کی ہے اور ان کی وساطت سے اپنی کتاب کافی بھی دکھلائی ہے لہٰذا غیبت صغریٰ کے آخر زمانہ تک جس موثق کتاب میں نہایت شد ومد کے ساتھ جس مسئلے کا تذکرہ کیا گیا ہو وہ یقیناً اس مسئلے کی حقانیت اور واقعیت پر دلالت کرتا ہے سو معلوم ہوا اس زمانہ تک بلا اختلاف ائمہ کرام اور ان کے شیعہ صاحبان تحریف ونقصانِ قرآن کے قائل تھے اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ تحریف کے قائل ہوئے کیوں؟ میں کہتا ہوں کہ اگر شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہ ہوتے تو ان کے مذہب کا ایک حرف بھی نہ بچتا تو یوں سمجھئے کہ شیعوں کو یقین تھا کہ قرآن کی سالمیت میں ہماری موت ہے لہٰذا تحریف قرآن کا عقیدہ دنیا میں مشہور کرکے انہوں نے اپنے آپ کو بچا لیا۔

بدنام ہوئے تو کیا نام نہ ہوگا

بیان وجوہ:- اوّلاً یہ کہ شیعہ مسئلہ امامت کو ایمان کے اصول میں شمار کرتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اس کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

ثانیاً شیعہ بغیر چند افراد کے تمام صحابہ کرامؓ کے دشمن ہیں اور ان کو بے ایمان تصور کرتے ہیں مگر قرآن مجید میں بہ جا بجا ان کی تعریفیں موجود ہیں۔

ثالثاً حضرت عثمانؓ کو ملعون بنانا تھا۔

اگر تحریف قرآن کے من گھڑت مسئلے کو مشہور نہ کرتے تو یقیناً نہ بچ سکتے تھے اب جب ہی ان سے سوال کیا جاتا ہے کہ صاحب یہ مسئلہ یا یہ اصل قرآن مجید سے ثابت کیجئے تو فوراً ان کا جواب موجود ہے کہ نہ موجودہ قرآن سالم ہے اور نہ ہمارا مذہب اس میں موجود ہے۔

موجودہ قرآن پر شیعوں کے چند اعتراضات

جب شیعی مجتہدین اور ذاکرین مسئلہ ایمان بالقرآن میں تنگ آنے لگتے ہیں تو اپنے بچاؤ اور سوادِ اعظم حضرات اہلسنت کو مورد الزام ٹھہرانے کے لئے چند اعتراضات کیا کرتے ہیں۔ جن میں سے بعض کو تو مرزا صاحب نے "شیعہ پاکٹ بک" میں درج کر دیا ہے اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان کی باقی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسی بنا پر ذیل میں ہم سب سے پہلے شیعی اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات تحریر کریں گے۔

شیعوں کا پہلا اعتراض اور اس کے جوابات

(۱) اَسْقَطَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مِنْ مُصْحَفِهٖ اُمَّ الْقُرْاٰنِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے قرآن سے سورۂ فاتحہ کو مٹا دیا تھا (محاضرات امام راغب)

(۲) لَمْ يَكْتُبْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ شَيْئًا مِنْهُنَّ یعنی عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۂ فاتحہ اور معوذتین میں سے کچھ بھی نہ لکھا۔

(جواب ۱) مرزا احمد علی نے یہ دونوں حوالے اپنی پاکٹ بک میں نقل کر کے سنیوں پر زبردست الزام لگایا ہے افسوس کہ مرزا صاحب نے اپنی ادعائی کیفیت کی تائید میں کوئی

صحیح روایت نقل نہ کی۔ مرزا احمد علی کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سواد اعظم شیعوں کی طرح ہر رطب یابس روایتوں کا قائل نہیں ہے اور نہ ایسی روایتیں پیش کرنے سے اہلسنت پر حملہ کیا جاسکتا ہے مرزا صاحب تو ماشاءاللہ آج علامہ حائری کا پس خوردہ کھا کر خواب خرگوش سے بیدار ہو رہے ہیں لیکن محققین اہلسنت نے آپ سے پہلے ان روایتوں کی تحقیق لکھ کر تمام شبہات کا جواب دے دیا ہے کاش کہ مرزا صاحب اپنی آنکھوں سے تعصب کے شیشے اتار کر ان تحقیقات کا غور سے مطالعہ فرمانے کی زحمت گوارا کر لیتے اَللّٰهُمَّ وَفِّقْهُ تَوْفِيْقًا حَسَنًا ایجا بیجئے۔

(۱) اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْمُعَوِّذَتَيْنِ وَالْفَاتِحَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَاَنَّ مَنْ جَحَدَ مِنْهَا شَيْئًا كَفَرَ وَمَا نُقِلَ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ غَيْرُ صَحِيْحٍ (اتقان) (ترجمہ) سب مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق (اجماع) ہے کہ معوذتین اور فاتحہ قرآن سے ہے جس نے اس بات کا انکار کیا وہ کافر ہے اور جو کچھ عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کیا گیا ہے وہ غیر صحیح ہے۔ اگر اس پر اعتبار نہ آئے تو اور سن لیجئے۔

(۲) علامہ فخرالدین رازی اپنی قابل حجت تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔ وَالْاَغْلَبُ عَلَى الظَّنِّ اَنَّ نَقْلَ هٰذَا الْمَذْهَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ نَقْلٌ كَاذِبٌ بَاطِلٌ ۱۲ (ترجمہ) اور اغلب ظن یہ ہے کہ اس مذہب کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرنا جھوٹ اور غلط ہے۔

علامہ ابن حزم نے اپنی کتاب محلی میں تحریر فرمایا ہے۔

(۳) هٰذَا الْكَذِبُ عَلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَمَوْضُوْعٌ (ترجمہ) یہ نسبت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف کرنا بالکل جھوٹ اور بناوٹ ہے۔

(۴) علامہ بحرالعلوم فرنگی محلی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ فَنِسْبَةُ اِنْكَارِ كَوْنِهِمَا مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَيْهِ غَلَطٌ فَاحِشٌ وَمَنْ اَسْنَدَ الْاِنْكَارَ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَا يُعْبَاُ بِسَنَدِهٖ عِنْدَ مُعَارَضَةِ الْاَسَانِيْدِ الصَّحِيْحَةِ بِالْاِجْمَاعِ وَالْمُتَلَقَّاةِ بِالْقَبُوْلِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْكِرَامِ بَلْ وَالْاُمَّةِ كَافَّةً كُلِّهَا فَظَهَرَ نِسْبَةُ الْاِنْكَارِ اِلَى ابْنِ مَسْعُوْدٍ بَاطِلٌ (ترجمہ) ابن مسعود

کی طرف اس کے قرآن نہ ہونے کی نسبت کرنا محض غلطی ہے اور جس راوی نے ابن مسعود کی طرف انکار کو منسوب کیا ہے اس کی سند غیر معتبر ہے جبکہ صحیح السند روایتیں جن پر علماء امت کا اجماع ہے اور سب علماء نے انہیں قبول فرمایا ہے بلکہ ان کو امت محمدیہ کی تائید حاصل ہے اس کے مقابلے میں موجود ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ انکار کی نسبت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف بالکل بے اصل اور لغو ہے۔

(جواب ۲) جب آپ نے مرزا صاحب کی پیش کردہ روایت کی پوزیشن معلوم کر لی اب ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ عقلاً بھی یہ روایت ناقابل قبول ہے کیونکہ معوذتین کے نزول کی روایت جہاں اور صحابہ سے مروی ہے وہاں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے فلا اشکال اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ اُنْزِلَ عَلَیَّ اٰیَاتٌ لَمْ یُنْزَلْ مِثْلُهُنَّ الْمُعَوِّذَتَیْنِ۔ (ترجمہ) معجم طبرانی میں سند حسن کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت منقول ہے آپؐ نے فرمایا بیشک میرے اوپر ایسی آیتیں نازل ہوئی ہیں کہ ان کی مثل کبھی نازل نہیں ہوئیں اور وہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہیں۔

سو اگر عبداللہ بن مسعودؓ ان آیات کے منزل من اللہ ہونے یا داخل فی المصحف ہونے کے قائل نہ ہوتے تو ان سے یہ روایت منقول نہ ہوتی۔

(جواب ۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حیثیت صحابہ کرامؓ کے اندر ایسی ویسی نہیں ہے۔

(۱) مَا اَمَرَکُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ فَخُذُوْهُ۔

(۲) رَضِیْتُ لِاُمَّتِیْ مَا رَضِیَ لَهَا اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَسَخِطْتُ لَهَا مَا سَخِطَ لَهَا اِبْنُ اُمِّ عَبْدٍ۔

(۳) تَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ اِبْنِ اُمِّ عَبْدٍ۔

(۴) لَوْ کُنْتُ اُمَرِّرُ اَحَدًا بِغَیْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ اِبْنَ اُمِّ عَبْدٍ۔

(۵) مَا حَدَّثَکُمْ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔

(۶) مَا اَقْرَأَکُمْ عَبْدُ اللّٰہِ فَاقْرَءُوْا۔

(۷) اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰى حُذَيْفَةَ وَ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ الْجَبَلِ۔

سرورِ کائنات ﷺ کے ارشادات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) جو عبداللہ بن مسعودؓ تم کو حکم کرے پس وہ لے لو۔

(۲) میں اس چیز کے لئے راضی ہوں جس پر ابن مسعود راضی ہے اور اس سے ناراض ہوں جس پر عبداللہ بن مسعودؓ ناراض ہے۔

(۳) عبداللہ بن مسعودؓ کے زمانہ سے حجت پکڑو۔

(۴) اگر کسی کو میں بغیر مشورے کے امیر بناتا تو عبداللہ بن مسعودؓ کو بناتا۔

(۵) جو تم کو عبداللہ بن مسعودؓ بات کہے اس پر تصدیق کیا کرو۔

(۶) جو تم کو وہ پڑھائے وہی پڑھو۔

(۷) قرآن چار شخصوں سے پڑھو۔ ابن مسعودؓ، سالمؓ، ابیؓ، معاذ بن جبلؓ سے۔

سو اگر عبداللہ بن مسعودؓ مرزا صاحب (شیعہ) کے ادعا کے مطابق معوذتین داخل فی المصحف نہ ہونے کے قائل ہوتے تو یقین سمجھئے کہ صحابہ کرام قرآن مجید میں ان کو داخل نہ کرتے۔ معلوم ہوا کہ آپ اسی ترتیب کے قائل تھے جو معرض ظہور میں آچکی ہے۔

(جواب نمبر ۶) افسوس کے ساتھ ہمیں مرزا صاحب کو مخاطب ہو کر عرض کرنا پڑتا ہے کہ جو اہلسنت کے نزدیک معصوم نہیں ہیں ان کی روایتوں کو پیش کر کے تو اپنا الو سیدھا کیا جا رہا ہے اور جو ان کے نزدیک ائمہ معصومین کی بے شمار روایتیں موجود ہیں ان پر ہاتھ دھرے کر ساتھ سے کام لیا جا رہا ہے۔

بادۂ عصیاں سے دامن تر بتر ہے شیخ کا ⁂ پھر بھی دعویٰ ہے کہ اصلاح دو عالم ہم سے ہے

شیعوں کا دوسرا اعتراض اور اس کے جوابات

اتقان ص ۲۵ میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ تُقْرَءُ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَتَيْ اٰيَةٍ فَلَمَّا كَتَبَ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ لَمْ يُقْدَرْ مِنْهَا اِلَّا مَا هُوَ الْاٰنَ۔

یعنی سورۃ احزاب حضرت ؐ کے زمن میں دو سو آیت تھا لیکن جب سیدنا عثمانؓ نے مصاحف تیار کئے
پس نہ قادر ہوا اس کے جمع کرنے پر جتنا اب ہے۔

(جواب ۱) سمجھدار انسان کو تو ذرہ بھر بھی اشکال نہیں پڑتا کیونکہ نسخ سے پہلے آیات سورۃ احزاب کی تعداد دو سو تھی نسخ کے بعد چونکہ منسوخ آیات کا محفوظ رکھنا امتِ محمدیہ کے ذمہ نہ تھا اسلئے اتنی ہی آیات کے جمع کرنے پر حضرت عثمانؓ قادر ہو سکے جتنا کہ قرآن مجید میں موجود تھیں نہ یہ بات محلِ اعتراض ہے اور نہ باعثِ شبہ اعتراض تو تب ہوتا جبکہ معترض صاحب غیر منسوخ آیتیں ثابت کرتے پھر اس کے بعد یہ ثابت کرتے کہ دیکھئے ان کو عثمانؓ نے داخلِ مصحف نہ فرمایا آخر بات کرنے کا بھی سلیقہ چاہیئے۔

(جواب ۲) اگر اس روایت کے پیش نظر مرزا صاحب ہم پر برسنا چاہتے ہیں تو انہیں ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں سورۃ احزاب کی کتنی آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔

(جواب ۳) اس قسم کی روایتیں اگر قرآن مجید کے صریح مفہوم کے ساتھ ٹکرا جائیں تو قابلِ حجت نہیں رہتیں جبکہ صاف طور پر قرآن مجید میں وارد ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔
(ترجمہ) بیشک ہم نے ہی قرآن مجید کو اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

(جواب ۴) جو لوگ صحابہ کرام کی زندگی اور دینی امور میں ان کی احتیاط سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مذہبی معاملات میں کیسے تھے بالخصوص قرآن مجید کے لکھنے اور جمع کرنے میں ان کا کیا عمل کیا تھا۔

چنانچہ امام بغویؒ شرح السنۃ میں فی جانب اللہ ہو کر تحریر فرماتے ہیں۔ اَلصَّحَابَةُ جَمَعُوْا بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ الْقُرْاٰنَ الَّذِيْ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ زَادُوْا اَوْ نَقَصُوْا مِنْهُ شَيْئًا فَكَتَبُوْهُ كَمَا سَمِعُوْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ اَنْ قَدَّمُوْا شَيْئًا اَوْ اَخَّرُوْا اَوْ وَضَعُوْا لَهٗ تَرْتِيْبًا لَمْ يَأْخُذُوْهُ

(ترجمہ) صحابہ کرامؓ نے دفتین کے درمیان قرآن مجید کو اسی طرح رکھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول پر نازل کیا نہ انہوں نے اس سے کچھ بڑھایا اور نہ کم کیا پس انہوں نے اس قرآن کو لکھا جس طرح حضرت ؐ سے سنا نہ مقدم کیا نہ موخر اور نہ اپنے پاس سے ایسی ترتیب دی کہ حضرت ؐ سے وہ ترتیب نہ سنی ہو۔

اب اس کی تائید میں شیعی روایت بھی سن لیجئے

واضح رہے کہ ذیل کا مقالہ شریف مرتضیٰ کی علمی تحقیق کا ترجمان ہے جسے ہم تفسیر صافی سے نقل کر رہے ہیں اگر شیعہ اس پر اعتراض کریں گے تو پھنسیں گے اور اقرار کریں گے تو بھی پھنسیں گے۔

إنّ القرآن كان على عهد رسول الله مجموعًا على ما هو عليه الآن واستدل على ذلك بأنّ القرآن كان يدرس ويحفظ جميعه في ذلك الزمان حتى عيّن جماعة من الصحابة في حفظهم له وإنّه كان يعرض على النبي ويتلى عليه وإنّ جماعة من الصحابة مثل عبد الله بن مسعود وأبي بن كعب وغيرهما ختموا القرآن على النبي عدة ختمات وكل ذلك يدل بأدنى تأمل على إنّه كان مجموعًا مرتبًا غير مبتور ولا مبثوث (ترجمہ) تحقیق قرآن مجید حضرت رسول کریمؐ کے زمانہ میں اسی طرح جمع شدہ موجود تھا جس طرح آج اور اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ اسی طرح قرآن پڑھا جاتا تھا اور پورا قرآن یاد کیا جاتا تھا حتیٰ کہ ایک جماعت صحابہ کرامؓ کی معین کی گئی اس کے یاد کرنے میں اور آنحضرتؐ پر پیش کیا جاتا تھا اور پڑھایا جاتا تھا اور صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت مثلاً عبد اللہ بن مسعودؓ ابی بن کعبؓ وغیرہ نے حضرتؐ کے سامنے کئی ختم کئے اور سب کچھ تھوڑے سے فکر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ مجموع مرتب تھا ٹکڑے ٹکڑے اور متفرق نہ تھا۔

ان ہر دو روایتوں سے معلوم ہوا کہ موجودہ قرآن مجید بہر صورت محفوظ عن النقص ہے غیر مبدل اور غیر محرف ہے۔

شیعوں کا تیسرا اعتراض اور اس کے جوابات

بخاری ص ۳۲۹ میں ہے ابو الدرداء کہتا ہے ہم شام آئے تو ہمارے پاس ابو الدرداء آیا اس نے کہا تو نے ابن مسعودؓ کو آیت وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی کیسے پڑھتے سنا کہا یوں پڑھتے سنا وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی ابو الدرداءؓ نے کہا میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی پڑھتے سنا ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ میں وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالْاُنْثٰی پڑھوں خدا کی قسم میں ان کی پیروی نہ کروں گا سو معلوم ہوا کہ سنیوں کی کتابوں میں بھی تحریفِ قرآن کا ذکر ہے۔

(جواب ۱) خدا بھلائے مرزا احمد علی صاحب نے اس روایت کو کن آنکھوں سے دیکھا نہ اس میں تحریف کا ذکر ہے اور نہ تزاید و تناقص کا بلکہ اس میں علقمہ کا کامل اتباع ثابت ہو رہا ہے جمارے نزدیک نہ یہ قرأت قابل اعتراض ہے نہ وہ ہاں یہ اور بات ہے کہ موجودہ قرأت راجح ہے اور وہ مرجوح۔

(جواب ۲) قرآن مجید کے رواۃ میں سے جہاں عبداللہ بن مسعودؓ سے موجودہ قرآن کو راویوں نے نقل کیا ہے وہاں حضرت علقمہ نے بھی نقل کیا ہے اور طرفہ یہ کہ موجودہ قرأت کی روایت حضرت علقمہ سے بھی موجود ہے نا نحل الاشکال بجمیع طرقہ

(جواب ۳) اکثر قرأت نے والذکر والانثی کو قرأت شاذہ سے شمار کیا ہے لہٰذا قرأت شاذہ متواتر قرأت کا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

شیعوں کا چوتھا اعتراض اور اس کے جوابات

درمنثور جلد ۲ ص ۲۹۸ میں ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضرتؐ کے زمانہ میں

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا من المؤمنین پڑھتے تھے۔

(جواب ۱) معترض کے عقل و دانش پر قربان جائیے کہ کیسے کیسے استدلالات پیش کر رہے ہیں۔ اچھا فرمائیے۔

(۱) حضرت علی المرتضیٰؓ کے ایمان میں کس کو شک تھا جس کی تردید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(۲) کیا سلسلۂ تبلیغ ما انزل صرف ایمان علیؓ کے مسئلہ میں بند ہے۔

(۳) کیا بعثت نبوی محض اس لئے ہوئی کہ حضرت علیؓ کا ایمان بتا دیا جائے۔ افسوس کہ اعتراض سے پہلے معترض صاحب نے اپنے اعتراض کو دوبارہ مطالعہ فرمانے کی زحمت گوارا نہ کی۔

(جواب ۲) یہ روایت ابن مردویہ نے بھی نقل کی ہے جو سند کے لحاظ سے بالکل ردی ہے۔

(جواب ۳) کس نے کہا ہے کہ جملہ جزو قرآن سمجھ کر پڑھتے تھے ہو سکتا ہے کہ بیان تفسیر کے لحاظ سے ملا دیتے ہوں۔ فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

(جواب ۴) عبداللہ بن مسعودؓ سے اس روایت کو زر نے اور زر سے عاصم نے اور عاصم سے

ابوبکر بن عیاش نے نقل کیا ہے اس اسناد اور روایت میں چند غلطیاں ہیں۔

اولاً یہ کہ ابو حصین ابوبکر بن عیاش کی سند نقل کرتے ہیں انہوں نے بذاتِ خود ابوبکر بن عیاش کو نہیں پایا۔

ثانیاً یہ کہ ابوبکر بن عیاش محدثین کے نزدیک اتنا قابلِ حجت نہیں ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے کہ

(۱) ابوبکر بن عیاش حدیث میں اغلاط کرتا تھا۔

(۲) محمد بن عبداللہ بن نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

(۳) یحییٰ بن سعید اس پر اعتبار نہ کرتے تھے بلکہ جب ان کے سامنے ابن عیاش کا ذکر کیا جاتا تو چیں بہ چیں ہو جاتے تھے۔

(۴) امام احمدؒ فرماتے تھے کہ ابوبکر بن عیاش کثیر الغلط ہے۔

(۵) عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ابوبکر بن عیاش بیان حدیث میں عجلت کرتا تھا۔

ثالثاً یہ کہ عاصم کے متعلق بھی تحقیق چاہیئے کہ اس روایت میں عاصم سے مراد کون عاصم ہے بعض عاصم کذاب بھی ہیں۔

ابن عُلَیّہ اور یحییٰ القطان نے میزان الاعتدال میں کہا ہے کہ عاصم نام کے جتنے راوی ہیں سب کا حافظہ خراب ہے۔ نا نعلل الاشکال بجمیع طرقہ

شیعوں کا پانچواں اعتراض (مندرجہ پاکٹ بک شیعہ ص ۴۴)

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا گیا ان ھٰذان لساحران والمقیمین والصابئون کے متعلق تو آپ نے فرمایا ھذا عمل الکتّاب اخطئوا فی الکتابت۔

(جواب ا) سب سے پہلے چیز جو روایت کے الفاظ کو دیکھ لیجئے اس میں عن علقمۃ موجود ہے جس کا مطلب ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس بات کی حکایت کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ اس روایت میں حکایت کرنے والے کا نام نہیں ہے ایسی روایت کا راوی بھی لاپتہ ہو اس قسم کی روایت پیش کر کے خلقِ خدا کو دھوکہ دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(جواب ب) اچھا تھوڑی دیر کے لئے ہم مان لیتے ہیں کہ یہ روایت سالم من الریب ہے اور قابلِ حجت ہے پھر بھی شیعوں کا استدلال ناتمام ہے اس لئے کہ تغلیط القرآن کے قبیلے سے

نہیں ہے بلکہ قواعد لسانِ عرب کے فیصلے سے ہے جب جمہور صحابہ اور عربیت کے علماء نے اسے صحیح تسلیم کیا ہے تو یحییٰ عَنْ عَائِشَۃَ والی روایت خود بخود شاذ اور ضعیف ٹھہرے گی۔

(جواب ۲) علیٰ تقدیر التسلیم یہ عائشہ صدیقہؓ کی انفرادی رائے ہے جسے جمہور کے اجماع کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں ہے۔

(جواب ۳) ترکیبی لحاظ سے بھی یہ عبارات قابلِ اعتراض نہیں ہے کیونکہ

(ا) علامہ فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں یہ لکھ دیا ہے کہ تثنیہ کی نصب الف کے ساتھ بھی آسکتی ہے جس سے اِنَّ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ سے متعلق شبہ دور ہو گیا۔

(ب) وَالْمُقِیْمِیْنَ کے متعلق سو اس کے متعلق اتنا عرض ہے کہ اعتراض کا داعیہ یوں پیش آیا کہ معترض نے وَالْمُقِیْمِیْنَ کو محل رفع میں تصور کیا ہے حالانکہ بنا بر مدح منصوب ہے کما حققہ العلامۃ الزمخشری

(ج) اسی طرح وَالصَّابِئُوْنَ کے متعلق بھی معترض کو مغالطہ ہوا کیونکہ اس کے خیال میں محل نصب میں ہے حالانکہ یہ مبتدا ہے لہٰذا اس کی خبر محذوف ہے جیسا کہ صاحبِ کشاف نے تحقیق کی ہے۔
والصابئون رفع علی الابتداء و خبرہ محذوف ای والصابئون کذالک اور اسکے شواہد میں ایک شعر بھی پیش کیا ہے۔

وَ اِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّا وَ اَنْتُمْ ؛ بُغَاۃٌ مَا بَقِیْنَا فِیْ شِقَاقٍ

شیعوں کا چھٹا اعتراض

جب مصاحف لکھے گئے تو عثمانؓ پر پیش کئے گئے تو اس نے غلطی کے حروف پائے تو کہا:۔
لَا تُغَیِّرُوْهَا فَاِنَّ الْعَرَبَ سَتُغَیِّرُهَا اَوْ سَتُعْرِبُهَا بِاَلْسِنَتِهَا یعنی ان کو نہ بدلو ان کو عرب بدل لیں گے یا اپنی زبان سے اعراب دے دیں گے۔

جواب:۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کو افترا و بہتان کذب و دجل سے محفوظ رکھے غلط فہمی اگر نقصان دہ ہے تو غلط بیانی بھی کچھ اس سے کم نہیں حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں بعض الفاظ تو ہماری رسم خط کے عین مطابق ہیں اور بعض مختلف ہیں۔ جو مختلف ہیں وہ اس قسم کے ہیں:۔

لَاَذْبَحَنَّهٗ لَا اَوْضَعُوْا مِنْ نَبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ پہلے اور دوسرے جملے میں لام الف کے ساتھ ہے۔ حالانکہ تلاوت میں بغیر الف کے پڑھا جاتا ہے اور تیسرے جملے میں نبأ کے بَا کے ساتھ الف کی زیادتی ہے حالانکہ یہ الف پڑھنے میں گر جاتا ہے جب امیر عثمانؓ نے ایسے لفظوں کو قرآن مجید میں دیکھا تو فرمایا ان کو اسی صورت غلطی پر رہنے دو۔ بالکل نہ بدلو۔ عرب ان کو اپنی تلاوت میں ٹھیک ٹھیک پڑھ لیں گے یہ ہے وہ مطلب جسے توڑ مروڑ کر ناظرین کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

ذرا سی بات تھی افسانہ کر دیا

اس کے بعد اس سلسلے میں شیعوں کی طرف سے جتنے اعتراضات کئے جاتے ہیں وہ اختلاف قرأت یا نسخ پر محمول ہیں یا روایتیں موضوع ہیں۔

البتہ یہاں شیعوں کی طرف سے ابن عمرؓ کا قول پیش کیا جاتا ہے کہ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ قَدْ اَخَذْتُ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ مَا یُدْرِیْهِ مَا کُلُّهٗ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ قُرْاٰنٌ کَثِیْرٌ وَّلٰکِنْ یَقُلْ قَدْ اَخَذْتُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ (ترجمہ) کوئی یوں نہ کہے کہ میں نے قرآن سارے کا سارا لیا کیونکہ اسے پتہ نہیں کہ سارا قرآن کتنا ہے تحقیق بہت حصہ قرآن کا چلا گیا ولیکن یوں کہئے تحقیق میں نے وہ قرآن لیا جو اس سے ظاہر ہے۔

سو حقیقت میں یہ بھی گذشتہ مغالطوں کی طرح ایک مغالطہ ہے کیونکہ اہلسنت کے مسلک کے مطابق جو آیتیں منسوخ التلاوت ہیں وہ بھی قرآن ہیں اور جو موجود ہیں وہ بھی قرآن ہیں اس بنا پر ابن عمرؓ کا قول ہمارے قطعاً خلاف نہیں ہے اور بالخصوص اس روایت میں نہ تحریف و تبدیل کا ذکر ہے اور نہ تغیر و تقلیب کا۔

تکملۂ بحث

۱۔ مذکورہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعہ کا اس قرآن مجید پر نہ ایمان ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ شیعہ کے عقیدہ میں بغیر چند نفوس صحابہ کرامؓ کے سب کے سب مرتد ہیں چنانچہ رجال کشی ص ۸ میں ہے اِرْتَدَّ النَّاسُ اِلَّا ثَلَاثَةً یعنی سب لوگ مرتد ہو گئے تھے مگر تین حضرات اور وہ حضرت علی المرتضیٰ کے

تین ساتھی حضرت سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ مراد لیتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ اگر شیعوں کے غلط نظریہ کے مطابق وہ شیعہ تھے تو ان پر تقیہ فرض تھا کلا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِیَّۃَ لَہٗ (ترجمہ) جو تقیہ نہ کرے وہ بے ایمان ہے یہ لوگ تو تقیہ میں مصروف ہو گئے اور جو باقی رہے وہ ان کے نزدیک بے ایمان، بتائیے قرآن کیسے معتبر رہا۔

(۲) شیعوں کے نزدیک اصلی قرآن کی مقدار سترہ ہزار ہے (اصول کافی ص۶۷۱) اور موجودہ قرآن اتنا نہیں ہے لہٰذا ان کا جس پر ایمان ہے وہ نہیں اور جو موجود ہے وہ سترہ ہزار نہیں تو پھر اس پر ایمان کیسا رہا۔

(۳) اصول کافی ص۶۷۱ میں ہے کہ مُصْحَفَ فِیْهِ مِثْلُ قُرْاٰنِكُمْ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام والا قرآن مجید اس سے سہ گنا ہے اب جو موجود ہے وہ تیس۳۰ پاروں کا اور جو شیعہ کا قرآن ہے وہ ہے نوے۹۰ پاروں کا دینہما بونٌ بعید لہٰذا اس قرآن پر ان کا ایمان رہا۔

(۴) اصول کافی ص۶۷۱ مَا فِیْهِ مِنْ قُرْاٰنِكُمْ هٰذَا حَرْفٌ وَّاحِدٌ یعنی تمہارے قرآن میں سے اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔ بتلائیے جس قرآن پر شیعہ کا ایمان ہے وہ ہے غیر عربی الحروف اور ہمارا جس پر ایمان ہے وہ عربی الحروف ہے اب نتیجہ ظاہر ہے۔

(۵) شیعہ کی معتبر کتابوں فصل الخطاب ص۲۴۸ میں لکھا ہے کہ تحریف و تبدیل قرآن کی روایتیں دو ہزار سے زیادہ ہیں۔ جب قرآن مجید کا محرف و مبدل ہونا ان کے مذہب میں داخل ہے تو ایمان بالقرآن کب رہا۔

(۶) شیعہ کہتے ہیں کہ وفات سرور کائنات ﷺ کے بعد حضرت علیؓ نے قرآن مجید کو اصلی طریقے پر جمع کر کے پبلک کے سامنے پیش کیا لیکن لوگوں نے نہ مانا آپ غصے میں آ کر فرمانے لگے اگر اسے تم منظور نہیں کرتے تو قیامت تک اسے نہ دیکھو گے لہٰذا جو اصلی قرآن تھا وہ بقول اہل تشیع غائب ہو گیا اور جو موجود ہے وہ اصلی نہیں۔ فرمائیے موجودہ قرآن پر اعتبار کب رہا۔

(۷) شیعہ کے نزدیک اصلی قرآن میں ائمہ کرام اور شیعیان علی کے اسماء موجود ہیں اور موجودہ قرآن ان سے خالی ہے فرمائیے سالم اور مکمل کب کہا جا سکتا ہے جب سالم نہ رہا تو معتبر نہ رہا۔

نوٹ:۔ (۱) محفوظیت قرآن مجید پر دلائل کے لئے ہمارے رسالہ (الفرقان فی حفاظت القرآن) کا مطالعہ کریں۔

(۲) جن کے پاس شیعی کتابیں مثلاً اصول کافی، احتجاج وغیرہ نہ ہوں تو وہ قرآن مترجم مقبول احمد شیعہ کے حاشیہ پر دیکھیں صفحات آسانی کے لئے درج ہیں۔ حاشیہ مقبول ترجمہ ص ۱۰۵، ص ۱۰۹، ص ۱۴۲، ص ۴۰۷، ص ۴۱۲، ص ۴۴۲، ص ۵۱۰، ص ۵۲۹، ص ۵۹۲، ص ۶۳۰، ص ۸۱۸، ص ۹۲۵، ص ۸۵۳، ص ۹۳۰، ص ۱۱۱۹۔

یہ ترجمہ قرآن مجید ان کے ہاں زبردست مقبول ہے اگر کسی کو شیعی کتب خانہ سے میسر نہ ہو سکے تو براہ راست ہمارے مکتبہ اہلسنت حبیب تجارت خانہ زد گھنٹہ گھر ملتان سے منگوا لے قیمت ۲۰ روپے علاوہ محصول

بحث دوم امامت

اس بحث میں شیعہ مدعی ہیں اور اہلسنت معترض ——— شیعوں کے نزدیک نبوت کے بعد امامت کا درجہ ہے اور امام ان کے نزدیک بارہ ہیں اس لئے وہ اپنے کو اثنا عشری کہتے ہیں اور اپنے مذہب کو مسلک اثنا عشریہ ذیل میں بارہ ائمہ کرام کے اسماء بسلسلہ ترتیب ذکر کیا جاتا ہے۔ بعدہٗ دلائل کی طرف توجہ کی جائے گی۔

اسماء گرامی حضرات آئمہ کرام

(۱) اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ (۵) حضرت امام محمد باقرؒ (۶) حضرت امام جعفر صادقؒ (۷) حضرت امام موسیٰ کاظمؒ (۸) حضرت امام علی رضاؒ (۹) حضرت امام محمد تقیؒ (۱۰) حضرت امام علی نقیؒ (۱۱) حضرت امام حسن عسکریؒ (۱۲) حضرت امام مہدیؒ۔ (تاریخ الائمہ ص ۲)

شیعوں کے نزدیک معیار امامت

نص ۱ عصمت ۲ افضلیت ۳

امامت سے مراد دین و دنیا میں نیابت پیغمبر سے کل امت کا مقتدا و پیشوا ہونا۔

۱:۔ نصؔ:۔ خدا اور رسولؐ سے صاف حکم اس کی امامت کی بابت صادر ہوا ہو۔
۲:۔ عصمتؔ:۔ باوجود قدرت علی المعصیت کے رغبتِ معصیت اس میں نہ ہے۔
۳:۔ افضلیتؔ:۔ کل امت میں صفاتِ حمیدہ اخلاقِ رشیدہ کی حیثیت سے افضل ہو۔

آیت امامت ابراہیم علیہ السلام (شیعی دعویٰ متعلق منصوصیت امامت)

استدلال نمبر ۱

دلیل نمبر ۱:۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ؕ

(ترجمہ) جبکہ ابراہیم علیہ السلام کو رب العالمین نے چند کلمات سے آزمایا پس اس نے ان کو پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھے لوگوں کا امام بنانے والا ہوں عرض کی ابراہیم علیہ السلام نے اور میری اولاد سے؟ فرمایا رب العالمین نے میرا وعدہ ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔

طرزِ استدلال:۔ دیکھئے باتفاقِ فریقین حضرت ابراہیم علیہ السلام امام تھے اور منصوص بھی ان کی امامت کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ امامت کا منصوص ہونا ضروری ہے۔

دلیل نمبر ۱ پر لاجواب دندان شکن اعتراضات

جواب نمبر ۱:۔ کہاں یہ ابراہیمی امامت اور کہاں متنازع فیہ امامت، دعویٰ امامت مغائر نبوت کا اور ثبوت امامت عینِ نبوت کا۔

اور اگر بالفرض وہی امامت متنازع فیہ اہل التشیع مراد لی جائے تو پھر فرمائیے۔

(۱) یہاں امامت سے مراد امامت غیر نبوت ہے یا عین نبوت اگر غیر نبوت ہے تو ثابت کیجئے کہ امامت کی جو تعریف شیعوں کے نزدیک مقتدب ہے وہ یہاں صادق آتی ہے یا نہ اگر صادق آتی ہے تو کیسے ورنہ دعویٰ باطل۔

(۲) کیا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایسی وصفِ امامت سے متصف تھے یا نہ اگر تھے تو دلیل اور اگر نہیں تھے تو ان کے مابین فوقیت کس کو رہی؟

(۳) امامت و نبوت میں کون سی نسبت ہے تساوی کی یا تباین کی؟ بہرحال ہر حیثیت سے دعویٰ کس کا ثابت ہوتا ہے غور کیجئے۔

(۴) امامت من حیث الامامت وہبی ہے یا کسبی اگر کسبی ہے تو بارہ ائمہ میں حصر کیوں؟

(۵) اگر وہبی ہے تو آیت مذکورہ سے استدلال کیسا جبکہ یہاں کامیابی امتحان پر یہ رتبہ عنایت کیا جا رہا ہے۔

(۶) یہ آیت اخبار ہے یا انشاء اگر اخبار ہے تو استدلال کیسا اور اگر انشاء ہے یا اخبار علی سبیل الانشاء ہے تو دلیل؟

(۷) کیا دوازدہ ائمہ[۱۲] کی امامت اور ابراہیمی امامت میں فرق ہے یا عینیت؟ اگر عینیت ہے یا مساوات تو آپ (شیعوں) کے نزدیک یہ مسئلہ اعتقادی ہے اس لئے نص صریح پیش کیجئے و علی العکس دلیل البا طل

(۸) جب یہاں امامت سے مراد امامت نیابت لینا ہی قبیلہ مستعملات سے ہے تو یہاں امامت سے مطلقاً پیشوائی یا حکومت دینی کیوں نہ مراد لی جائے۔

(۹) اگر یہ آیت آپ کے دعویٰ کے لئے مثبت ہے تو علی سبیل التصریح وہ آیت تلاوت فرمایئے جس میں حضرت علی المرتضیٰ کی امامت کا ذکر کیا گیا ہو۔

منصوصیت امامت پر دوسری[۲] شیعی دلیل

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (ترجمہ) جبکہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہا بیشک میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

(طرز استدلال) دیکھئے حضرت آدم علیہ السلام خلیفہ بھی ہیں اور ان کی خلافت منصوص بھی ہے معلوم ہوا کہ امامت اور خلافت کا تقرر انسانوں کے ہاتھ نہیں ہے ؎ خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا کہیئے

جواب:۔ یہاں بھی اسی غلط فہمی کا مظاہرہ کیا گیا ہے جو پہلے تھی کہ دعوےٰ خلافت نیابت نبوت کا اور دلیل خلیفۃ اللہ فی الارض سے۔ ؎ وہی رفتار بے ڈھنگی جو پہلے تھی وہ اب بھی ہے!

فرمائیے مُحِلّی صاحب!

(۱) خلافت علی المرتضیٰ رضؓ اور خلافت آدم علیہ السلام میں کون سی نسبت ہے۔

(۲) کیا اس آیت مقدسہ میں یہ بھی ہے کہ خلافت کے استحقاق کا تعین صرف خدا کو ہے علی الخصوص اور کسی کو نہیں۔

(۳) إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا میں طالوت کی شاہی کا تقرر بنص صریح خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ کیا شیعہ مذہب میں بادشاہ بھی منصوص من اللہ ہوتا ہے ما هو جوابكم فهو جوابنا

(۴) فرمائیے اس آیت میں خلافت سے مراد خلافتِ الٰہی کیوں نہ لی جائے جو آیت کا حقیقی مفہوم ہے۔ یعنی رسالت والا درجہ کی بات یہ کہ اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ بھی تائید میں موجود ہے ورنہ وجہ تخالف بیان کیجیے۔

(۵) جَاعِلٌ اسم فاعل ہے اور جعل اس کا مصدر ہے فرمائیے کہ یہ جعل قبل از تخلیق آدمؑ ہے یا بعد از تخلیق آدمؑ اگر بعد از تخلیق ہے تو نص صریح پیش کیجیے اور اگر قبل از تخلیق آدمؑ ہے تو جاعل کا معنی خالق کرنے سے کونسی چیز مانع ہے جبکہ

(۱) إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ

(۲) إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ موجود ہے فاستدلال الروافض غير تام

نص امامت سے متعلق اہلسنت کے چند اعتراضات

(۱) اگر مطلق امامت منصوص من اللہ ہوتی جس طرح شیعہ کہتے ہیں تو آئمہ کرامؒ کے اسماء گرامی کو قرآن میں ذکر کیوں نہ کیا گیا؟

(۲) کیا قرآن مجید میں امامت کی طرح اور مسائل بھی اصولی طور پر مذکور ہیں یا نہ؟ اگر نہیں تو کیا دین کے سب مسائل فروعی ہیں ما هذا الا كذب وافتراء

(۳) اور اگر مذکور ہیں تو ان کے چھپانے کی بقول شیعہ تاکید کیوں نہ کی گئی جتنی کہ مسئلہ امامت کی۔

(۴) جب امام منصوص من اللہ ہوتا ہے تو اختفاء میں کون سا حسن ہے۔

(۵) جسے تقدیر الٰہی میں مخفی رکھنا بہتر سمجھا گیا ہو اس میں اختلاف کرنے والوں کو مجرم گردانا کہاں کا انصاف ہے۔

بحث عصمت آئمہ کرامؓ

آیت تطہیر کی تحقیق

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ (ترجمہ) جز ایں نیست اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے اے اہلبیت ناپاکی کو دور کر دے اور پاک بنا دے تم کو پاک کرنا۔

طرزِ استدلال:- اس آیت میں خطاب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے ہے اور اہلبیت سے مراد حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت سیدۃ النساءؓ، حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ ہیں۔ معلوم ہوا کہ جب ان سے رجس (ناپاکی) دور کی گئی تو یقیناً یہ معصوم ہوئے اور معصوم ہی امام بن سکتا ہے بالخصوص جبکہ چادر کے نیچے بٹھلا کر آنحضرتؐ نے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَطَھِّرْھُمْ۔

جواب:- اہلبیت سے صرف مذکورہ بالا حضرات مراد لینا لغت اور محاورہ اور تحقیق کے خلاف ہے کیونکہ لفظ "اہلبیت" کا اطلاق فارسی میں "اہلِ خانہ" اور اردو میں "گھر والوں" پر کیا جاتا ہے اور گھر والے یقیناً ازواج مطہرات ہی ہو سکتے ہیں جیسا کہ حسب ذیل روایات سے پتہ چلتا ہے۔

(۱) ھُنَّ نِسَاءُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَنَّھُنَّ فِیْ بَیْتِہٖ وَھُوَ رِوَایَۃُ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَھُوَ قَوْلُ عِکْرِمَۃَ وَمُقَاتِلٍ (ترجمہ) اہل بیت سے مراد حضرتؐ کی بیویاں ہیں کیونکہ وہی آپؐ کے گھر میں تھیں اور یہ روایت ابن عباس سعید بن جبیر نے کی ہے۔ عکرمہ اور مقاتل کا قول بھی یہی ہے۔ ۱۲ تفسیر خازن مصری ص ۲۱۳ ج ۵

(۲) اَرَادَ اَھْلَ الْبَیْتِ نِسَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(ترجمہ) اہل بیت سے مراد ازواج رسول مقبولؐ ہیں۔ ۱۲ تفسیر معالم التنزیل ص ۲۱۳ ج ۵

(۳) وَالظَّاھِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِہٖ بَیْتُ الطِّیْنِ وَالْخَشَبِ لَا بَیْتُ الْقَرَابَۃِ وَالنَّسَبِ (تفسیر روح المعانی ص ۲۱۳ ج ۳)

(ترجمہ) اور ظاہر ہے کہ اس سے مراد مٹی اور لکڑیوں والا گھر ہے قرابت اور نسب والا نہیں ہے۔

(۴) فَالْمُرَادُ بِاَهْلِهٖ نِسَاؤُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُطَهَّرَاتُ لِلْقَرَائِنِ الدَّالَّةِ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ السَّابِقَةِ وَالْاٰحِقَةِ (ترجمہ) پس مراد اہلبیت سے آپؐ کی مستورات ہیں، کیونکہ سابقہ آیتیں بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ (روح المعانی ص۱۳ ج ۲۲)

(۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عِكْرَمَةُ مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ اِنَّمَا نَزَلَتْ فِيْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عِكْرَمَةُ لَيْسَ بِالَّذِيْ تَذْهَبُوْنَ اِلَيْهِ اِنَّمَا هُوَ نِسَاءُ النَّبِيِّ (ترجمہ) ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت آنحضرتؐ کی بیویوں کے متعلق نازل ہوئی ہے عکرمہ نے کہا جو چاہے میں اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کو تیار ہوں بات تو یہی ہے کہ آیت پاک آنحضرتؐ کی عورتوں کے متعلق نازل ہوئی ہے اور عکرمہ نے یہ بھی کہا ہے لوگو وہ بات جس کی طرف تم جا رہے ہو بلکہ اس سے مراد تو آنحضرتؐ کی نساء ہیں۔ ۱۲ (روح المعانی ص۱۳ ج ۲۲)

(۶) روای ابن جریرہ اَنَّ عِكْرَمَةَ كَانَ يُنَادِيْ فِي السُّوْقِ اِنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ (الخ) نَزَلَ فِيْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ) ابن جریرہ نے کہا بیشک عکرمہ بازاروں میں ندا کرتا تھا کہ یہ آیت حضرتؐ کے ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن سعود۔ تفسیر روح المعانی ص۱۳ ج ۲۲)

رہا حدیث کساء کا مفہوم سو اس سے ہمارا انکار نہیں ہے کیونکہ ہمارے مسلک میں نساء النبیؐ بھی اہلبیت ہیں آپ کی اولاد بھی اہلبیت ہیں آنحضرتؐ نے چادر کے نیچے بٹھا کر یا پاس بلا کر اس لئے تعریجی طور پر دعا فرمائی تھی تاکہ پتہ چل جائے کہ یہ بھی اہلبیت ہیں بحمداللہ ہماری کتابیں ہر دونوں روایتوں کو جامع ہیں۔

جواب۲:۔ آیاتِ قرآنی کے سیاق و سباق کا مقتضے یہی ہے کہ یہاں اہلبیت سے ازواج مطہرات ہی مراد ہیں اور یہی نظم قرآن کے عین مطابق ہے، ہاں اگر بالتبع آنحضرتؐ کی اولاد شامل ہو جائے تو ہمارے مسلک کے خلاف نہیں ہے۔

إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ فَتَعَالَيْنَ۔ أُمَتِّعْكُنَّ۔ أُسَرِّحْكُنَّ۔ يَأْتِ مِنْكُنَّ۔ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ
لِنِسَاءِ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ۔ وَقَرْنَ۔ وَلَا تَبَرَّجْنَ۔ وَأَطِعْنَ
یہ سارے خطابات ازواج مطہراتؓ کے لئے ہیں جیساکہ يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ اور قُلْ لِأَزْوَاجِكَ سے
عیاں ہے اب اس کے بعد ان احکامات کی غرض کو بیان کیا گیا۔

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور ان کو اہلبیت سے تعبیر کیا گیا اور بغیر کسی نئے خطاب کے آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ
پس یہ امر اہلبیت سے مراد اپنی مرضی کے مطابق ازواج مطہرات کے علاوہ دینا اپنے جہل کا اظہار کرنا ہے۔

اس تقریر پر شیعی اعتراض

اگر اہلبیت سے حسبِ [illegible] ازواج مطہرات ہوتیں تو ضمیر جمع مؤنث کا لایا جاتا۔ یہاں ضمیر جمع مذکر کا لانا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے مراد حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرات حسنین کریمینؓ اور حضرت سیدة النساءؓ ہیں۔

جواب: پہلے تو اعتراض ہی بے وزنی ہے اس لئے کہ جمع مذکر کا ضمیر اسلئے نہیں لایا گیا کہ یہاں خطاب حضرت علی المرتضیٰؓ اور حسنینؓ سے ہے بلکہ لفظ اہل جو باعتبار لفظ واحد مذکر ہے اور معنی کے لحاظ سے جمع ہے کی رعایت کے پیش نظر جمع مذکر کا ضمیر لایا گیا ہے جو کسی طرح فصاحت و بلاغت اور قواعد نحو کے خلاف نہیں ہے۔

ورنہ فرمایئے

(۱) أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ میں کہ مخاطبہ عورت کی طرح أَتَعْجَبِينَ جمع مؤنث کے صیغہ کے بعد عَلَيْكُمْ کیوں لایا گیا؟

(۲) خود حدیثِ کساء میں سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا میں لفظ اہلبیت کے بعد عَنْهُمْ وَطَهِّرْهُمْ کیوں فرمایا؟

(۳) پروردگار عالم نے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے إِذْ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا کیوں فرمایا؟

(۴) إِنْ شِئْتِ حَرَّمْتُ النِّسَاءَ سِوَاكُمْ میں شاعر عرب نے جمع مذکر کا ضمیر کیوں استعمال کیا جبکہ

خطاب بھی ایک عورت سے ہے۔

جواب ۳:۔ کیا اہل تشیع کے نزدیک حسب ذیل آیت کے مخاطب بھی معصوم ہیں جبکہ ان کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے یہی صیغے استعمال فرمائے ہیں۔

(۱) وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ

(۲) وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ ــــــ مَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا

جواب ۴:۔ بالفرض ان حضرات کی معصومیت تسلیم بھی کر لی جائے تو باقی آئمہ کی معصومیت سے متعلق نص صریح پیش فرمایئے۔

جواب ۵:۔ جب لِيُذْهِبَ صیغہ مضارع ہے جو زمانہ استقبال کا حامل ہے تو کیا یہاں معصومیت مزعومہ بھی ہو سکتی ہے جبکہ حسب تحقیق شیعیان کرام خدا تعالیٰ کو بدء ہو جائے اور رائے بدل جائے۔

عصمت آئمہ کرام کے سلسلے میں دوسری دلیل

بحث آیت مباہلہ

آیت مباہلہ:۔ فَمَنْ حَاۗجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاۗءَنَا وَاَبْنَاۗءَكُمْ وَنِسَاۗءَنَا وَنِسَاۗءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَي الْكٰذِبِيْنَ ۔ آل عمران۔

(ترجمہ) جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا تو اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی نصرانی عیسیٰ کے بارے میں حجت کرے تو کہو کر اچھا میدان میں آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو، ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو۔ اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ حمائل ص۹۰ مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ)

شیعی طرز استدلال: نصاریٰ نجران نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ تھے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تو آدم علیہ السلام کی طرح مخلوق تھے جو مخلوق ہو وہ ابن اللہ (خدا کا بیٹا) کیسے ہو سکتا ہے جب معاملہ زیادہ بڑھا تو باتفاق فریقین فیصلہ ہوا کہ دونوں فریق

اپنے اہل وعیال اور جماعت کے آدمیوں کو لے آئیں اور میدان میں آکر مباہلہ کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی و حسنین کریمین اور سیدۃ النساء کو لے کر میدان میں آگئے جب نصاریٰ نے دیکھا تو گھبرا گئے اور مباہلے سے کترا گئے۔ مختصراً اس سے حسب ذیل امور معلوم ہوئے۔

(۱) یہ لوگ معصوم تھے ورنہ ان کو ساتھ لانے کا کیا فائدہ تھا۔

(۲) آنحضرتؐ حضرت علی المرتضیٰؓ کو اس لئے لائے تھے کہ وہ اَنْفُسَنَا میں داخل تھے یعنی نفس رسولؐ تھے اور حسنینؓ اَبْنَاءَنَا میں اور حضرت سیدۃ النساء نِسَاءَنَا ہیں۔

(۳) جب حضرت علیؓ رسول کریمؐ کے نفس ہوئے تو یقیناً آپؐ کے بعد درجہ خلافت بھی ان کو ملنا چاہیئے۔

جواب ۱:۔ اگر مباہلہ کے روز ساتھ لے جانا معصومیت کے لئے مثبت ہے تو پھر صدیق اکبرؓ اور ان کی اولاد، فاروق اعظمؓ اور ان کی اولاد، حضرت عثمانؓ اور ان کی اولاد کو بھی معصوم کہنا چاہیئے جبکہ ان کو ساتھ لے جانا بھی روایات میں موجود ہے ذیل میں وہی روایت درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا الْاٰیَةِ قَالَ فَجَاءَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّوَلَدِهٖ وَبِعُمَرَ وَوَلَدِهٖ وَبِعُثْمَانَ وَوَلَدِهٖ وَبِعَلِیٍّ وَّوَلَدِهٖ۔

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادقؓ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے فرمایا آپ مباہلہ کے روز صدیق اکبرؓ اور ان کے فرزند، حضرت عمرؓ اور ان کے فرزند، حضرت عثمانؓ اور ان کے فرزند، حضرت علی المرتضیٰؓ اور ان کے فرزند کو ساتھ لائے۔ ۱۲ ورنہ استدلال ہی باطل ہے۔ تفسیر درمنثور ج ۲ ص ۳۸ روح المعانی ج ۳ ص ۱۷۹

جواب ۲:۔ پیش کردہ آیت معصومیت اور خلافت سے بالکل ساکت ہے اس بنا پر شیعی علماء کو چاہیئے کہ اپنے استدلال پر نظر ثانی کریں۔

جواب ۳:۔ حیدر کرار کا ساتھ جانا روایتی حیثیت سے متفق علیہ نہیں ہے کیونکہ بعض روایات میں ان کا ذکر بھی نہیں۔ جیسا کہ تفسیر طبری ج ۳ ص ۱۹۲ میں ہے۔

حَدَّثَنَا ابْنُ حُمَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ قَالَ قُلْتُ لِلْمُغِیْرَةِ اِنَّ النَّاسَ یَرْوُوْنَ فِیْ حَدِیْثِ نَجْرَانَ اَنَّ عَلِیًّا مَعَهُمْ فَقَالَ اَمَّا الشَّعْبِیُّ فَلَمْ یَذْکُرْهُ فَلَا اَدْرِیْ لِسُوْءِ رَاْیِ بَنِیْ اُمَیَّةَ فِیْ عَلِیٍّ اَوْ لَمْ یَکُنْ فِی الْحَدِیْثِ۔

(ترجمہ) جریرہ نے مغیرہ سے روایت کی ہے کہ لوگ حدیث نجران میں علی المرتضیٰؓ کی رفاقت اور معیت کا ذکر کرتے ہیں لیکن شعبی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ محدثین نے باہمی مناقشات کی وجہ سے یا ویسے حدیث میں ان کا ذکر نہیں تھا۔

پس جب روایتوں میں اتفاق نہ رہا تو استدلال ہی متذر رہا۔

جواب ۴:۔ بالفرض ہم مان لیتے ہیں کہ ان کو بلایا گیا لیکن یہ کس روایت میں ہے کہ فلاں لفظ سے فلاں مراد ہے اور فلاں جملہ سے فلاں، بھلا راویوں کے تخمین و اندازے پر بھی عقیدے کا مدار رکھا جاتا ہے اثباتِ عقیدہ کے لئے تو نص قرآنی چاہیئے۔

جواب ۵:۔ اگر مان لیا جائے کہ حضرت علیؓ نفس رسولؐ تھے تو کیا مضائقہ ہے۔ کیا چچازاد بھائی پر نفس کا اطلاق نہیں کیا جاتا لیکن یہ کس نے کہا ہے کہ خلافت کا تعلق رشتہ داری سے ہے۔

جواب ۶:۔ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ اس تمام معاملے سے خلافت علیؓ کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا لیکن اشارات سے بھی عقائد کی عقدہ کشائی ہوتی ہے ہرگز نہیں۔

جواب ۷:۔ اگر معیت اور رفاقت معصومیت کی دلیل ہے تو شبِ ہجرت صدیق اکبرؓ کی رفاقت بطریق اولیٰ ان کی معصومیت پر دلیل بنے گی۔

جواب ۸:۔ انفس (جمع) سے نفس (مفرد) مراد لینا مجاز ہے تب تک مجاز مراد نہیں لیا جاسکتا جب تک حقیقت متعذر نہ ہو۔ پس وجوہ تعذرِ حقیقت بیان کئے جائیں۔

جواب ۹:۔ انفس سے مراد نفس علیؓ حقیقی معنی کے لحاظ سے لیا جائے گا یا مجازاً اگر حقیقی طور پر مراد لیا جائے اور حضرت علیؓ نفس واحد ہیں تو بنت رسولؐ سے نکاح کے سلسلے میں اشکال وارد ہوگا۔ اگر مجازاً ہے تو عقیدہ ثابت نہ ہوگا۔

جواب ۱۰:۔ زیادہ سے زیادہ روایت سے حضرت علیؓ کی فضیلت ثابت ہوگی جس میں حسنین کریمینؓ اور حضرت سیدہؓ بھی شریک ہیں۔ سو اس کے ہم کب منکر ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جو اس روایت سے شیعہ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ تو ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے اس کا انکار نہیں کرتے۔

بحث سوم

خلافت بلافصل حضرت علی المرتضیٰؓ

فریقین کا مسلک

(۱) اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ خلافت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق تیس سال ہے جس کا وعدہ پروردگار عالم نے کیا تھا اور خبر سرورِ کائنات نے دی تھی اور انتخاب جانشینانِ رسول مقبولؐ نے کیا۔ علی سبیل الترتیب تختِ خلافت پر سب سے پہلے صدیق اکبرؓ جلوہ افروز ہوئے آپ کے بعد فاروق اعظمؓ اور بعدہٗ حضرت عثمان غنیؓ اور اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰؓ یہ چاروں خلیفے اہلسنت کے نزدیک حق پر تھے اور ان پر دین کی تمامی کا مدار ہے۔

(۲) اہل تشیع نبوت کے بعد امامت کو مانتے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے متعلق ان کا اعتقاد ہے کہ خلیفہ بلافصل تھے۔ باقی جتنے خلفاء گزرے ہیں نہ تو وہ خلافت کے مستحق تھے اور نہ ان کی خلافت حق ہے اس بنا پر جہاں وہ اذان میں توحید و رسالت کی شہادت کا اعلان کرتے ہیں وہاں آپ کی خلافت بلافصل اور امیر المومنین کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔

اہل تشیع امامت کو اصول دین تو سمجھتے ہیں لیکن ائمہ کرام کے اسماء گرامی تصریحی طور پر قرآن میں دکھانے سے قاصر ہیں۔ البتہ چند موہومہ دلائل سے عوام کو مغالطہ دیتے ہیں ذیل میں ان کے چند موہومہ دلائل کو پیش کیا جاتا ہے اور ان کی تردید کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے بحث نمبر ۹ آیت ولایت۔

خلافت بلافصل پر پہلا شیعی استدلال

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ (ترجمہ) تمہارا دوست تمہارا ولی اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (سورۃ المائدہ)

طرزِ استدلال:۔ دیکھئے یہ آیت باتفاق مفسرین شیعہ سنی موافق و مخالف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ یہاں ولی کا معنی حاکم ہے اور والذین یقیمون سے مراد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ انہوں نے ہی حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کی تھی۔

جواب:۔ نہ تو استدلال صحیح ہے اور نہ طرزِ استدلال کیونکہ اولاً تو اس میں وَهُمْ رَاكِعُونَ کو ماقبل سے حال بنانا ہی غلط ہے۔ دیکھئے:۔

حوالہ ۱:۔ قَدْ تَوَهَّمَ بَعْضُ النَّاسِ إِنَّ هٰذِهِ الْجُمْلَةَ فِي مَوْضِعِ الْحَالِ وَلَوْ كَانَ كَذٰلِكَ لَكَانَ دَفْعُ الزَّكٰوةِ فِي حَالِ الرُّكُوعِ أَفْضَلَ مِنْ غَيْرِهِ لِأَنَّهُ مَمْدُوحٌ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۷۱)
(ترجمہ) بعض لوگوں کو وہم ہوا ہے کہ یہ جملہ حال ہے جملہ متقدمہ سے حالانکہ ایسا ہوتا تو پھر زکوٰۃ کا ادا کرنا حالتِ رکوع میں افضل ہوتا۔

(۱) کیا شیعہ کے نزدیک ادائے زکوٰۃ بحالتِ رکوع افضل ہے؟ کسی معتبر کتاب میں باسند صحیح لکھا ہے۔

ثانیاً یہ کہنا اتفاق مفسرین فریقین کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہے کیونکہ علامہ عماد الدین ابن کثیر اس قسم کی روایتیں نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وَلَيْسَ يَصِحُّ شَيْءٌ مِنْهَا بِالْكُلِّيَّةِ لِضُعْفِ أَسَانِيْدِهَا وَجَهَالَةِ رِجَالِهَا (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۷۱) یعنی یہ سب روایتیں غیر صحیح ہیں اولاً یہ کہ ان روایتوں کی سندیں ضعیف ہیں۔ ثانیاً یہ کہ ان کے رجال مجہول ہیں۔ لہٰذا شیعہ جن روایات سے دلیل لیتے ہیں وہ ہمارے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں اور ان کی کتب پر ہمیں اعتماد نہیں۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کے چند اعتراضات

(۱) اہل تشیع کے نزدیک مسئلہ امامت اصولی مسئلہ ہے مگر وہ اسے روایاتِ تفسیر سے ثابت کرتے ہیں جب تک قطعی مسئلے کے لئے قطعی دلیل پیش نہ کی جائے استدلال غیر تام ہے لہٰذا اگر ہمت ہے تو ائمہ کرام کی امامت کی قطعی دلیل پیش کیجئے۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

(۲) جس معنی کی بنا پر حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل ثابت کی جارہی ہے وہ ابن کثیر کی عبارت کے مطابق باطل ہے لہٰذا استدلال میں ایسا معنی پیش کیجئے جو مسلّم بین الفریقین ہو۔

(۳) مقبول ترجمہ ج ا ص ۲۳ ولی کا معنی حاکم اور ترجمہ فرمان علی ص ۱۸۵ میں مالک سرپرست کیا گیا ہے اگر شیعوں کے نزدیک یہ معانی صحیح ہیں تو قرائن پیش کئے جائیں۔

(۴) جب اس آیت سے پہلی آیت یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی میں ولی کا معنی دوست لیا گیا ہے تو یہاں بھی وَلِیُّکُمْ سے حامی اور دوست مراد کیوں نہ لیا جائے امتناعی وجوہ بیان کیجئے۔

(۵) وَلِیُّکُمْ میں ولایت کا تعلق جس طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کسی طرح اس کے پیارے رسول مقبولؐ اور حضرت علیؓ کے ساتھ ہے۔ فرمایئے ولایتِ خدا، ولایتِ رسولؐ اور ولایت علیؓ کے مابین مفہوم اور مطلب کی حیثیت سے تفاوت بھی ہے یا نہ؟ یعنی جیسی حاکمیت خدا کو حاصل ہے ویسی حضرت علیؓ کو حاصل ہے یا نہ اگر حاکمیت یکساں ہے تو اس کا بطلان ظاہر ہے کہ یہ شرک صریح ہے اور اگر یکساں نہیں تو لفظ مشترک المفہوم سے یکجا متعدد معانی لینا کس کتاب میں لکھا ہے واضح کیجئے۔

(۶) اگر اس آیت سے بقول شما ولایت علیؓ بلافصل ثابت ہو رہی ہے تو فرمایئے بعد از وفات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی خلافت کے دعویٰ میں اس آیت کو کیوں نہ پیش کیا۔

(۷) اس آیت میں زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے یا نفلی صدقہ ہے اگر زکوٰۃ مفروضہ ہے تو پہلے حضرت علی المرتضیٰؓ کو مالدار صاحبِ نصاب ثابت کیجئے اور اگر نفلی صدقہ ہے تو یقیناً مجاز ہے اور مجاز تب مراد لیا جا سکتا ہے جب حقیقت متعذر ہو بہرحال ہر دو شقوں میں جونسی شق اختیار کرو گے دوسری شق کی تردید لازم آئے گی۔

(۸) قرآن مجید میں ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ حالتِ رکوع میں اداء زکوٰۃ یقیناً خلاف خشوع ہے۔ فرمایئے آپ نے ایسے امر کا ارتکاب کیوں کیا۔

(۹) وَهُمْ رٰکِعُوْنَ۔ جب قرآن مجید میں جمع کے صیغے سے لایا گیا ہے تو آیت کو عموم سے نکال کر

ایک ضرور بند رکھنا کس قاعدے کے ماتحت ہے۔

(۱۰) اگر اِنّما کلمہ حصر خلافت علی المرتضیٰؓ پر دلالت کرتا ہے تو باقی بارہ ائمہ کی تاج پوشی سے متعلق آیتیں لائیے ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

(۱۱) لفظ ولی کا معنیٰ حاکم کہاں لکھا ہے اشہد ان علیا ولی اللہ میں بھی حکومت مراد ہے۔

(۱۲) یہ آیت تو بقول عکرمہ ابوبکرؓ کے شان میں نازل ہوئی ہے اور بروایت محمد باقر مہاجرین و انصار کے حق میں، لہٰذا استدلال کی ترجیح کے دلائل بیان کیجئے۔

(۱۳) حضرت علیؓ کے متعلق نزول آیت کا مدعی صرف ثعلبی ہے۔ متفقاً اقوال مفسرین کی رو سے وہ مجروح اور حاطب اللیل کا خطاب یافتہ ہے۔ حضرت حافظ ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں وَضَعَهٗ بَعْضُ الْکَذَّابِیْنَ۔

حضرت حافظ ابن حجرؒ العسقلانی الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف میں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسے ازالۃ الخفاء میں موضوع لکھا ہے۔

حضرت امام فخر الدین الرازی نے تفسیر کبیر میں اسے مشروح کہا ہے۔

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما؟

خلافت بلا فصل پر دوسرا شیعی استدلال

بحث آیت مَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی

(۱) قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (ترجمہ) کہہ دیجیو اے محمد مصطفیٰ میں تم سے تبلیغ پر سوال کرتا نہیں مگر رشتہ داری میں محبت کا!

طرز استدلال:- شیعہ کہتے ہیں کہ آیت کے معنی یوں ہیں (اے لوگو میں تم سے کوئی اجرت تبلیغ پر نہیں مانگتا مگر رشتہ داروں کی محبت) اور ظاہر ہے کہ مظاہرہ محبت تب ہوگا جب حضرت علی المرتضیٰ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کیا جائے۔

جواب ۲: جیسا استدلال ویسا طرز استدلال کیونکہ اس آیت میں حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کا ذکر دور و دراز تک نہیں ہے نہ اشارتاً کہاں محبت قربیٰ اور کہاں عقیدۂ خلافت بلافصل۔

جواب ۳: اہل التشیع کا کیا ہوا معنی تب قابلِ تسلیم ہوتا اگر آیت میں الا الموۃ فی خودی القربیٰ ہوتا لیکن پھر بھی خلافت کا مفہوم ہرگز ثابت نہ ہوتا۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کے چند اعتراضات

(۱) اگر آیت کا مفہوم اسی طرح مان لیا جائے تو قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا کا کیا معنی ہوگا جبکہ اس آیت میں مطلقاً اجرت علی التبلیغ سے نفی کی گئی ہے۔

(۲) اگر مطلقاً حضرتؐ کے رشتہ داروں کی محبت واجب ہے اور یقیناً واجب ہے تو ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ تمہیں اولادِ حسنؓ حنبلی اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے کیوں محبت نہیں ہے کیا وہ رشتہ داران رسولِ مقبولؐ سے خارج ہیں ۱۲۔ حالانکہ اہلسنت کے نزدیک سب کے سب قابلِ اتباع ہیں۔ ولا اتباع بدون المحبۃ۔

(۳) محبت میں مفہوم خلافت کہاں پوشیدہ ہے۔

(۴) اگر آیت سے بالفرض خلافت مراد ہو تو نزولِ آیت کے وقت مراد ہوگی یا بعد میں اگر عند نزول الآیت مراد ہو تو یقیناً خلافِ عقل و نقل ہے کیونکہ اس وقت حکومت حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی اور اگر بعد از وفات رسولؐ تو بلافصل کی تصریح کہاں لکھی ہے۔

(۵) کیا اسی آیت سے اولادِ حسنؓ کی امامت ثابت ہو سکتی ہے یا نہ اگر نہیں ہو سکتی تو کیوں۔ اور اگر ہو سکتی ہے تو انحراف کی وجہ بیان کیجئے۔



بحث ۱۱ آیت تبلیغ

خلافت بلافصل پر تیسرا شیعی استدلال

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (ترجمہ) اے رسول کرم جو تیرے رب نے حکم دیا ہے پہنچا دے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

طرزِ استدلال:۔ شیعہ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع سے واپسی پر آنحضرتؐ جب مقام خم غدیر پہنچے تو جبریل امین رب رحیم کی طرف سے حضرت علیؓ کی خلافت کا پیغام لے کر نازل ہوئے۔ اور دربار رسالتؐ میں عرض کیا کہ آپ اعلان فرما دیجئے آپ نے عذر فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید لوگ خلافتِ علیؓ کا اعلان سن کر قتال پر آمادہ ہو جائیں چنانچہ جبریل امین آپؐ کے جواب میں یہ آیت لے کر نازل ہوئے پھر آپؐ نے بدیں الفاظ اعلان فرمایا۔

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ

یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؓ مولا ہیں اے اللہ دوست رکھ اسے جو علیؓ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن سمجھے۔

جواب ۱:۔ آیت کے الفاظ میں نہ تو علی المرتضیٰ کا ذکر ہے اور نہ ان کی خلافت کا ذکر ہے تو فقط تبلیغ ما انزل الیہ کا اور یقیناً بغیر مسئلہ توحید وغیرہ کے اور کچھ نہیں اور اسی مقصد کے لئے تمام انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے گئے۔ آیت کے اصل مفہوم کو چھوڑ کر دوسری طرف لگانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

جواب ۲:۔ اس آیت کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ خم غدیر کے مقام پر نازل ہوئی ہے غلط ہے بلکہ اس سے کئی برس پہلے نازل ہوئی ہے کیونکہ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ترمذی وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ

نعلایان نبوت رات کو حضرت ﷺ کی پاسبانی کیا کرتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بالاخانہ سے سر مبارک نکال کر فرمایا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ میری حفاظت کا اللہ نے وعدہ فرما لیا ہے صحمہ الحاکم فی المستدرک اگر شیعوں میں ہمت ہے تو وہ ثابت کریں کہ یہ آیت خم غدیر کے موقعہ پر نازل ہوئی ہے۔

شیعی روایات کے جوابات

جن روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آیت اعلان تبلیغ غدیر خم کے روز نازل ہوئی ہے ان میں سے ایک روایت ابو سعید خدری کی ہے جس کا راوی عطیہ ہے۔ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں اُسے ضعیف لکھا ہے ابو بکر بن سالم مرادیؒ اور ابن عدیؒ نے اسے شیعہ لکھا ہے ابو داؤدؒ فرماتے ہیں غیر معتمد علیہ شخص تھا۔

دوسری روایت ابن عباس سے ہے جس کا راوی کلبی عن ابی صالح ہے۔ بخاریؒ کہتے ہیں کہ سفیان کلبی نے کہا جتنی روایتیں میں ابو صالح سے کروں وہ جھوٹی ہوں گی۔ یزید بن زریع کہتے ہیں کلبی سبائی فرقے کا فرد تھا۔

تیسری روایت براء بن عازب سے ہے جس کا راوی ابو بکر بن عیاش ہے میزان الاعتدال میں ہے کہ وہ غلطی کرتا تھا آخر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ مزید تفصیل نصیحۃ الشیعہ میں دیکھ لی جائے۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(۱) خلافت بلا فصل شیعوں کے نزدیک اصولی مسئلہ ہے لہٰذا اگر ہمت ہے تو ولایت علی المرتضیٰؓ کا ذکر نص قرآنی سے ثابت کیجئے۔

(۲) اگر آیت مذکورہ کا نزول خم غدیر کے موقع پر تسلیم کر لیا جائے تو اصول کافی ص۲۸۹ کی حسب ذیل روایت کا جواب دیجئے ——— ثُمَّ نَزَلَتِ الْوِلَايَةُ وَإِنَّمَا أَتَاهُ ذَالِكَ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ بِعَرَفَةَ إِلَى قَوْلِهِ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ (ترجمہ) اس کے بعد نازل ہوئی ولایت اور یہ حکم آنحضرتؐ کے پاس جمعہ کے روز آیا ہے ؎

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب و دامن کا ادھر ٹانکا ادھر ادھڑا، اُدھر ٹانکا ادھر اُدھڑا

(۳) اگر خلافت علیؓ کے متعلق پروردگارِ عالم نے آنحضرتؐ کو تبلیغ پر مجبور کر دیا تھا تو پھر حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے ـــــ قال ابو جعفر علیہ السلام ولایۃ اللہ اسرّھا الی جبریل و اسرّھا جبریل الی صلی اللہ علیہ وسلم و اسرّھا محمد الی علی و اسرّھا الی من شاء ثم انتم تذیعون ذلک (ترجمہ) امام باقرؓ نے فرمایا کہ ولایت الٰہی (یعنی مسئلہ امامت) ایک راز تھا جسے خدا نے حضورؐ کو بطور راز بیان کیا اور حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بطور راز کے اور حضرت علیؓ نے جسے چاہا بتایا مگر اب تم لوگ اسے مشہور کر رہے ہو [illegible] فرمائیے اگر اخفاء ہی مقصود تھا تو تبلیغ کی تاکید کیوں اور اگر ظاہر کرنا تھا تو سلسلۂ راز اخفاء کیسا؟

آپ ہی اپنے ذرا طرزِ عمل کو دیکھیں ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(۴) وہ کونسی مصلحت تھی جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خائف ہو رہے تھے پھر کیا آپ کے بعد وہ مخالفت زمانۂ نبوت میں ظاہر ہوئی یا نہ اگر ہوئی تو ثبوت اور اگر نہیں ہوئی تو نبوی اندازہ غلط ہوتا ہے ـــ بحث ہر پہلو پر غور

خلافت بلافصل پر چوتھا شیعی استدلال

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۝

طرزِ استدلال: حضرت ابی سعید الخدریؓ سے روایت ہے اِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ فِي وِلَايَةِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بلافصل ہے۔

اعتراض ۱: یہ روایت ناقابلِ قبول ہے اسلئے کہ اسکے رواۃ جاہل ہیں، صحیح روایت پیش کیجئے۔

اعتراض ۲: جب آیت کا سیاق و سباق سوال عن الایمان پر دلالت کرتا ہے تو اس کے مراد لینے کی کیا وجہ ہے۔

خلافت بلافصل پر پانچواں شیعی استدلال

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي (بخاری و مسلم)

(متفق علیہ) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کیا تو راضی نہیں ہوتا کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہو موسیٰؑ سے لیکن بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

طرز استدلال:۔ جس طرح ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے اسی طرح حضرت علیؓ بھی حضرت رسول کریمؐ کے خلیفہ تھے۔

جواب:۔ اگر امعان النظر سے دیکھا جائے تو حدیث میں خلافت بلا فصل کا کوئی تذکرہ نہیں ہے اگر ہے تو صرف یہ کہ آپ نے حضرت علیؓ کو خلافت اہلبیت کے لئے مقرر فرمایا اور یہ بسبب قرابت داری کے تھا اور اس پر قرینہ یہ کہ اسی حدیث کے اوائل جملوں میں ہے کہ حضرت علیؓ نے عرض کی جبکہ آپ غزوۂ تبوک کا قصد بیان فرما رہے تھے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ (صحیح) یا رسول اللہ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں اپنا خلیفہ بناتے ہیں جس کے جواب میں آپ نے یہ جملے فرمائے اور حضرت علیؓ کے قول کی تردید نہ کی۔

ورنہ فرمائیے

(۱) حضرت ہارون علیہ السلام کی خلافت آرضی تھی کیا علی المرتضیٰؓ کی خلافت بھی ازیں قسم تھی۔

(۲) ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰؑ کی زندگی میں راہی ملک عدم ہو چکے تھے اگر اس خلافت سے خلافت حیدری کو تشبیہ دی جائے تو فرمائیے کیا تشبیہ اور استنباط صحیح رہیں گے۔ خلافت بلا فصل کے متعلق مختصر سا استدلال میں نے لکھ دیئے ہیں اور جوابات بھی۔ مزید تفصیل کے لئے میرا رسالہ "خلافت بلا فصل کی حقیقت" ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کی خلافت بلا فصل سے متعلق اہلسنت کی طرف سے شیعی فرقے پر چند اعتراضات

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے عہد میں پکا ہے اِنَّہٗ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (القرآن) الغائے عہد سے اسے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ عرفت ربی بفسخ العزائم (قول امیرؓ) جب خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں خلیفہ حق کے انتخاب وتعیین کا وعدہ فرمایا تھا اور حسب قول شیعہ مستحق خلافت حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰؓ

کے سوا اور کوئی نہ تھا تو فرمایئے خدا تعالیٰ کو اس پر عمل کرنے سے کس نے روک لیا۔

(۲) خلافت بلا فصل اگر علی المرتضیٰؓ کا حق تسلیم کیا جائے تو فرمایئے کیا قرآن مجید میں اس سے متعلق صریح نص وارد ہے یا بلحاظ تعلق رشتہ داری علی سبیل الاول دلیل لایئے۔ اگر رشتہ داری کا لحاظ ہے تو سب سے زیادہ حقدار حضرتؐ کے چچا پاک حضرت عباسؓ تھے فرمایئے ان کو کیوں محروم کیا گیا۔

(۳) اگر خلافت بلا فصل واقعی حضرت علی المرتضیٰؓ کا حق تھا تو کیا حضرت علی حیدر کرار رئیس الاشجعین مطالبۂ حق سے کبھی باز رہ سکتے تھے کیا آپ کا جذبہ ایمان حضرت حسینؓ سے بھی کم تھا۔

(۴) اگر ان کی خلافت خلافت حقہ تھی اور خلفائے ثلاثہؓ کی خلافت جابرانہ و ظالمانہ تھی تو فرمایئے حضرت علی المرتضیٰؓ نے منبرِ نبویؐ کو ظالموں اور فاسقوں کے حوالے کر کے سکوت سے کیوں کام لیا جبکہ قرآن میں وارد ہے

وَلَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ط

نہ جھکو ظالموں کی طرف ورنہ تم کو آگ چھوٹ لے گی۔

(۵) إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (البقرہ) (ترجمہ) جو لوگ ان چیزوں کو جو خدا نے قرآن میں نازل کی ہیں چھپاتے ہیں اور اس کے بدلے تھوڑی سی قیمت لے لیتے ہیں یہ یہ لوگ انگاروں سے اپنے پیٹ بھرتے ہیں اور قیامت کے دن خدا ان سے بات تک نہ کرے گا۔ (حمائل فرمان علی شیعہ ص۴۰)

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حق کو چھپانے والے خدا تعالیٰ کے نزدیک نہ صرف مجرم ہیں بلکہ معذب بھی ہوں گے۔

اگر بقول شما خلافت بلا فصل کے مستحق حضرت علی المرتضیٰؓ تھے تو آپ نے کتمانِ حق کیوں کیا؟

(۶) يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ کے پیشِ نظر فرمایئے حضرت علی المرتضیٰ نے صدیقؓ و فاروقؓ کے خلاف اعلانِ جنگ کیا یا نہ اگر کیا ہے تو ثبوت لایئے اور اگر نہیں کیا تو وجہ بتایئے۔

(۷) اگر حضرت امیرؓ کی خلافت واقعی بلافصل تھی تو لوگوں کے مطالبۂ بیعت پر آپ نے حسب ذیل بیان کیوں دیا۔
اَنَا لَكُمْ وَزِيْرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّيْ اَمِيْرًا (نہج البلاغۃ ص۳۲)

(ترجمہ) میرا وزیر رہنا تمہارے لئے میرے امیر رہنے سے بہتر ہے۔

جب آپ کی امامت منصوص من اللہ تھی تو اس بیان دینے کا کیا فائدہ؟

(۸) اگر حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت و امامت بحکمِ خدا تھی تو آپ نے کیوں فرمایا۔ وَاللّٰهِ مَا كَانَتْ لِيْ فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةٌ وَلَا فِي الْوِلَايَةِ اِرْبَةٌ (نہج البلاغت ص۵۱۹) خدا کی قسم نہ تو مجھے خلافت کرنے میں کوئی رغبت ہے اور نہ ولایت میں حاجت ہے۔

فرمائیے کیا حضرت علی المرتضیٰ کو فیصلہ خداوندی منظور نہ تھا جبکہ تمام شیعوں کے نزدیک ان کی امامت منصوص تھی۔

(۹) نہج البلاغۃ میں ہے دَعَوْتُمُوْنِيْ اِلَيْهَا وَحَمَلْتُمُوْنِيْ عَلَيْهَا اے قوم تم نے مجھے خلافت کی طرف بلایا اور اس پر مجھے برانگیختہ کیا۔

اگر خلافت منصوص من اللہ تھی تو آپ نے ایسے کلمات کیوں فرمائے کیا واقعی دوسروں کے اصرار سے مجبور ہو کر آپ نے امرِ خلافت مقبول فرمایا۔

(۱۰) اگر بقول شیعہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت منصوص تھی تو آپ نے قتلِ عثمانؓ کے بعد مطالبۂ بیعت کے جواب میں دَعُوْنِيْ وَالْتَمِسُوْا غَيْرِيْ (نہج البلاغۃ ص۱۸۲ ج۱) (مجھے چھوڑو کسی اور کو میرے سوا تلاش کرو) کیوں فرمایا۔

(۱۱) اگر خلافت حیدری منصوص فیہ تھی تو آپ نے اِنْ تَرَكْتُمُوْنِيْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَلَعَلِّيْ اَسْمَعُكُمْ وَاَطْوَعُكُمْ نہج البلاغۃ ج۱ ص۱۸۱ (اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو میں تمہارے ایک جیسا خادم رہوں گا بلکہ شاید میں تم سے زیادہ فرمانبردار اور خدمت گار رہوں گا) کیوں فرمایا۔

(۱۲) جن جن روایات میں خلافت علی المرتضیٰ کا ذکر موجود ہے وہ مسلم بین الفریقین ہے لیکن اگر ہمت ہے تو روایت صحیحہ میں خلافت بلافصل کا لفظ دکھلائیے۔

(۱۳) جب عباسؓ اور ابوسفیانؓ نے حضرت علیؓ سے بیعت کے متعلق کہا تو حضرت علیؓ نے حسب ذیل جواب دیا۔ هٰذَا مَاءٌ آجِنٌ وَلُقْمَةٌ يَغَصُّ بِهَا آكِلُهَا وَمُجْتَنِي الثَّمَرَةِ لِغَيْرِ وَقْتِ إِينَاعِهَا كَالزَّارِعِ بِغَيْرِ أَرْضِهِ (نہج البلاغہ مطبوعہ الاستقامۃ مصری ص ۳۵) (ترجمہ) یہ خلافت تلخ پانی ہے اور ایسا لقمہ ہے کہ کھانے والے کا گلا پکڑتا ہے۔ میوے کے پختہ ہونے سے پہلے جو شخص اسے توڑ لیتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی دوسرے کی زمین میں کھیتی کر رہا ہو۔

طرزِ استدلال: اگر آپ کے نزدیک خلافت ان کا ہی حق تھا تو آپ نے یہ کیوں فرمایا کہ اب میرا خلافت کا قبول کرنا ایسا ہے جیسا کچے پھل کو توڑنا اور دوسرے کی زمین میں کھیتی کرنا۔

بحث چہارم

مسئلہ خلافت خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

آیت استخلاف

دلیل ۱: وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ (سورۃ نور) (ترجمہ) وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور عمل کئے ہیں انہوں نے اچھے ضرور ان کو خلیفہ بنائے گا زمین میں جس طرح خلیفہ بنایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے گزر گئے اور ضرور جما دے گا ان کیلئے ان کے اس دین کو جس کو ان کیلئے پسند فرمایا اور ضرور بدل دے گا ڈر کے بدلے امن میری بندگی کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جس نے اسکے بعد ناشکری کی پس یہی لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔

طرزِ استدلال: اس آیت میں حسب ذیل کلمات قابلِ غور ہیں۔

جس کا کوئی سمجھدار انسان انکار نہیں کرسکتا۔

تائید ۔ شیخ الاسلام پاکستان کا ارشاد گرامی برحاشیہ قرآن ترجمہ شیخ الہند استاذ المکرم حضرت مولینا شبیر احمد صاحب عثمانی لکھتے ہیں ـــــــ الحمد للہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاء کے ہاتھوں پر پورا ہوا اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشگوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

آیت استخلاف کے ضمن میں چند زبردست استدلال

استدلال ۱ ۔ شیعوں کی معتبر کتاب صافی میں علی سبیل التصریح موجود ہے کہ اس خلافت سے مراد وہ خلافت ہے جو سرورِ کائنات کی وفات کے بعد خلفاء کو نصیب ہوئی جو یقیناً خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے لئے مثبت ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ ۔ لَيَجْعَلَنَّهُمْ خُلَفَاءَ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ ۔

اگر بقول شیعہ صرف امام مہدی یا حضرت علیؓ مراد ہوتے تو لفظ خلفاء لانے کی کوئی وجہ نہ تھی۔

استدلال ۲ ۔ اَلْخَلِيْفَةُ السُّلْطَانُ الْأَعْظَمُ اور ظاہر ہے کہ سلطنت اسلامی اگر عظمت پذیر ہوئی ہے تو خلفاء ثلاثہ کے وقت ہیں۔

استدلال ۳ ۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کے ذیل میں صاحب تفسیر مجمع البیان (شیعہ) لکھتے ہیں ای اَرْضَ الْكُفَّارِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ خدا کی قسم اگر شیعوں میں ذرا بھی انصاف کا مادہ ہے تو بغیر تسلیم کے ان کو چارہ نہیں ہے گا کیونکہ عرب و عجم کی اگر شاہی نصیب ہوئی تو خلفاء ثلاثہ کو۔

استدلال ۴ ۔ اہل تشیع کے معتمد مفسر علامہ کاشانی آیت مذکورہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

وعدہ کرد مر آنانے حق تعالیٰ بوعدۂ مومناں وفا نمود چوں از عرب و دیار کسریٰ و بلاد روم بدیشاں ارزانی فرمودہ ۔ یعنی تھوڑے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور عرب کے جزیرے اور کسریٰ کے مکانات اور روم کے بہت سے شہر ان کو عنایت فرمائے۔

استدلال ۵ ۔ شیعی تفسیر مجمع البیان میں ہے وَالْمَعْنٰى لَيُوْرِثَنَّهُمْ

اَرْضَ الْکُفَّارِ مِنَ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَیَجْعَلُهُمْ سُکَّانَهَا وَمُلُوْکَهَا یعنی خدا تعالیٰ ان خلفاء کو عرب و عجم کے کافروں کی زمین کا وارث بنائے گا پس وہ خلفاء حق بموجب وعدہ الٰہی ان میں رہیں گے اور وہاں کے بادشاہ ہوں گے۔ ۱۲

بتائیے خلفاء اربعہ کے علاوہ یہ رتبہ کسی اور کو نصیب ہوا۔

استدلال ۳۔ غزوہ روم کے متعلق جب امیر المومنین علی المرتضیٰؓ سے فاروق اعظمؓ نے اپنے جانے کے متعلق مشورہ پوچھا تو آپ نے جواب میں جہاں اور چند تفصیلی بیانات دیئے وہاں یہ بھی فرمایا۔

وَقَدْ تَوَکَّلَ اللّٰهُ لِاَهْلِ هٰذَا الدِّیْنِ بِاِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ (یعنی) بیشک ضامن ہوا ہے اللہ اس دین والوں کی جماعت کو عزت اور غلبہ دینے کا، ہو سکتا تھا کہ شیعہ حضرات اس کی تاویل کر کے کچھ اور مطلب بیان کرتے لیکن خدا کا فضل ہے ابن میثم بحرانی شارح نہج البلاغۃ نے تھوڑی سی تشریح کر کے جھگڑا ہی مٹا دیا۔ لکھتے ہیں ـــ وَهٰذَا الْحُکْمُ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ یعنی یہ عبارت اس آیت قرآنیہ کی تشریح ہے وہاں خدا تعالیٰ نے جو سا وعدہ کیا تھا آج اسی کی تشریح حضرت علی المرتضیٰ اپنے بیان سے فرما رہے ہیں۔

خلفاء راشدین کی خلافت حقہ پر اہلسنت کی طرف سے دوسرا استدلال

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِکُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا کَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (سورہ فتح) تم ان پیچھے رہ جانے والے بدوؤں سے کہہ دو کہ عنقریب تم ایک بڑی سخت لڑاکا قوم کی طرف بلائے جاؤ گے (یا تو) تم ان سے لڑو گے یا وہ اسلام لے آئیں گے پھر اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو بہت ہی اچھا اجر عنایت فرمائے گا اور اگر تم اسی طرح روگردان ہو جاؤ گے جیسا کہ تم پہلے روگردانی کر چکے ہو تو تم کو دردناک عذاب سے معذب کرے گا۔

طرز استدلال۔ اس آیت میں عرب کے ان قبائل کے نام خداوندی پیغام دیا گیا ہے

طرزِ استدلال :- اس آیت میں مظلوم مہاجرین کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی غیر مبہم الفاظ میں گواہی دی ہے اور منکرینِ توحید کے ساتھ ان کو جہاد کرنے کی اجازت فرمائی ہے اس پر بس نہیں بلکہ ان کو نصرت و حمایت کا وعدہ دیا گیا ہے اور علیٰ سبیل الاخبار ان کی خلافت و حکومت کا ذکر بھی فرما دیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی مہربانی کے ساتھ پورا کیا اور ان کو دینی خلافت اور ارضی حکومت پر متمکن فرمایا۔ کما لا یخفیٰ علی ارباب البصیرۃ ۔

خلافتِ راشدہ کی حقانیت پر چوتھا استدلال

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ـــــــ (ترجمہ) جن لوگوں نے (کفار کے ظلم پر ظلم سہنے کے بعد خدا کی خوشی کے لئے گھر بار چھوڑا ہم ان کو دنیا میں ضرور اچھی جگہ بٹھلائیں گے اور آخرت کی مجیر تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

طرزِ استدلال :- مظلوم مہاجرین سے بارگاہِ خداوندی سے دو وعدے کئے گئے ہیں۔ دنیا میں باعزت مقام اور آخرت میں نجات اور ظاہر ہے کہ دنیا کا باعزت مقام اگر ہے تو رتبۂ خلافت اور حکومت ہے اور الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔

خلفائے اربعہ کی خلافت پر پانچواں استدلال

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗۤ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔

(ترجمہ) اے ایماندارو تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب ہی اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو ظاہر کر دے گا جنہیں خدا دوست رکھتا ہو گا اور وہ اس کو دوست رکھتے ہوں گے ایمانداروں

کے ساتھ منکسر اور منکرین کے ساتھ سخت کڑے خدا کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کچھ پرواہ نہ کریں گے یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اور خدا تو بڑی گنجائش والا واقف کار ہے (المائدہ)

طرزِ استدلال :- اس آیت میں ان لوگوں کی مدح و توصیف کی گئی ہے جن لوگوں نے مرتدین سے قتال کیا اور ظاہر ہے کہ مرتدین سے اگر جہاد کیا تو خلیفہ اوّل نے اور آپ سے بیعت کرنے والے مسلمانوں نے! کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عہد میں تین گروہ تھے بنو مدلج بنو حنفیہ، بنو اسد پہلی قوم میں سے اسود عنسی نے دوسری قوم میں سے مسیلمہ کذاب اور تیسری قوم میں سے طلحہ بن خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا چنانچہ اسود عنسی کو فیروز دیلمی نے قتل کیا اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل حمزہ نے اور طلحہ کو خالد بن الولیدؓ کے حوالے کیا گیا لیکن وہ شام کو بھاگ نکلا اور ایمان لے آیا۔

صدیق اکبرؓ کے زمانہ اقدس میں سات گروہ مرتد ہوئے۔

(۱) بنو فزارہ : جو عیینہ بن حصن کی قوم سے تھے (۲) غطفان : مُرہ بن سلمی کی قوم سے تھے ۔
(۳) بنو سلیم : ابن عبدیالیل کی قوم سے تھے (۴) بنو یربوع : مالک بن نویرہ کی قوم سے تھے
(۵) بعض بنو تمیم : جو سجاح بنت المنذر کی قوم سے تھے (۶) بنو کندہ : جو اشعث بن قیس کندی کی قوم سے تھے
(۷) بنو بکر جو بحرین میں مرتد ہوا

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں قرآنی پیشگوئی کے مطابق ان مرتدین کو اگر بیخ و بن سے اکھیڑا تو صدیق اکبرؓ نے۔ ورنہ نہ تو حضرت علی المرتضیٰ کو یہ موقع نصیب ہوا اور نہ باقی یازدہ آئمہ میں سے کسی کو، پس جو لوگ خلافت حقہ کا انکار کرتے ہیں وہ حقیقت میں خداوندی پیشگوئی کا انکار کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر یہ پیشگوئی حق ہے اور یقیناً حق ہے کہ ایک ایسی قوم آئے گی تو مسلمانوں سے عاجزی کے ساتھ پیش آئے گی اور منکرین دین کے ساتھ سختی سے اور مزید برآں یہ کہ وہ اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف بھی نہ کرے گی تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ یہ کارنامے خلفاء راشدین کے زمانہ میں بالعموم اور خلافتِ صدیقیؓ میں بالخصوص ظہور پذیر ہوئے۔ صدیق اکبرؓ نے جہاں انکارِ دین پر

جہاد کیا وہاں منکرین وجوب و فرضیت زکوٰۃ کے ساتھ بھی اعلان جنگ کیا۔ حاضرین نے اگرچہ اسے پسند نہ کیا مگر صدیق اکبرؓ نے کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کی۔

خلافت حقہ پر چھٹا استدلال ،

الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ

(ترجمہ) بہت قریب کے ملک میں رومی نصاریٰ اہل فارس آتش پرستوں سے ہار گئے مگر یہ لوگ عنقریب ہی اپنے ہار جانے کے بعد چند سالوں میں پھر اہل فارس پر غالب آجائیں گے کیونکہ ہر امر کا اختیار خدا تعالیٰ کو ہے اور اس دن ایماندار لوگ خدا تعالیٰ کی مدد سے خوش ہو جائیں گے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے یہ خدا کا وعدہ ہے خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کیا کرتا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

طرز استدلال :۔ قرآن مجید کی آیت بتلا رہی ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جس میں مسلمان اہل فارس پر غالب آجائیں گے یعنی مسلمان حاکم ہوں گے اور وہ محکوم چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ کو عہد فاروقی میں پورا کیا اگر ان کی حاکمیت اور خلافت برحق نہ ہوتی یا بخداوندی علم میں ناقص الایمان ہوتے تو قرآن مجید میں قطعاً اس قسم کی پیشینگوئی وارد نہ ہوتی۔

نص صریح سے ثابت ہو رہا ہے کہ :۔

(۱) خلفاء کی حاکمیت عہد خداوندی کے مطابق ہے۔ (وعد اللہ)

(۲) فتح و نصرت اسلام خداوندی اعانت کا نتیجہ تھا۔ (ینصر من یشاء)

(۳) ملک فارس عہد فاروقی میں فتح ہوا اور مسلمان بے حد خوش ہوئے۔ (یومئذ یفرح المومنون)

(۴) فوج فاروقی غالب ہوئی اسلام کا بول بالا ہوا (من بعد غلبھم سیغلبون)

خلافت حقہ کے متعلق امام محمد باقرؒ کی تائید و تصدیق

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ الٓمّٓ ۔ غُلِبَتِ الرُّوْمُ
فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ فَقَالَ اِنَّ لِھٰذَا تَاْوِیْلًا لَا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللّٰہُ وَالرَّاسِخُوْنَ مِنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَھِیَ الشَّامَاتُ وَمَا حَوْلَھَا وَھُمْ یَعْنِیْ فَارِسَ بَعْدَ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ یَعْنِیْ یَغْلِبُھُمُ
الْمُسْلِمُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَیَوْمَئِذٍ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ
یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ۔ فَلَمَّا اَسِرَّ الْمُسْلِمُوْنَ فَارِسَ وَافْتَتَحُوْھَا فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ فَارِسَ
وَافْتَتَحُوْھَا فَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ قَالَ قُلْتُ اَلَیْسَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَقُوْلُ فِیْ
بِضْعِ سِنِیْنَ وَقَدْ مَضٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ سِنُوْنَ کَثِیْرَۃٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَفِیْ اِمَارَۃِ اَبِیْ بَکْرٍ
وَاِنَّمَا غَلَبَ الْمُؤْمِنُوْنَ فَارِسَ فِیْ اِمَارَۃِ عُمَرَ فَقَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنَّ لِھٰذَا تَاْوِیْلًا وَ
تَفْسِیْرًا وَلِلّٰہِ الْمَشِیَّۃُ فِی الْقَوْلِ اِنْ یُّؤَخِّرَ مَا قَدَّمَ وَیُقَدِّمَ مَا اَخَّرَ فِی الْقَوْلِ اِلٰی یَوْمٍ یُحْتَمُ
الْقَضَآءُ بِنُزُوْلِ النَّصْرِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (فروع کافی کتاب الروضہ ص ۲۴۰)

(ترجمہ) ابو عبیدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقرؒ سے الٓمّ غلبت الروم کے متعلق
سوال کیا آپ نے فرمایا اس کی تاویل ہے جو خدا اور آل محمد کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ ممالک
شام اور اس کے ماحول ملک فارس کے ملک تھے جو کہ فارس عنقریب مغلوب ہو جائیں گے اور
مسلمان غالب پہلے اور پیچھے کا حکم خدا تعالیٰ کے ہاتھ ہے اس دن مومنین خدا تعالیٰ کی مدد سے
خوش ہوں گے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام باقرؒ سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے چند سال کا ذکر نہیں
کیا اور حالانکہ مسلمانوں کے لئے حضرتؐ اور صدیقؓ کے ساتھ بہت سے برس گزر چکے ہیں اور آخر میں جست
کہ فارس کو اگر مسلمانوں نے فتح کیا ہے تو فاروق اعظمؓ امیر عمرؓ کی خلافت میں تو آپ نے جواب دیا کہ میں
نے تجھے پہلے تو کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سامنے قبلیت و بعدیت کا سوال ہی نہیں ہے وہ
جو چاہے کر سکتا ہے۔

طرزِ استدلال:۔ دیکھئے اس روایت میں حضرت امام محمد باقرؒ عہدِ خلفاء ثلاثہ کا پورا ہونا فاروقی خلافت کے عہد میں پورا ہونا تسلیم کر رہے ہیں جو ان کی خلافت کے برحق ہونے کی واضح دلیل ہے۔

خلافت راشدہ پر ساتواں استدلال

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ لَمَّا حَفَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْخَنْدَقَ مَرُّوْا بِکُدْیَۃٍ فَتَنَاوَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ مِنْ یَدِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ مِنْ یَدِ سَلْمَانَ فَضَرَبَ بِہَا ضَرْبَۃً فَتَفَرَّقَتْ بِثَلَاثِ فِرَقٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ فُتِحَتْ عَلَیَّ فِیْ ضَرْبَتِیْ ھٰذِہٖ کُنُوْزُ کِسْرٰی وَقَیْصَرَ (فروع کافی کتاب الروضہ ص ۲۱۰)

(ترجمہ) حضرت امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے خندق کھدوایا تو آپ ایک پتھر پر پہنچے تو آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ اور سلمانؓ سے بلایا اور پتھر پر ایک وار کیا جس سے وہ پتھر تین ٹکڑے ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ پر میری اس ضرب سے کسریٰ اور قیصر کے خزانے فتح ہو گئے۔

طرزِ استدلال:۔ شیعہ سنی اس امر پر متفق ہیں کہ قیصر و کسریٰ حضرتؐ کے زمانۂ اقدس میں فتح نہیں ہوئے بلکہ خلفائے ثلثہ کے عہد مقدس میں فتح ہوئے آپؐ نے اس ارشاد سے غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان فرما دیا ہے کہ جو لوگ اسے فتح کریں گے وہ زمانہ بعینہٖ میرا زمانہ ہوگا۔ اور ان کی خلافت و حکومت میری خلافت و حکومت ہوگی ورنہ میرے ہاتھ پر فتح ہونے کا اور کوئی معنی نہیں بنتا جو یقیناً ان کے لئے خلافت حقہ کی دلیل ہے۔

اہلسنت کا خلفاء راشدین کی خلافت حقہ پر آٹھواں استدلال

پس کلنگ را گرفت و ضربتے بر آں سنگ زد کہ ازو برقے ساطع شد و دراں برق قصر ہائے شام را دیدیم پس بار دیگر کلنگ را زد و برقے ساطع شد کہ قصر ہائے مدائن را دیدیم پس بار دیگر قصر ہائے یمن را دیدیم ملخصاً۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۴۴۸)

طرزِ استدلال :۔ ملک شام اور ملک مدائن و یمن چونکہ اصحاب ثلاثہ کے ہاتھوں فتح ہوا اس لئے ان کی خلافت حقہ ہے اور پیشینگوئی سرورِ کائنات کے عین مطابق ہے۔

اہلسنت کا خلفاء راشدین کی خلافت حقہ پر نواں استدلال

اَلَا وَ اِنِّیْ اُقَاتِلُ رَجُلَیْنِ۔ رَجُلًا اِدَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ وَ اٰخَرَ یَمْنَعُ الَّذِیْ عَلَیْہِ (نہج البلاغہ مصری ج ۲ ص ۱۰۵)

(ترجمہ) خبردار میں دو آدمیوں سے لڑوں گا ایک تو اس سے جو دعویٰ کرے کسی چیز کا حالانکہ وہ اس کا اہل نہ ہو۔ دوسرا اس سے جو اہل کو منع کرے۔

طرزِ استدلال :۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فاروقِ اعظمؓ یکے بعد دیگرے تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور دنیا کو بیعت کی دعوت دی اگر ان کی خلافت حقہ نہ ہوتی تو یقیناً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ارشاد کے مطابق ان سے جنگ و قتال کرتے حضرت امیرؓ کا ان سے نہ لڑنا اس امر کا ثبوت ہے کہ ان کی خلافت حقہ تھی۔

اہلسنت کا حقانیت خلافت حقہ پر دسواں استدلال

لئن کانت الامامۃ لا تنعقد حتی تحضرھا عامۃ الناس فما الی ذلک سبیل ولکن اھلھا یحکمون علی من غاب عنھا ثم لیس للشاھد ان یرجع ولا للغائب ان یختار (نہج البلاغہ)

(ترجمہ) اگر امامت (خلافت) تب منعقد ہوتی جب تک سب لوگ اکٹھے نہ ہوں تو اس کی طرف کوئی راستہ بھی نہ رہتا لیکن اہل اس کے حکم کر دیتے ہیں غائبین پر پس نہ حاضر کو رجوع کا حق رہتا ہے اور نہ غائب کو اختیار کا۔

طرزِ استدلال :۔ خلافت کے انعقاد کے وقت حسب ارشاد علی المرتضیٰؓ سب کا اکٹھا ہونا ضروری نہیں ہے سو جو لوگ خلافت صدیقؓ کے انتخاب کے وقت موجود نہ تھے حضرت علیؓ کی نگاہ میں ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے یعنی یہ نہیں کہ خلافت متحقق نہ ہو۔ سو معلوم ہوا حضرت علی المرتضیٰؓ کے نزدیک خلفاء ثلاثہ کی خلافت اسی طرح برحق ہے جس طرح ان کی اپنی کیونکہ صدیق اکبرؓ کے انتخاب کے وقت آپ موجود نہ تھے

اہلسنت کا تیرھواں استدلال

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدِ اسْتَشَارَهُ فِي غَزْوِ الْفُرْسِ بِنَفْسِهِ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَلَا بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ حَتَّى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُمَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلَى مَوْعُودٍ مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ وَنَاصِرٌ جُنْدَهُ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ فَإِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ أَبَداً وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَإِنْ كَانُوا قَلِيلاً فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ عَزِيزُونَ بِالْاجْتِمَاعِ فَكُنْ قُطْباً - الخ (نہج البلاغہ مصری ج ۲ ص ۳۰)

(ترجمہ) حضرت علی المرتضیٰ کی کلام ہے جبکہ ان سے عمر بن الخطابؓ نے غزوۂ فرس کی طرف بنفسِ نفیس جانے کے متعلق مشورہ لیا تھا تو آپ نے فرمایا —— کہ بیشک یہ دینی امر اس کی مدد اور اس کا نہ ہارنا کثرت و قلتِ فوج پر نہیں ہے یہ تو خدا کا دین ہے جس کو اس نے غالب کیا ہے اور خدائی لشکر ہے جس کو اس نے تیار کیا ہے اور پھیلا دیا ہے حتیٰ کہ جہاں پہنچنا تھا پہنچا اور جس جگہ طلوع ہونا تھا ہوا اور ہم مسلمان لوگ خدائی وعدہ پر ہیں اللہ اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کا مددگار ہے۔ (اے عمرؓ) چونکہ آپ خلیفہ ہیں، خلیفے کا مرتبہ رشتۂ مروارید کی مثل ہے جو موتی کے دانوں کو ایک نظام میں منسلک رکھتا ہے اگر رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے منتشر ہو کر بکھر جاتے ہیں پھر یکجا جمع ہونا مشکل ہوتا ہے ان دنوں اگرچہ عربی مسلمان تھوڑے ہیں لیکن اسلامی حیثیت سے بہت ہیں اور اجتماعی قوت کے پیشِ نظر غالب ہیں پس آپ قطب بن جائیے اور لوگوں کو جنگ کی طرف بھیج دیجئے۔ مختصراً

طرز استدلال:- علی المرتضیٰؓ کا فاروق اعظمؓ کو مشورہ دینا ان کی سلطنت میں مروجہ دین کو دین اللہ کہنا نحن علی موعود من اللہ کہہ کر فاروقؓ کو تسلی دینا اور ان کو قیم بالامر کے لقب سے ملقب کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ آپ کی خلافت راشدہ تھی اور اس کا جس خلافت پر مدار تھا وہ بھی راشدہ تھی۔

اہلسنت کا حقانیت خلافت پر چودھواں استدلال

كَانَ أَفْضَلُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ كَمَا زَعَمْتَ وَأَنْصَحُهُمْ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْخَلِيْفَةُ الصِّدِّيْقُ وَخَلِيْفَةُ الْخَلِيْفَةِ الْفَارُوْقُ إِنَّ مَكَانَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ۔ (شرح نہج البلاغہ بحرانی)

(ترجمہ) اسلام میں ان سب سے زیادہ افضل جیسا کہ تیرا گمان ہے اور ان سب میں سے اللہ اور اس کے رسول کے زیادہ خیرخواہ خلیفہ اول ابوبکر صدیقؓ تھے اور ان کے خلیفہ حضرت عمر فاروقؓ تھے میں حلفیہ کہتا ہوں کہ ان کا مرتبہ اسلام میں بڑا ہے۔

طرز استدلال: صدیقؓ و فاروقؓ کی خلافت و امارت کی مدح و توصیف بتائیے اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے اگر وہ راست باز پورے ایماندار اور مستحق خلافت حقہ نہ ہوتے تو حیدر کرارؓ کبھی ان کے حق میں ایسا بیان نہ دیتے۔ مطلب واضح ہے مزید تفصیل کی نہ گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔

اہلسنت کا حقانیت خلافت پر پندرھواں استدلال

وَقَدْ تَوَكَّلَ لِأَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ بِإِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِيْ نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَا يَنْتَصِرُوْنَ وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَا يَمْتَنِعُوْنَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ إِنَّكَ مَتٰى تَسِرْ إِلٰى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ كَانِفَةٌ دُوْنَ أَقْصٰى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُوْنَ فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلًا مِحْرَبًا وَاحْفِزْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيْحَةِ فَإِنْ أَظْهَرَ اللّٰهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى كُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ۔ (ترجمہ) جب فاروق اعظمؓ نے روم پر چڑھائی کا ارادہ کیا تو حیدر کرارؓ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا اس دین (اسلام) کو غلبہ دشمن سے بچانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کی اللہ تعالٰی نے ذمہ داری اٹھائی ہے جس خدا نے مسلمانوں کی اعانت فرمائی، حالانکہ وہ تھوڑے تھے کسی طرح فتح نہیں پا سکتے تھے اور ان کو مغلوب ہونے سے روکا ہے

جب یہ کسی طرح رد کئے نہیں جا سکتے تو لا محالہ ہے۔ اے عمرؓ اگر تو خود بنفس نفیس اس دشمن کی طرف چلا جائے اور تکلیف اٹھائے تو یہ بھی ہے کہ پھر مسلمانوں کے لئے ان کے انتہائی بلاد تک کوئی جائے پناہ نہیں ملے گی اور آپ کے بعد مسلمانوں کے لئے ایسا کوئی مرجع نہیں ہوگا جس کی طرف وہ رجوع کریں۔ لہٰذا تو دشمنوں کی طرف ایسے شخص کو بھیج دے جو تجربہ کار ہو اور اس کے ماتحت ایسے لوگوں کو بھیجدے جو جنگ کی تکلیفیں سہہ سکیں اور اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کر سکیں۔ اب اگر خدا تعالیٰ نے غلبہ نصیب فرما دیا تو فھو المقصود اور بالفرض اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے۔

طرز استدلال واضح ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

بحث پنجم

ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

اس مسئلہ میں اہلسنت مدعی اور اہل تشیع معترض!

مسلمانان اہلسنت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرامؓ ایماندار ہیں اور ان کی محبت میں مسلمانوں کی نجات ہے لیکن شیعی مذہب میں بغیر حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت مقدادؓ اور حضرت سلمانؓ اور حضرت ابوذرؓ کے تمام مرتد ہیں بے ایمان ہیں ظالم ہیں فاسق ہیں چنانچہ ملا باقر مجلسی اپنی قابل حجت تصنیف حیات القلوب ج ۲ ص ۔۔۔ میں رقمطراز ہیں۔

عیاشی بسند معتبر از حضرت امام محمد باقرؒ روایت کردہ است کہ چوں حضرت رسول اللہؐ از دنیا رحلت نمود مردم ہمہ مرتد شدند بغیر چہار نفر علی بن ابی طالبؓ و مقدادؓ و سلمانؓ و ابوذرؓ۔

بلکہ ان کے علاوہ باقی صحابہ کرام کو بالعموم اور فاروق اعظمؓ کو مسلمان سمجھنے والے بھی شیعہ کے نزدیک کافر ہیں۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی ج ۲ ص ۸۴۳ رقمطراز ہیں۔

اے عزیز آیا بعد ازیں حدیث کہ عمر عامہ روایت کردہ اند ہیچ را مجال آں ہست کہ شک کند در کفر عمر و کفر کسے کہ عمر را مسلمان داند۔

ذیل میں صحابہ کرام کے ایمان پر قرآن مجید اور روایاتِ شیعہ سے دلائل پیش کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

نوٹ:۔ ایمان اصحاب کرام کی بحث وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا کی تشریح تصور فرمایئے۔

دلیل ۱ مہاجرین وانصار پکے ایماندار اور مغفور ہیں

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ (انفال) (ترجمہ) اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں لڑے بھڑے اور جن لوگوں نے ایسے نازک وقت میں مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی ہر طرح خبر گیری کی، یہی لوگ سچے ایماندار ہیں انہیں کے واسطے مغفرت اور عزت و آبرو والی روزی ہے۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

دلیل ۲ کل مہاجرین وانصار مقرب بارگاہ خداوندی ہیں اور ہمیشہ کے لئے جنتی ہیں

الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللّٰهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللّٰهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ (سورۃ براءۃ)

(ترجمہ) جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور خدا کے لئے ہجرت اختیار کی اور اپنے مالوں سے اور جانوں سے خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ لوگ خدا کے نزدیک درجہ میں کہیں بڑھ کر ہیں اور یہی لوگ اعلیٰ درجے پر فائز ہونے والے ہیں ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور خوشنودی اور ایسے ہرے بھرے باغوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے دائمی آرام ہوگا اور یہ لوگ باغوں میں ہمیشہ ابد الاباد تک رہیں گے بیشک خدا کے پاس تو بڑا اجر و ثواب ہے۔

دلیل ۳ مہاجرین کی سب خطائیں معاف ہیں

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَأُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ۔ (سورۃ آل عمران)

طرز استدلال: اللہ کی خاطر وطن چھوڑنا گھروں سے نکالا جانا اور اس کے راستے میں تکلیفیں دیا جانا پھر دین حق کی خاطر لڑنا اور شہید کیا جانا یقیناً ان کے ایماندار ہونے ایماندار رہنے اور ایمان پر شہید ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۴ مہاجرین کے لئے رضا الٰہی کا سارٹیفکیٹ

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (سورۃ براءۃ)

(ترجمہ) سبقت کرنے والے اگلے مہاجرین و انصار اور نیکی میں ان کے پیروکار اللہ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں اور خدا نے ان کے لئے بہشتیں تیار کر رکھی ہیں اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

طرز استدلال: آیت صاف بتلا رہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آنحضرتﷺ کے تمام صحابہ کرامؓ کو سارٹیفکیٹ دیا ہے اور بہشتیں تیار کر رکھی ہیں جو کہ ان کے فائز المرام اور کامل الایمان ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ۵ مہاجرین رضائے الٰہی کے طلبگار دین خداوندی کے مددگار ہیں

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ۔

(ترجمہ) ان فقراء مہاجرین کے لئے جو لوگ اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے بڑے فضل اور رضاء الٰہی کے طلبگار ہیں اور خدا جل جلالہٗ و رسول اللہ کے دین کے مددگار ہیں (یہی) سچے ہیں۔

دلیل ۶: فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ (سورۃ البقرہ) (ترجمہ) پس اگر وہ (منافق) تمہاری طرح ایمان لے آئیں تو پس وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ پھر جائیں تو وہ کھلی گمراہی اور ضد پر ہیں۔

طرز استدلال: اس آیت میں قادر مطلق کا خطاب اصحاب رسول مقبول کے ساتھ ہے۔ منافقین کے ظاہری اور غیر مقبول ایمان کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ منافقین کا ایمان مردود ہے اور قطعاً ناقابل قبول ہے۔

اے میرے نبی کے سچے صحابیو! انہیں کہہ دو اگر تمہیں ہدایت مقصود ہے تو کھلے بندوں ہماری طرح مسلمان بننا پڑے گا ورنہ تم ہٹ دھرم ہو ضدی ہو اور بے ایمان ہو۔ یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ صحابہ کرام صرف مومن ہی نہیں تھے بلکہ ان کا ایمان دنیا کے ایمان کے جانچنے کی کسوٹی تھا۔

دلیل ۷: وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ (حجرات) (ترجمہ) لیکن خدا نے تمہیں ایمان کی محبت دی ہے اور اس سے تمہارے دلوں کو مزین کر دیا ہے کفر نافرمانی بدکاری سے تم کو بیزار کر دیا۔ (حمائل مترجم فرمان علی شیعہ ۸۲۳)

دلیل ۸: إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورۃ البقرہ پ۲)

(ترجمہ) تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور جن لوگوں نے ہجرت کی اور راہ خدا میں جہاد کیا یہ لوگ رحمت خداوندی کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

طرز استدلال: صحابہ کرام کے ایمان اور رحمت خداوندی کے امیدوار ہونے کا تذکرہ واضح لفظوں میں بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت و رحمت خداوندی کا اعلان فرما دیا ہے کما لا یخفیٰ علیٰ ارباب البصیرۃ۔

دلیل ۹: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ (سورۃ البقرہ پ۱)

(ترجمہ) جب منافقوں سے کہا جاتا ہے اسی طرح ایمان لے آؤ جس طرح لوگ (صحابہ کرامؓ) ایمان لائے ہیں تو منافق کہتے ہیں کہ ہم اسی طرح مان جائیں جس طرح بیوقوف مان گئے ہیں خبردار وہ خود بیوقوف ہیں اور لیکن وہ جانتے نہیں۔

طرزِ استدلال:۔ مذکورہ بالا آیت میں منافقین کے سامنے صحابہ کرامؓ کے ایمان کو نمونے کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور اس پر معترضین کو دھمکی دی گئی ہے۔

نوٹ:۔ اس آیت سے سبائی شیعوں کی ابتدائی تاریخ کا بھی پتہ چلتا ہے واضح رہے کہ ہم نے علی سبیل الاختصار اجمالی طور پر مطلقاً صحابہ کرامؓ کے ایمان سے متعلق تو آیتیں پیش کر دی ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے رسالہ (ایمانِ صحابہ کرامؓ) اور (تعمیرِ ملتؐ) کا مطالعہ فرمائیے اب ذیل میں مجاہدین کے نام سے صحابہ کرام رضوان اللہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

دلیل ۱۵ ایمان مجاہدینِ بدر

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ۔ (آل عمران)

(ترجمہ) یقیناً خدا نے جنگ بدر میں تمہاری مدد کی باوجودیکہ تم دشمن کے مقابلے میں بے حقیقت تھے پھر بھی خدا نے فتح دی پس تم خدا سے ڈرتے رہو تاکہ اس کے شکر گزار ہو۔

اے رسولؐ اس وقت تم مومنین سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہے کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے آسمان سے بھیج کر تمہاری مدد کرے۔ (فرمان علی شیعہ)

طرزِ استدلال:۔ اس آیت میں حسب ذیل اشیاء کا ذکر موجود ہے۔

(۱) تذکرۂ مجاہدین بدر (۲) خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے وعدۂ اعانت اور تحقیق نصرت۔
(۳) قلتِ تعداد کے باوجود حصول غلبہ (۴) مجاہدین بدر کے ایمان کا ثبوت (۵) پانچ ہزار فرشتوں کا نازل ہونا۔
(۶) صرف مجاہدین بدر کی قلبی اطمینان و مسرت کے لئے خداوندی امداد ہے۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ غزوۂ بدر کا واقعہ ۲ھ میں پیش آیا۔

مجاہدینِ بدر پر شیعی اعتراض

جنگ بدر میں کفار کے صرف ستر آدمی مقتول ہوئے جن میں سے پینتیس صرف حضرت علی المرتضیٰؓ کے ہاتھ سے اور باقی باقی حضرات کے ہاتھوں سے۔ صدیق اکبرؓ کے ہاتھ سے تو ایک بھی قتل نہ ہوا۔

جواب ۱: صحابہ کرامؓ کی تعداد تین سو تیرہ تھی کفار کی تعداد سہ گنا سے بھی کہیں زیادہ تھی اس طرف معمولی سامان تھا اس طرف باقاعدہ فوج تھی فوجی سامان تھا اونٹ تھے گھوڑے تھے فولادی تلواریں تھیں ایسے وقت میں قلیل تعداد کا کثیر تعداد پر غالب آجانا یقیناً ساری جماعت کی جدوجہد کا نتیجہ ہے یونہی اتفاقی گھوڑے دوڑا کر جھوٹی روایتیں بنا کر کسی ایک مجاہد کے اندازِ جہاد کو تسلیم کرنا اور باقی مجاہدین کا انکار کرنا خلافِ عقل ہے۔

جواب ۲: اگر اس روایت کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی کثیر تعداد میں کفار کو تہ تیغ کرنا افضلیت کی دلیل نہیں ہو سکتی ورنہ خالد بن ولیدؓ اور ابو عبیدہ بن الجراح کو حضرت علی المرتضیٰؓ سے فائق ماننا پڑے گا۔

جواب ۳: اگر کسی کے ہاتھ سے کفار کا تہ تیغ ہونا اس کی مفضولیت کی دلیل ہے تو بتائیے جنگ بدر میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کتنے مشرک قتل ہوئے۔

دلیل ۱۱ ایمان مجاہدینِ اُحد

اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(ترجمہ) اے رسولؐ ایک وقت وہ بھی تھا جب تم اپنے بال بچوں سے تڑکے ہی نکل کھڑے ہوئے اور مومنین کو لڑائی کے مورچے پر بٹھا رہے تھے اور خدا سب کچھ سنتا جانتا ہے یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب تم میں سے دو گروہوں نے ٹھان لیا تھا کہ پسپائی کریں اور پھر سنبھل گئے کیونکہ خدا تو ان کا سرپرست تھا اور مومنین کو خدا تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ حمائل ص ۱۰۳)

طرزِ استدلال: مذکورہ آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔

(۱) مجاہدینِ اُحد کامل ایماندار تھے (۲) سرورِ کائنات کے جانباز سپاہی تھے (۳) مجاہدینِ اُحد کا سرپرست خدا تعالیٰ تھا۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ غزوۂ اُحد کا واقعہ ۳ھ میں پیش آیا۔

مُجاھدینِ اُحد پر شیعی اعتراض

میدانِ اُحد سے صحابہ کرامؓ کا بھاگنا ثابت ہے اور یقیناً یہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب ہے۔

جواب ۱:۔ بیشک بھاگنا بہت بڑا جرم ہے لیکن جب خدا تعالیٰ معافی کا اعلان فرما دے کیا تب بھی الزامِ جرم یا تذکرۂ جرم جائز ہے دیکھئے قرآن مجید میں صاف موجود ہے۔

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ○

(ترجمہ) اور بیشک خدا نے (جنگ احد میں بھی) اپنا (فتح کا) وعدہ سچا کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے پہلے ہی حملہ میں ان کفار کو خوب قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ تمہارے پسند کی چیز (فتح) تمہیں دکھا دی اس کے بعد بھی تم نے مالِ غنیمت دیکھ کر بزدلا پن دکھایا اور مورچہ پر جمے رہنے میں باہم جھگڑا کیا اور رسولؐ کی نافرمانی کی تم میں سے کچھ تو طالبِ دنیا ہیں (کہ مالِ غنیمت کی طرف جھک پڑے) اور کچھ طالبِ آخرت، پھر پھیر دیا تم کو کفار سے تاکہ خدا تعالیٰ تم کو آزمائے اور (اس پر خدا تعالیٰ نے تم سے درگزر کیا (معاف کیا) اور خدا مومنوں پر بڑا فضل و کرم والا ہے (ترجمہ فرمان علی شیعہ)

جواب ۲:۔ کاش کہ شیعہ معترض آیت کے اخیر میں وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کو دیکھ لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی جرأت ہی نہ پڑتی حقیقت میں خدا تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کی اس لفظ سے دوستی کا اعلان فرما کر دشمنوں کے منہ میں لگام دے دی ہے۔

جواب ۳:۔ صَدَقَكُمْ تَحُسُّوْنَهُمْ فَشِلْتُمْ تَنَازَعْتُمْ عَصَيْتُمْ تُحِبُّوْنَ صَرَفَكُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ سب کے سب جمع کے ضمیر اور جمع کے صیغے ہیں جن میں نہ صدیق اکبرؓ اور ان کی جماعت کی تخصیص ہے

اور نہ حضرت علی المرتضیٰؓ اور ان کے حواریین۔ عفو ہے تو برابر ہے ارتکاب معصیت ہے تو برابر ہے شیعوں میں اگر ہمت ہے تو علی سبیل الاختیار الزام نص صریح کے طور پر قائم کریں۔

جواب ۴: اعتراض کرنے سے پہلے معترض کو چاہیئے کہ یہ ثابت کرے کہ آیت منع پہلے نازل ہو چکی تھی۔

جواب ۵: کون کہتا ہے کہ صحابہ کرام دیدہ دانستہ بھاگے تھے مسئلہ واضح ہے کہ شمع نبوت کے پروانوں کی ساری جدوجہد آقائے نامدار کی وجہ سے تھی۔

میدانِ اُحد میں تو بہت تیروں کی بارش ہوئی اِدھر نورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبرِ وفات مشہور ہو گئی مجاہدین نے سنا تو چھکے چھوٹ گئے اب اگر فرار وقوع میں آیا تو اس طریق سے کیا ایسے وقت میں مجبوری فرار بھی قابل مواخذہ ہے حالانکہ ممانعت کی صورت یہ ہے فرار تو تب ممنوع ہے جب علاّمہ شامل ہوں جمعیت خطرہ میں نہ ہو اور فوج کی اکثریت جنگ میں مشغول ہو۔

جواب ۶: قال النووی شہد عمر مع رسول اللہ المشاہد کلہا وکان ثبت معہ یوم اُحد (ترجمہ) فاروقِ اعظم حضورؐ کے ساتھ سب جنگوں میں موجود رہا اور اُحد کے دن بھی ثابت قدم رہا ۱۲۔ (اسد الغابہ۔ تاریخ سیوطی)

دلیل ۱۲۔ ایمان مجاہدین حنین

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا۔

(ترجمہ) مسلمانوں خدا نے تمہاری بہتیرے مقامات پر امداد کی اور خاص کر جنگ حنین کے دن جب تم کو تمہاری کثرت تعداد نے مغرور کر دیا تھا پھر وہ کثرت تم کو کچھ بھی کام نہ آئی اور تم ایسے گھبرائے کہ زمین باوجود اس وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی تم پیٹھ پھیر کر بھاگے تب خدا نے اپنے رسولؐ پر اور مومنین پر اپنی طرف

سے تسکین نازل فرمائی اور فرشتوں کے لشکر بھیجے جو تم دیکھتے بھی نہیں تھے ۔ (ترجمہ فرمان علی شیعہ صفحہ ۲۴۳)

فوائد آیت (۱) صحابہ کرام جس طرح باقی معرکوں میں فائز المرام ہوئے اسی طرح جنگ حنین میں بھی مظفر و منصور ہوئے ۔

(۲) مجاہدین حنین پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص سکینہ نازل ہوئی ۔

(۳) مجاہدین حنین ایماندار تھے اور انہیں کی امداد کو خدائی لشکر آسمان سے اترا تھا ۔

شیعی اعتراض اور اس کے جوابات

جنگ حنین میں بھی صحابہ کرامؓ کا فرار ثابت ہے جو ان کے جذبہ ایمانی کے سراسر خلاف ہے ۔

جواب ۱ :- یہ فرار نہیں تھا بلکہ الحرب خدعۃ کے پیش نظر ایک تنگ راستے سے کفار کو تھوڑا سا موقعہ دے کر میدان میں لا کر حملہ کرنا مقصود تھا ۔

جواب ۲ :- کتاب المغازی میں محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے ۔

پیغمبر چند تن از مہاجرین و انصار و اہل بیت باز ماندہ بود مثل ابو بکرؓ و علیؓ و عباسؓ ۔ الخ

(الفاروق حصہ اول شبلی صفحہ ۳۱)

جب کبار صحابہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے اور باقی حضرات اگر بوجہ مقتضائے بشریت بھاگ گئے تھے تو وہ ہمیشہ کے لئے قطع تعلق نہیں کر گئے تھے تو یقیناً مورد طعن نہیں بن سکتے جبکہ خدا تعالیٰ نے بھی ان کے عفو کا اعلان کر دیا ہے ۔

جواب ۳ :- فرمائیے اگر یہ فرار واقعی ایسا قبیح تھا تو سرور کائناتؐ نے اس پر ان سے مواخذہ کیوں نہ کیا ۔

دلیل ۱۳ ایمان مجاہدین بیعۃ الرضوان

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (ترجمہ) بیشک خدا تعالیٰ مومنین سے راضی ہے جبکہ وہ مومن درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے ۔

دلیل ۱۴ ایمان مجاہدین حدیبیہ

هُوَ الَّذِىٓ أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِى قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ (ترجمہ) اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنی خاص رحمت مومنین کے دلوں میں نازل فرمائی۔

دلیل ۱۵ ایمان مجاہدین غزوۂ احزاب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا ۔

(ترجمہ) اے ایمان والو اس نعمتِ خداوندی کو یاد کرو جو تم پر ہوئی جبکہ تم پر مشرکین کے لشکر چڑھے تھے پس ہم نے ان پر ہوا کو اور ایسے لشکروں کو بھیجا جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

دلیل ۱۶ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَرَى أَحَدًا مِنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ لَقَدْ كَانُوا يُصْبِحُونَ شُعْثًا غُبْرًا وَقَدْ بَاتُوا سُجَّدًا وَقِيَامًا يُرَاوِحُونَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَخُدُودِهِمْ وَيَقِفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ كَأَنَّ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكَبَ الْمِعْزَى مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبُلَّ جُيُوبَهُمْ وَمَادُوا كَمَا يَمِيدُ الشَّجَرُ يَوْمَ الرِّيحِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ (نہج البلاغۃ ص ۱۴۹)

(ترجمہ) میں نے محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ اُلجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے ان کی راتیں قیام و سجود میں گزرتی تھیں کبھی ان کی پیشانیاں سربسجود ہوتی تھیں کبھی رخسارے وہ اپنے معاد کے ذکر سے ایسے ہو جاتے تھے جیسے بقیہ تنور پر کھڑا سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان نشان تھے جب خدائے تعالیٰ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئی جیب و دامن کو تر بتر کر دیتی تھیں سخت آندھی میں جس طرح

درخت جنبش کرتا ہے، خوفِ عقوبت اور امیدِ ثواب سے ایسے لرزتے تھے۔ نیرنگِ فصاحت ص ۱۳۲

طرزِ استدلال:۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نقیدالمثال ہونا۔ ساری رات میدان کارزار میں اور راتوں کو دربارِ خداوندی میں سربسجود ہونا۔ کثرتِ سجود کی وجہ سے پیشانی پر نشان کا نمودار ہونا۔ ذکرِ خداوندی سن کر زار زار رونا۔ عذابِ الٰہی سے ڈرنا اور ثواب کا امیدوار ہونا۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں علاماتِ ایمان سے ہیں۔

دلیل ۱۷ ایمان صحابہ کرامؓ از کتبِ شیعہ

قَوْمٌ وَاللّٰهِ مَيَامِيْنُ الرَّأْيِ مَرَاجِيْحُ الْحِلْمِ مَقَاوِيْلُ بِالْحَقِّ مَتَارِيْكُ لِلْبَغْيِ مَضَوْا قُدُمًا عَلَى الطَّرِيْقَةِ وَاَوْجَفُوْا عَلَى الْمَحَجَّةِ فَظَفِرُوْا بِالْعُقْبَى الدَّائِمَةِ وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ۔ (نہج البلاغہ مصری جز ۱ ص ۲۳۹)

(ترجمہ) صحابہ کرام ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی رائیں اور تدبیریں مبارک تھیں وہ دانشمند اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے راست گفتار تھے وہ بغاوت اور جور و ستم کے ترک کرنے والے تھے گزر گئے ان کے پاؤں راہِ حق پر قائم تھے اور وہ راہِ حق پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبیٰ میں فتح و فیروزی حاصل کر کے کرامتوں سے فیضیاب ہو گئے۔ نیرنگِ فصاحت ص ۱۳۳

طرزِ استدلال:۔ واضح ہے کہ یہ علامتیں بغیر اعلیٰ درجہ کے ایماندار کے کسی میں نہیں پائی جاتیں خدا جانے شیعہ کیوں ایسے گمراہ ہوئے ہیں کہ حق و باطل کے درمیان بھی تمیز نہیں کر سکتے نہ تو قرآنی آیات پر نظر ہے اور نہ حیدری ارشادات پر۔

دلیل ۱۸ ایمان صحابہ کرامؓ از کتبِ شیعہ

(نہج البلاغہ مصری جز ۱ ص ۲۳۹)

اين القوم الذين دعوا الى الاسلام فقبلوه وقرؤا القران فاحكموه وهيجوا الى القتال فولهوا وله اللقاح الى اولادها وسلبوا السيوف اغمادها واخذوا باطراف

الارض زحفاً زحفاً وصفاً صفاً بعض ھلک وبعض نجا لا یبشرون بالاحیاء ولا یعزون بالموتیٰ مرہ العیون من البکاء خمص البطون من القیام ذبل الشفاہ من الدعاء صفر الالوان من السھر علی وجوھھم غبرۃ الخاشعین اولئک اخوانی الذاھبون فحق لنا ان نظمأ الیھم ونعض الایدی علی فراقھم ان الشیطٰن یسنی لکم طرقہ ویرید ان یحل دینکم عقدۃ ویعطیکم بالجماعۃ الفرقۃ فاصدفوا عن نزغاتہ ونفثاتہ واقبلوا النصیحۃ ممن اھداھا الیکم واعقلوھا علی انفسکم۔

(ترجمہ) وہ گروہ جنہیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے وہ قرآن کو پڑھتے تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کے لئے برانگیختہ ہوتے تھے اور اپنی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے وہ اپنی تلواریں نیاموں سے کھینچ لیتے تھے وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ ہو کر اطراف زمین پر چھا جاتے تھے اس پر قبضہ کر لیتے تھے بعض ان میں سے ہلاک ہو جاتے تھے بعض نجات پا جاتے تھے زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں خوشخبری کی آرزو تھی نہ مرنے والوں کی تعزیت میں مصروف ہوتے تھے ان کی آنکھیں روتے روتے تباہ ہو گئی تھیں ان کے شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہو گئے تھے دعائیں کرتے کرتے ان کے ہونٹ سوکھ گئے تھے شب بیداری سے زردیاں ان پر چھا گئیں سجدوں کا غبار ان کے چہروں پر موجود رہتا تھا وہ لوگ میرے بھائی تھے جو چلے گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں اور ان کی جدائی پر اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا کریں۔ (نیرنگ فصاحت صفحہ ۱۳۶،۱۳۵)

طرز استدلال: حیدر علی کے ارشادات نے یہ ثابت کر دیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک نرالی شان رکھتے تھے ان کے ایمانی جذبات بے مثال تھے۔

داعی اسلام نے جب ہی ان کو اسلام کی طرف پکارا فوراً لبیک کہا۔ قرآن پڑھا تو عمل کر دکھایا۔ میدان کارزار کی طرف بلائے گئے تو پروانہ وار گئے۔ شوق شہادت کے پیش نظر انہوں نے تلواروں کی نیامیں توڑ کر پھینک دی تھیں۔ رفتہ رفتہ ملک پر چھا گئے تھے۔ زندگی تو ان کیلئے فرحت وانبساط

کا باعث ہی نہ رہی تھی۔ موت ان کے لئے پیام حیات تھی۔ دربارِ خداوندی میں گڑگڑانا ان کا شعار تھا راتوں کو یادِ الٰہی میں رونا ان کا کام تھا خشوع و خضوع کے آثار ان کے چہروں سے ٹپکتے تھے۔

کیا کوئی صاحبِ عقل و بصیرت یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ ظالم فاسق اور بے ایمان تھے۔ میرے شیعہ دوستو اگر حیدر کرار کا ارشاد گرامی سچا ہے تو علی سبیل الیقین مجھے کہنے دیجئے کہ حشر کے دن عذابِ الٰہی سے خوف رکھنے والا انسان کبھی ایسے پاک لوگوں کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال نہیں کر سکتا اور نہ سن سکتا ہے جبکہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے ان کو اپنا بھائی کہا ہے تعجب ہے ان لوگوں پر جو برادرانِ علیؓ کو سب و شتم کر کے محبتِ علیؓ کے ٹھیکیدار بنتے ہیں حالانکہ حیدر کرارؓ نے مخالفین صحابہؓ کو شیطانی فرقہ قرار دیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دلیل نمبر ۱۹ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

وَلٰكِنْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ اُحَدِّثُ اَنَّ قَوْمًا اُسْتُشْهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَلِكُلٍّ فَضْلٌ حَتّٰى اِذَا اسْتُشْهِدَ شَهِيْدُنَا قِيْلَ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ۔

(نہج البلاغہ جز ۳ ص ۳۵ مطبوعہ استقامہ)

(ترجمہ) میں بیان کرتا ہوں یہ بات کہ بیشک خدا کے راستے میں مہاجرین و انصار میں سے ایک قوم شہید کی گئی اور ہر ایک کا اپنا اپنا مرتبہ ہے حتیٰ کہ جب ہمارا شہید امیر حمزہؓ شہید کیا گیا اسے سید الشہداء کہا گیا۔

طرزِ استدلال: یہاں مہاجرین و انصار میں سے مقتولین کو حضرت علی المرتضیٰؓ نے شہداء سے تعبیر کیا ہے اور حضرت حمزہؓ عم النبیؐ کو سید الشہداء سے جو یقیناً ان کے ایماندار ہونے کی علامت ہے پھر وَلِكُلٍّ فَضْلٌ کے لفظوں نے تو چار چاند لگا دیئے۔

دلیل نمبر ۲۰ ایمان صحابہ از کتب اہلِ تشیع

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَقْتُلُ آبَاءَنَا وَاِخْوَانَنَا وَاَعْمَامَنَا مَا يَزِيْدُنَا ذٰلِكَ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا

(نہج البلاغہ جز ۱ ص [illegible])

(ترجمہ) البتہ تحقیق ہم حضرت کے ساتھ اپنے باپ دادوں بھائیوں اور چچوں کو قتل کرتے تھے اور یہ فعل ہمارے ایمان و تسلیم میں زیادتی کا باعث بنتا تھا۔

طرز استدلال:۔ ظاہر ہے کہ یہ فعل تمام صحابہ کرامؓ کا ہے جس کو امیر اپنی طرف منسوب فرما رہے ہیں۔

دلیل ۲۱ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

وَقَدْ مَضَتْ أُصُولٌ نَحْنُ فُرُوعُهَا (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۳۸)

(ترجمہ) بے شک اصول گزر چکے ہیں ہم ان کے فروع ہیں۔

طرز استدلال:۔ فروع کا مدار اصول پر ہوتا ہے حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس خطبہ میں صحابہ کرامؓ کو اصول سے تعبیر کیا ہے اور اپنے نفس کو فروع سے اور ظاہر ہے کہ فروع اگر کامل ہوں تو اصول بدرجہا اکمل ہوں گے اور سب سے پہلے تکمیل ایمانی کا درجہ ہے۔

دلیل ۲۲ ایمان صحابہ کرامؓ از کتب شیعہ

إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَلَا قِلَّةٍ وَهُوَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُمَا طَلَعَ۔

(ترجمہ) بیشک یہ دین کا کام اس کی نصرت و خذلان کثرت و قلت پر مبنی نہیں۔ وہ خدا کا اپنا دین ہے جسے اس نے غالب کر دیا اور اسی کا اپنا لشکر ہے جسے اس نے خود تیار کیا اور خود پھیلایا حتیٰ کہ جہاں پہنچنا تھا پہنچا، ۱۲۔

طرز استدلال:۔ دین کا غالب ہونا اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچنا اگرچہ فضل ایزدی کا کرشمہ ہے لیکن اس اشاعت و اظہار دین کے لئے جن لوگوں نے جان و مال قربان کیا ان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا بالخصوص حضرت علی المرتضیٰؓ سے یہ الفاظ اس وقت صادر ہو رہے ہیں جبکہ فاروق اعظمؓ

ان سے جنگ فرس پر جانے کا مشورہ طلب کر رہے تھے۔

بے حد تاسف ہے ان لوگوں پر جواب تک آنکھوں پر بغض و حسد کے محدب شیشے لگائے ہوئے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار آخر میں حیدر کرار کی ایک تمنا درج کی جاتی ہے ناظرین غور فرمائیں۔

خطاب علی مرتضےٰ با شیعیان خود (نیرنگ فصاحت مترجم شیعہ صہ ۱۶۸)

اب تو میری دعا ہے اور میں اس بات کو درست رکھتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے ساتھ ملحق فرما دے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہوں وہ ایسے لوگ تھے قسم خدا کی ان کی رائیں البتہ مدبرین میمون و مبارک تھیں وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے۔

بحث متعلق فدک

یہ بہت پرانی بحث ہے بار ہا اس سے متعلق فریقین کے مابین مناظرے اور مباحثے بھی ہو چکے ہیں لیکن بوجہ شرارت مآب طبائع کے اظہار حق کے باوجود معاملہ جوں کا توں باقی ہے نعلی ھذا اولاً ہم شیعی اعتراضات نقل کریں گے اس کے بعد ان کے جوابات ذکر کریں گے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِلصَّوَابِ مِنْ عِنْدِکَ

شیعوں کا پہلا اعتراض

ابوبکر صدیقؓ نے سیدۃ النساءؓ سے فدک چھین لیا تھا اس پر فاطمۃ الزہراؓ بنت رسولؐ ناراض واپس گئی تھیں حالانکہ فدک انکے ورثہ میں آیا تھا نعلی ھذا صدیق ظالم ٹھہرا اور ظاہر ہے کہ ظالم خلافت کا مستحق نہیں بن سکتا اس پر دلیل پیش کرتے ہیں یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ط

جواب دینے سے پہلے اعتراض کے دفعات کو شمار کر لینا چاہیئے مزید تشریح و وضاحت کے لئے خاص خاص جملے درج ذیل ہیں۔

(۱)۔ فدک چھین لیا گیا (۲) حضرت فاطمۃ الزہراؓ ناراض گئیں (۳) فدک ان کے ورثہ میں آیا تھا۔
(۴) صدیقؓ ظالم ٹھہرا (۵) خلافت کا مستحق نہیں بن سکتا (۶) یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ۔ الخ

جب آپ نے ان دفعات کو ملاحظہ کر لیا تو گویا آپ کے ذہن میں شیعوں کے اعتراض کے چھ شق آگئے جن کے جوابات ترتیب وار ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

جواب ۱:۔ صدیق اکبرؓ کا سیدۃ النساءؓ سے فدک چھین لینے کے متعلق بیان کرنا سراسر جھوٹ ہے اس لئے معترض پر ضروری ہے کہ پہلے فدک کے حدود اربعہ اپنے مذہب کے مطابق کتب شیعہ سے ثابت کرے کہ فدک سے مراد مختصر سا باغ ہے یا وسیع زمین کیونکہ شیعی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فدک کے حدود اربعہ پر وہ بھی متفق نہیں۔

فدک کے متعلق پہلی روایت

وَلَیْسَ کَذٰلِکَ فَدَکُ فَاِنَّھَا قَرْیَۃٌ کَبِیْرَۃٌ ذَاتُ نَخْلٍ کَثِیْرٍ ۔ ۱۲ الخ

(ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۳۴۸ بحوالہ مناقب فاخرہ ص ۱۴۸)

(ترجمہ) اور فدک اس طرح نہیں ہے جس طرح لوگ مشہور کر رہے ہیں، بلکہ یہ ایک بڑی بستی ہے جس میں بہت سے کھجوروں کے درخت ہیں۔

فدک کے متعلق دوسری روایت

حد اوّل عریش مصر، حد دوم دومۃ الجندل، حد سوم تیماء حد چہارم جبل احد

(اصول کافی ص ۲۹۵ باختلاف انوار نعمانیہ ص ۱۴۳)

فدک کے متعلق تیسری روایت

ہارون رشید نے امام موسیٰ کاظمؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ فدک لے لیں میں آپ کو واپس دیتا ہوں تو حضرت نے انکار فرمایا یہاں تک کہ ہارون رشید نے اصرار کیا تو حضرت نے فرمایا اگر خواہ مخواہ فدک تم مجھے دیتے ہو تو

اس کے پورے حدود مجھ کو دو تو میں لیتا ہوں نہیں پس۔ ہارون نے کہا اس کے حدود کون سے ہیں پس حضرت نے فرمایا۔ (حد اول فدک) عدن ہے پس ہارون کا رنگ فق ہو گیا اور (حد دوم فدک) سمرقند ہے پس ہارون کا رنگ زرد ہو گیا اور (حد سوم فدک) افریقہ ہے پس ہارون کا رنگ سیاہ ہو گیا اور (حد چہارم) سیف البحر ہے جو علاقہ جزائر اور آرمینیہ سے ملحق ہے۔ پس ہارون نے تو پھر ہمارے لئے کیا رہ گیا، پس حضرت نے فرمایا میں نے تم کو پہلے کہا تھا کہ اگر میں تم کو حدود ذکر کرکے بتاؤں گا تو تم نہ دے سکو گے۔ (انوار نعمانیہ ص ۱۰۶، مناقب فاخرہ ص ۱۷۸)

لہٰذا جب تک فدک کے متعلق متفق علیہ بیان پیش کرکے ان روایات کو بااحسن وجوہ رد نہ کیا جائے تب تک مذہب اہلسنت پر کوئی اعتراض واقع نہیں ہو سکتا۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیے رسالت مآب کی وفات کے وقت حکومت اتنی وسیع نہ تھی پھر فدک کا اتنا مطالبہ اسے جھوٹ کہا جائے یا تقیہ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

جواب ۲: الزام غصب سے پہلے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ خلافت صدیق اکبرؓ سے پہلے فدک سیدۃ النساءؓ کے قبضہ میں رہ چکا تھا تو مدت قبضہ بیان کی جائے اور اگر نہیں تو غصب کا دعویٰ ہی اقرار جہل ہے۔

جواب ۳: کیا ابو بکر صدیقؓ نے سیدۃ النساءؓ سے فدک چھین لیا یا ابتدائی قبضہ نہ دیا۔ اگر ابتدائی قبضہ نہ دیا تو اسے غصب تعبیر کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ والا فلا اعتراض قطعاً۔

جواب ۴: حضرت سیدہ کا ناراض ہو کر واپس تشریف لے جانا امر ثانی ہے پہلے یہ فرمائیے کہ سیدۃ النساءؓ صدیق اکبرؓ کے پاس حقیقت میں گئی بھی تھیں یا نہ۔ علی التقدیر الثانی اعتراض باطل ہے۔ وعلی التقدیر الاول معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیقؓ حضرت سیدہؓ کے نزدیک صحیح الایمان بزرگ تھے صرف رنجش فیصلہ فدک کے متعلق تھی جس میں حضرت علیؓ بھی شریک ہو گئے۔

سعدیؒ ایں گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

جواب ۵: اگر حضرت سیدہؓ کا تشریف لے جانا مطالبہ حق کے لئے تھا تو معلوم ہوا کہ صدیق اکبرؓ

ان کے نزدیک خلیفہ حق تھے اور وہ صحیح مانتی تھیں ورنہ خلیفہ جور سے امید انصاف لے کر جانا شان عصمت کے خلاف ہے۔ و علی العکس اعتراض ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۶:- حضرت سیدہؓ جب صدیق اکبرؓ کے ہاں دعویٰ فدک لے کر گئیں۔ اس میں حضرت علی المرتضیٰؓ کی رضا و اجازت شامل تھی یا نہ۔ اگر شامل تھی تو وقتِ اجازت بیان فرمایئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کرنا ہوگا کہ جس کی آپ اجازت فرما رہے ہیں کل اپنے زمانۂ خلافت میں اس کے خلاف کیوں کیا اور جب استفسار کیا گیا تو آپ نے یہ جواب کیوں دیا۔ لَوْ رَدَدْتُ فَدَكَ إِلَى وَرَثَةِ فَاطِمَةَ لَتَفَرَّقُوا عَنِّي أَوْ لَتَفَرَّقَ عَنِّي جُنْدِي۔

(ترجمہ) اگر میں فدک فاطمۃ الزہراءؓ کے وارثوں کو رد کر دوں تو میرا سارا لشکر مجھ سے جدا ہو جائے گا۔

کیا بقول شیعہ حضرت علیؓ بزدل نہ ٹھہریں گے۔ حالانکہ خلیفہ کے لئے جرأت شرط ہے۔

جواب ۷:- قولہ فاطمہؓ ناراض گئیں۔ یہ بھی شیعہ کی طرف سے اہلسنت کے مسلک پر ایک بہتان ہے۔ کہ حضرت سیدہؓ کی ناراضگی کی کیا وجہ ہے کیا یہ کہ صدیق اکبرؓ نے مطلقاً سرور کائناتؐ کے مال سے ورثہ کیوں نہ دیا۔ یا یہ کہ حضرت سیدہؓ کو کیوں نہ دیا۔

علی تقدیر الاوّل یہ ثابت کرنا ہوگا کہ صدیق اکبرؓ مال فدک ان کو کیوں دیتے ورثہ کے طور پر یا بغیر ورثہ کے۔

علی التقدیر الاوّل کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ نے بھی اس قسم کا دعویٰ دائر کیا من ادعٰی فعلیہ البیان و علی التقدیر الثانی اعتراض نہ رہا۔

اور اگر اعتراض کی نوعیت یوں ہے کہ حضرت سیدہؓ کو مال فدک نہ دیا گیا اس لئے صدیق اکبرؓ مجرم ہے تو پھر معترض کو بتانا پڑے گا کہ حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عباسؓ، حضرت حسنؓ بن علیؓ، حضرت علی بن الحسینؓ، حضرت حسنؓ بن حسنؓ، حضرت زیدؓ بن حسن بن علیؓ، حسن ابن حسنؓ کے بھائی پر علمائے مآب شیعوں کا کیا فتویٰ ہے جبکہ خیبر اور فدک یکے بعد دیگرے ان کے قبضہ میں آتا رہا۔ اور انہوں نے بعینہٖ صدیق اکبرؓ کے دستور کے مطابق عمل کیا ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ ۵

عجب مشکل میں آیا سینے والا جیب و داماں کا ⁂ ادھر ٹانکا ادھر ادھڑا ادھر ٹانکا ادھر ادھڑا

جواب ۸:۔ اگر سیدہؓ پاک کا ناراض ہو جانا ہی باعث اعتراض ہے تو ثابت کرنا ہوگا کہ وہ کس پر ناراض ہوئیں۔ صدیق اکبرؓ پر یا اپنی ذات پر۔ اگر صدیق اکبرؓ پر ناراض ہوئیں تو نص حدیث سے تحنیث علی ابی بکر الصدیق دکھانا پڑے گا جب تک اسی روایت سے اس قسم کا جملہ پیش نہیں کیا جائے گا دعویٰ اور اعتراض غیر تام رہے گا۔

وعلی التقدیر الثانی اعتراض بھی واقع نہ ہوگا فاذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جواب ۹:۔ اگر صدیق اکبرؓ پر صرف یہی الزام ہے کہ انہوں نے ایسے فعل کا ارتکاب کیا جس سے سیدۃ النساءؓ ناراض ہو گئیں تو شیعہ معترض کو بتانا پڑے گا کہ حسب ذیل واقعات کے پیش نظر جناب کے وارالاستغفار سے حضرت علیؓ پر کیا فتویٰ صادر ہوگا بینوا فتوجروا

حضرت علیؓ پر سیدہؓ کی ناراضگی

کتاب علل الشرائع اور بشارت المصطفیٰ اور مناقب خوارزمی میں بسند ہائے معتبر ابوذر ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب جعفر طیارؓ حبشہ میں تھے ان کے لئے کسی نے ایک کنیز ہدیہ بھیجی کہ اس کی قیمت چار ہزار درہم تھی اور جب جعفر طیارؓ مدینہ میں آئے اس کنیز کو بطور ہدیہ اپنے بھائی علی بن ابی طالب کے پاس بھیجا اور وہ کنیز جناب امیر کی خدمت کرتی تھی ایک دن جناب فاطمہؓ گھر میں آئیں اور دیکھا کہ سر جناب امیر کا اس کنیز کے دامن میں ہے جب وہ حالت ملاحظہ فرمائی تو متغیر ہوئیں اور پوچھا آیا اس کنیز سے تم نے کوئی تعلق کیا ہے جناب امیر نے فرمایا بخدا سوگند میں نے اس کے ساتھ کوئی امر نہیں کیا اب جو کچھ تم کو منظور ہو بیان کرو کہ میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہؓ نے کہا مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؓ نے فرمایا میں نے اجازت دی پس جناب سیدہؓ نے چادر سر پر اوڑھی اور اس پر برقعہ ڈال کر متوجہ خانۂ پدر ہوئیں اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہؓ اپنے باپ کی خدمت میں پہنچتیں جبریل از جانب خداوند جلیل حاضر ہوئے اور کہا حق تعالیٰ آپؐ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ جناب فاطمہؓ تمہارے پاس علیؓ بن ابی طالب کی شکایت کرنے آ رہی ہیں

تم حق علیؓ میں کوئی چیز فاطمہؓ سے قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہؓ داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں حضرت رسولِ اکرم نے فرمایا علیؓ کے پاس جاؤ اور کہو میں تم سے راضی ہوں پس جناب فاطمہؓ جناب امیرؓ کے پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں (جلاء العیون اردو صفحہ ۱۳۰)

۲ حضرت علیؓ پر سیدہ کی ناراضگی

جلاء العیون اردو صفحہ ۱۶۳ میں امام جعفر صادقؒ سے روایت ہے کہ ایک شقی کی اس خبر پر کر حضرت علیؓ نے ابوجہل کی لڑکی سے متعلق نکاح کے لیے خواستگاری کی ہے حضرت سیدۂ حضرت علی المرتضیٰؓ پر ناراض ہوگئیں اور رات کے وقت بغیر اطلاع کے امام حسینؓ کو کندھے پر بٹھا کر اور ام کلثوم کو داہنے ہاتھ میں لے کر اپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں امیر علیہ السلام نے گھر میں سیدہؓ کو نہ پایا تو بہت غمگین ہوئے مگر سب کا پتہ نہ چلا بوجہ شرم در حجاب بیتِ رسولؐ میں جانے سے بھی گھبرانے لگے باہر گئے تو مسجد میں نمازیں ادا کیں اور وہ خاک کو جمع کر سو گئے جب رسول خدا نے سیدۃ النساءؓ کو غمگین پایا دربار خداوندی میں ازالہ حزن کی دعا فرمائی گھر آئے سیدہؓ کو بیقرار اور روتا ہوا پایا۔ ان کو مع ان کے گوشہ ہائے جگر کے ساتھ لے کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے ابوتراب کے لقب سے یاد فرما کر جگایا اور فرمایا جاؤ ابوبکرؓ وعمرؓ کو بلا لاؤ ان کے آنے پر حضرتؐ نے ارشاد فرمایا علیؓ مگر تم نہیں جانتے فاطمہؓ میرا پارہ تن ہے جس نے اسے آزار دیا اس نے مجھے آزار دیا۔ ملخصاً

(حق الیقین اردو صفحہ ۲۵۵ سطر ۱۱)

نوٹ:۔ ناظرین پڑھتے وقت ذرا شیعی تہذیب کو ملاحظہ فرماتے جائیں۔

۳ حضرت علیؓ پر سیدہؓ کی ناراضگی

جب ابوبکر صدیقؓ سے حضرت سیدہؓ خالی واپس تشریف لے گئیں تو حضرت علی المرتضیٰؓ کو جا کر یہ لفظ کہے:۔ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائباں در خانہ گریختہ۔

جواب ۱:- ناراضگی فعل قلب ہے جب تک زبان سے ظاہر نہ کیا جائے ناراضگی متصور نہیں ہو سکتی اگر معترض غضب سیدہؓ کا مدعی ہے تو اسے ثابت کرنا ہوگا کہ اہلسنت کی کتابوں میں ان الحدیث بغیر بعینہٖ بعضاً کے ماتحت وہ حدیث دکھائے جس میں حضرت فاطمہؓ نے صدیق اکبرؓ پر اس معاملہ میں اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین۔

(۲) رہا حضرت عائشہؓ کا بیان کرنا اس کے متعلق مدعی کو یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ حضرت عائشہؓ کا یہ قول حضرت سیدہؓ کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کا نتیجہ ہے یا محض قرائن سے سمجھ لیا گیا ہے۔

علی التقدیر الاول ثبوت چاہیے وعلی التقدیر الثانی بات اتنی قابل وقعت نہ رہی جس پر اتنے بڑے جھگڑے کی بنیاد رکھی جائے اور اگر بالفرض مخالف اس تحقیق کو غیر معتبر تصور کرتے ہوئے بگڑنے لگے تو پھر اسے جواب دہ ہونا پڑے گا۔

(۱) جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے واپس آئے تو گوسالہ پرستوں کے حالات دیکھ کر حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور سر کے بالوں کو انہوں نے قرائن موجودہ کے ماتحت پکڑا یا نوچا تھا یا ... کر کے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بار بار خضر علیہ السلام کو ان کے افعال پر ٹوکنا ظاہری مقتضیات کی بنا پر تھا یا مطابق واقع تھا۔

(۳) شیعی روایات کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ خیال کرنا کہ میں باپ سے بڑھ گیا ہوں ظنی تھا یا قطعی۔

(۴) شیعی روایات کے مطابق رسول کریمﷺ نے حضرت علیؓ کو قبطی کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا ظنیات کی بنا پر یا قطعیات کی بنا پر۔

(۵) حضرت سیدہؓ کا حضرت علیؓ پر ناراض ہو کر یہ کہنا کہ مثل جنین الخ یقینی امر تھا یا اندازہ طبیعت۔

(۶) حضرت علی المرتضیٰؓ کا یہ گمان کہ اگر میں نے عثمانؓ کا بدلہ لیا تو میری قوت چلی جائے گی واقع کے مطابق تھا یا طبعی خیال۔

سو اگر آیات و روایات کے صحیح ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام، یوسف علیہ السلام نوح، حضور علیہ السلام حضرت سیدہؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ خفیات اور اندازہ طبیعت کی بنا پر ایک چیز کہہ دیتے ہیں تو حضرت ام المومنین کے ارشاد کو کیوں اس امر پر محمول نہیں کیا جاتا۔

میٹھا میٹھا ہپ ہپ کڑوا کڑوا تھو تھو

جواب نمبر ۱۰۔ اگر صدیق اکبرؓ پر شیعہ کا یہ اعتراض ہے کہ صدیق اکبرؓ پر سیدہؓ کا ناراض ہوجانا باعث حبط عمل ہے یا باعث نقص ایمان ہے تو پھر ایسے متزلزل الایمان معترض کو حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق بھی بتانا پڑے گا کہ ہارون علیہ السلام کے ایمان کی آپ کے ہاں کیا پوزیشن ہے جبکہ ان پر موسیٰ علیہ السلام نبی وقت کا ناراض ہونا قرآن سے ثابت ہے بینوا فتوجروا۔

جواب نمبر ۱۱۔ افسوس کہ شیعی معترض نفس غضب اور اغضاب کے درمیان فرق نہ معلوم کر سکا ورنہ اسے تو اعتراض کرنے کی جرأت ہی نہ ہوتی۔

جواب نمبر ۱۲۔ سوال کرنے کو بھی سلیقہ چاہیئے۔ جانبین یعنی شیعہ اور اہلسنت کی کتابوں کو اگر بغور دیکھا جائے تو جہاں لفظ غضب موجود ہے وہاں لفظ رضا بھی موجود ہے۔ کاش کہ حیدری صاحب نے پورا مطالعہ کر کے اعتراض نہ کیا۔

إِنَّهُ لَمَّا سَمِعَ كَلَامَهَا حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَصَلّٰى عَلٰى رَسُوْلِهٖ ثُمَّ قَالَ يَا خِيَرَةَ النِّسَاءِ وَابْنَةَ خَيْرِ الْآبَاءِ وَاللّٰهِ مَا عَدَوْتُ رَأْيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَمِلْتُ إِلَّا بِأَمْرِهٖ وَقَدْ قُلْتِ فَأَبْلَغْتِ فَأَغْلَظْتِ فَأَهْجَرْتِ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكِ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ دَفَعْتُ آلَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَدَابَّتَهٗ وَحِذَاءَهٗ إِلٰى عَلِيٍّ وَأَمَّا مَا سِوٰى ذٰلِكَ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُوَرِّثُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً وَلَا عَقَارًا وَلَا دَارًا وَلٰكِنَّا نُوَرِّثُ الْإِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَالْعِلْمَ وَالسُّنَّةَ وَقَدْ عَمِلْتُ بِمَا أَمَرَنِيْ وَنَصَحْتُ فَقَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ وَهَبَهَا لِيْ قَالَ فَمَنْ يَشْهَدُ بِذٰلِكَ فَجَاءَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَأُمُّ أَيْمَنَ تَشْهَدَانِ لَهَا بِذٰلِكَ فَجَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَشَهِدَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَانَ يَقْسِمُهَا فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقْتِ يَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَصَدَقَ عَلِيٌّ وَصَدَقَتْ اُمُّ اَيْمَن
وَصَدَقَ عُمَرُ وَصَدَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَذٰلِكَ اَنَّ لَكِ مَا لِاَبِيْكِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُ مِنْ فَدَكَ قُوْتَكُمْ وَيَقْسِمُ الْبَاقِيْ وَيَحْمِلُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَكِ
عَلَى اللّٰهِ اَنْ اَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضِيَتْ بِذٰلِكَ وَاَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْهِ بِهٖ وَ
كَانَ يَاْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيْهِمْ ثُمَّ فَعَلَتِ الْخُلَفَاءُ بَعْدَهٗ كَذٰلِكَ

(شرح میثم مطبوعہ طہران جز ۳۵ بحوالہ نصیحۃ الشیعہ)

(ترجمہ) جب ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سیدہؓ کا بیان سنا تو خدا کی تعریف اور درود بر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا اے سب عورتوں سے اچھی افضل باپ کی صاحبزادی خدا کی قسم میں نے رسول مقبولؐ کی رائے مبارک سے تجاوز نہیں کیا میں نے تو آپ کے حکم کے عین مطابق کیا ہے بیشک آپ نے بات کرلی اور بڑی ناراضگی سے اظہار خیال فرمایا ہے لیکن میری طرف سے تجھے یہ دعا ہے کہ اللہ تعالٰی ہم کو اور تم کو مغفرت فرمائے حمد و صلوٰۃ کے بعد خلاصہ یہ کہ میں نے حضرت رسول کریمؐ کی سواری اور ہتھیار حضرت علیؓ کے سپرد کردیئے ہیں اور ان کے علاوہ میں نے تیرے والد سے سنا تھا کہ ہم انبیاء کا گروہ سونے چاندی زمین کا وارث نہیں بناتے بلکہ ایمان حکمت علم اور سنت کا وارث بناتے ہیں میں نے تو اس پر عمل کیا ہے جس کا مجھے آپ کے والد بزرگوار نے حکم کیا تھا اور خدا کی قسم میں نے خیر خواہی کی ہے اس کے جواب میں حضرت سیدہؓ نے کہا میرے ابا جان نے مجھے ہبہ کردیا تھا تو آپ نے فرمایا بتاؤ اس معاملہ میں آپ کا گواہ کون ہے پس حضرت علیؓ اور ام ایمن آئے انہوں نے ہبہ کی گواہی دی ان کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف آئے تو انہوں نے یہ گواہی دی کہ حضرتؐ اپنی زندگی میں اس کی پیداوار کو تقسیم کرتے تھے پس ابوبکرؓ نے کہا اے رسول مقبولؐ کی صاحبزادی آپ نے سچ فرمایا اور ان سب نے سچ فرمایا اب تصفیہ کی بات یہ ہے کہ جو آنحضرتؐ کیلئے تھا وہی تیرے لئے ہے اور حضرت رسول کریمؐ فدک سے تمہاری گزر اوقات جتنا رکھ لیتے تھے اور باقی کو تقسیم کر دیتے تھے اور محض تیرے راضی کرنے کے لئے میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں اسی طرح کرتا رہوں گا

جس طرح حضرت ؐ کرتے تھے۔ پس بی بی صاحبہ اس بیان پر راضی ہو گئیں اور ابو بکر صدیقؓ سے وعدہ
لے لیا آپ حسب وعدہ صدقہ الفریکہ اسی طرح کرتے رہے اس کے بعد باقی خلفاء بھی اسی طرح
کرتے رہے حتی کہ امیر معاویہؓ مالک ہوا تو اس نے اسے جاگیر بنا لیا پھر جا کر حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے
اولاد سیدہؓ پر رد کر دیا۔

اگر چہ یہ بے غور کرنے کے واسطے ایک شیعی کتاب کی روایت ہے افسوس کہ شیعہ حضرات نہ ہماری
روایتیں مانتے ہیں نہ اپنی۔ سچ ہے ہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جواب ۱۲ میراث النبی کا شبہ بھی باطل ہے اس لئے معترض کو بتانا پڑے گا کہ کیا سرور کائنات
کے مال سے ورثہ نکلتا بھی ہے اگر جواب ایجاب میں ہے تو پھر مولوی کی روایت کا کیا جواب ہے جبکہ
یہ حدیث مختلف عبارتوں کے ساتھ فریقین کی کتابوں میں موجود ہے۔

نبوی ارشاد روایت عدم توریث ملاحظہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَكِنْ
أَوْرَثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ مِنْهُ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ (اصول کافی ص۱۸ کتاب العلم)

امام جعفر صادقؓ کا فتویٰ

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَذَاكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا
وَإِنَّمَا أَوْرَثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ (اصول کافی ص۱۷ کتاب العلم)

ہر دو عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث علماء ہوتے ہیں اس لئے انبیاء
اپنی وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑا کرتے بلکہ صرف علم و حکمت چھوڑ جاتے ہیں جس نے ان کے
علمی ذخیرہ سے حسب استعداد حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ لے لیا۔

اور اسی مضمون کی روایتیں مسلم و بخاری میں بھی موجود ہیں افسوس کہ ہٹ دھرم اب بھی
خلق خدا کو دھوکہ دینے کی خاطر اپنی ضد پر پکے ہیں۔

جواب ۱۲:- صدیق اکبرؓ کا سیدہؓ کو باوجود مطالبے کے ورثہ نہ دینا اگر قابلِ اعتراض ہے تو شیعوں کے پاس ذیل کی روایت کا کیا جواب ہے جبکہ سیدۃ النساءؓ اپنے ابا کے پاس حسنینؓ کریمین کو ساتھ لے کر جاتی ہیں ورثے کا مطالبہ کرتی ہیں لیکن آپ یہ جواب دے کر ٹال دیتے ہیں۔ میرے بچے حسنؓ کے لئے میری ہیبت ہے اور میرے بچے حسینؓ کے لئے میری جرأت ہے۔ فرمایئے غور دو عالم پر شیعوں کی طرف سے کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے۔

اَتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَانِ ابْنَانِ فَوَرِّثْهُمَا شَيْئًا قَالَ اَمَّا الْحَسَنُ فَاِنَّ لَهُ هَيْبَتِيْ وَاَمَّا الْحُسَيْنُ فَلَهُ جُرْاَتِيْ۔ (خصال ابن بابویہ مطبوعہ طہران ص ۳۹)

کیا یہاں بھی شیعہ یہی کہیں گے کہ آپ العیاذ باللہ رسالت کے مستحق نہ تھے۔

حدیث تو ریث کے متعلق مختلف چالیں اور ان کے جوابات

پہلی چال:- اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا والی روایت میں ابو البختری موجود ہے جو کہ مذہباً اہلسنت ہے لہٰذا شیعی کتب میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جواب ۱:- اوّل تو یہ ابو البختری وہی نہیں ہے جس کا مذہب سنی مشہور کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اصول کافی میں جس ابو البختری کا ذکر ہے اس کا نام وہب بن وہب ہے جو مذہباً شیعہ ہے اور جو ابو البختری مذہب اہلسنت کے ساتھ وابستہ ہے اس کا نام سعید بن فیروز ہے۔ فانحل الاشکال۔

دیکھنا اس طائفہ کی فتنہ کوشی دیکھنا زرکشی کے واسطے ایماں فروشی دیکھنا
حق سے ان کی مجرمانہ چشم پوشی دیکھنا اور پھر باطل کی خاطر گرم جوشی دیکھنا

جواب ۲:- خدا جانے کلینی صاحب نے اصول کافی امام مہدی کی خدمت میں پیش کی ہوگی اس وقت انہوں نے کیوں یہ کہہ دیا کہ هٰذَا كَافٍ لِشِيْعَتِنَا انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ جب یہ کتاب رطب و یابس سے لبریز ہے تو تائید کرنے کا کیا فائدہ۔ کاش کہ ان باطل خیالات کا

کوئی کھوج نکالتا۔

دُوسری چال:- اگر انبیاءؑ کے مال سے ورثہ نہیں نکلتا تو ازواج النبیؐ کو ان کے ورثہ سے حجرے کیوں دیئے گئے تھے۔

جواب ۱:- کیا معترض صاحب یہ ثابت کرنے کی زحمت گوارا کریں گے کہ ازواج مطہراتؓ کو حجرے بعد از وفات سرورِ کائنات دیئے گئے۔

جواب ۲:- اگر وفات سے پہلے خاوند اپنی عورت کو کوئی مکان عنایت کرے تو کیا شیعوں کے نزدیک اسے بھی ورثہ کے ساتھ موسوم کیا جائے گا۔

جواب ۳:- اگر آپ کا قول تسلیم کر لیا جائے تو رحمتِ دو عالمؐ کی زندگی میں قرآن مجید کے اندر وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ کیوں کہا گیا اور وقرن فی بیوت الرسول کیوں نہ کہا گیا۔ بہرحال شیعوں کے سوالات اس قسم کے لغو ہوتے ہیں جنہیں سن کر حیرت ہوتی ہے۔

جب ہم نے اصل معاملے کو صاف کر دیا اور شیعوں کے سب اعتراضات کا دنداں شکن جواب دے دیا تو الزام ظلم خود بخود اڑ جائے گا۔

آیت مقدسہ سے شیعوں کا استدلال اور اس کے جوابات

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ؕ

طرزِ استدلال:- یہ نص عمومیت کے لحاظ سے نبی غیر نبی کو شامل ہے لہٰذا جس طرح امت کے مال میں سلسلہ وراثت جاری ہوتا ہے اسی طرح حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مال میں سلسلہ توریث جاری ہو سکتا ہے۔

جواب ۱:- اگر عمومیت کے خطاب کے لحاظ سے معترض کو اس قسم کے اعتراض کرنے کا داعیہ پیش آیا ہے تو اسے بتانا پڑے گا کہ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ میں بالاتفاق خطاب علی سبیل العموم ہے کیا اس میں حضورؐ کی ذاتِ مقدس داخل ہیں یاد

اگر داخل ہیں تو دلیل اور اگر داخل نہیں ہیں تو عمومِ خطاب کدھر گیا ما ھو جوابکم فھو جوابنا

جواب ۲:۔ اگر بقول معترض خطاب کو عمومیت پر رکھا جائے تو حسب ذیل عبارت مسلّمہ بین الفریقین کا کیا مطلب ہوگا —— اَلْمَانِعُ مِنَ الْاِرْثِ اَرْبَعَۃٌ ۔ الخ

(سراجی لاہلسنت) (شرائع الاسلام لاہل الشیعت)

یعنی اولاد مسلم کافر باپ کی وارث نہیں بن سکتی یا باپ بیٹے میں سے ایک غلام ہو تو بھی سلسلۂ توریث نہیں چل سکتا۔

جواب ۳:۔ اگر معترض ذرہ بھر توجہ سے کام لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی ضرورت بھی پیش نہ آتی اس لئے کہ اولاً یا انبیاءؑ کے مال میں وراثہ نہیں ہے۔ کیا لا یخفیٰ علیٰ ارباب البصیرۃ

ثانیاً یہ کہ فدک مال فئے تھا اور ظاہر ہے کہ مال فئے کسی کے ملک میں ذاتی جائداد تصور نہیں کیا جاتا اور فدک کا فئے ہونا تو اظہر من الشمس ہے کہ وہ صلح کے سلسلے میں یہودیوں نے نصف زمین فدک کی دینی منظور کی تھی جو مسلمانوں کے پاس بمدت العمر بیت المال کی ملکیت میں رہی۔

قرآن مجید پ ۲۸ میں ہے مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔

اس میں خاص طور پر علی سبیل التملیک کسی کو قبضہ نہ تھا۔ قرآن مجید کا مطلب واضح ہے کہ مال فئے کی پیداوار میں سے اللہ کے نام پر بھی خرچ کیا جا سکتا ہے اس سے رسولؐ بھی وقتی ضرورت میں صرف کر سکتا ہے۔ آپؐ کے رشتہ دار اور یتیم مسکین مسافر بھی کھا سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ جو و آت ذا القربیٰ حقہٗ سے دلیل لیتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں کیونکہ معدوم چیز کے متعلق حکم کرنا شانِ الوہیت اور شانِ نبوت کی ہتک ہے جب کہ یہ آیت مکی ہے اور فدک کا مسلمانوں کے ہاتھ میں آنا ہجرت کے بعد ہے۔ ویسے دل بہلانے کے لئے شیعہ لوگ دلیل پکڑتے رہیں تو اور بات ہے۔

دوسری آیت سے شیعی استدلال اور اس کے جوابات

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ (ترجمہ) اور سلیمانؑ داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

طرز استدلال:۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کے مال میں سلسلۂ توریث جاری ہو سکتا ہے۔

جواب ا:۔ اگر شیعہ معترض تھوڑے سے تدبر سے کام لیتا تو اسے اعتراض کرنے کا داعیہ بھی پیش نہ آتا۔

اس لئے کہ اگر معترض کے نزدیک واقعی یہ آیت قابل حجت اور قابل استدلال ہو تو پہلے یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کے علاوہ نہیں تھے۔

ورنہ سلیمان علیہ السلام کے تخصیصی طور پر ذکر کی کیا وجہ ہے۔

جواب ۲:۔ اِنَّ سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِثَ سُلَيْمَانَ۔ (اصول کافی) (ترجمہ) بیشک سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے اور حضرت رسول کریمؐ سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے۔

اگر حسب قول معترض وراثت سے مراد یہاں وراثت مال لیا جائے تو بتائیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلیمان علیہ السلام کی کون سی مالی جائداد کے وارث ہوئے۔

اعتراض از اہل تشیع

کہ سیدۃ النساءؓ کا اگر فدک میں حق نہیں تھا تو صدیق اکبرؓ سے کیوں طلب کیا اور ابوبکرؓ پر کیوں ناراض رہیں اور ان سے مدت العمر تک کیوں کلام نہ کی۔

جواب:۔ چونکہ سرور کائنات کی زندگی میں اہلبیت اور حضرت سیدہؓ کا اکثر خرچ فدک کی پیداوار سے آتا تھا اس لئے حضرت سیدہؓ نے سمجھا کہ یہ مال ہمارے ملک میں ہے اس پر انہوں نے صدیق اکبرؓ سے مطالبہ کیا۔ واللہ اعلم

جوابِ ۲: صدیق اکبرؓ پر حضرت سیدہؓ کا ناراض رہنا قطعاً غیر ثابت ہے ہم نے گذشتہ جوابات میں فریقین کی کتابوں میں حوالہ جات بالتفصیل نقل کر دیئے ہیں (شرح حکیم مطبوعہ طہران ج ۲ ص ۴۵)

جوابِ ۳: صدیق اکبرؓ سے حضرت سیدہؓ کا مدت العمر تک کلام نہ کرنا اس کا مطلب یہ نہیں ہے (انقطعوا بحجۃ) بلکہ صحیح مطلب اس کا یہ ہے کہ اس مسئلے میں گفتگو نہ کی چنانچہ فتح الباری شرح بخاری ج ۱۲ ص ۱۰ میں ہے فلم تکلمہ فی ذلک المال۔ اسی طرح شرح مسلم نووی ص ۹۲ ج ۲ مطبع مجتبائی میں موجود ہے من شاء فلیطالع تحقیقاً۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: یہ والی روایت قطعاً ناقابلِ قبول ہے کیونکہ اس کی روایت میں شیعہ راوی موجود ہیں۔

واقعہ ہجرت اور رفاقتِ صدیقی سے متعلق شیعی اعتراضات کے جوابات

شیعی اعتراض ۱: کہا جاتا ہے کہ ہجرت کی شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰؓ کو اپنے بستر پر سلا کر تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں ابوبکر صدیقؓ ساتھ ہو لئے جسے حضرتؐ نے اپنے اخلاقِ حسنہ کے پیشِ نظر منع نہ فرمایا ورنہ ان کا جانا حضرتؐ کے منشا کے خلاف تھا۔

جوابِ ۱: فریقین کی معتبر کتابیں اس امر پر شاہد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس صدیق اکبرؓ کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ چنانچہ باذل ایرانی از متعصب شیعہ حملہ حیدری میں رقمطراز ہیں۔

چنیں گفت راوی سالارِ دیں ۔۔۔ چوں سالم بحفظ جہاں آفریں
ز نزد یکے آں قوم پُر مکر رفت ۔۔۔ بسوئے سرائے ابوبکرؓ رفت
پئے ہجرت او نیز آمادہ بود ۔۔۔ کہ سابق رسولش خبر دادہ بود
نبی بر درِ خانہ اش چوں رسید ۔۔۔ بگوشش ندائے سفر در کشید
چوں بوبکرؓ زاں حال آگاہ شد ۔۔۔ ز خانہ بروں رفت ہمراہ شد

مطلب: جب آنحضرتؐ اس پر کفر قوم سے روانہ ہوئے تو سیدھے صدیق اکبرؓ کے دولت خانہ پر تشریف لے گئے ادھر وہ بھی ہجرت کے لئے تیار تھے کیونکہ حضورؐ نے اسے پہلے سے ہی مطلع کیا ہوا تھا جب آنحضرتؐ صدیقؓ کے دروازے پر پہنچے تو ان کے کانوں پر سفر کی ندا پہنچی جب صدیق اکبرؓ کو روانگی کا علم ہوا تو گھر سے باہر آیا اور ساتھ ہو لیا۔

(ف): اس توضیح و تشریح کے بعد بھی کوئی عقل کا اندھا یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ خود بخود ساتھ ہو لئے تھے۔

جواب ۲: لیجئے اس سے زیادہ واضح اور کھلے لفظوں میں سنئے ملا باقر مجلسی حیات القلوب ص۲۹۱ میں لکھتے ہیں کہ: خداوند میں ترا سلام میرساند و میفرماید کہ ابوجہل و اکابر قریش ص۲۹۱ تدبیر کردہ اند کہ ترا بقتل رسانند و خدا ترا امر میکند کہ علی را در جائے خود بخوابانی الی قولہ و ترا امر کردہ است کہ ابوبکرؓ را ہمراہ خود ببری۔

(ترجمہ) شب ہجرت جبریل علیہ السلام سرور کائناتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ خدا تعالیٰ آپؐ کو سلام فرماتے ہیں اور ان کا ارشاد ہے کہ ابوجہل اور رؤسائے قریش تدبیر کر چکے ہیں کہ آپؐ کو قتل کر دیں اس بنا پر آپؐ کو خدا کا حکم ہے کہ علی مرتضیٰؓ کو اپنے بستر پر سلا دیجئے اور یہ بھی حکم فرمایا کہ ابوبکرؓ کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف لے جائیے۔

تعریض: اب فرمائیے ابوبکر صدیقؓ خود بخود گئے تھے یا بحکم خدا۔

جواب ۳: لیجئے اور عبارت ملاحظہ فرمائیے تفسیر حسن عسکری ص۲۱۳ زیر آیت کلما عاہدوا عہداً

أَمَرَكَ أَنْ تَصْحَبَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ إِنْ آنَسَكَ وَسَاعَدَكَ وَوَفٰى وَثَبَتَ عَلٰى تَعَاهُدِكَ وَتَعَاقُدِكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ مِنْ رُفَقَائِكَ وَفِي غُرُفَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي بَكْرٍ أَرَضِيْتَ أَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ يَا أَبَا بَكْرٍ إِلٰى قَوْلِهِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَا لَوْ أَنِّيْ عِشْتُ عُمُرَ الدُّنْيَا أُعَذَّبُ فِيْ جَمِيْعِهَا أَشَدَّ الْعَذَابِ لَا يَنْزِلُ عَلَيَّ مَوْتٌ صَرِيْحٌ وَلَا فَرَجٌ مُنِيْحٌ وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ مَحَبَّتِكَ لَكَانَ

ذٰلِكَ اَحَبُّ اِلَيَّ وَاَنَا مَالِكٌ بِجَمِيْعِ مَمَالِكِ مُلُوْكِهَا فِيْ مُخَالَفَتِكَ فَعَلَيَّ وَاَنَا وَنَفْسِيْ وَمَالِيْ وَاَهْلِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا فِدَاءٌ لَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَاجَرَمَ اَنِ اطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِيْهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰى عَلٰى لِسَانِكَ فَجَعَلَكَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ بِمَنْزِلَةِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ ۱۲۰

(ترجمہ) شب ہجرت حضرتؐ کے پاس جبریل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکبرؓ کو لے جائیے کیونکہ اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور مساعدت کی اور آپ کی تو وہ روز حشر آپ کے ساتھ بلند ترین مکانوں میں ہوگا۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ کیا تجھے پسند ہے کہ تو میرے ساتھ رہے اور تو اسی طرح طلب کیا جائے جس طرح میں طلب کیا جاؤں تو صدیق اکبرؓ نے جواب دیا یا حضرت اگر میں ساری عمر شدید ترین عذاب اور تکلیفوں میں مبتلا رہوں کہ نہ تو مجھے موت آئے اور نہ ذرہ بھر تکلیف رفع ہو لیکن یہ سب کچھ تیری ہی محبت کے لئے ہو تو خدا کی قسم وہ مجھے محبوب ہے اس سے کہ میں تمام شاہی خزانوں اور ملکوں کا بادشاہ ہو جاؤں لیکن رہوں تیرا مخالف۔ اے میرے پیارے محبوب میں تو میں اور میری جان تو کیا چیز ہے میرا مال اور میرا اہل و عیال سارا تجھ پر قربان ہے۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا بیشک خدا تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا ہے جو کچھ تیری زبان پر جاری تھا خدا نے اس کے موافق پایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے لئے بمنزلہ کان ناک اور سر کے کر دیا ہے میرے جسم سے اور بمنزلہ روح کے کر دیا ہے میرے بدن سے۔

تلمیح:۔ شیعو! امام عالی مقام کی اس روایت کو بار بار پڑھو اور اپنے تمام شبہات مٹاؤ جس کو مزید تحقیق کی ضرورت ہو تو وہ حسب ذیل شیعی کتب کا مطالعہ کرے۔

(۱) تفسیر خلاصۃ المنہج ص۲۲۲، ۲۲۳ (۲) مجالس المومنین ص۲۱۰۔

جواب ۲:۔ اگر شیعہ لوگ اپنی کتابوں سے مکمل واقفیت حاصل کر لیں تو ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی بزرگ پر لب کشائی کی نوبت بھی نہ آئے گی چنانچہ صاحب مجالس المومنین (شیعہ) لکھتے ہیں۔

ہمہ رفتن محمد و بو بکر فرمان خدا بود۔ (مجالس المومنین ص۳۶۱)

(ترجمہ) سو اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا اور ابوبکرؓ کا ساتھ لے جانا بغیر ارشادِ الٰہی کے نہ تھا۔

شیعی اعتراض :- غار کے اندر سرورِ کائنات کا حضرت ابوبکرؓ کو لَا تَحْزَنْ کہنا بتلاتا ہے کہ ابوبکرؓ ڈر گئے تھے۔

جواب :- اس قسم کے شبہات میں وہ شخص مبتلا ہو سکتا ہے جو علم سے قطعاً بے بہرہ ہو ورنہ قرآنی آیات اور کتب حدیث و لغت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حزن دوسرے کا ہوتا ہے اور خوف اپنا لیکن اگر حزن سے مراد بقول شیعہ خوف ہی لیا جائے تو کونسا حرج ہے۔ دیکھئے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں خداوندی ارشاد ہے لَا تَخَفْ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ۔ (پ۱۹۔ رکوع۱۶) (ترجمہ) اے موسیٰ نہ ڈر، میرے دربار میں پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔

دیکھئے اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ڈر گئے تھے فرمایئے کیا موسیٰ علیہ السلام کی ذات بھی شیعی نقطۂ نگاہ میں مطعون ہو سکتی ہے۔

(۲) لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ پ۱۶ (ترجمہ) اے موسیٰ نہ ڈر بیشک تو ہی غالب ہے۔

لیجئے۔ یہاں موسیٰ علیہ السلام کا بمقابلہ ساحرین خائف ہونا ثابت ہو رہا ہے خدا جانے شیعی دارالاستفتاء سے کلیم اللہ پر کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے۔

(۳) لَا تَخَفْ اِنَّا اُرْسِلْنَا اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ (ترجمہ) فرشتوں نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا آپ خوف مت کیجئے ہم تو قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

فرمایئے ابراہیم علیہ السلام کو نبی تو کیا مومن بھی تسلیم کیا جائے گا یا نہیں۔

(۴) لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ پ۲۰ (ترجمہ) آپ نہ خوف کیجئے اور نہ غم، ہم ہی تجھے اور تیرے اہل کو بچانے والے ہیں۔

یہ خطاب لوط علیہ السلام سے ہے خوف و حزن کے ہر دو صیغے ان کے حق میں استعمال کئے

گئے ہیں۔ شیعی علماء خدا جانے ان کو کس نگاہ سے دیکھتے ہوں گے۔

(۵) لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ، (ترجمہ) اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کا غم نہ کیجئے۔

چلو شیعی اعتراض تو یہ تھا حزن کا لفظ صدیق اکبرؓ کے حق میں ثابت ہے کیا یہ حزن کا لفظ خود آنحضرتؐ کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

(۶) اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ؁

(ترجمہ) اے بہشتیو خوف و غم نہ کرو اور بہشت بریں سے (جو تم کو وعدہ دیا گیا ہے) خوش ہو جاؤ۔

اس آیت میں خوف و حزن کا بہشتیوں کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔

بحث متعلق لشکر اسامہؓ

شیعہ کہا کرتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ نے لشکر اسامہؓ سے تخلف کیا حالانکہ اسے اُسامہؓ کے ماتحت حضرتؐ نے خود تیار کر کے روانہ کیا تھا سب کو نام بنام متعین کیا اور بڑی تاکید فرمائی چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ جَهِّزُوْا جَيْشَ اُسَامَةَ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا

(ترجمہ) اُسامہؓ کے لشکر کو تیار کرو جو اس سے تخلف کرے گا اللہ کی اس پر لعنت ہے۔

جواب ۱۔ طعن کا مدار دلیل پر ہوتا ہے دلیل میں جو حدیث پیش کی گئی ہے اس کا آخری ٹکڑا اہلسنت کی کتب میں بجز ملل و نحل شہرستانی کے کسی میں نہیں ہے اور شہرستانی حسب کتب جرح و تعدیل ثقہ اور قابل اعتماد نہیں ہے اس بنا پر نہ دلیل صحیح ہے اور نہ استنباط۔

جواب ۲۔ ۲۶ صفر پیر کے دن حضرتؐ نے حکم دیا۔

۲۷ صفر منگل کے روز حضرت اُسامہؓ کو امیر بنایا۔

۲۸ صفر بدھ کے روز آپؐ بیمار ہو گئے۔

۲۹ صفر خمیس کے روز باوجود تکلیف کے آپؐ نے نشان درست فرمایا۔

حسب ارشاد نبوی لشکر مقام جُرف پر پہنچا جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے صحابہ کرامؓ نے بھی تیاری کر کے خیمے بھیج دیئے کہ اتنے میں حضرتؐ کو تکلیف زیادہ ہو گئی۔

۱۰ ربیع الاوّل کو افاقہ ہوا تو آپ نے پھر حضرت اسامہؓ کو تیار فرمایا وہ تیار ہی تھے کہ حضرتؐ کی حالت نازک ہو گئی۔ سارا لشکر ششدرہ گیا تیاری بند ہو گئی۔ حضرتؐ نے وفات پائی۔ صدیق اکبرؓ خلیفہ بنائے گئے۔ حضرت اسامہؓ نے جھنڈا مقام جُرف پر گاڑ دیا۔ فوج جمع ہونے لگی تھی کہ مدینہ میں اطلاع پہنچی کہ قبائل عرب مرتد ہو رہے ہیں یا ہو چکے ہیں اور مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ صدیق اکبرؓ سے بعض اجلہ صحابہؓ نے کہا کہ لشکر اسامہؓ کی روانگی ملتوی کر دی جائے لیکن صدیق اکبرؓ نے تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ جس لشکر کو سرور کائناتؐ بنفس نفیس تیار فرما چکے ہیں مجھے طاقت نہیں کہ اسے روک دوں چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت اسامہؓ کو لشکر سمیت بھیجا اور وہ فضل خداوندی کے ساتھ منزل مقصود تک پہنچ کر کامیاب ہوئے اور حدود شام کو فتح کر کے واپس تشریف لائے۔

لہٰذا اس مسئلے میں صدیق اکبرؓ پر طعن کرنا حقیقت سے لاعلمی کی دلیل ہے۔

بحث لست بخیرکم

شیعی اعتراض ۱:۔ ابو بکر صدیقؓ نے کہا ہے لست بخیرکم و علی فیکم جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں تمہارے لئے بہتر نہیں ہوں اور علیؓ تم میں موجود ہے اس سے حضرت علی المرتضیٰؓ کی افضلیت معلوم ہوتی ہے ـــــ لہٰذا ابو بکر صدیقؓ خلیفہ نہیں بن سکتا جبکہ وہ مفضول تھا۔

جواب ۱:۔ اہلسنت کی کتب معتبرہ میں اس عبارت کا نام و نشان تک نہیں ملتا موضوعات سے دلیل پکڑنا خلاف دیانت ہے۔

جواب ۲:۔ یہ عبارت علی سبیل التسلیم ان کے مابین محبت پر دلالت کر رہی ہے اور کسر نفسی پر محمول ہے۔

بحث اقرار نفاق ابی بکرؓ

شیعی اعتراض:- ابوبکرؓ نے اپنے نفاق کا اقرار کیا تھا لہٰذا کامل الایمان نہ ہا پھر جائیکہ اسے خلیفہ تسلیم کیا جائے۔

جواب ۱:- حقیقت میں شیعوں کو بغض صحابہؓ نے بیوقوف بنا دیا ہے۔ واقعہ ہم ذیل میں نقل کئے دیتے ہیں انداز خود لگالیں۔

حدیث شریف

حضرت حنظلہ اسدیؓ جو سرور کائنات کا کاتب تھا صدیق اکبرؓ کے پاس سے گزرا اس حال میں کہ وہ رو رہا تھا صدیق اکبرؓ نے رونے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا کیونکہ حضرتؐ کے پاس ہمیں بہشت و دوزخ ایسی یاد ہوتی ہے جیسا کہ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں لیکن جب گھروں میں آتے ہیں تو بوجہ مشغولیت سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

صدیق اکبرؓ نے کہا: ”قد فلقد“ میرا بھی یہی حال ہے حضرتؐ کے پاس گئے تو آپؐ نے فرمایا اگر تمہارا یہی حال رہے تو فرشتے تمہارے ساتھ مصافحہ کریں تمہارے مجالس اور تمہارے بستروں پر لیکن اے حنظلہ گھڑی گھڑی ۔۔ (ترمذی ص۲۴۳)

ناظرین غور فرمائیں کہ کہاں ان حضرات کا اظہار خشیت و خشوع اور کہاں دشمنان دین کا طعن۔

جواب ۲:- اگر معترض اصول کافی ص۵۸۲ کا مطالعہ کر لیتا تو اسے اعتراض کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔ روایت ملاحظہ فرمائیے:-

عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ رَجُلاً اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ نَافَقْتُ فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا نَافَقْتَ وَلَوْ نَافَقْتَ مَا اَتَیْتَنِیْ۔

(ترجمہ) ایک جوان حضرتؐ کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ بیشک میں منافق ہو چکا ہوں

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تو منافق نہیں ہے اگر تو منافق ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔

اصول کافی کی اس روایت نے بتا دیا کہ جیسے یہاں تعبیر منافقت حقیقت پر مبنی نہیں ہے ویسے وہاں بھی نہیں ہے ۔ فافعل الاشکال

فاروقی شان اور شیعی کتب

عزتِ اسلام فاروق اعظمؓ کی ذات سے وابستہ ہے

رَوَی الْعَیَاشِیُّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ

(ترجمہ) امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام سے عزت عطا فرما۔

طرز استدلال :۔ دیکھئے سرورِ کائنات نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علی مرتضیٰؓ ابھی اسلام کے حلقے میں آچکے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ بھی، لیکن نظر انتخاب نبوی نے اگر چنا تو ان دو میں سے ایک کو لیکن اس چناؤ کا انتخاب خدا کو ہی بنا دیا۔ شیعہ اہلسنت دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ فاروق اعظمؓ حلقہ بگوش رسول کریمؐ میں سے ہو گئے۔ سو واضح رہے جب تک دنیا کے اندر دینی وقار مذہبی پرچار باقی رہے گا فاروق اعظمؓ کا اسم گرامی اور ان کا مرتبہ زندہ جاوید رہے گا۔

(۲) فاروق اعظمؓ کے ایمان لانے کے موقع پر آنحضرتؐ کا اظہار مسرت (ناسخ التواریخ ص ۱۱۶)

جب فاروق اعظمؓ ایمان لائے تو پیغمبر علیہ السلام ان کے اسلام سے خوش ہوئے اور آپ نے اسی خوشی میں نعرہ تکبیر لگایا۔

(۳) فاروق اعظمؓ آئے تو کعبہ کی چار دیواری میں نماز نصیب ہوئی۔ (ناسخ التواریخ ص ۴۱۶)

ورسولِ خدا در کعبہ دو رکعت نماز بگذاشت۔

(ترجمہ) اور رسولِ خدا نے کعبہ میں دو رکعت نماز پڑھی۔

(۴) حضرت علی المرتضیٰؓ کا فاروق اعظمؓ کو مشورہ دینا (نہج البلاغہ مصری ج ۲ ص ۲۴)

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ شَاوَرَهُ عُمَرُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى غَزْوِ الرُّومِ بِنَفْسِهٖ

(ترجمہ) حضرت علی المرتضیٰؓ کی کلام جبکہ فاروق اعظمؓ نے آپ سے غزوہ روم کی طرف بنفس نفیس جانے سے متعلق مشورہ طلب کیا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کا ارشاد گرامی

(۵) فاروق اعظمؓ مسلمانوں کے لئے ملجا اور ماویٰ تھے۔ (نہج البلاغہ مصری ص [illegible])

وَقَدْ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِأَهْلِ هٰذَا الدِّينِ بِإِعْزَازِ الْحَوْزَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِي نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيلٌ لَا يَمْتَنِعُونَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ إِنَّكَ مَتَى تَسِرْ إِلَى هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَانِفَةٌ دُونَ أَقْصَى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلًا مِحْرَبًا وَاحْفِزْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَالنَّصِيحَةِ فَإِنْ أَظْهَرَ اللّٰهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى كُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ۔

(ترجمہ) جب خلیفہ ثانی عمرؓ نے روم پر چڑھائی کی اور حضرت علیؓ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا تو اہل اسلام کو غلبہ دشمن سے بچانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ تعالیٰ ضامن اور کفیل ہے وہ ایسا خدا ہے جس نے انہیں اس وقت فتح دی ہے جب ان کی تعداد نہایت قلیل تھی اور کسی طرح فتح نہیں پا سکتے تھے انہیں اس وقت مغلوب ہونے سے روکا ہے جب یہ کسی طرح روکے نہیں جا سکتے تھے اور خداوند عالم حی لایموت ہے اب اگر تو خود

دشمن کی طرف کوچ کرے اور تکلیف اٹھائے تو یہ سمجھ لے کہ پھر مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاد (آخری شہروں) تک پناہ نہ ملے گی اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہو گا جس کی طرف وہ رجوع کریں لہٰذا تو دشمنوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو کارآزمودہ ہو۔ اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کر جو جنگ کی سختیوں سے متحمل ہوں اور اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں اب اگر خدا غلبہ نصیب کرے گا آپ تو یہ چیز ہے جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے۔ (نیرنگ فصاحت ص۱۱ شیعی کتاب)

نوٹ:۔ اگر کسی کو مزید فضائل و مناقب کی ضرورت ہو تو حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا ہے۔ (نیرنگ فصاحت ص۲)

(۲) اور لشکر اسلام اس خدا کی فوج ہے جس نے اس کی ہر جگہ نصرت و تائید کی (نیرنگ فصاحت)

نوٹ:۔ واضح رہے کہ یہ الفاظ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کے ہیں جن کو آپ نے فاروقی خلافت کے ایام میں ان کے ادوار کی فوج کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔

(۳) اَقَامَ السُّنَّةَ وَ خَلَّفَ الْبِدْعَةَ یعنی فاروقِ اعظمؓ نے سنتِ نبوی کو قائم کیا اور بدعت کو پیچھے چھوڑ دیا۔ (نہج البلاغۃ ج ا ص۳۵۰ مطبوعہ بیروت)

(۴) فاروقِ اعظمؓ نے امام حسینؓ کو شاہِ ایران کی بیٹی شہر بانو عنایت فرمائی (اصول کافی ص۴۶۷ مطبوعہ لکھنؤ)

(۵) جنگ احزاب میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پتھر پر وار کیا تو روشنیاں معلوم ہوئیں جس پر آپ نے مزید فرمایا کہ پہلی روشنی پر مجھے فتح یمن اور دوسری پر فتح شام اور تیسری پر فتح مدائن کی بشارت ملی۔ (حیات القلوب ج ص۲۰۳)

بحمد اللہ یہ ممالک فاروقِ اعظمؓ کے دست حق پرست سے فتح ہوئے بہر حال فاروقی فضائل و مناقب کے سلسلے میں ہم انہیں مختصر مگر جامع حوالہ جات پر اکتفا کرتے ہیں۔

مسئلہ قرطاس

شیعہ کہتے ہیں کہ مرضِ وفات کے ایام میں جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ طلب کیا تو فاروقِ اعظمؓ نے حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ کہہ کر ٹال دیا صرف ٹالا نہیں بلکہ دربارِ رسالت میں گستاخی کے الفاظ بھی استعمال کئے۔

جواب:- حقیقتِ حال کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہم وہی حدیث نقل کئے دیتے ہیں بعد ؛ ان کے اعتراضات کے جوابات تحریر کریں گے۔

قال ابن عباس يوم الخميس وما يوم الخميس اشتد برسول الله صلى الله عليه وسلم وجعه فقال ائتوني اكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده ابدا فتنازعوا ولا ينبغي عند نبي تنازع فقالوا ما شانه اهجر استفهموه فذهبوا يردون عنه فقال دعوني فالذي انا فيه خير مما تدعوني اليه وفي رواية ائتوني بالكتف واللوح والدوات فقال بعضهم ان رسول الله قد غلبه الوجع وعندكم القرآن حسبنا كتاب الله فاختلف اهل البيت فاختصموا منهم من يقول ما قال قربوا يكتب لكم كتابا لن تضلوا بعده ومنهم من يقول ما قال عمر فلما اكثروا اللغو والاختلاف عند رسول الله قال رسول الله قوموا عني۔

(ترجمہ) ابن عباسؓ نے کہا خمیس کا دن اور وہ کیسا دن تھا جبکہ آنحضرتؐ کو درد زیادہ ہو گیا پس فرمایا لاؤ میرے پاس میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں کہ تم اس کے بعد قطعاً گمراہ نہ ہو پس جھگڑنے لگے۔ حالانکہ آنحضرتؐ کے سامنے کسی قسم کا جھگڑا جائز نہ تھا۔ پس کہنے لگے کیا حال ہے آپ کا کیا آپ تشریف لے جا رہے ہیں آپ سے پوچھ تو لو پس انہوں نے آپؐ سے سوالات شروع کئے پس فرمایا حضرتؐ نے مجھے چھوڑ دو پس میں جس حالت میں ہوں اس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بلا رہے ہو اور ایک روایت میں ہے لاؤ میرے پاس شانہ تختی اور دوات

پس بعض نے کہا حضرت ﷺ کو تکلیف غالب ہے اور تمہارے پاس خدا کا قرآن ہے ہمیں کتاب اللہ کافی ہے پس اہلبیت نے اختلاف شروع کیا پس جھگڑنے لگے۔ بعض اہلبیت نے کہا لاؤ کاغذ حضور ﷺ کے پاس آپ تمہیں ایسی تحریر لکھ دیں گے جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو گے بعض اہلبیت سے وہ شخص تھا جو کہ ویسا کہتا تھا جس طرح عمرؓ نے کہا پس جب اہلبیت نے اختلاف و شور و غل حضور ﷺ کے سامنے زیادہ کیا تو آپؐ نے فرمایا مجھ سے اٹھ جاؤ۔

یہ ہے وہ حدیث جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر شیعہ خواہ مخواہ زہریلا پروپیگنڈہ کیا کرتے ہیں۔

(۱) اس حدیث میں اختلاف کی نسبت اہلبیت کی طرف ہے جس کے جواب کی ذمہ داری شیعوں پر عائد ہوتی ہے جبکہ وہ صرف اپنے کو اہلبیت بتلاتے ہیں۔

(۲) فاروق اعظمؓ کا قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ کہنا بتا رہا ہے کہ یہ قول آپ نے حاضرین سے مشورے کے طور پر کہا تھا رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] مخاطب تھا۔

(۳) فَاخْتَصَمُوا اور فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ بتاتا ہے کہ شور و غل بھی اہلبیت نے کیا ہے فاروق اعظمؓ اس سے بری ہیں۔

(۴) جب حاضرین (اہلبیت) نے شور و غل کیا تو آپ کا یہ فرمانا قُومُوا عَنِّي بتاتا ہے کہ اظہار غضب اختلاف کرنے والوں پر تھا اور اختلاف کی نسبت اہلبیت کی طرف ہے۔

(۵) أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ کا معنی بکواس نہیں ہے بلکہ کیا آپ جدا ہو رہے ہیں آپ سے پوچھ تو لو ہے۔ جو یقیناً نازیبا نہیں ہے۔

لہٰذا فاروق اعظمؓ پر شیعوں کا طعن قطعاً بے بنیاد ہے۔

ذرا غور فرمائیے

(۱) سرور کائنات ﷺ نے مطالبہ جس تحریر کے لئے کیا تھا اجتہادی تھا یا حکم وحی اگر اجتہادی تھا تو استدلال غیر تام رہا۔

(۲) اور اگر حکم وحی تسلیم کیا جائے تو فرمائیے کہ اس کی تعمیل آپ پر [illegible] تھی یا غیر ضروری اللہ

ضروری تھی تو استدلال تام نہ رہا۔

(۳) اور اگر ضروری تھی تو فاروق اعظمؓ کے اس قول پر آپؐ نے اظہار نفرت فرماتے ہوئے خداوندی فرمان کی تعمیل کیوں نہ کی کیا العیاذ باللہ آپؐ فریضۂ تبلیغ میں قاصر رہے؟ اَمْ خَطَأ الاکثر وافتراہم

(۴) بالفرض اگر مان لیا جائے کہ عمرؓ نے ہی رکاوٹ پیدا کر دی تو ثابت کیا جائے کہ آپؐ کا خطاب حضرت فاروق اعظمؓ سے تھا اور بس۔

(۵) اگر خطاب سب سے تھا تو کاغذ نہ دینے میں صرف حضرت عمرؓ کو مجرم گردانا اور تمام اہلبیت کو نظرانداز کر دینا کہاں کا انصاف ہے۔

(۶) کیا حضرت علی المرتضیٰؓ نے اس واقعہ کے بعد اس خدمت کو انجام دیا جبکہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد پانچ دن تک زندہ رہے ایسے میں اگر حضرت علیؓ یا سیدۃ النساءؓ نے قلم دوات اور کاغذ پیش کرنے کی تکلیف گوارا کی تو ثبوت پیش کیجئے ورنہ ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

(۷) فاروق اعظمؓ کے اس بیان کو سن کر سرورِ کائنات کا سکوت اختیار کرنا کیا رضا و پسندیدگی کی علامت نہیں۔

(۸) فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اور اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کے نزول کے بعد حضرتؐ کا اِئْتُوْنِيْ بِقِرْطَاسٍ فرمانا امتحان پر محمول کیوں نہ کیا جائے اور حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ کہہ کر فاروق اعظمؓ کا سب کی طرف سے جواب دینے کو کامیابی پر محمول کیوں نہ کیا جائے۔

(۹) وہ کون سا قرینہ ہے جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرتؐ خلافت علی المرتضیٰؓ تحریر کرنا چاہتے تھے۔

(۱۰) بالفرض اگر تحریر میں رکاوٹ پیش آ گئی تھی تو آپؐ نے اپنی زبان درفشاں سے کیوں نہ فرما دیا کہ میرے بعد خلافت علی المرتضیٰؓ کا حق ہے۔ (۱۱) بقول شیعہ جب غدیر خم میں اعلان خلافت علیؓ ہو چکا تھا تو واقعہ قرطاس میں خلافت کے مسئلے کی تحریر چہ معنی دارد؟

حصہ اول تمام شد

آپ کا مخلص دوست ــــــ دوست محمد قریشی

۷۸۶

اہلسنّت پاکٹ بُک

حصّہ دوم

از

حضرت العلامہ مولٰینا دوست محمّد صاحب قریشیؒ

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم تو منافق نہیں ہے اگر تو منافق ہوتا تو میرے پاس نہ آتا۔

اصول کافی کی اس روایت نے بتادیا کہ جیسے یہاں تعبیر منافقت حقیقت پر مبنی نہیں ہے ویسے وہاں بھی نہیں ہے۔ فافعل الاشکال۔

فاروقی شان اور شیعی کتب

عزتِ اسلام فاروقِ اعظمؓ کی ذات سے وابستہ ہے

رَوَی الْعَیَّاشِیُّ عَنِ الْبَاقِرِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِیْ جَہْلِ بْنِ ھِشَامٍ

(ترجمہ) امام محمد باقر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اسلام کو عمر بن الخطاب یا ابی جہل بن ہشام سے عزت عطا فرما۔

طرزِ استدلال: دیکھئے سرور کائنات نے جب یہ دعا فرمائی ہے اس وقت علی مرتضیٰؓ بھی اسلام کے حلقے میں آچکے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ بھی۔ لیکن نظرِ انتخاب نبوی نے اگر چنا تو ان دو میں سے ایک کو لیکن اس چناؤ کا مختار خدا کو ہی بنادیا شیعہ اور اہلسنت دونوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ابو جہل کو ایمان نصیب نہ ہوا۔ فاروقِ اعظمؓ حلقہ بگوشاں رسول کریمؐ میں سے ہو گئے۔ سو واضح رہے جب تک دنیا کے اندر دینی وقار مذہبی چرچا باقی رہے گا فاروقِ اعظمؓ کا اسم گرامی اور ان کا مرتبہ زندہ جاوید رہے گا۔

(۲) فاروقِ اعظمؓ کے ایمان لانے کے موقع پر آنحضرتؐ کا اظہارِ مسرت (ناسخ التواریخ ص۲۱۶)

جب فاروقِ اعظمؓ ایمان لائے تو پیغمبر علیہ السلام ان کے اسلام سے خوش ہوئے اور آپؐ نے اسی خوشی میں نعرۂ تکبیر لگایا۔

رُباعیات

عشقِ اصحابؓ نبیؐ

کیتے اصحابؓ پیمبرؐ کو ہیں انور جو بُرا
دوارِ محشر سے رکھیں وہ نہ بخشش کی اُمید
حُبِّ اصحابؓ نبیؐ ہی تو ہے ایماں کی دلیل
عشقِ اصحابؓ نبیؐ خُلدِ بریں کی ہے کلید

چار یارؓ

گلشنِ سرکارؐ کے سرسبز گُل ہیں چار یار
ان کی خوشبو سے معطر ہے یہ ساری کائنات
ان کی سیرت کو جو اپنائیں گے انور دہر میں
وہ یقیناً روزِ محشر پائیں گے راہِ نجات

حافظ نور محمد انور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحث متعلق نکاح امِ کلثومؓ

حامداً و مصلیاً

اہل تشیع اس سے انکار کرتے ہیں اور اہلسنت اس پر اصرار کرتے ہیں ذیل میں اولاً دلائل نقل ہوں گے۔ بعدہٗ اعتراضات کے جوابات دیئے جائیں گے۔

دلیل ۱:۔ لما توفی عمر واتی الی ام کلثوم فانطلق بھا الی بیتہٖ۔

(استبصار ص ۱۸۵ مصنفہ علامہ طوسی)

(ترجمہ) جب فاروق اعظمؓ نے وفات پائی تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس آئے اور ان کو اپنے گھر لے گئے۔

طرز استدلال:۔ فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد ان کی بیوہ ام کلثومؓ کا ان کے گھر میں اکیلا رہ جانا اور حضرت علیؓ کا اپنی صاحبزادی کو اپنے گھر لے جانا یقیناً ہمارے مدعا کے لئے مثبت ہے۔

دلیل ۲:۔ علی علیہ السلام ام کلثوم را بادی تزویج نمود و عباس بن عبد المطلب با جازت امیر المومنین علی بن ابی طالب متولی امر تزویج شد (طراز المذہب مظفری مصنفہ مرزا عباسی ص ۳۱۳)

(ترجمہ) علی مرتضیٰؓ نے ام کلثومؓ کی شادی عمر فاروقؓ سے کی اور عباسؓ سیدنا علیؓ کے حکم سے شادی کرنے کے متولی ہوئے۔ (ف) ان دو دلیلوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ضرور ہوا ہے۔

اہلسنت پر شیعوں کی طرف سے اعتراضات اور جوابات

اعتراض ۱:۔ جس ام کلثومؓ کا نکاح عمر بن الخطابؓ سے ہوا ہے وہ ابوبکرؓ کی صاحبزادی

تھی حضرت علیؓ کی صاحبزادی نہیں تھی۔

جوابِ ۱ :۔ اگر دلیل اوّل کو غور سے دیکھ لیا جائے تو اعتراض کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی کیونکہ اگر سیدہ ام کلثومؓ بنت ابی بکرؓ ہوتی تو عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کا حق تھا کہ وہ اپنی بیوہ بہن کو لے آتے۔ شرعی اصول کے پیش نظر حضرت علیؓ کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ اسے لے آئیں ان کا لے آنا ہی بتاتا ہے کہ ان کی اپنی صاحبزادی تھی۔

جوابِ ۲ :۔ نیز اہل تشیع کی نگاہ میں جب حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے دشمن تھے تو پھر کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ ایک دشمن کی لڑکی کو لے کر اپنے گھر میں آ جائیں۔

جوابِ ۳ :۔ اگر اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو وہ اپنی کتابوں سے حضرت علیؓ کا کوئی قول پیش کریں جس میں آپ نے صراحتاً یہ بیان دیا ہو کہ جس ام کلثومؓ کو میں لے آیا تھا وہ میری صاحبزادی نہیں تھی بلکہ ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھی۔

جوابِ ۴ :۔ اگر اہل تشیع کے پاس حضرت علیؓ کا کوئی قول موجود نہیں تو امام جعفر صادقؒ سے اس قسم کا تشریحی بیان دکھائیں۔ ؂

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے   یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اہلسنت کی طرف سے شیعی مسلک پر اعتراضات

اعتراض ۱ :۔ اگر اہل تشیع کے نزدیک زوجۂ فاروقِ اعظمؓ بنت علیؓ نہیں تھی تو الصافی شرح اصول کافی جزء سوم حصہ اول کی عبارت کا کیا جواب ہے جبکہ اس میں حضرت علیؓ حضرت ام کلثومؓ کو دختر من یعنی اپنی بیٹی بتلاتے ہیں۔

گفت امیرالمومنین پس بغایت مضطرب شدم و دقیقہ فکر کردم و فہمیدم آں سخن از امین الٰہی جبرئیل علیہ السلام کہ مراد شکستن عہدِ نیست بلکہ مراد غصب دختر من است کہ بزور خواہند گرفت۔

اعتراض ۲ :۔ اگر یہ ام کلثومؓ ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی تھی تو اہلسنت یا اہل تشیع کی

معتبر کتابوں میں سے کوئی قول امام بروایت معتبر پیش کیجئے۔

اعتراض ۳ :۔ طراز المذہب مظفری ص ۱۴۱ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے کہ مہاجر و انصار حضرت عمرؓ کے دربار میں حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے مبارکباد دو انہوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا ام کلثوم علی را نکاح کردم یعنی میں نے ام کلثومؓ بنت علیؓ سے نکاح کیا۔

اعتراض ۴ :۔ الصافی بحوالہ مذکور ص ۲۸۱ میں یہ کیوں مرقوم ہے اشارت است بدامادی عمرؓ کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے داماد ہیں۔

اعتراض ۵ :۔ طراز المذہب مظفری ص ۳۳ سطر ۱۱ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے آنحضرت را دو دختر است یکے رقیہ کبریٰ مکناۃ بام کلثوم کہ در سرائے عمر بن خطاب بود۔

(ترجمہ) علی المرتضیٰؓ کی دو صاحبزادیاں تھیں ایک رقیہ کبریٰؓ اور دوسری رقیہ صغریٰؓ۔ رقیہ کبریٰؓ کی کنیت ام کلثوم تھی اور وہی عمرؓ بن الخطاب کے گھر تھی۔

اعتراض ۶ :۔ اسی طراز المذہب ص ۴۹ میں بحوالہ ناسخ التواریخ ج ۲ کتاب دوم و چہارم منقول ہے کہ در سال ہفدہ ہجری عمر بن الخطابؓ بحضرت امیر المومنین فرستاد و ام کلثوم را از بہر خویشتن خواستگاری نمود۔ فرمائیے حضرت عمرؓ نے ام کلثوم کے نکاح کے لئے بطور خطبہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے خواستگاری کی یا ابو بکرؓ سے۔

اہل تشیع کی طرف سے اہلسنت پر دوسرا اعتراض

جس ام کلثوم کو حضرت عمرؓ کے نکاح میں دیا گیا تھا وہ بنت علیؓ نہیں تھی بلکہ ایک جنیہ تھی جسے حضرت علیؓ نے اپنی کرامت سے متشکل بشکل ام کلثومؓ کر دیا تھا اور حضرت عمرؓ کے نکاح میں دے دیا تھا۔

جواب ۱ :۔ ام کلثوم حقیقی کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ سیدہ خاتون کی صاحبزادی تھی اور پھر جنیہ کو اس پاک بی بی کے ہم شکل تصور کرنا کتنا بڑا ظلم ہے۔

جواب ۲:۔ کیا اس سے حضرت علیؓ کی شجاعت پر حرف نہیں آتا کہ وہ اتنا مجبور محض ہو چکے تھے کہ فاروقیؓ حکم کی تعمیل کے بغیر ان کو کوئی چارہ کار ہی نظر نہ آیا اور آپ نے ناچار ہو کر ایک جنیہ کو اپنی لڑکی کی شکل بنا کر بھیج دیا۔

جواب ۳:۔ جنیہ سے بھلا یہ کب توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ہر وقت اپنی حقیقی شکل سے متغیر ہو کر انسانی رنگ و روپ میں رہے۔ کیا یہ تقلب ماہیت نہیں۔

جواب ۴:۔ جس ام کلثومؓ سے حضرت عمرؓ نے نکاح کیا تھا وہ تو حاملہ بھی ہوئی اور اس سے مسمی زید لڑکا بھی تولد ہوا کیا آج تک کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ کسی جنیہ کو انسان سے بچہ پیدا ہوا ہو جبکہ حقیقت کے لحاظ سے بالکل ہی تعارض و تناقض ہے۔

جواب ۵:۔ اگر وہ ام کلثومؓ حقیقت میں جنیہ تھی تو بعد از وفات عمرؓ علی مرتضیٰؓ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ جنیہ کو اپنے گھر لے آئیں جب ضرورت ہی ختم ہو چکی تھی تو فرما دیتے کہ تو اپنی شکل میں چلی جا۔

جواب ۶:۔ کبھی یہ کہنا کہ ابو بکرؓ کی لڑکی تھی اور کبھی یہ کہ جنیہ تھی اور کبھی یہ کہ حضرت علیؓ سے حضرت عمرؓ نے غصب کر لی تھی بہر حال کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

دلیل ۳:۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ تَزْوِیْجِ اُمِّ کُلْثُوْمٍ اِنَّ ذٰلِکَ فَرْجٌ غُصِبْنَاہُ (فروع کافی ج ۲ ص ۱۴۱ باب النکاح) (ترجمہ) امام باقرؒ تزویج ام کلثومؓ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ بیشک یہ پہلا بازو ہے جو ہم سے غصب کیا گیا ہے۔

طرز استدلال:۔ شیعوں نے اتنا تو تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں آئی فرق صرف اتنا ہے ہم کہتے ہیں برضا و رغبت اور وہ کہتے ہیں بطور غصب۔ اب عقل والے خود سوچ لیں کہ انکار کرنے کے لئے کتنا پیچ و پیچ سے کام لیا جا رہا ہے۔ حیدر کرارؓ اور ان سے لڑکی کا غصب ہو جانا اللہ کی پناہ۔

دلیل ۴:۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المؤمنین انہا جیۃ

(ترجمہ) امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں جب حضرت علی مرتضیٰؓ کی طرف خطبہ کیا گیا تو آپ نے جواب دیا ام کلثومؓ ابھی کمسن ہے آگے چل کر لکھتے ہیں کہ امیر عمرؓ حضرت عباسؓ سے ملے اور انہیں دھمکی دی جس پر حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کے پاس گئے اور انہیں جا کر سارا ماجرا سنایا بعدہٗ حضرت علیؓ نے امر نکاح کی تفویض فرمائی۔ (فروع کافی ج ۲ صا ۱۴۱)

فوائد: (ا) امام محمد باقرؒ کی خبر کے مطابق حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے ام کلثومؓ کے متعلق خطبہ کیا۔

(ب) حضرت علی مرتضیٰؓ نے نہ ان کے ایمان پر حملہ کیا اور نہ کفر پر بلکہ اپنی صاحبزادی کا کمسن ہونا ظاہر کیا۔

(ج) واقعہ کو گھڑنے والا حقیقت پر نقاب ڈالنے کیلئے کوشش کر رہا ہے۔

(د) صاحب واقعہ نے عمر فاروقؓ کو جابر اور حضرت عباس جیسے بہادر کو مجبور محض بتلایا ہے۔

(ھ) نہ صرف عباسؓ کے ڈر جانے کی خبر دی ہے بلکہ علی مرتضیٰؓ کو بھی خوفزدہ بتلایا ہے۔

(و) یہ بھی ثابت ہوا کہ حضرت عباسؓ نے جا کر وکالت نکاح کی اجازت لی تب جا کر حضرت علیؓ راضی ہوئے۔

دلیل ۵: عن سلیمان بن خالد قال سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن امرأۃ توفی عنہا زوجہا این تعتد فی بیت زوجہا او حیث شاءت قال حل حیث شاءت ثم قال ان علیاً صلوات اللہ علیہ لما مات عمر اتی ام کلثومؓ فاخذ بیدھا فانطلق بھا الی بیتہٖ۔　　(فروع کافی ج ۲ صا ۲۱۱-۲۱۲)

(ترجمہ) سلیمان بن خالد کہتے ہیں میں نے امام محمد باقرؒ سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو کہ وہ کہاں عدت کرے امام نے فرمایا اپنے خاوند کے گھر یا جہاں چاہے اسکے بعد (بطور استدلال) آپ نے فرمایا بیشک جب عمرؓ نے وفات پائی تھی تو حضرت علیؓ ام کلثومؓ کو اپنے گھر لے آئے تھے۔

شیعی اعتراض اور اس کا جواب

بعض شیعہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بنی ہاشم تھے اور حضرت عمرؓ غیر بنی ہاشم جب

کفو موجود نہیں تو نکاح کیسا۔

جواب ۱:۔ فروع کافی ج ۲ ص ۱۴۱ کتاب النکاح میں ہے اذا جاءکم من ترضون خلقه ودینه فزوجوه الا تفعلوه تکن فتنة فی الارض وفساد کبیر۔

(ترجمہ) جب تمہارے پاس ایسا شخص آئے جس کے تم خلق اور دین کو پسند کرتے ہو تو اس سے نکاح کر ڈالو۔ اگر تم نے نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور فساد برپا ہو جائے گا۔

تا ئید ۱:۔ عن ابی عبد الله علیه السلام قال الکفو ان یکون عفیفاً۔

(ترجمہ) امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کفو سے مقصود یہی ہے کہ جس سے تعلق قائم ہو رہا ہے نیک ہو۔

جواب ۲:۔ تصریحی طور پر بھی فروع کافی ج ۲ ص ۱۴۲ کتاب النکاح سطر ۱۲ میں موجود ہے۔

تقریش یتزوجوا من بنی هاشم (ترجمہ) پس قریش بنی ہاشم سے شادی کر سکتے ہیں۔

شیعی اعتراض

بعض لوگ یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ام کلثومؓ کی عمر چھوٹی تھی اور عمر بن الخطابؓ کی عمر بڑی۔ پس غیر ممکن ہے کہ ان کا آپس میں نکاح ہو سکے۔

جواب ۱:۔ اگر حضور علیہ السلام کی عمر پچاس سال کے قریب ہو اور حضرت عائشہؓ کی عمر سات برس کی ہو اور آپس نکاح ہو سکتا ہے تو وہاں بھی ناممکن نہیں ہے۔

دلیل ۱۶:۔ اگر نبی دختر بعثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد۔ (ترجمہ) اگر حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی لڑکی عثمان غنیؓ کو دی تھی تو حضرت علیؓ نے بھی اپنی لڑکی عمرؓ کے نکاح میں دی۔

بحث متعلق غادراً آثماً خائناً

بعض لوگ غلط فہمی کی بنا پر مسلم شریف کی اس حدیث کو پیش کر کے اہل سنت پر اعتراض کرتے ہیں

جس میں حضرت عمرؓ نے ما یتمانی غادرا آثما غائنا جیسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ معترض کی بنائے اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ شیخین کو غادر اور خائن سمجھتے تھے۔

جواب ۱: پہلے اصل واقعہ کو سمجھ لیا جائے بعدہٗ جوابات کی طرف توجہ دی جائے گی۔

انکشافِ حقیقت

مسلم شریف میں ہے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دونوں آپس میں جھگڑتے ہوئے دربار عمرؓ میں پیش ہوئے حضرت عباسؓ نے فرمایا ناقض بینی وبین ھذا۔

یعنی میرے اور اس علیؓ کے درمیان فیصلہ فرمایئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کے بعد ابوبکرؓ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو تم نے اسے ایسا سمجھا حالانکہ وہ حق پر تھا اور یقیناً عامل بالکتاب والسنۃ تھا اور نیک تھا۔ پھر میں آیا تو تم نے میرے متعلق یہی خیال کیا حالانکہ میں بھی تابع للحق ہوں نیک اور راشد ہوں۔ یہ ہے اصل واقعہ جسے توڑ مروڑ کر پیش کیا جا رہا ہے۔

حقیقت میں فاروق اعظمؓ کا یہ قول حضرت عباسؓ سے حضرت علیؓ کے متعلق استعمال کئے ہوئے الفاظ کے جواب میں تھا کہ جیسے میرے متعلق تمہارا ظن ہے حالانکہ میں ایسا نہیں ہوں بلکہ حق پر عامل ہوں اسی طرح حضرت علیؓ بھی انہیں الفاظ کے مستحق نہیں ہیں۔ جو الفاظ آپ استعمال کر رہے ہیں۔

جواب ۲: معترض کا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ ان کو ایسا سمجھتے تھے غلط ہے کیونکہ حدیث شریف میں قال علی یا قلتما نہیں ہے۔ بلکہ ما یتماہ ہے۔

جواب ۳: حضرت عمرؓ سے یہ الفاظ جلالی انداز میں سرزد ہوئے ہیں۔ اور جب حضرت عمرؓ نے یہ الفاظ کہے تو بھی سن رہے تھے اور جب حضرت عمرؓ نے حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے اپنی پاکبازی کا اعلان کیا تو بھی آپ نے تردید نہیں کی۔ چونکہ آخری قول اول کے لئے ناسخ ہوتا ہے اور حضرت علیؓ کا

بالخصوص تردید نہ کرنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرات شیخین واقعی نیک اور تابع حق تھے۔ نیز ان کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ کا موجود ہونا اور فاروقی بیان کی تردید نہ کرنا شیخین کی صداقت و امانت پر اجماع صحابہؓ کے مترادف ہے۔

جواب۴ :- اہل تشیع اپنی کتابوں کے پیش نظر اس امر کے مجاز نہیں کہ وہ حضرات شیخین کو غادر اور غاصب کہیں اس لئے کہ حضرت علیؓ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے۔ (مرآۃ العقول ج۱ ص۳۸۸ مطبوعہ نجف اشرف)

اب یا نماز پڑھنے کا انکار کریں اور یا صدیق اکبرؓ کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنے سے پرہیز کریں۔

جواب۵ :- حضرت عمرؓ تو حضرت علیؓ کے نزدیک قیم بالامر کا درجہ رکھتے ہیں اور بالامر کی تشریح ملا باقر مجلسی نے مرآۃ العقول ج ص میں یوں کی ہے والقیم بالامر لابد ان یکون۔

الوامی جواب۶ :- اس روایت میں ایک راوی ہے جس کا نام محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہے اس کی روایتیں اہلسنت کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور اہل تشیع کی کتابوں میں بھی۔

چنانچہ اصول کافی ج۱ ص۱۳۰، ۳۶۹، ۴۲۷ مطبوعہ نجف اشرف میں اس کی روایتیں موجود ہیں۔

منتہی المقال ص۳۴۸ اور عین الغزال نے تحقیق اسماء الرجال میں اسے شیعہ بتایا گیا ہے۔

مجالس المومنین ص۳۰ میں ہے کہ شیعوں کے بڑے بڑے مقتدا اور پیشوا حنفیوں میں حنفی اور شافعیوں میں شافعی بن کر براہ تقیہ روایت کرتے تھے۔

اصول کافی ص۴۰۳، ۴۰۳ باب کتمان حق میں ہے کہ مذہب اہل تشیع وہ مذہب ہے جس کے ظاہر کرنے والا ہلاک ہوگا اور چھپانے والا عزت پائے گا۔ اس بنا پر یہ روایت اور اسی طرح بخاری شریف میں عفت فاطمہؓ والی روایت ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں ہے جبکہ ہر دو مقامات پر وہی زہری موجود ہے۔ نیز بخاری شریف کی احادیث کی صحت کے ہم منکر نہیں ہیں واقعہ فدک حدیث نہیں ہے بلکہ ایک اثر ہے جسے تاریخی واقعہ کی حیثیت حاصل ہے۔

بحث شک فی النبوۃ

اہل تشیع کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر نبوت میں شک کیا تھا پس ایسا شخص خلافت کی صلاحیت نہیں رکھ سکتا چہ جائیکہ اسے ادنیٰ درجے کا مسلمان تصور کیا جائے۔

الجواب:۔ اہل تشیع کا یہ اعتراض محض جھوٹ کا پلندہ ہے ہماری کسی معتبر کتاب میں فاروقِ اعظمؓ کے متعلق یہ نہیں ہے کہ آپ نے نبوت میں شک کیا ہو۔ ذیل میں اولاً ہم واقعہ کو تحقیقی طور پر اپنی کتاب سے نقل کریں گے بعدہٗ تبرائی شیعہ مشنری پر چند اعتراضات کریں گے۔

انکشافِ حقیقت

فلما انتھی سھیل بن عمرو الی رسول اللہ صلعم تکلم و اطال الکلام وتراجعا ثم جری بینھما الصلح فلما التھم الامر ولم یبق الا الکتاب وثب عمر بن الخطاب فاتی ابابکر فقال یا ابابکر الست برسول اللہ قال بلیٰ قال اولسنا بالمسلمین قال بلیٰ قال اولیسوا بالمشرکین قال بلیٰ فعلام نعطی الدنیۃ فی دیننا قال ابوبکر یاعمر الزم غرزہ فانی اشھد ان رسول اللہ قال عمر واشھد انہ رسول اللہ ثم اتی رسول اللہ فقال یارسول اللہ الست رسول اللہ قال بلیٰ قال اولسنا بالمسلمین قال بلیٰ قال اولیسوا بالمشرکین قال بلیٰ فعلام نعطی الدنیۃ فی دیننا قال انا عبداللہ ورسولہ لن اخالف امرہٗ ولن یضیعنی قال فکان عمر یقول مازلت اتصدق واصوم واصلی واعتق من الذی صنعت یومئذ مخافۃ کلامی الذی تکلمت بہ حتیٰ رجوت ان یکون خیراً۔

(بحوالہ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام ج۳ ص۳۳۱ مطبوعہ مصر)

(ترجمہ) جب سہیل حضور علیہ السلام کے پاس پہنچا تو گفتگو ذرا لمبی ہو گئی بالآخر معاملہ صلح پر

طے پایا جب معاملہ سمٹ کر تحریر تک آ پہنچا تو فاروقِ اعظمؓ متحیرانہ انداز میں اٹھے اور جا کر صدیق اکبرؓ سے سوال کیا اے ابوبکرؓ کیا حضور خدا کے پیغمبر نہیں ابوبکرؓ نے کہا واقعی ہیں تو پھر کیا ہم مسلمان نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی ہم مسلمان ہیں عمرؓ نے کہا کیا وہ مشرک نہیں صدیقؓ نے کہا واقعی مشرک ہیں فاروق اعظمؓ نے کہا تو پھر ہم اپنے دین حقہ میں ذلیل اور خسیس شرطیں کیوں مان رہے ہیں صدیقؓ نے جواب دیا میرا مذہب ہے کہ حضور علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ تو میں بھی مانتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسولؐ ہیں پھر فاروق اعظمؓ حضور رسولِ کریمؐ کے پاس گئے اور جا کر یہی چیزیں دریافت کیں آپؐ نے بھی وہی جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں (یعنی جو کچھ ادھر سے حکم ہوتا ہے میں وہی کرتا ہوں) مجھے یقین ہے کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا اس گفتگو پر میں مدت العمر صدقات و خیرات کرتا رہا نفل روزے اور نفلی نمازیں پڑھتا رہا اور حتیٰ کہ غلام آزاد کرتا رہا اس ڈر کے مارے کہ شاید مجھ سے گفتگو میں کوئی غلطی نہ ہو گئی ہو۔

ناظرین:۔ روایت آپ کے سامنے ہے نہ اس میں شک کا لفظ ہے اور نہ شک فی النبوۃ خدا جانے دشمن کیا سے کیا کر دیتے نہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور نہ عار کا لحاظ کرتے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ جب صلح نامہ لکھا جاتا ہے حضور علیہ السلام اس صلح نامہ کے لئے جب گواہ چنتے ہیں تو فاروقِ اعظمؓ کا اسمِ گرامی بھی لیتے ہیں۔ سو اگر عمر بن الخطابؓ کو نبوت پر شک ہوتا تو صلح نامے پر گواہ کیوں بنائے جاتے۔ ملاحظہ ہو (السیرۃ النبویۃ لابنِ ہشام ج ۲ صفحہ ۳۲۳ سطر ۱۱)

تبرائی مشن پر چند اعتراضات

(۱) کیا اہلسنت کی کسی معتبر کتاب میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروقِ اعظمؓ پر اس تخیل کے اظہار پر اعتراض کیا ہو، اگر ہے تو ثبوت ورنہ اعتراض نہ رہا۔

(۲) قرآن مجید میں وارد ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دربارِ خداوندی میں عرض کی کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ کہ آپ مردوں کو کیسے زندہ کریں گے پروردگار عالم

نے فرمایا کیا ایمان نہیں لائے عرض کی ہاں ایمان تو ہے لیکن دریافت محض اس لئے تاکہ دل مطمئن ہو جائے۔

پس اگر شیعی نقطہ نگاہ کے پیش نظر فاروق اعظمؓ مجرم ہیں تو خدا جانے دار الافتاء رفض سے ابراہیم علیہ السلام پر کیا فتویٰ صادر ہوتا ہے۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام کے سامنے اس قسم کے خیالات کا ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ اظہار کیا کیا وہ بھی زیر عتاب ٹھہریں گے۔

(۴) تفسیر صافی ص۲۴۲ سطر ۱۱ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت فاروق اعظمؓ کو دربار خداوندی سے بدیں الفاظ طلب کیا تھا اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب کہ اے اللہ اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعے سے ہدایت دے فرمائیے اگر فاروق اعظمؓ متشکک فی النبوۃ تھے تو سرور کائناتؐ کی دعا کا نتیجہ کیسا نکلا۔

(۵) نہج البلاغہ ص۲۵ سطر ۱۰ میں حضرت علی مرتضیٰؓ نے فاروق اعظمؓ کے متعلق رِدْءً لِلنَّاسِ وَ مَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ فرمایا ہے جس کا معنی ہے مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور جائے رجوع فرمائیے نبوت میں شک کرنے والا ہو اسے مسلمانوں کا ملجا و ماوی کہنا جائز ہے۔ اگر جائز ہے تو کیوں ورنہ اعتراض نہ رہا۔

(۶) خلفاء ثلاثہ کے متعلق جس میں فاروق اعظمؓ بھی بالخصوص شامل ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے اصول کا لفظ اطلاق کیا ہے قَدْ مَضَتْ اُصُوْلٌ نَحْنُ فُرُوْعُهَا کہ اصول بنیادیں گزر چکی ہیں ہم ان کی فروع ہیں۔ پس معاذ اللہ اگر فاروق اعظمؓ اور ان کی جماعت کو دین میں شک کرنے والا بنایا جائے تو فروع کے متعلق فرمائیے آپ کا کیا خیال ہے۔

(۷) کیا فاروق اعظمؓ کے متعلق حضرت علیؓ کو بھی اس قسم کا شک تھا یا نہ اگر نہیں تھا تو اعتراض نہ رہا۔

(۸) اور اگر تھا تو ہماری کتابوں میں سے ان کا تصریحی بیان ثابت کیا جائے۔

(۹) کیا نبوت میں شک کرنے والے سے اس کی مقبوضہ مائی شہر بانو کو اپنے بیٹے سیدنا حسینؓ کیلئے لینا جائز تھا کیا یہ غیرت کے خلاف نہیں۔

(۱۰) کیا پھر اسے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دینا بھی جائز ہو گیا۔ حوالہ جات کے لئے بحث سابق

کا مطالعہ کیا جائے۔

(۱) احتجاج طبرسی ص۲۵ میں ہے اِنَّ السَّکِیْنَۃَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ کہ بیشک اللہ کی سکینت فاروق اعظمؓ کی زبان پر بولتی ہے۔ فرمایئے آپ کے نزدیک یہ عبارت ہے یا نہ اگر ہے تو اعتراض ختم۔ کیونکہ اگر سکینت ہے تو شک نہ رہا اور اگر شک ہے تو سکینت نہ رہی اور اگر ثابت نہیں تو احتجاج طبرسی کی عبارت کا جواب درکار ہے۔

بحث متعلق اقرار نفاق

شیعہ کہتے ہیں کہ میزان الاعتدال میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے حذیفہ کو مخاطب ہو کر فرمایا یا حذیفۃ باللہ انا من المنافقین۔ اے حذیفہ بیشک میں منافقین سے ہوں۔

جواب ۱: میزان الاعتدال میں اس حدیث کو موضوع اور ضعیف قرار دیا گیا ہے فعلی ھذا سوال ہی مسترد ہے۔

جواب ۲: جو منافق ہیں وہ اقرار نفاق نہیں کرتے اور جو ظاہر کر دیتے ہیں وہ منافق نہیں رہتے۔

جواب ۳: بالفرض اگر مان لیا جائے تو بھی نفاق دو قسم کا ہے ایک نفاق حقیقی اور دوسرا نفاق مجازی۔ نفاق حقیقی تو قطعاً محال ہے اس لئے کہ فاروق اعظمؓ بس یار ثانی (مہاجرین) کے فرد ہیں ان کے تحقیق ایمان پر متعدد آیتیں قرآن مجید میں وارد ہیں جن کا مقابلہ موضوع حدیث نہیں کر سکتی۔ مزید تحقیق کے لئے اہلسنت پاکٹ بک حصہ اول بحث ایمان صحابہ کرام کا مطالعہ کیا جائے۔ ہاں البتہ نفاق مجازی جیسے ریا ہے تو اس سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ہم کسی کو معصوم نہیں سمجھتے اور فاروق اعظمؓ تو ماشاء اللہ ہر قسم کے نفاق سے پاک ہیں۔

جواب ۴: بطور مسلمات شیعہ کبھی کبھی کسر نفسی کے طور پر بھی حقیقت کے خلاف بات ظاہر کر

وہی جاتی ہے۔ جیسا کہ علی مرتضیٰؓ نے فرمایا تھا جبکہ آپ سے درخواست کی گئی تھی کہ آپ عثمانؓ کے قتل کے بعد ہمیں بیعت کرلیں آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) اَنَا لَکُمْ وَزِیْرًا خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنِّیْ اَمِیْرًا (نہج البلاغہ ج ۲ صفحہ) میں تمہارا وزیر ہوں یہ تمہارے لئے اچھا ہے کہ میں تمہارا امیر ہوں۔ فرمایئے کیا حضرت علیؓ نے یہ کلام حقیقت کی بنا پر فرمائی تھی کیا آپ کی وزارت شیعوں کے نزدیک منصوص تھی اگر آپ امیر ہی کر خدا کی طرف سے آئے تھے اور حضور رسول اکرمؐ نے انہیں منتخب فرمایا تھا تو وجہ بتائی جائے کہ کیوں آپ نے فیصلہ خداوندی اور نص رسول کریمؐ کے خلاف ایک بات بلا تحقیق کہہ دی۔

(۲) دعونی والتمسوا غیری (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۲) مجھے چھوڑ دو کسی اور کو تلاش کرو۔ اہل تشیع کے نزدیک کیا حضرت علیؓ کی یہ کلام حق و صداقت پر مبنی ہے کیا حضرت علیؓ کی حقیقتاً یہ خواہش تھی کہ خلیفہ کسی اور کو بنادیا جائے اگر ایسا تھا تو پھر خلافت کا جھگڑا ہی سرے سے فضول ہے اور پھر یہ بھی بتانا ہوگا کہ ان حقیقت افروز کلمات کے بعد آپ کو کس نے مجبور کیا تھا کہ حضرت عثمانؓ کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہو گئے۔

(۳) ان ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم (نہج البلاغہ ج ۱ ص ۱۸۲) اگر مجھے تم نے چھوڑ دیا تو پس میں تم جیسا ہو جاؤں گا اور جسے تم خلیفہ بنا دو گے میں تم سے زیادہ فرمانبردار ہو جاؤں گا۔ فرمایئے کیا یہ ٹھیک ہے اگر علی مرتضیٰؓ کے علاوہ کوئی خلیفہ بنا جائے تو آپ تابعداری کی ضروری ہے۔ اگر ضروری ہے تو منصوص امامت کدھر گئی اور امامت منصوصہ اصولی عقائد سے ہے تو پھر اس بیان کا کیا مطلب۔ بہر حال جو جواب ان بیانات کا ہوگا وہی جواب حضرت عمرؓ کی طرف سے ہوگا۔

بحث احتراق بیت سیدہ خاتونؓ و اسقاط الحمل

یہ اعتراض ہی سرے سے فضول ہے کہ حضرت عمرؓ نے سیدہ خاتونؓ کا گھر جلایا۔

اہلسنت کی کسی صحیح کتاب میں یہ روایت مستند طور پر موجود نہیں ہے اس بنا پر ہمیں جواب دینے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ چند ضعیف تاریخی کتابوں اور یہود و ہنود کی تصنیفات سے عبارتیں نقل کر کے ہمارے سر تھوپنا قطعاً ناانصافی ہے۔

اہلِ تشیع کے لئے لمحہ فکریہ

(۱) حضرت عمرؓ کی عزت و عظمت ہمارے نزدیک مسلّم ہے اور یہ روایت ہمارے نزدیک ناقابل قبول ہے۔
(۲) آپ کے ثابت کرنے سے خدانخواستہ جتنی توہین اس سے سیدہؓ اور حضرت علیؓ کی ثابت ہوتی ہے تو یقیناً جانبین کے لئے دل آزاری کا باعث ہے۔
(۳) کیا محمد مصطفےٰ علیہ السلام کی ساری تعلیم کا یہی نتیجہ نکلا کہ آپ کے جانے کے بعد دنیا نے آپ کے گھر کو جلا دیا۔ العیاذ باللہ۔
(۴) کیا سیدہ فاطمہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر حضرت عمرؓ سے ہمکلام ہونے لگی تھیں۔
(۵) کیا حضرت علیؓ نے سیدہؓ کو اکیلا باہر بھیج دیا تھا۔
(۶) جب حضرت عمرؓ یہ سب کچھ دیکھتے رہے تو کیا ان کو اس کا کچھ بھی احساس نہ ہوا۔
(۷) کیا حضرت علیؓ معاذ اللہ اتنے ڈرپوک تھے کہ اپنی عزت کو بھی عمرؓ کے پنجے سے نہ بچا سکے۔

میرے شیعہ دوستو! اگرچہ عمر فاروقؓ کی عزت کرنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے لیکن عترت رسولؐ کی عزت کرنا تو تمہارا ہمارا مشترک معاملہ ہے۔ خدانخواستہ ایسا مسئلہ جانبین سے ظاہر ہونے پائے جس سے صحابہ کرامؓ کے عزت رسولؐ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں اسلئے بہتر یہی ہے کہ ایسے توہمات کو زبان کے سامنے لایا ہی نہ جائے جن کی سند بھی بوقتِ ضرورت صحیح پیش نہ کی جا سکے۔

بحث لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ

حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایک غلط کار کو زنا کے جرم میں سنگسار کرنے کا حکم دیا حضرت علیؓ نے فرمایا وضع حمل کے بعد سنگسار کیا جائے حضرت عمرؓ نے فرمایا لولا علیؓ اگر علیؓ نہ ہوتے لہلک عمر البتہ عمرؓ

ہلاک ہو جاتا۔ شیعہ کہتے ہیں بھلا جو ان مسائل سے لاعلم ہو وہ خلافت کا مستحق کیسے بن سکتا ہے۔

جواب:۔ واقعہ آپ کے سامنے ہے حضرت علیؓ کو کسی صورت سے اس عورت کے حاملہ ہونے کا علم تھا اور حضرت عمرؓ اس سے بے خبر تھے ہم حضرت عمرؓ کو عالم الغیب تھوڑا مانتے ہیں کہ ان پر اعتراض کیا جا سکے ایسے معاملات کو نہ جان سکنا لاعلمی اور نااہلیت کی دلیل قطعاً نہیں بن سکتی۔ بلکہ یہ واقعہ وحدت اتفاق و اتحاد اور خلوص و یکجہتی کی دلیل ہے۔

فضائل سیدنا عثمانؓ از کتب اہل تشیع

حضرت عثمانؓ کا علم و معرفت

(۱) نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۸۴ مطبوعہ استقامہ میں ہے حضرت علیؓ عثمانؓ سے فرماتے ہیں وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ مَا اَقُوْلُ لَکَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْهَلُهٗ وَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی شَیْءٍ لَا تَعْرِفُهٗ۔

(ترجمہ) خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ کو کیا کہوں کیونکہ مجھے جن چیزوں کا علم ہے آپ بھی انہیں جانتے ہیں اور جن چیزوں پر میں آپ کو دلالت کرتا ہوں آپ بھی اسے پہچانتے ہیں۔

(۲) حضرت عثمانؓ کا علم حضرت علیؓ کے نزدیک مسلم ہے۔

اِنَّکَ لَا تَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ مَا سَبَقْنَاکَ اِلٰی شَیْءٍ فَنُخْبِرَکَ عَنْهُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَیْءٍ فَنُبَلِّغَکَهٗ وَقَدْ رَاَیْتَ کَمَا رَاَیْنَا وَسَمِعْتَ کَمَا سَمِعْنَا (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۸۵) (ترجمہ) بیشک آپ وہی جانتے ہیں جو ہم جانتے ہیں ہم نے آپ سے پہلے کسی چیز کی طرف سبقت نہیں کی کہ ہم آپ کو خبر دیں اور نہ حضور علیہ السلام سے اکیلے وقت کوئی معلومات حاصل کئے ہیں جو آپ تک پہنچائیں بیشک آپ نے وہی دیکھا ہے جو ہم نے دیکھا ہے اور آپ نے وہی سنا ہے جو ہم نے سنا۔

(۳) حضرت عثمانؓ کا صحابی ہونا مسلم ہے۔

وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ کَمَا صَحِبْنَا (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۸۴) (ترجمہ) اے عثمانؓ آپ بھی اسی طرح رسول اللہ صلعم کے صحابی ہیں جس طرح ہم صحابی ہیں۔

(۴) حضرت عثمانؓ تمام صحابہؓ سے اقرب الی الرسولؐ ہیں۔

اَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَشِیْجَۃَ رَحِمٍ مِنْھُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ مَا لَمْ یَنَالَا۔

(نہج البلاغہ ج ۱ ص ۳۰۰) (ترجمہ) رحمی حیثیت سے (اے عثمانؓ) آپ شیخین سے حضورؐ کے نزدیک اقرب ہیں کیونکہ آپ کو حضورؐ کے داماد ہونے کا وہ شرف حاصل ہوا ہے جو ان دونوں میں سے کسی کو نہیں ہوا۔

سیدنا حضرت عثمان اور ان کی جماعت کامیاب

(۵) یُنَادِیْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ اَوَّلَ النَّھَارِ اَلَا اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ وَشِیْعَتَہٗ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ قَالَ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ اٰخِرَ النَّھَارِ اَلَا اِنَّ عُثْمَانَ وَشِیْعَتَہٗ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ (فروع کافی ج ۳ ص ۱۳۲ کتاب الروضہ)

(ترجمہ) امام محمد باقرؒ سے روایت ہے کہ آسمان سے دن کے پہلے پہر ایک فرشتہ پکارنے والا ندا دیتا ہے کہ حضرت علی مرتضٰیؓ اور اس کی پارٹی والے کامیاب ہیں اور پچھلے پہر ندا دیتا ہے خبردار تحقیق حضرت عثمانؓ اور اس کی جماعت والے کامیاب ہیں۔

رسول اکرمؐ کا ہاتھ عثمان غنیؓ کا ہاتھ!

(۶) وبایع رسول اللّٰہ المسلمین وضرب باحدی یدیہ علی الاخری لعثمان (کتاب فروع کافی ج ۳ ص ۳۰)

(ترجمہ) اور بیعت کیا حضور اکرمؐ نے مسلمانوں کو اور اپنے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کے عوض بیعت کے لئے دوسرے ہاتھ پر مارا۔

طرزِ استدلال: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں قتلِ عثمانؓ کا پتہ چلتا ہے۔ حضور علیہ السلام قصاص عثمانؓ کے لئے کئی ہزار صحابہ کرام سے بیعت لیتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ خبر غلط تھی اور عثمانؓ کی طرف اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ تصور کرکے ان کی طرف سے بیعت کرتے ہیں۔ دیکھئے اگر حضرت علی مرتضٰیؓ کے متعلق یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ دمک دمی جسمک جسمی یعنی علیؓ کا خون نبی کریمؐ کا خون ہے۔ تو یہاں حضرت عثمانؓ کے متعلق بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ

یدلک یدی یعنی حضرت عثمانؓ کا ہاتھ محمد مصطفےٰ نے اپنا ہاتھ تصور فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی وفاداری پر نبوی شہادت

(۷) آنحضرتؐ نے جب مکہ معظمہ میں حضرت عثمانؓ کو بھیجا تو قوم قریش نے جواب دیا اے عثمانؓ اگر تو طواف کرنا چاہے تو ہماری طرف سے اجازت ہے لیکن ہماری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ رسول کریمؐ مع جماعت یہاں آکر طواف کریں حضرت عثمانؓ نے جواب دیا اگر میں ایسا کر لوں تو میرا ایمان ضرور جائے گا چنانچہ صحابہ کرامؓ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ عثمانؓ کے نصیب بڑے اچھے ہیں کہ اس نے بیت اللہ کا طواف بھی کر لیا اور صفا مروہ کی سعی بھی کر لی حضور اکرمؐ نے فرمایا مَا كَانَ لِيَفْعَلَ فَلَمَّا جَاءَ عُثْمَانُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلْعَم اَطُفْتَ بِالْبَيْتِ فَقَالَ مَا كُنْتُ لِاَطُوفَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَطُفْ بِهِ (فروع کافی کتاب الروضہ ج ۳ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) عثمانؓ سے ہمیں توقع نہیں ہے کہ وہ ہمارے بغیر کعبے کا طواف کرے چنانچہ جب حضرت عثمانؓ واپس آئے تو آپ نے پوچھا اے عثمانؓ کیا تو نے طواف کیا تھا تو جواب دیا حضورؐ آپ کے بغیر عثمانؓ کیسے طواف کر سکتا تھا۔

(۸) غزوات حیدری شرح حملہ حیدری ص ۲۳۰ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں ہے (مشرک عثمانؓ سے کہنے لگا کہ اگر تجھ کو میل طوف حرم کا مضمر ہے تو جائے خطر نہیں اور کچھ تجھے نہیں گذر نہیں بے تامل طواف کعبہ بجا لا لیکن یہ محال ہے کہ نبی تیرے آویں اور حسب دین اپنے کے مع جماعت مسلمین رسم حج کو برپا کریں حضرت عثمانؓ نے کہا کہ بھلا بغیر رسولِ خدا کے اگر میں طواف کروں گا تو عقیدہ میرا کس طرح قائم رہے گا ــــــــ طرز استدلال ہے۔ بات واضح ہے عیاں راچہ بیان۔

حضرت عثمانؓ پر حسنینؓ مکرمین کی پہرہ داری

(۹) وَهُوَ الَّذِي أَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اَنْ يَذُبَّا النَّاسَ عَنْهُ۔

(نہج البلاغۃ حاشیہ ج ۱ ص ۴۲ مطبوعہ الاستقامہ مصر)

(ترجمہ) حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کو حکم فرمایا کہ حضرت عثمانؓ سے دشمنوں کے حملوں کو روکیں۔

حضرت عثمانؓ کے نکاح میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو صاحبزادیاں دیں

(۱۰) وقد قلت من صهره مالم ينالا ۔ نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۸۴ کے حاشیہ پر شیعی نہج البلاغہ لکھتے ہیں
فَلِأَنَّهُ تَزَوَّجَ بِبِنْتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ رُقَيَّةَ وَاُمِّ كُلْثُوْمٍ تُوُفِّيَتِ الْاُوْلٰى تَزَوَّجَ الثَّانِيَةَ
(ترجمہ) ذی النورین حضرت عثمانؓ کا لقب اس لئے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے سرور کائنات ؐ کی دو صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ سے نکاح کیا ہے۔

مسئلہ بنات رسول کریم ؐ پر دلائل

چونکہ فضائل سیدنا عثمانؓ کا ذکر ہو رہا ہے مناسب ہے کہ مسئلہ بنات کو بھی واضح کر دیا جائے۔
دلیل ۱:۔ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ احزاب پارہ ۲۲)
(ترجمہ) اے نبی آپ اپنی ازواج سے اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو۔

طرز استدلال:۔ دیکھئے بنت کا لفظ ایک بیٹی پر اطلاق کیا جاتا ہے اور بنات بہت سی بیٹیوں پر اس بنا پر ہمارا مسلک ماشاء اللہ پختہ ہے جبکہ ہم چار بیٹیوں کے قائل ہیں اور اہل تشیع ایک کے اور قرآن بھی ہماری تائید میں موجود ہے۔

ایک شبہ کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جمع تعظیمی ہے چونکہ سیدہؓ کا مرتبہ مسلم بین الفریقین ہے اسلئے توقیر و تکریم کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔ سو جواباً عرض ہے کہ کائنات کے اندر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

جیسی برگزیدہ ہستی آج تک نہ پیدا ہوئی اور نہ قیامت تک پیدا ہوگی مگر قرآن مجید میں جہاں بھی حضور علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے بصیغہ مفرد اور بضمیر مفرد کیا گیا ہے۔ دیکھئے انا ارسلنٰک۔ وما ارسلنٰک۔ یا ایھا النبی۔ یا ایھا الرسول۔ یا ایھا المزمل۔ یا ایھا المدثر۔ قم۔ فانذر۔ وربک۔ فکبر۔ وثیابک۔ فطھر۔ مفرد کے صیغوں اور ضمائر سے مخاطب و مذاکرہ کیا گیا ہے اگر تعظیم کے طور پر خدا تعالےٰ کے بغیر علی سبیل التخاطب اعزاز و اکرام کے پیش نظر جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا جاتا۔

دلیل ۲:۔ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۱۸، ۷۱۹ میں مع بسند معتبر از حضرت صادقؒ روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم فاطمہؓ و ام کلثومؓ و رقیہؓ و زینبؓ۔

طرز استدلال:۔ اس حدیث کی روایت میں بسند معتبر کا لفظ موجود ہے پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ تزویج بنات رسول کے سلسلے میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں قطعاً غلط ہے۔ نیز یہ بھی واضح ہو گیا کہ یہ ساری لڑکیاں حضورؐ کو خدا تعالےٰ نے حضرت خدیجہؓ سے عنایت فرمائیں پس اہل تشیع کا یہ کہنا کہ خدیجۃ الکبریٰؓ پہلے خاوند سے لے کر آئی تھی غلط ٹھہرا۔

اہل تشیع کے اعتراض کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے پھر رہے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی یہ لڑکیاں حقیقی نہ تھیں بلکہ ہالہ کی لڑکیاں تھیں۔

جواب ا:۔ حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۹ سطر ۱۸ میں ہے جمع از علماء خاصہ و عامہ اعتقاد آنست کہ رقیہؓ و ام کلثومؓ دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر و دختر حقیقی آنجناب نبودند و بعضے گفتہ اند کہ دختران ہالہ خواہر خدیجہؓ بودہ اند و رفع این دو قول روایات معتبرہ دلالت میکند۔

(ترجمہ) علمائے خاصہ و عامہ کی ایک جماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ رقیہؓ اور ام کلثومؓ حضورؐ کی حقیقی لڑکیاں نہ تھیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہالہ کی تھیں ان دو قولوں کی معتبر روایتیں تردید کرتی ہیں۔

ملا باقر کا سفید جھوٹ

شیعی مصنفین کی اصطلاح میں علماء خاصہ شیعی علماء کو کہتے ہیں اور علماء عامہ علمائے اہلسنت کو۔ پس ملا باقر مجلسی کا حیات القلوب میں علماء اہلسنت کی طرف اس قول کو منسوب کرنا خیانت اور افترا پردازی ہے۔

مسئلہ بالا پر حوالہ جات

بخوف طوالت حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے بوقتِ ضرورت ملاحظہ فرمالیا کریں۔ تحفۃ العوام باب دوم ص ۱۱۲، حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۸ سطر ۲۲، اصول کافی ص ۲۷۸، حصال کتاب الجنۃ ج ۲ حصہ ۲ ص ۱۴۷، مرۃ العقول شرح الفروع والاصول ج ۱ ص ۳۵۲، قول ابن عباس مرۃ العقول بحوالہ مذکورہ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۴ سطر ۵، استبصار ج ۱ ص ۲۴۵ سطر ۱۵، تاریخ الائمہ ص ۶۔

اہل تشیع کا آخری اعتراض اور اس کا بہترین جواب

بعض شیعی ذاکر یہ کہتے ہیں کہ اگر حضورؐ کی چار صاحبزادیاں ہوتیں تو مباہلے کے دن ضرور لاتے۔

جواب:۔ مباہلہ سنہ ۹ھ میں ہوا ہے اور حضورؐ کی صاحبزادیاں بغیر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے سب کی سب پہلے وفات پا چکی تھیں لہٰذا اعتراض ہی سرے سے غلط ہے۔ لیجئے حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ ص ۷۱۹ میں ہے۔

(۱) زینب در مدینہ در سال ہفتم ہجرت و بروایتے در سال ہشتم برحمت ایزدی واصل شد۔

(۲) رقیہ در مدینہ برحمت ایزدی واصل شد در ہنگامے کہ جنگ بدر روداد۔

(ترجمہ) حضرت رقیہؓ جنگ بدر کے سال وفات پاگئیں۔

(۳) سوم ام کلثوم گویند کہ در سال ہفتم ہجرت برحمت ایزدی واصل شد۔

(ترجمہ) حضرت سیدہ ام کلثومؓ ۷ھ میں وفات پا گئیں۔

مزید تفصیل کے لئے میرے رسالہ رفع الشبہات عن مسئلۃ البنات میں دیکھ لی جائے۔

بحث متعلق احراق قرآن

اہل تشیع کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید جلوا دیئے تھے لہذا مستحق خلافت نہ رہے۔

جواب ۱: بخاری شریف میں ہے فأمر ان یحرق بما سواہ من القرآن جس کا معنی یہ ہے امیر عثمانؓ نے قرآن مجید کے سوا کے جلانے کا حکم دے دیا پس اعتراض ہی نہ رہا۔ اعتراض تو تب وارد ہوتا جب بخاری شریف میں امر ان یحرق القرآن یا احرق القرآن ہوتا مگر حدیث گواہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔

جواب ۲: ہم حنفی المسلک ہونے کی حیثیت سے تو اس الزام سے قطعاً بری ہیں اس لئے کہ قرآن مجید کا جلانا ہمارے نزدیک منع ہے چنانچہ تفسیر القرآن مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۲ میں ہے وفی بعض کتب الحنفیہ۔ ان المصحف اذا بلی لا یحرق بل یحفر لہ فی الارض و یدفن۔

(ترجمہ) احناف کی بعض کتابوں میں ہے کہ قرآن مجید جب پرانا ہو جائے اسے جلایا نہ جائے بلکہ زمین کھود کر اس میں دفن کر دیا جائے۔

اہل تشیع پر چند اعتراضات

(۱) اگر سیدنا عثمانؓ بقول تشیع واقعی مجرم تھے تو کیا ایسے مجرم کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے جائز ہیں۔

(۲) اگر ہیں تو ثبوت چاہیئے۔

(۳) اور اگر نہیں تو محصوری کے ایام میں حضرت علیؓ نے حسنینؓ کریمین کو ان کی حفاظت پر کیوں

مامور کیا تھا۔

(۴) اگر تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید جلوا دیئے تو فرمایئے اہلسنت کی کتابوں میں حضور علیہ السلام سے اس کی نہی موجود ہے اگر ہے تو ثابت کیا جائے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۵) حاصل اعتراض یہ تھا کہ احراق میں توہین قرآن ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ صرف قرآن مجید کے جلانے میں توہین ہے یا کہ قرآن کے دیدہ دانستہ نیچے گرا دینے میں بھی توہین ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہے تو اصول کافی ص۱۸ میں ہے فاذولی بیدہ خط جعفر امام جعفر صادقؓ نے قرآن مجید کو نیچے گرا دیا۔ فرمایئے امام جعفر صادق پر کیا فتوےٰ ہے۔

ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

(۶) ماسوائے قرآن کو جلانے میں اگر عثمانؓ حق بجانب نہیں تھے تو اس وقت کے اہل حق نے ان کو منع کیوں نہ کیا اور اگر منع کیا ہے تو ثبوت چاہیئے ورنہ اعتراض ہی نہ رہا۔

(۷) جس قرآن کو سیدنا عثمانؓ نے جلوا دیا تھا فرمایئے وہ موجودہ قرآن کا عین تھا یا غیر اگر عین تھا تو یہ کہاں سے آگیا۔ جبکہ اصلی قرآن حضرت علیؓ نے ظاہر نہ ہونے دیا اور امام مہدی چھپا کر غار میں جا بیٹھا۔

(۸) اور اگر غیر تھا تو فرمایئے آپ اسے بھی قرآن تسلیم کرتے ہیں یا نہ اگر تسلیم نہیں کرتے تو اعتراض رہا اور اگر آپ کے نزدیک وہ بھی قرآن تھا تو موجودہ قرآن آپ کے مذہب میں ناقص ٹھہرا فرمایئے کیا جواب ہے۔

(۹) جس وقت حضرت عثمانؓ نے قرآن کو جلا دینے کا حکم کیا اور اس حکم کی تعمیل بھی کی گئی فرمایئے اس وقت حضرت علیؓ اس سے باخبر تھے یا نہ اگر باخبر تھے تو السکوت فی معرض البیان بیانٌ (بیان کے وقت چپ کر جانا بھی بیان ہوتا ہے) کے پیش نظر شریک کار سمجھے گئے ورنہ چپ سادھ رہنے کا کیا معنیٰ اور اگر باخبر نہیں تھے تو اہل تشیع کے ذاکرین اس جملے کا کیا جواب دیں گے ان الائمۃ یعلمون ما کان وما یکون (اصول کافی) یعنی امام ماکان وما یکون کو جانتے ہیں۔

بحث متعلق اخراج مروان بن الحکم

اعتراض از اہل التشیع:۔ مروان کو حضور علیہ السلام نے مدینہ مقدسہ سے باہر نکال دیا تھا لیکن عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں واپس بلا لیا تھا۔

جواب ۱:۔ اہل التشیع کے ذاکرین قیامت تک یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ حضور علیہ السلام نے مروان کو شہر بدر کیا ہو حقیقت میں آپ کی ناراضگی حکم پر تھی جو کہ مروان کا باپ تھا پس صغرسنی کے باعث حکم کے ساتھ مروان بھی چلا گیا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ۔ لہٰذا مروان کو حضرت عثمانؓ کا بلانا خلاف حکم رسولؐ نہ رہا۔

جواب ۲:۔ جب سیدنا حضرت عثمانؓ نے بلایا تو سیدنا حضرت علیؓ نے اسے اپنی بیعت میں لے لیا پس اگر ان کا بلانا گناہ تھا تو آپ نے اس کو بیعت کیوں کیا۔ اولم یبایعنی قبل قتل عثمانؓ۔ (نہج البلاغۃ ج۱ ص۱۲۰)

جواب ۳:۔ جب مروان ابن الحکم جنگ جمل میں قید ہو کر حضرت علیؓ کے پاس آیا تو حضرات حسنینؓ نے اپنی سفارش سے اسے چھڑا لیا۔ دیکھئے اگر مروان بن الحکم بحکم رسولؐ مدینہ سے شہر بدر کیا گیا ہوتا تو حسنینؓ اس کی سفارش نہ کرتے۔ فاستشفع الحسن والحسین الی امیر المؤمنین فکلماہ فیہ فخلی سبیلہ۔ (نہج البلاغۃ ج۱ ص۱۲۰)

مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو میری کتاب رد المطاعن جلد اوّل پس سوال یہ ہے کہ اگر مروان ایسا گنہگار تھا تو حضرت علیؓ نے بیعت میں لیا کیوں اور حسنین نے سفارش کیوں کی۔

مروان کا میر منشی بننا

اہل التشیع کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ نے حیدر کرارؓ کے مشورے سے محمد بن ابی بکر کو مصر

کو حاکم بنا کر بھیجا تھا تو اسی مروان نے ایک ناقہ سوار کے ہاتھ خط لکھ کر بھیجا کہ جب محمد بن ابی بکر تمہارے پاس آئے تو اسے قتل کر دینا اور سیدنا عثمانؓ کے میر منشی ہونے کی وجہ سے خط پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگا دی۔

پس عثمانؓ کا ایسے شخص کو اپنا میر منشی مقرر کرنا یقیناً دیانت کے خلاف ہے اور جب پبلک نے مروان کا مطالبہ کیا تو عثمانؓ نے نہ دیا۔

جواب ۱۔ ذاتی طور پر مروان بن حکم نہ زمانۂ نبوی میں مطعون رہا اور نہ عہدِ شیخین میں خط کے متعلق بیشک لوگوں نے مروان پر شبہ کیا تھا مگر ان کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ مروان سے جب دریافت کیا گیا تو اس نے بھی انکار کر دیا خلیفۂ وقت کی بھی تحقیق اس کے خلاف تھی پس اس صورت میں جبکہ مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں ملزم منکر ہو اور قاضی کو حقیقتِ واقعہ پر اطلاع نہ ہو مروان کو ملزم گرداننا یقیناً خلاف اصول ہے۔

جواب ۱۔ حقیقت میں یہ سبائی پارٹی کی اندرونی سازش تھی جس کے نتیجہ میں یہ فتنہ و فساد رونما ہوا ورنہ کوئی ایسا واقعہ نہ تھا جس کا علم نہ ہو سکے۔

جواب ۲۔ مروان کو میر منشی بنانے کا طعن اہل تشیع کی طرف سے یقیناً غلط ہے اس لئے کہ ابن زیاد کی طرف سے عترتِ رسولؐ پر کئے گئے مظالم تمام دنیا کے سامنے ہیں لیکن ملک فارس میں حضرت علیؓ نے اسے منصب امارت پر تعینات کیا ہوا تھا۔

جواب ۳۔ نیز عبدالرحمٰن بن ملجم جیسے شقی ازلی کو حضرت علیؓ نے اپنی بیعت سے سرفراز فرمایا حالانکہ عبدالرحمٰن بن ملجم ہی سیدنا علیؓ کا قاتل ہے۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا

جواب ۴۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے واپس کیوں نہ کیا سوال کی خدمت میں اتنا عرض کر دیا جائے کہ عائشہ صدیقہؓ کے مطالبہ پر حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو واپس کیوں نہ کیا۔

جواب ۵۔ نیز واپس کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ مجرم کو سزا دینا پبلک کا کام نہیں بلکہ خلیفۂ وقت کا کام ہے۔

کیا سیدنا عثمانؓ نے صحابہ کرامؓ کو معزول کیا

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے اپنے دورِ خلافت میں کبار صحابہ کرامؓ کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خاندان کے چند ناتجربہ کار نوجوانوں کو مقرر کیا مثلاً مغیرہ بن شعبہ، ابو موسیٰ اشعری، عبداللہ بن مسعود عبداللہ بن ارقم، عمرو بن العاص۔

جواب ۱:۔ اصولی حیثیت سے اہل تشیع اعتراض کرنے کے مجاز ہی نہیں جبکہ وہ سیدنا عثمانؓ کی خلافت کے قائل ہیں اور نہ ان کے معزول شدہ عمال کے جب ان کی خلافت ہی سرے سے ان کے نزدیک ناقابلِ تسلیم ہے، تو باقی امور کی رعایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۲:۔ معترض کو چاہیئے کہ سب سے پہلے ہماری کتب سے عہدۂ امارت کے لئے صحابیت کا ضروری ہونا ثابت کرے پس جب عہدۂ امارت قابلیت پر ہے اور طبائع کے اختلاف سے قابلیت کی کمی و بیشی مسلّم ہے تو معزول کرنے کا اعتراض ہی نہ رہا۔

جواب ۳:۔ یہ کون سی انوکھی بات ہے آپ سے پہلے خلفاء نے بھی امور خلافت میں ایسی اہم تبدیلیاں فرمائیں اور آپ کے بعد بھی، دیکھئے فاروق اعظمؓ نے اپنے دورِ خلافت میں سعد بن ولید کو معزول کیا اور سیدنا علی المرتضیٰؓ نے تاجِ خلافت سر پر رکھتے ہی تمام بنی امیہ کے امراء کو بیک قلم معزول کر دیا۔ ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

جواب ۴:۔ ابو موسیٰ اشعری کی معزولی باعث الزام نہیں ہے کیونکہ بصرہ کے علاقہ کی اکثر رعایا آپ کے خلاف ہو چکی تھی پس سیدنا عثمانؓ اگر ان کو معزول نہ کرتے تو بغاوت کا اندیشہ تھا۔

جواب ۵:۔ افسوس تو یہ ہے کہ السائل کالاعلیٰ کے پیشِ نظر معترض لوگ یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری کو معزول کر دیا لیکن یہ تو نہ سوچا کہ پھر کہیں ان کو تعینات بھی کیا یا نہ؟ تاریخ طبری ص ۲۹۹ میں ہے چند برس کے بعد آپ نے ان کو کوفہ کا والی بنا دیا۔

جواب ۱۔ مغیرہ بن شعبہؓ کے متعلق حضرت عمرؓ کی وصیت تھی نیز صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عثمانؓ پر اس معاملے میں کوئی اعتراض منقول نہیں ہے۔

جواب ۲۔ عبداللہ بن مسعودؓ بوڑھے ہو چکے تھے اور ظاہر ہے کہ بڑھاپے میں فرائض امانت پورے سرانجام نہیں پا سکتے۔ پھر ان کے قائم مقام جس ہستی کو مقرر فرمایا وہ زید بن ثابت صحابی رسول تھے۔

عمرو بن العاصؓ کی معزولی کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مصر جیسے آباد ملک کی آمدنی میں نقصان ہوتا جا رہا تھا چنانچہ جس کو ان کے قائم مقام مقرر کیا گیا تھا۔ ان کا نام عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا جنہوں نے چند دنوں میں آمدنی کو دوگنا بنا دیا بہرحال جن کو معزول کیا گیا بغیر معقول وجوہ کے معزول نہیں کیا گیا۔

سیدنا عثمانؓ نے کیا ابوذر غفاریؓ کو جلاوطن کیا

اہل تشیع کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے ابوذر غفاریؓ کو جلاوطن کیا حالانکہ وہ مومنین میں سے تھے۔

جواب۔ ابوذرؓ کے متعلق سیدنا عثمانؓ کے خلاف جتنے زہریلے پروپیگنڈے اہل تشیع میں مشہور ہو چکے ہیں وہ سراسر حقیقت کے خلاف ہیں اصل میں بات یہ ہے کہ ابوذر غفاریؓ شام کا کھانا کھا کر صبح کے لئے کچھ اٹھا کر رکھنا غلط سمجھتے تھے اور خلاف تھے شام کے علاقے میں آپ اس قسم کا وعظ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ جمہور صحابہ کرام آپ کے اس مسئلے میں خلاف تھے رفع اختلاف کیلئے امیر معاویہؓ نے سیدنا عثمانؓ کو خط کے ذریعے اطلاع دی۔ آپ نے ان کو بلا بھیجا اور اپنے پاس رہنے کا مشورہ دیا آپ نے نہ مانا بلکہ ربذہ میں مقیم ہو گئے بعینہٖ یہ روایت اہل تشیع کی کتاب ملک النجات جلد اول ص ۳۶۹ میں بحوالہ فتح الباری ج دوم ص ۲۵۹ میں موجود ہے۔

کیا عمار بن یاسر پر سیدنا عثمانؓ نے سختی کی

ہرگز نہیں چونکہ وہ سبائی پروپیگنڈے سے متاثر ہوتے جا رہے تھے اس لئے آپ نے

ان کی فہمائش ضرور کی ہے لیکن سختی نہیں کی اور اگر کبھی لیتے تو پھر بھی مورد الزام ٹھہرتے اس لئے کہ اگر خلیفہ وقت اتنا مجاز ہی نہیں ہے تو پھر خلافت کاہے کی کیا حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں اپنے عمال کو سخت وسست نہیں کہا کیا سیدنا علیؓ نے اپنے متبعین کو تشدد آمیز القاب سے یاد نہیں کیا۔

کیا عبداللہ بن مسعودؓ کا وظیفہ بند کیا گیا

یقیناً کیا گیا لیکن اس میں کسی بغیرکا کیا تعلق جب تک خلیفہ وقت بیت المال میں وسعت دیکھے تو دیتا رہے اور جب چاہے بند کر دے اس میں سیدنا عثمانؓ حق بجانب ہیں اور ان کی کارکردگی کسی کا وظیفہ مقرر کرنا فرائض میں سے نہیں اور بند کرنا خلاف سنت نہیں۔

کیا سیدنا عثمانؓ نے بیت المال کو بے جا خرچ کیا

اہل تشیع یہ کہتے ہیں کہ عثمانؓ نے بیت المال کو بے جا خرچ کیا۔

(۱) مروان کو طرابلس کے مال غنیمت کا پانچواں حصہ دیا۔

(۲) عبداللہ بن ابی سرح کو خمس کا پانچواں حصہ دیا۔

(۳) عبداللہ بن خالد کو پچاس ہزار درہم دیئے۔

(۴) بقیع کی چراگاہ سے عام لوگوں کو روک کر اپنے لئے مخصوص کر دیا۔

(۵) اموی عمال نے جو بدعنوانیاں کی تھیں ان کا تدارک نہ کیا۔

(۶) حدود کے جاری کرنے میں تغافل برتا۔

(۷) منیٰ میں دو رکعتوں کی بجائے چار رکعتیں پڑھیں۔

جواب ا۔ بیت المال کے بے جا خرچ کرنے کا الزام بے جا ہے اس لئے کہ بیت المال کے علاوہ سیدنا عثمانؓ کے پاس اپنی ذاتی ملکیت بھی حد سے زیادہ تھی جسے وہ خرچ کرتے تھے مگر مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بیت المال سے خرچ کرتے تھے جس کا ان کے پاس کوئی ثبوت

جیسا کہ طبری ص ۱۹۹۱ میں حضرت عثمانؓ کا اپنا بیان درج ہے۔

(۱) مروان کو آپ نے طرابلس کے مال غنیمت کا کوئی حصہ عطا نہیں کیا بلکہ مروان کا پانچ لاکھ کے عوض میں اپنا خریدا ہوا ہے۔ (ابن خلدون ج ۱ ص ۱۲۹)

(۲) عبداللہ بن ابی سرح سے واپس لے لیا تھا (طبری ص ۲۹۱۵)

(۳) عبداللہ بن خالد سے بھی واپس لے لئے تھے (ص ۱۹۴۹ طبری)

(۴) بقیع کی چراگاہ کو اپنے لئے نہیں روکا تھا بلکہ بیت المال کے مویشیوں کے لئے خاص کر دیا تھا اور پھر یہ طریقہ ان کے دور خلافت سے جاری نہیں ہوا بلکہ عہد فاروقی سے یہی طریقہ جاری ہو چکا تھا تاکہ بیت المال کے مویشیوں کے لئے اوروں کی منت سماجت نہ کرنی پڑے (طبری ص ۲۹۵۲)

(۵) بدعنوانیوں پر تدارک کرنے کا الزام بھی غلط ہے۔ بلکہ طبری ص ۲۹۴۴ میں آپ کی تقریر اس کی تردید میں موجود ہے۔

(۶) اعتراض کا مدار دو واقعات پر ہے ایک عبداللہ بن عمر سے ہرمزان اور جفینہ کے قتل کے سلسلے میں قصاص نہ لینا اور دوسرے ولید کی شراب خوری کی حد میں تاخیر کرنا سو اس کا جواب یہ ہے کہ قصاص کے قائم مقام آپ نے اپنی جیب خاص سے دیت ادا فرمادی اور حد میں تاخیر اس لئے ہوئی کہ شہادتیں شریعت کے قواعد و ضوابط پر پوری نہیں اتر رہی تھیں جب تحقیق ہو گئی تو سزا میں ذرہ بھر بھی تامل نہ کیا۔

(۷) دو رکعتوں کے قائم مقام چار رکعتیں اس لئے ادا فرمائیں کہ آپ نے اقامت کی نیت کر لی تھی (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۶۲)

سیدنا عثمانؓ کا جنازہ

اہل تشیع کہتے ہیں کہ عثمانؓ بن عفان بغیر جنازے کے دفن ہوئے اور بہت دنوں تک آپ کا جنازہ بے گور و کفن پڑا رہا۔

جواب ۱: یہ سراسر غلط ہے آپ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے مدینہ پر باغیوں کا قبضہ تھا۔ بدامنی اتنی پھیل گئی تھی کہ کسی کو گھر سے باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوتی تھی لیکن بایں ہمہ سترہ آدمیوں کی جماعت نے حضرت کے جنازے کو اٹھایا اور زبیر بن عوامؓ نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور حش کوکب (جو کہ جنت البقیع میں داخل ہے) میں دفن کر دیا۔

جواب ۲: اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کا جنازہ بے گور و کفن پڑا رہا اور بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا گیا۔ تو یہ کون سی بڑی بات ہے۔

(۱) کیا میدان کربلا میں شہداء کربلا کو کفن دیا گیا۔

(۲) کیا سیدہ فاطمہؓ کے لاڈلے حسینؓ کے سر پاروں کو کفن نصیب ہوا۔

(۳) کیا ان کو گھوڑوں کے ٹاپوں سے روندا نہیں گیا۔

(۴) کیا ان کے جنازے کا انتظام کیا گیا۔

اگر نہیں کیا گیا تو کیا اس میں اہل تشیع شہداء کربلا کو قصور وار ٹھہرائیں گے اگر نہیں تو پھر اس میں سیدنا حضرت عثمانؓ کا کیا قصور ہے۔

کیا عثمانؓ کی شہادت صحابہ کرام کے منشاء سے ہوئی

اہل تشیع کہتے ہیں کہ قتل میں حقیقتاً علی المرتضیٰؓ کا ہاتھ تھا ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کا منشا تھا صحابہ کرامؓ اس پر خوش تھے۔ عائشہ صدیقہؓ سے ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا اقتلوا نعثلا کہ بوڑھے کو قتل کر دو۔

جواب ۱: اگر علی المرتضیٰؓ کے اپنے خطبے پر اہل تشیع کو اعتبار ہے تو اس میں آپ نے قتل عثمانؓ سے برأت کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۱۲۶ میں ہے اِلَّا اَمَّا اُخْتَلَفْنَا فِیْہِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْہُ بُرَآءُ۔ (ترجمہ) ہم نے اختلاف کیا تھا عثمانؓ کی دم کے متعلق اور ہم اس سے بری ہیں پس جب سیدنا حیدر کرار اپنی برأت کا اظہار کر رہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان ان پر یہ الزام عائد کرے کہ وہ خلاف واقعہ کہہ رہے ہیں۔

جواب ۳:۔ اگر حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کا ہاتھ ہوتا تو حسنین کریمینؓ کو ان کی چوکیداری کے لئے نہ بھیجتے۔ (نہج البلاغہ شرح ج ا)

جواب ۴:۔ سیدنا علیؓ سے صحابہ کرام کی جماعت نے قصاص عثمانؓ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا۔

يا إخوتاه إني لست أجهل ما تعلمون ولكن كيف لي بقوة والقوم المجلبون على حد شوكتهم يملكوننا ولا نملكهم وها هم هؤلاء قد ثارت معهم عبدانكم والتفت إليهم أعرابكم وهم خلالكم يسومونكم ما شاءوا وهل ترون موضعا لقدرة على شيء تريدونه وإن هذا الأمر أمر جاهلية وإن لهؤلاء القوم مادة إن الناس من هذا الأمر إذا حرك على أمور فرقة ترى ما ترون وفرقة ترى ما لا ترون وفرقة لا ترى هذا ولا ذاك فاصبروا حتى يهدأ الناس وتقع القلوب مواقعها وتؤخذ الحقوق مسمحة فاهدءوا عني وانظروا ماذا يأتيكم به أمري ولا تفعلوا فعلة تضعضع قوة وتسقط منة وتورث وهنا وذلة وسأمسك الأمر ما استمسك وإذا لم أجد بدا فآخر الدواء الكي

(۱) (ترجمہ مع استدلال) اے بھائیو جو تم جانتے ہو اس سے میں جاہل نہیں ہوں لیکن ہمیں طاقت کب ہے۔

طرز استدلال: معلوم ہوا کہ سیدنا علیؓ قوت و اطاعت نہ ہونے کی وجہ سے قصاص نہیں لیتے تھے ورنہ آپ کا قلبی منشا قصاص لینے کا تھا۔

(۲) باغی قوم زوروں پر ہے وہ ہمارے مالک ہیں ہم ان کے مالک نہیں ہیں۔

طرز استدلال:۔ باغیوں کا زور اتنا تھا کہ سیدنا علیؓ قصاص عثمانؓ کے سلسلے میں اپنی جماعت کو کامیاب ہونا یقین نہیں کر سکتے تھے۔

(۳) تمہیں خبردار رہنا چاہئے کہ تمہارے نوجوان باغیوں کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور اعراب التفات کر چکے ہیں ظاہری طور پر وہ تمہارے دوست ہیں۔

طرز استدلال:۔ اس معاملے میں حضرت علیؓ پبلک میں سے گویا کوئی اپنا ہمنوا نہیں پاتے تھے ورنہ قصاص لے کر ہی چھوڑتے۔

(۴) وہ جو چاہیں تمہیں تکلیف پہنچاتے ہیں۔

طرز استدلال:۔ ان حالات میں قصاص کا لینا مشکل تھا۔

(۵) جس چیز کا تم ارادہ رکھتے ہو کیا تمہیں اس پر قدرت نظر آتی ہے۔

طرز استدلال:۔ جب قدرت مفقود ہے تو مطالبہ قصاص کیا۔

(۶) صبر کرو لوگ خود بخود رفع ہو جائیں دل اطمینان پکڑیں اور حقوق منصفانہ اور عادلانہ طور پر لئے جائیں۔

طرز استدلال:۔ اس فقرے میں ہمارے مقصد کی صریحی طور پر تصدیق موجود ہے۔

(۷) مجھ سے ہٹ جاؤ دیکھو میرا حکم تمہارے پاس کیا لے کر آتا ہے۔

طرز استدلال:۔ اس ارشاد میں سائلین کے دلوں کو مطمئن فرما رہے ہیں کہ قصاص لیں گے اور ضرور لیں گے۔

(۸) ایسا کام نہ کرو کہ قوت ختم ہو جائے ذلت و نکبت کا سامنا کرنا پڑے میں امر کو بند رکھوں گا۔ جتنا بند ہو سکے گا اور جب ناچار ہو جاؤں گا تو پھر قتال کروں گا۔ اور میرا آخری علاج ہے۔ یعنی جنگ کر کے ہی قصاص لوں گا۔

قتلِ عثمانؓ پر

جواب نمبر:۔ صحابہ کرامؓ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خوش تھے غلط ہے۔ ذیل میں صحابہ کرامؓ کے تاثرات درج کئے جاتے ہیں غور سے پڑھیے۔

(۱) حضرت علیؓ کا اظہار تاسف

خدایا میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۶)

(۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا افسوس۔

اگر ساری مخلوق اس قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح ان پر پتھر برستے (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۶)

(۳) سعید بن زیدؓ کا ارشاد۔

لوگو اگر تمہاری بداعمالی کی سزا میں کوہ احد تم پر ٹوٹ پڑے تو بھی بجا ہے (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

(۴) حضرت حذیفہؓ کا بیان۔

عثمانؓ کی شہادت سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

(۵) ثمامہ بن عدی کا گریہ۔

رو کر کہا آج رسول اللہ کی جانشینی کا خاتمہ ہو گیا اب بادشاہت کا دور شروع ہو گیا ہے (طبقات ج ۳ ص ۵۶)

(۶) زید بن ثابت کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہؓ حادثہ کو سن کر زار و زار رونے لگ گئے۔

(۸) حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں عثمانؓ دھلے ہوئے کپڑے کی طرح صاف ہو گئے (طبقات ج ۳ ص ۵۸)

جوابِ ۵۔ فاقتلوا نعثلا کا لفظ اولاً تو حضرت عائشہؓ سے ثابت نہیں بلکہ تصرف راوی ہے۔ اور اگر فرمایا بھی تو غصے کے وقت ماں اپنے بیٹے کو کہہ سکتی ہے جس سے تہدید مقصود ہوتی ہے حقیقت مقصود نہیں ہوتی۔ اور قرینہ یہ ہے کہ اگر ان کی بات حقیقت پر محمول ہوتی تو ان کے شہید ہو جانے کے بعد قصاص کا مطالبہ نہ کرتیں۔

جوابِ ۶۔ نیز جن امور کے متعلق یہ فرمایا تھا ان کے متعلق سیدہ عائشہؓ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا ان امور سے عثمانؓ نے توبہ کر لی تھی۔ (فلک النجاۃ شیعی کتاب ج ۲ ص ۳۴۸ مطبوعہ نوائے وقت پریس لاہور)

سیدنا علیؓ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعی عقائد و خیالات

جملہ اہل سنت کے نزدیک سیدنا علی مرتضیٰؓ قابل صد احترام اور لائق صد توقیر ہیں آپ سید الاولیاء ہیں ابو السادات ہیں آپ کے روحانی فیوضات کا یہ اثر ہے کہ آج تک سلاسل

شجرہ طیبہ کمالات کو اپنے دامن میں چھپائے ہوئے تشنگان طریقت و معرفت کو سیراب کر رہے ہیں،
لیکن ذیل میں اہل تشیع کے معتقدات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کی کتابیں لبریز ہیں۔

(۱) حضرت علیؓ خدائی روپ میں۔ (شیعی نزل)

رسولوں کی ہوئی حاجت روائی علیؓ نے نوحؑ کی کی ناخدائی
نہ کرتا گر علیؓ مشکل کشائی نہ پاتا چاہ سے یوسفؑ رہائی

نکک یونسؑ کی کی دریا کے اندر

کیا یعقوبؑ کو یوسف سے آگاہ دوا ایوبؑ کے زخموں کی کی واہ
عطا کی خضرؑ کو الیاسؑ کو راہ ہویدا آب حیواں کا کیا چاہ

دیا ادریسؑ کو جنت میں منظر

علیؓ سے لوطؑ نے کی استعانت علیؓ نے کی عیاں اس کی امانت
جب ابراہیمؑ کی چاہی اہانت علیؓ نے کی خلیلؑ نے کی اعانت

رہا ہے شیث پیغمبرؑ کا یاور

(تاریخ الائمہ شیعی کتاب ص ۵۲)

(۲) حضرت علیؓ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہیں۔ (شیعی نمبر ۲)

علیؓ کا معجزہ اک اک ہے نادر علیؓ کی ذات سب ہر شے پہ قادر

(تاریخ الائمہ ص ۵۳)

(۳) حضرت علیؓ نبی کے برابر ہیں۔ (شیعی نمبر ۳) " " ص ۵۲

نبی و علیؓ ہر دو نسبت بہم دو تا او یکی چوں زبانِ قلم

(۴) سیدنا علی مرتضیٰؓ نائب خدا ہیں۔ (شیعی افتراء)

چنانچہ جہاں حضرت علیؓ کے اسماء صفاتی شمار کئے ہیں وہاں ایک نام نائب خدا بھی
ہے۔ (تاریخ الائمہ ص ۵۰)

(۵) سیدنا علیؓ تاج الانبیاء ہیں۔ (شیعی تخیل)

صفاتی اسماء میں صاحب تاریخ الائمہ نے ص۱۵ پر ایک نام تاج الانبیاء شمار کیا ہے۔

(تعریض) اہل تشیع حضرات نے بڑھایا تو آسمان پر چڑھایا کہ خدا بنا دکھلایا اور گھٹایا تو اتنا کہ خدا کی پناہ۔

(۶) حضرت علی مرتضیٰؓ معاذ اللہ ڈرتے تھے۔ (شیعی عقیدہ)

اِنَّ التقیۃ من دینی ودین آبائی ولا دین لمن لا تقیۃ لہٗ (اصول کافی مطبوعہ نجف اشرف ص۲۰۳)

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں تقیہ میرے اور میرے باپ دادے کے ایمان سے ہے اس کا ایمان ہی نہیں جو تقیہ نہیں کرتا۔ اور ظاہر ہے کہ تقیے سے مراد خوف ہے۔

(تعریض) اس روایت سے ثابت ہوا کہ اہل تشیع حضرت علیؓ کو نائب خدا مانتے ہیں اور ادھر ڈرپوک تسلیم کرتے ہیں۔

(۷) حضرت علی مرتضیٰؓ کو بادشاہ کے حکم سے سب و شتم کرنا جائز ہے۔ (شیعی عقیدہ)

اَمَّا السَّبُّ فَسُبُّوْنِیْ۔ (نہج البلاغۃ ج ۱ ص۱۰۵ مطبوعہ الاستقامہ)

(ترجمہ) اگر سب و شتم مجھے کرنا پڑے تو مجھے سب و شتم کر لینا۔

(۸) حضرت علیؓ نے ظالم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (شیعی عقیدت)

ثُمَّ اَخَذَ یَدَ اَبِیْ بَکْرٍ فَبَایَعَہٗ (احتجاج طبرسی ص۵۳)

اس کے بعد حضرت علیؓ نے ابو بکرؓ کے ہاتھ کو پکڑا اور بیعت کی۔

(۹) حضرت علیؓ نے خدا کے اصلی قرآن کو گم کر دیا۔ (شیعی بہتان)

فَقَالَ هَیْهَاتَ لَیْسَ اِلٰی ذٰلِکَ سَبِیْلٌ۔ (احتجاج طبرسی ص۸۲)

پس حضرت علیؓ نے فرمایا اے عمرؓ اب اصلی قرآن کی طرف راستہ نہیں رہا جب امام مہدی آئے گا تو ظاہر کرے گا۔

(تعریض) فرمائیے جن لوگوں کے عقیدے میں یہ داخل ہو کہ قرآن مجید کو دنیا سے علی المرتضیٰؓ نے گم کر دیا ہے۔ تو ان کی نگاہ میں حیدر کرار کا مقام کیا رہا کیا امام اوّل اس

لئے دنیا میں تشریف لائے تھے کہ اصل قرآن غائب کردیں اگر شیعی مذہب میں یہ بات واقعی حق ہے اور یقیناً حق ہے تو پھر مذہب کا خدا حافظ جس مذہب کے وصدار کا یہ حال ہو کہ خدا کا قرآن صحابہ کی مخالفت کی وجہ سے غائب کردیں۔ خدا جانے وہ امام کیسا ہے اور مذہب کیسا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مکہ کے مشرکین کے انکار کے باوجود بھی قرآن کو کھول کھول کے بیان کیا مگر ان کا تابعدار ایک ایسا امام بھی ہے جو اپنے نبی کے سرمائے کو صدیقؓ و عمرؓ کی مخالفت پر معدوم کر دیتا ہے۔ بلکہ اصول کافی میں موجود چلا تروننہ الی یوم القیمۃ ابدا مزید تشریح اہلسنت پاکٹ بک حصہ اول میں دیکھ لی جائے۔ نیز شہادت حسین کا ڈھونگ بھی یقیناً بے جا ثابت ہوگا کیونکہ جب اصلی قرآن موجود نہ رہا تو امام حسینؓ کی شہادت کب صداقت پر مبنی رہی کیونکہ شہادت تو تب صحیح رہتی ہے بلکہ جس قرآن کی علمبرداری پر انہوں نے راہ خدا میں سر دیا ہے وہ صحیح ہو۔ فافہم۔

(۱۰) حضرت علیؓ نبوتؐ کا بوجھ اپنے کندھوں پر نہ اٹھا سکے۔ (شیعی انکشاف)

غزوات حیدری ص۹۰ میں ہے۔

وقت توڑنے اصنام بام بیت الحرام کے بہر گاہ جناب خیر الانام نے حضرت علیؓ سے کہا یا علیؓ آؤ میرے دوش پر پر چڑھ اور ان بتوں کو گرا دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کی ادب اس کا مقتضی نہیں کہ میں مہرِ نبوت پر پاؤں رکھوں۔ آپ میرے دوش پر سوار ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ بارِ نبوت ہے تم متحمل نہ ہوسکو گے۔

ضمیمہ ترجمہ مقبول ص۲۹۰ مطبوعہ بک ڈپو کرشن نگر لاہور سطر ۱۹ میں ہے۔

پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے حضرت علی المرتضیٰ کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو نہ اٹھا سکا۔

نوٹ۔ اس سے مزید تشریح کے ساتھ ص۲۹۱ ضمیمہ مقبول میں بھی عبارت موجود ہے۔

(۱۱) حضرت علیؓ کا حلیہ (شیعی توضیح)

جب آنحضرتؐ کو یہ منظور ہوا کہ اپنی نورِ نظر کا نکاح جناب امیر المومنین کے ساتھ کردیں

تو جناب سیدہؓ کو بطور راز آنحضرتؐ نے اپنے ارادہ سے اطلاع دی پس کر جناب معصومہ نے گردن جھکالی اور عرض کی بابا آپؐ کی رائے مقدم ہے آپؐ کو اختیار ہے مگر میں نے زنان قریش کی زبانی سنا ہے کہ علی بن ابی طالب کا پیٹ بڑا ہے ہاتھ لمبے لمبے ہیں پنڈلیاں موٹیاں ہیں سر کے اگلے حصہ پر بال نہیں ہیں آنکھیں بڑی بڑی ہیں ان کا کندھا اتنا سخت ہے جیسے اونٹ کا کندھا ۱۲
ناظرین غور کریں کہ کیا محبت و عشق رکھنے والے لوگ بھی ایسی باتیں اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کیا اس میں سیدنا علی مرتضےٰؓ شیر خدا کی توہین نہیں ـــ کیا اس سے سیدہؓ کی عصمت پر حرف نہیں آتا پس مذہب معلوم اہل مذہب معلوم ۔

حیدر کرار کے گلے میں رسی ۔ العیاذ باللہ (شیعی تحقیق)

(۱۲) غزوات حیدری ۶۳۹ ترجمہ حیدری ۔ بعد اس کے اہل دین نے رسی گردن امیر المومنین میں باندھ کر کھینچی اور طرف مسجد کے لے چلے ۱۲

جب رسیاں گردن امیر المومنان میں ڈالی اور باہر دروازے کے لائے ایک سرا اس کا تو دست عمرؓ میں تھا اور دوسرا دست خالد بدسیر میں تھا ۱۲ (غزوات ص ۶۳۹)

حضرات ہو سکتا ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ مصنف اپنی طرف سے عبارتیں بنا بنا کر شیعوں کی طرف منسوب کر رہا ہے ۔ مجھے خدائے وحدہ کی قسم ہے اگر میں اپنی طرف سے کوئی سطر بھی بنا کر غلط طور پر ان کی طرف منسوب کروں تو قیامت کے دن خدا تعالےٰ مجھے روسیاہ بنا کر اٹھائے ۔

حیرت تو اس امر پر ہے کہ اہل تشیع بظاہر محبت و مودت کے راگ الاپتے ہیں اور درپردہ اہلبیت سے اتنی دشمنی ہے کہ خدا کی پناہ ۔

(۱۳) حضرت علیؓ کو ان کی بیوی کا خطاب ۔ (شیعی تحقیقات) حق الیقین ص ۲۳۰ مطبوعہ طہران

مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ — و مثل خائناں در خانہ گریختہ

(ترجمہ) جس طرح کچا بچہ رحم میں ہوتا ہے تو اسی طرح پردے میں چھپ کے بیٹھا ہوا ہے

اور خیانتی لوگوں کی طرح گھر میں بیٹھا ہوا ہے۔
ناظرین: خود غور فرمائیں کہ اہل تشیع حضرات حضرت علیؓ اور سیدہؓ کے تعلقات کی کیا ترجمانی کر رہے ہیں۔
اب اس سے زیادہ معتبر کتاب عربی احتجاج طبرسی صفحہ میں یہ عبارت ملاحظہ فرمائیے۔
اشتملت شملة الجنين وقعدت حجرة الظنين۔

(۲۴) تین دفعہ متعہ کرنے سے درجہ حضرت علی المرتضیٰؓ جیسا ملتا ہے

شیعوں کی مذہب نوازی

من تمتع مرة درجة كدرجة الحسين ومن تمتع مرتين درجة كدرجة الحسن ومن تمتع ثلث مرات درجة كدرجة علىؓ ومن تمتع اربع مرات درجته كدرجتى۔ (تفسیر منہاج الصادقین ج ۲ ص ۴۹۳)

(ترجمہ) جو ایک دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ امام حسینؓ کے درجے جتنا ہوگا اور جو شخص دو دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ امام حسنؓ کے درجے جیسا ہے اور جو تین دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ علی مرتضیٰؓ کے درجے جیسا ہے اور جو شخص چار دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے جیسا ہے ۱۲

بخوف طوالت ان حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ ہمارے پاس ان کے علاوہ بھی بیسیوں ایسے حوالہ جات موجود ہیں جن کو پڑھ کر انسان اہل تشیع کے ایمان اور ان کی محبت کی اندرونی کیفیت پر حیران رہ جاتا ہے۔ اب آپ ہی فرمائیے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور۔ اور دکھانے کے اور والی مثال یہاں صادق آتی ہے یا نہ۔ اب ذیل میں ان کی کتابوں سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جن کو یہ لوگ سب و شتم کرتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے تعلقات ان کے ساتھ کیسے تھے۔ حقیقت میں یہ اس اعتراض کا جواب ہے کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب صحابہ کرامؓ کو

حضرت علیؓ دشمن سمجھتے تھے تو ہم کیوں دوست سمجھیں ۱۲

باقی صحابہ کرامؓ اور علی مرتضیٰؓ کے درمیان تعلقات

(۱) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (قرآن)

(ترجمہ) حضور نبی اکرم صلعم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور جو لوگ حضورؐ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بڑے سخت ہیں اور آپس میں بڑے رحیم ہیں۔

(۲) ثم اخذ يد ابي بكر فبايعه

(ترجمہ) پھر حضرت علیؓ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

صحابہ کرامؓ بے مثال تھے

لقد رأيت اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فما ارى احد منكم يشبههم۔ (نهج البلاغة جلد اول ص۱۹)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں بیشک میں نے حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کو دیکھا ہے میں تم میں سے کسی کو بھی ان کے مشابہ نہیں پاتا۔

(۳) حضرت علی مرتضےٰؓ نے صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز ادا کی

ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّاَ لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ۔

(احتجاج طبرسی ص۹۹ مرآۃ العقول ج ا ص۳۸۸)

(ترجمہ) حضرت علیؓ اٹھے نماز کے لئے تیار ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے اور ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

تفسیر قمی ص۴۱۵ ، جلاء العیون ص۱۵۰ ، غزوات حیدری ص۶۲۴

حضرت علیؓ نے اپنے بھائی جعفر طیارؓ کی شہادت کے بعد ان کی بیوہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو حضرت ابو بکرؓ سے نکاح کی اجازت دے دی تھی حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد ان کو اپنے حبالہ عقد میں لے لیا تھا۔

لِاَنَّ عَلِیًّا تَزَوَّجَ اُمَّہٗ اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ بَعْدَ وَفَاتِ الصِّدِّیْقِ ؓ

(فلک النجات جلد دوم ص۱۴۰)

(ترجمہ) حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکرؓ کی والدہ اسماء کے ساتھ صدیقؓ کی وفات کے بعد نکاح کیا۔

(۵) حضرت علیؓ نے فاروق اعظمؓ کو مسلمانوں کے لئے جائے پناہ کہا

وَاِنْ تَکُنِ الْاُخْرٰی کُنْتَ رِدْءًا لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِیْنَ (نہج البلاغۃ ج۲ ص۲۵)

(ترجمہ) اور اگر شکست ہو گئی اے عمرؓ آپ لوگوں کے لئے ملجا ہوں گے اور مسلمانوں کے لئے جائے رجوع ہوں گے۔

(۶) حضرت علیؓ کے نزدیک فاروقی لشکر خدائی فوج ہے،

وَجُنْدُہُ الَّذِیْ اَعَدَّہٗ وَاَمَدَّہٗ (نہج البلاغۃ ج۲ ص۳۹)

(ترجمہ) اور عمرؓ کا لشکر اس خدا کا لشکر ہے جس کو اس نے خود بخود تیار کیا ہے اور پھیلا دیا ہے۔

(۷) حضرت عمرؓ کی مفتوحہ بی بی شہر بانو سے حضرت حسینؓ کا عقد کیا

حدیث اول باب مولد الاعلی بن الحسین والدہ شہر بانو بنت یزدجرد الخ (اصول کافی برحاشیہ مرآۃ العقول ص۳۹۵)

(۸) حضرت علیؓ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے عقد میں آئی

مکمل بحث نکاح ام کلثومؓ کو ملاحظہ کریں جو کہ اسی اہلسنت پاکٹ بک ج ۲ کی پہلی بحث ہے۔

(۹) حضرت عثمانؓ کا داماد ہونا تسلیم کیا

وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِهْرِهٖ مَا لَمْ يَنَالَا ۔ (نہج البلاغۃ ج۲ ص۸۴) بے شک اے عثمانؓ آپکو حضور علیہ السلام کی دامادی کا وہ شرف حاصل ہے جو شیخین میں سے کسی کو نہیں ہے۔

(۱۰) حضرت علیؓ نے حسنینؓ کو حضرت عثمانؓ پر پہرہ داری کیلئے بھیجا

فَأَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنْ يَذُبَّا النَّاسَ عَنْهُ ۔ (نہج البلاغۃ ج۱ ص۸۱)

پس حضرت علیؓ نے حسنین کریمینؓ کو حکم کیا کہ جا کر حضرت عثمانؓ سے مخالفین کو دفع کریں۔

(۱۱) حضرت علیؓ نے اپنے بچوں کے نام خلفاء ثلاثہ والے رکھے

حضرت علیؓ کے چھٹے بیٹے کا نام ابوبکر ہے اور آٹھویں کا نام عثمان اور نویں کا نام عمر ہے (تاریخ الائمہ ص۴۲)

(۱۲) حضرت حسنؓ کے بیٹوں کے نام

حضرت حسنؓ کے چھٹے بیٹے کا نام ابوبکر اور ساتویں کا نام عمر ہے۔ (تاریخ الائمہ ص۶۳)

(۱۳) حضرت حسینؓ کے بیٹوں کے نام

حضرت حسینؓ کے آٹھویں بیٹے کا نام ابوبکر اور دسویں کا نام عمر ہے (تاریخ الائمہ ص۸۳)

(۱۴) حضرت زین العابدینؒ کے بیٹوں کے نام

حضرت زین العابدینؒ کے آٹھویں بیٹے کا نام عمر ہے۔ (تاریخ الائمہ ص۹۹)

(۱۵) حضرت موسیٰ کاظمؒ کے بیٹوں کے نام

حضرت موسیٰ کاظمؒ کے اٹھائیسویں بیٹے کا نام عمر ہے۔ (تاریخ الائمہ ص۱۵۳)

بحث متعلق شہادت حضرت عثمانؓ

بعض لوگ چونکہ اس سلسلے میں معاذاللہ حضرت علیؓ کے دامن کو داغدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ قتل عثمانؓ کے سلسلہ میں بعض وجوہ عمومی ہیں اور بعض خصوصی (عمومی وجوہ) ۲۴ھ کو

۱- سیدنا عثمانؓ نے تاج خلافت اپنے سر مبارک پر رکھا ۲۳ھ تک آپ کا دور خلافت نہایت امن و سکون سے گزرا ۳۰ھ کے بعد انقلاب کے آثار نمودار ہونے لگے اس کی پہلی وجہ آپ کی فطری نرمی ہے جس کی وجہ سے عمال نے اپنی من مانی کاروائیاں کرنی شروع کر دیں۔ جس کا رد عمل آپ وقتاً فوقتاً کرتے رہے۔ مگر مخالفین کے لئے تو ایک شبہ کا پل جانا بھی کافی تھا۔

۲- بنی ہاشم خلافت کو اپنا موروثی حق سمجھتے تھے حالانکہ وہ غلطی پر تھے کیونکہ حضور اکرم ؐ نے الائمۃ من قریش فرمایا تھا من بنی ہاشم نہیں فرمایا تھا۔

(خصوصی وجہ) عبداللہ بن سبا یہودی کی خفیہ سازشیں

عبداللہ بن سبا یہودی اپنی پرانی یہودیانہ روش کے پیش نظر منافقانہ طور پر مسلمان ہو چکا تھا۔ فطرتاً سازشی طبیعت کا واقع ہوا تھا۔

(پہلی سازش) بنو ہاشم کو بنو امیہ کے خلاف ابھارنا شروع کیا۔

(دوسری سازش) بنی ہاشم کے تفوق کا پروپیگنڈہ کر کے پبلک کو ہمنوا بنا لیا۔

(تیسری سازش) سادہ لوح مسلمانوں کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ ہر نبی کے لئے ایک وصی ہوتا ہے (حالانکہ یہ قاعدہ منصوص نہیں ہے)

۳- حضرت علیؓ قرب نسب کی وجہ سے افضل ہیں حالانکہ نسب کے بُت کو اسلام نے توڑ کر پاش پاش کر دیا ہے۔

۴- حضرت علیؓ سے خلافت غصب کر لی گئی (حالانکہ اگر معصوم کی خلافت کو یہ قابو نہیں کر سکتے تھے تو بموجب عقیدۂ شیعہ حضرت علیؓ معاذ اللہ کب رہتے ہیں) ملاحظہ ہو ردالمطاعن۔

۵- وعدہ تو خدا نے حضرت علیؓ کی خلافت کا کیا اور رہ گئے خلفاءِ ثلاثہ (حالانکہ یہ خبر نہیں کہ خدا وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتا) ملاحظہ ہو معرکۃ الآراء مناظرہ۔

۶- خلفاءِ ثلاثہ ایمان سے خالی ہیں (حالانکہ ان کی ایمانی کیفیت پر قرآن و حدیث میں کافی سے زیادہ شہادتیں موجود ہیں) ملاحظہ ہو اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱۔

۷- امامت ائمہ اثناء عشر عقیدے میں داخل ہے (حالانکہ قرآن میں نہ تو ائمہ کی امامت کا ذکر ہے اور نہ بارہ کا اور نہ اُن کے نام ہیں)۔

۸- موجود قرآن مجید کو اصحاب ثلاثہ نے جمع کیا جب جمع کرنے والے معتمد علیہ نہیں ہیں تو مجموعے پر کیا اعتبار (حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے) ملاحظہ ہو اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱۔

۹- عمرؓ نے متعہ جیسی افضل ترین عبادت کو منع کر دیا حالانکہ اس سے تو درجہ ائمہ کا ملتا ہے (حالانکہ یہ خبر نہیں کہ اس میں ائمہ اور نبی اکرم کی زبردست توہین ہے)۔

۱۰- چونکہ خلفاء ظالم بن گئے تھے اس لئے ائمہ نے تقیہ میں زندگی بسر کر دی (خدا یا لے گمراہی کے دور میں بھی جب اعلاء کلمۃ اللہ نہ کر سکے تو امامت نے دنیا کو کیا فائدہ دیا)۔

۱۱- ہر گروہ قیامت کے دن اماموں کے پیچھے اُٹھے گا۔ اور جنت کی کنجیاں حضرت علیؓ سے پائیں گے (خدا جانے رسول اکرمؐ اس دن کہاں ہوں گے جب کہ سب کچھ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو جلاء الافہام حصہ ۱۔

۱۲- حضرت علیؓ معصوم ہیں لہٰذا غیر معصومین کا کوئی حق نہیں کہ وہ خلافت کر سکیں۔ (حالانکہ

عصمت انبیاء علیہم السلام پر بند ہے۔ ہمیں کیا ضرورت کہ ہم خواہ مخواہ کسی کا گناہ ظاہر کریں ورنہ شیعی کتابوں میں خلافِ عصمت بہت سے دلائل موجود ہیں۔ جو کہ بوقتِ مناظرہ پیش کئے جا سکتے ہیں۔

۱۳- پانچ تن پاک ہیں (حالانکہ حضور علیہ السلام کی تمام بیویاں پاک ہیں جیسے صحابہ کرام جن کا حضور اکرم نے تزکیہ کیا وہ پاک ہیں۔ ان حالات میں خدا تعالیٰ سے نازل شدہ پاکی کو پانچ تنوں پر بند رکھنا کیا خلافِ حقیقت نہیں۔

۱۴- علی مرتضیٰؓ کے دو لڑکوں کے علاوہ باقی ساری اولاد کے پہلے پہلے بیٹوں کے علاوہ کوئی بھی امام نہیں۔

(دیکھئے کہ یہ کس قدر ناانصافی ہے کہ پہلے بیٹوں کو امام سمجھا جائے اور جو ان کے علاوہ ہوں ان کو کذاب سمجھا جائے۔ تاریخ الاثر ص ۱۰۷)

بہر حال ان عقائد کے علاوہ بھی لوگوں کو طرح طرح کے مغالطوں میں مبتلا کرتا رہتا جو کہ آجکل اہل تشیع کی زبانوں سے سنے جاتے ہیں۔

(چوتھی سازش) عبداللہ بن سبا بیٹھے بیٹھے یہ کہنے لگ جاتا تھا دیکھئے میں یہودیوں کا مذہب میں نے اسلام کو اچھا سمجھ کر چھوڑا ہے اسلام بڑا اچھا مذہب ہے، رسول کریمؐ تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ پھر کہنے لگتا حضورؐ کی اہلبیت سبحان اللہ آہ قربان جاؤں اُن پر صحابہؓ بھی برحق ہیں مگر اہلبیت کا شان نرالا ہے پھر آنکھوں سے آنسو بہا کر ٹھنڈا سانس نکال کر کہتا خلافت تو اہلبیت کا ہی حق ہے۔ پھر اللھم صلی علی محمد وآل محمد کا ورد کرنے لگ جاتا۔ پھر غمگین چہرہ بنا کر افسوس ہے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ نے بڑا ظلم کیا اہلبیتؓ کا حق تلف کر لیا، غصب کر لیا۔ پھر کہتا ہم ان کے ذاتی طور پر دشمن نہیں ہیں۔ اگر فدک سیدہؓ کو دے دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا اور اس بات پر زار و زار رونے لگ جاتا پھر آہ و بکا کی حالت میں لعنۃ اللہ علی الظالمین پکارنے لگ جاتا اس طرح سے اس نے

اپنی ایک پارٹی سیدنا عثمانؓ کے خلاف بنالی۔

پانچویں سازش عبداللہ بن سباء نے اپنے ہمواخواہوں اور تحریروں کے ذریعے بڑا کیچڑ اچھالا مقصود اس کا یہ تھا کہ شرافت کا شیرازہ بکھر جائے۔

چھٹی سازش عراق و مصر میں پہنچ کر خفیہ جماعتیں بنائیں پھر وہاں سے جب اُسے عبداللہ بن عامر والی بصرہ نے نکالا کوفہ پہنچا پھر مصر کو دارالاقامۃ بنایا۔ عراق بھی فتنہ کا مرکز بن گیا۔

کوفہ میں مخالفین عثمانؓ کے نام

اشتر نخعیؒ، جندبؓ بن کعب، ابن ذی الحنکہ، صعصعہؒ، ابن الکواءؒ، کمیلؒ، عمرؓ بن صابی یہ ہمیشہ حضرت عثمانؓ کے خلاف زہر اگلتے رہتے تھے۔

ساتویں سازش جب محمد ابن ابی بکر کو والی مصر بنا کر حضرت عثمانؓ نے بھیجا تو عبداللہ بن سباء نے کسی طریقے سے خط لکھوا کر سیدنا عثمانؓ کی مہر لگوا کر ناقہ سوار انسان کو دے کر اسی راستے سے بھجوا دیا کہ محمد بن ابی بکرؓ تمہارے پاس آرہا ہے اسے قتل کر دو۔ جب وہ راستے میں پکڑا گیا تو قتل محمد کے متعلق خط نکلا محمد بن ابی بکرؓ نے بغیر کسی تحقیق کے اعلان بغاوت کر دیا۔

ان کے علاوہ اور سازشیں بھی ہیں جن کا نتیجہ قتل عثمانؓ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ مگر حضرت علیؓ برابر مفید مشورے دیتے رہے۔ پس حضرت علی مرتضیٰؓ اگر مخالفین میں سے ہوتے تو آپ مفید مشورے نہ دیتے اپنے بچوں کو حفاظت پر مامور نہ کرتے۔

تحقیقاتی کمیشن

عبداللہ ابن سباء کی اس انقلابی سازش نے جب خلافت کے خلاف محاذ قائم

کرایا تو سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں بھی سیدنا عثمانؓ کے متعلق کچھ نہ کچھ شبہات پیدا ہونے لگے۔ آپ نے کوفہ، بصرہ، مصر اور شام کی تحقیقات کے لئے حسب ذیل حضرات پر مشتمل وفد مقرر فرمایا۔

محمد بن مسلمہؓ، عمار بن یاسرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، اسامہ بن زیدؓ۔

حضرت عمارؓ چونکہ پروپیگنڈے سے کچھ متاثر تھے ان کے علاوہ باقی حضرات نے بڑے اچھے حالات دیئے۔ اس کے علاوہ ہر سال حج کے موقعہ پر اپنے عمال سے محاسبہ کا اعلان بھی فرمایا اور بنفس نفیس ایسا کیا۔ مدینہ میں آکر سیدنا علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ سے بھی مشورے لئے وہ اس لئے کہ باغیوں کی جماعتیں تین پارٹیوں میں مشتمل تھیں سب کے سب سیدنا عثمانؓ کے معزول ہونے پر تو متفق تھے لیکن ان کے بعد انتخاب خلافت میں متفق نہ تھے کیونکہ کوفی حضرت زبیرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور مصری حضرت علیؓ کو اور بصری حضرت طلحہؓ کو مگر یہ تینوں بزرگ ان کی سازش کے خلاف تھے جب ان کو علم ہوا کہ یہ مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں تو ڈانٹ کر واپس کر دیا۔

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ پر باغیوں کا حملہ

جمعہ کے دن سیدنا عثمانؓ جمعہ کی نماز کے لئے گئے تو باغیوں نے پتھر مار مار کر لوگوں کو مسجد سے نکال دیا۔ سیدنا عثمانؓ پر باغیوں نے اتنے پتھر برسائے کہ آپ خطبہ دیتے ہوئے منبر سے گر پڑے۔ سیدنا ابن ابی وقاص زید بن ثابت ابوہریرہؓ سیدنا حسینؓ حفاظت کے لئے لڑے مگر آپ نے واپس کر دیا لوگ اٹھا کر آپ کو گھر لائے۔

سیدنا عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو بلانا

آپ نے ان کو بلا کر فرمایا آپ جو بہترین طریقہ فرمائیں میں اختیار کروں۔ حضرت علیؓ

نے فرمایا آپ اپنا آئندہ کا طرز عمل واضح طور پر لوگوں کے سامنے بیان فرما دیجئے پس آپ نے ایسا بیان دیا کہ لوگ رو پڑے۔ مصریوں کا حملہ دوبارہ رونما ہوا خط کا راستے میں پکڑ لینا اس کی وجہ مزاحمت تھا ہر چند سمجھایا گیا مگر ناکام آخر انہوں نے مکان کا محاصرہ کر لیا صحابہؓ نے عرض کی یا عثمانؓ آپ ہمیں جانیں قربان کرنے کا حکم دے دیجئے آپ نے فرمایا عثمانؓ کی جان تو قربان ہو سکتی ہے لیکن عثمانؓ مدینہ میں خون بہانے کی اجازت نہیں دے سکتا بالآخر محاصرین نے اس شخص پر پانی بند کر دیا جس نے زمانہ رسالتؐ میں کنواں لے کر دنیا کے انسانوں کو سیراب کیا تھا حضرت علیؓ بڑے کو باغیوں کو سمجھا رہے تھے مگر بے حیا نہ مانتے تھے آپ نے وہاں کھڑے ہو کر تقریریں فرمائیں مگر بے اثر ثابت ہوئیں۔

محاصرہ کے وقت سیدنا عثمانؓ کی سخاوتیں

آپ نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا کہ میری شہادت عنقریب ہونے والی ہے میں اس کے لئے ہر وقت تیار بیٹھا ہوں جمعہ کے روز سے آپ نے مسلسل روزہ رکھنا شروع کر دیا، بیس غلام آزاد فرمائے۔ کلام اللہ کی تلاوت میں ہر وقت مصروف رہنے لگے قصر خلافت کے دروازے پر پہرہ داری کے لئے حسب ذیل حضرات تھے۔

سیدنا حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، محمد بن مسلمہؓ

پہرہ دروازے پر زبردست تھا باغی جب ادھر سے نہ آسکے تو انہوں نے پھاٹک میں آگ لگا دی کچھ لوگ اوپر چڑھ آئے مگر بوجہ ہیبت قتل نہ کر سکے بالآخر محمد بن ابی بکرؓ نے آکر آپ کی داڑھی مبارک پکڑ لی، آپ نے قرآن پڑھتی ہوئی حالت میں فرمایا بھتیجے اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو مجھے ایسا نہ کرنے دیتا چنانچہ محمد بن ابی بکرؓ کے مارے ندامت کے ہاتھ کانپنے لگے اور لوٹ گیا اس کے پیچھے آیا ایک شقی ازلی غافقی نے قرآن مجید کو پاؤں سے ٹھکرا دیا کنانہ بن بشر نے پیشانی مقدس پر لوہے کی لاٹ ماری جس سے

آپ پہلو کے بل گر پڑے اور زبان مبارک سے بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ نکلا،
مصطفےٰ کا ذی النورین مملکت اسلامیہ کا تاجور جب اس مظلومانہ صورت میں نیچے گرا تو
تو آپ نے رُو کر فرمایا اے اللہ میں تیری رضا پر راضی ہوں اس کے بعد بے شرم عمرو بن
الحمق سینے پر چڑھ کر مسلسل وار کرنے لگا، آپ کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہ خاتون جان
قربان کرنے کے لئے آئی تو دشمن نے ہاتھ پر وار کیا جس سے مخدرہ کی انگلیاں کٹ گئیں
سوداں بن حمران نے لپک کر شہید کر دیا، آپ کی آخری آواز سے فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ
وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ سنائی دے رہا تھا، آپ کی شہادت ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی۔ یہ
ہے کابل سے مراکش تک فرماں روا اسلامی بادشاہ کی شہادت۔ رضی اللہ عنہ۔

اُمّہاتُ المؤمنین

بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل!

فضیلت ۱

دلیل ۱ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ۔

طرز استدلال } ترجمہ اگندی عورتیں گندے مردوں کے لئے اور گندے مرد گندی عورتوں کے لئے، ترجمہ قرآن علی شیعہ ص ۵۶۲

آقائے نامدار کی عزت و شرافت کائنات میں مسلم ہے آپ کی ذات تقویٰ و
طہارت کی حامل نہیں بلکہ حضرت کی معیت و رفاقت کی یہ تاثیر ہے کہ جو کھوٹا آیا تو کھرا
بن گیا، جاہل آیا تو عالم بن گیا ارباب بصیرت اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ ایک ساعت
کی مجالست نے ہزاروں کو رنگ دیا اور لاکھوں کو کندن بنا دیا، پھر کیا اس سے انکار

ہو سکتا ہے جو بیویاں شب و روز سرورِ کائنات کی برکت مجلس سے مستفیض و مستفیز ہوتی رہیں وہ خالی رہ گئیں کیا آپؐ کے تزکیہ وتجلیہ کا اُن پر اثر نہ پڑ سکا اسی لئے تو خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اگر رسول مکرم طیبین سے ہیں تو آپؐ کی ازواج مطہراتؓ یقیناً طیبات سے ہیں لفظ طیبات کے تقدم اور لفظ طیبین کے تاخر کی علت غائی اس کے بغیر اور کچھ نہیں ہو سکتی۔

اس آیت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور علیہ السلام کی ازواج یقیناً پاک ہیں بالخصوص عائشہ صدیقہؓ محبوبۂ محبوب خدا ہونے کی بدولت امتیازی تقویٰ وطہارت کی مالک ہے۔

فضیلت ۲

دلیل ۲ أَزْوَاجُهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ (احزاب)

ترجمہ۔ حضورؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔

طرزِ استدلال۔ انسان جسم و روح سے مرکب ہے جسم، روح کی حفاظت کے لئے ہے روح نہ ہو تو جسم کو ایک لمحے کے لئے انسان کوئی نہیں کہہ سکتا اس میں شک نہیں آسمان و زمین، شجر و حجر، آگ و پانی شمس و قمر اور یہ مسخر ہوائیں زمین کی ساری پیداوار انسانی جسم کے لئے ہے لیکن جسم بھی اُن سے تب فائدہ حاصل کر سکتا ہے جب اس میں روح ہو، روح ہمیشہ پاک اور زندہ رہتی ہے جسم کی حالت یکساں نہیں، جسم کی غذا فانی ہے اور روح کی غذا باقی ہے نہ غذا کو فنا ہے اور نہ ثمرات کو۔

حضور اکرمؐ مسلمانوں کے روحانی باپ ہیں، تفسیر صافی ص۲۶ اور سبب ایجادات کائنات ہیں مذکورہ بالا صفات میں سے حضورؐ کو افضلیت سے موصوف ہونا لازمی ہے پس جس طرح حضورؐ روحانی باپ ہیں اسی طرح آپ کی ازواج بھی روحانی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غالباً اس عنوان سے ازواج النبیؐ کو اس لئے معد کیا ہے کہ ماں سے

سو بے ادبی کرنے والا کسی سوسائٹی میں بھی مقبول نہیں ہو سکتا پس جب جسمانی ماں کے متعلق خداوندی ارشاد ہے۔

وَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔

کہ اُسے اُف کرنا جائز ہے اور نہ جھڑکنا بلکہ نرمی اور شرافت سے بات کرنا لازم ہے تو کیسا بدنصیب ہے وہ شخص جو تمام روحانی ماؤں کی سردار عائشہ صدیقہ رض کے حق میں ناشائستہ اور نازیبا کلمات استعمال کرے۔

فضیلت ع۳

دلیل ع۳۔ وفی الکافی عن الباقر فی حدیث ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل امھات (تفسیر صافی ص۳۶۱ مطبوعہ نجف اشرف)

اصول کافی میں حضرت باقر رض سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بیبیاں حرمت و عظمت کے سلسلے میں والدہ کی مثل ہیں۔

طرز استدلال۔ یہ ادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے سیدنا باقر رض کا کلام ہمارے مسلک کے عین مطابق ہے اہل تشیع اس سے قطعاً انکار نہیں کر سکتے۔

مؤلف تفسیر صافی اور مولوی قمی کی غلط بیانی

اہل تشیع کے سر و متعصب مفسرین نے امھات المومنین کے خلاف قیاس آرائیوں میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

جہاں بھی ازواج نبی کی فضیلت مترشح ہو رہی ہو فوراً ایسی بے ڈھنگی تاویل کر دیتے ہیں کہ جس کا اصلی مطلب سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ ذیل میں ان دونوں کی تفسیروں کے قابل اعتراض جملے نقل کر کے ان کی حقیقت سے تعارض بیان کرتے ہیں تاکہ باقی مقامات میں بھی حق و باطل کے درمیان امتیاز کیا جا سکے۔

(**غلطی ۱**) مؤلف تفسیر صافی نے سب سے پہلے غلط تفسیر یہ کی ہے کہ ولذلیه انہا تبھم فی استحقاق التعظیم مادمن علی طاعة اللہ ص۳۶۱) یعنی ازواج النبیؐ اس وقت تک قابل توقیر و تکریم ہیں جب تک وہ اللہ کی طاعت پر رہیں۔

مؤلف کا منشاء یہ ہے کہ عائشہ صدیقہؓ اس قاعدے سے خارج ہے حالانکہ مؤلف کو اتنا خبر نہیں کہ اس سے قرآن مجید کی معنوی تحریف ہوتی بلکہ مقدس کے اصلی مفہوم پر زیادتی لازم آتی ہے جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں نیز دلیل ۳ میں ہم نے سیدنا باقرؒ کی عبارت بیان کر کے واضح کر دیا ہے کہ آیت سے وہی معنی مراد ہے جسے اہلسنت ترجیح دیتے ہیں پس مؤلف صافی کی تفسیر بے اصل اور بے معنی ہے۔

(**غلطی ۲**) مؤلف مذکور نے دوسری غلطی یہ کی ہے کہ اس آیت کے تحت میں ایک بناوٹی حدیث حضور اکرمؐ کی طرف منسوب کی ہے جو کہ نہ روایتاً درست ہے اور نہ درایتاً تو اس لئے کہ اہل سنت کی کسی معتبر کتاب میں یہ حدیث مروی نہیں اور اہل تشیع کی کتابیں ہمارے نزدیک قابل اعتبار نہیں اور درایتاً اس لئے کہ روایت میں حضورؐ کی طرف سے علی مرتضےٰ کو یہ ارشاد ہے کہ جب میری عورتیں شرع کے خلاف کریں تو انہیں طلاق دے دینا گویا حضورؐ نے حضرت علیؓ کو طلاق الازواج کی تفویض کی اور وفات پا گئے اور ظاہر ہے کہ حضورؐ کی زندگی میں سیدنا علیؓ سے طلاق وارد نہیں اور آپؐ کی وفات کے بعد طلاق کا کچھ اعتبار نہیں جبکہ شریعت میں ان امور کا تعلق ظاہری زندگی سے ہے۔

(**دلیل ۴**) اِنَّ اللّٰهَ تَقَدَّسَ اِسْمُهٗ عَظَّمَ شَانَ نِسَاءِ النَّبِیِّ فَخَصَّهُنَّ لِشَرَفِ الْاُمَّهَاتِ (تفسیر صافی ص۳۶۱)

ترجمہ:- بلاشبہ خدا تعالیٰ نے حضور اکرم صلعم کی بیویوں کا درجہ بلند کیا ہے یہی تو وجہ ہے کہ ان کو ام المؤمنین کے شرف سے مشرف فرمایا۔

(نوٹ) اس سے آگے مفسر مذکور نے جو کچھ غلط بیانی سے کام لیا ہے اس کی پوری

تردید مذکورہ بالا مضمون میں دیکھی جائے۔

فضیلت ۵

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

آیت کی تفسیر مؤلف صافی کی قلم سے

الغافلات مما قذفن به المؤمنات بالله ورسوله لعنوا في الدنيا والآخرة بما طعنوا فيهن وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ لعظم ذنوبهم۔

ترجمہ:۔ بلاشبہ جو لوگ پاک دامن برائیوں سے غافل اور ایمان دار عورتوں پر عیب لگاتے ہیں ان پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی ہے اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (ترجمہ مقبول صفحہ مطبوعہ کرشن نگر لاہور)

طرز استدلال:۔ بعض مخالفین سے قطع نظر اہل سنت اور اہل تشیع مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ اور اس قسم کی دوسری آیتیں عائشہ صدیقہ کی براءت کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی ظاہر ہوا کہ ماشاء اللہ سیدہ صدیقہ کا مقام خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہے حتیٰ کہ قرآن میں ان کے مخالفین کو ملعون و معذب قرار دیا گیا ہے۔

مفسر صافی اور مفسر قمی کی متعصبانہ روش

مولوی مقبول بے چارے کا تو کچھ نہ پوچھو وہ تو بالکل خوشہ چین ہے ویسے بھی سب کے سب نے اس روایت کو لیا ہے اور بڑے فخر سے لیا ہے لکھتے ہیں کہ آیت میں جن تہمت لگانے والوں کا ذکر ہے اس سے مراد سیدہ عائشہؓ ہے اور جس پر تہمت لگائی گئی اس سے مراد ماریہ قبطیہ ہے اور تہمت ابن رسول حضرت ابراہیمؑ کے متعلق تھی حالاں کہ یہ مطلب

نہ آیت کے موافق ہے اور نہ ہماری کسی معتبر کتاب میں مذکور ہے اس کے علاوہ قرآن مجید کی دوسری آیت کے بھی مخالف ہے چنانچہ اسی سورت کے ابتدا میں پروردگار عالم ارشاد فرماتے ہیں۔

ان الذین جاءو بالافک عصبۃ منکم۔ جس کے تراجم حسب ذیل ہیں۔

(۱) ترجمہ۔ مصنف تفسیر صافی عُصبۃٌ منکم جماعۃٌ ص ۳۱۴

(۲) ترجمہ مقبول۔ بے شک جن لوگوں نے تہمت لگائی وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے ص ۵۵۹

(۳) **ترجمہ فرمان علی حمائل:**۔ بے شک جن لوگوں نے جھوٹی تہمت لگائی وہ تمہیں میں سے ایک گروہ ہے۔ ص ۵۵۹

(۴) تفسیر منہج الصادقین ؛ تحقیق کہ آنکہ آوردند دروغ بزرگ را در شان عائشہؓ گروہی اندازشما۔ ص ۲۶۱ ج ۲ جزء ۱۸

ترجمہ:۔ بے شک جن لوگوں نے بہت بڑا جھوٹ عائشہ صدیقہؓ کے حق میں استعمال کیا ہے تم میں سے ایک ٹولہ ہے۔

نتیجہ بحث

مذکورہ بالا تفسیروں سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جو لوگ ان تہمت لگانے والوں کا مصداق حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بتاتے ہیں وہ سراسر غلطی پر ہیں۔

اگر موجودہ اہل تشیع کے علماء میں ہمت وجرأت ہے تو وہ مذکورہ آیت اور تفسیری حوالہ جات کے جوابات بیان کریں۔

فضیلت ۶

دلیل ۶ :- أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ (سورۂ نور)

(ترجمہ) لوگ جو کچھ ان کی نسبت بکا کرتے ہیں اس سے یہ لوگ بری الذمہ ہیں۔ اُن (پاک لوگوں کے لئے (آخرت میں) بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔

(ترجمہ فرمان علی شیعہ ص۵۶۲)

(طرزِ استدلال) خدائے قدوس نے عائشہ صدیقہؓ کو اس آیت میں مبرا بیان فرما کر ان کی مغفرت اور بلند مرتبت پر مہر تصدیق ثبت فرمائی ہے۔

مفسر صافی کی زبردست جہالت

تفسیر صافی ص۳۱۵ کے تحت میں لکھتے ہیں کہ خبیث اور خبیثوں سے مراد حضرت معاویہؓ اور اس کے اصحاب ہیں اور طیبٰت وطیبین سے مراد سیدنا علیؓ اور اس کے اصحاب ہیں حالاں کہ بوقت نزول نہ اُن کی آپس میں چپقلش تھی اور نہ نزاع تھا۔ ناظرین فرمائیں کہ کیا یہ سراسر جہالت کا مظاہرہ نہیں۔

دلیل ۷ ۔ وبعد ازیں آیات بیان طہارت ذیل عائشہؓ می کند از تہمت و انک جمعے از منافقان مراد۔ (تفسیر منہاج الصادقین ص۵۵۹ ج۶)

(ترجمہ) ان آیات کے بعد خدا تعالیٰ نے دامن عائشہؓ کو تہمت اور منافقین کی جماعت کے بہتان سے پاک ثابت کیا ہے۔

(طرزِ استدلال) ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ مفسر نے اپنی قلم سے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اگلی آیتوں میں عائشہ صدیقہؓ کی طہارت کو بیان کیا گیا ہے کہ اس میں ایک تو اُم المومنین کی رفعت ثابت ہوئی دوسری یہ کہ مولوی قمی اور مفسر صافی کی بھی تردید ہو گئی کیوں کہ ان کے نزدیک ان آیات کے شانِ نزول کا حضرت عائشہؓ سے ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے۔

(دلیل ع۸) پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از امہات المومنین و اکابر صحابہؓ تفتیش این معنے نمودند ہمہ بطہارت ذیل من گواہی دادند۔ تفسیر منہاج الصادقین ص۲۶۱ ج ۶ سورۃ النور)

ترجمہ:۔ پس حضور علیہ السلام نے تمام اپنی بیویوں سے اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ سے میرے متعلق تفتیش فرمائی تو سب نے میرے دامن کی صفائی پیش فرمائی۔

(طرز استدلال) ملا فتح اللہ کاشانی کی اس عبارت نے واضح کر دیا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی عفت و عصمت اور تقویٰ و طہارت تمام صحابہؓ و صحابیاتؓ کے نزدیک متفق اور مجمع علیہ تھا پس اگر اس زمانہ میں اس کے خلاف کسی کی زبان طعن دراز نہ ہو سکی تو آج کسی کا کیا اعتبار۔

دلیل ع۹ ابشری یا عائشۃ فقد برءک اللہ (ج ۶ ص۲۶۱)

ترجمہ:۔ بشارت باد ترا اے عائشہ کہ حق تعالیٰ تبرئیہ تو فرمود۔ (منہاج الصادقین ص۲۶۱ ج ۶)

ترجمہ:۔ تجھے مبارک ہو اے عائشہ خدا تعالیٰ نے بذات خود تیری براءت فرما دی ہے۔

(طرز استدلال) تمام امہات المومنات کی قدر و منزلت ہمارے نزدیک مسلم ہے مگر عائشہ صدیقہؓ کو تبریک و تہنیت کے تحائف پروردگار عالم کی طرف سے موصول ہو چکے ہیں۔

دلیل ع۱۰ لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنات بانفسھم خیرا و قالوا ھذا افک مبین ؕ

ترجمہ:۔ ایسا کیوں نہ ہوا جبکہ تم نے یہ بات سن لی تھی تو ایمان والوں نے اپنے ہم مسلک لوگوں کے متعلق بھلائی کا گمان کیوں نہ کیا اور یونہی کہہ دیتے کہ یہ کھلا بہتان ہے، ۱۲۔

طرز استدلال۔ گویا خدا تعالیٰ کو عائشہ صدیقہؓ کے خلاف یہ الفاظ سننے پسند نہ آئے اس سے لولا کے ساتھ آیت کو شروع فرمایا تحریص و تشویق دی کہ یونہی کہہ دیا جاتا کہ یہ بہتان ہے اور یہ یقیناً غیر کو تو قع کے مطابق ہے۔

دلیل ع۱۱۔ حاصل معنی آنکہ بایستی کہ مومناں بعد از استماع این دروغ گماں بردندی

بعائشہ۔ (تفسیر منہاج الصادقین ج ۶ صـ ۲۶۲)

ترجمہ:۔ حاصل معنی یہ کہ مومنوں کو لائق تھا کہ اس جھوٹ کو سن لینے کے بعد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نیک گمان کرتے۔ ۱۲

(طرز استدلال) مطلب واضح ہے عیاں را چہ بیاں۔

دلیل ۱۲ ولھا بعد حرمتھا الاولیٰ۔

(نہج البلاغت ج ۲ صـ ۹۳ مطبوعہ الاستقامہ مصری)

ترجمہ:۔ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ابھی تک پہلی عزت ہے سلسبیل فصاحت صـ ۴۲۸ مطبوعہ نظامی پریس لکھنؤ

طرز استدلال۔ فوج صدیقہ رضی اللہ عنہا اور فوج حیدر کرار کے درمیان جنگ ہوئی تو اس کا نام جنگ جمل مشہور ہوا حقیقت میں یہ منافقین کی ایک چال تھی جس سے جہال کو مغالطہ لگا، عبارت مذکورہ بالا میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگرچہ میرے اور صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مابین جنگ ہوئی لیکن اس سے ان کی عزت و توقیر میرے دل سے زائل نہیں ہوئی بلکہ ان کی ویسی عزت میری نگاہوں میں باقی ہے جیسا کہ آنکھ نامدار کے زمانہ میں تھی۔

مترجم نہج البلاغۃ مؤلف سلسبیل فصاحت کی جہالت اور سفید جھوٹ

صفحہ ۴۲۸ میں ظفر مہدی نقوی نصیر آبادی مذکورہ بالا عبارت کا معنی یوں کرتے ہیں۔

اُس کے لئے اب تک پہلی حرکت ہے۔ ۱۲

میں دنیائے شیعیت کو چیلنج کرتا ہوں اگر ان میں ہمت ہے تو حُرمت کا معنے لغت کی کسی معتبر کتاب سے حرکت ثابت کریں۔

ظہور صدق کہاں ان سے ان میں تاب کہاں

سیدہ عائشہ صدیقہ رضؓ پر اہل تشیع کے چند اعتراضات
اور
اُن کے دندان شکن جوابات

پہلا طعن: - ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما۔
اہل تشیع کہتے ہیں کہ عائشہؓ اور حفصہؓ نے حضور علیہ السلام کے ایک راز کو ظاہر کر دیا تھا جس پر خدا تعالیٰ نے فرمایا اگر تم خدا کی طرف توبہ کرو تو پس تحقیق تمہارے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔ بہر حال معلوم ہوا کہ شیخین کی دونوں صاحبزادیوں کے دل حق سے ٹیڑھے ہو چکے تھے اور یہ موجب فسق ہے۔

جواب ۱: - اہل تشیع کے اعتراض کی بنا آیت مذکورہ بالا کے ترجمے سے غلط مفہوم پر ہے حقیقت یہ ہے کہ صَغَت کا معنے وہ نہیں ہے جو کہ ہمارے مخالفین نے سمجھا ہے لہٰذا ہم ذیل میں اولاً صَغَت کے لغوی معنی پر بحث کریں گے بعدہٗ آیت کا حقیقی معنے تحریر کریں گے۔

لغوی بحث

صَغَت صَغو سے ہے اور صغو کا معنے میلان ہے پس اگر کسی چیز سے میلان ہو تو عربی لغت میں اس مفہوم کو ادا کرنے کے لئے حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

زیغ ۱ ادعواء ۲ تنفر ۳ انحراف ۴

اور اگر کسی چیز کی طرف میلان ہو تو عربی لغت میں حسب ذیل الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

انابت ۱ فیٔ ۲ التفات ۳ توبتہ ۴ صغو ۵

صَغَت کے متعلق عربی اصطلاحات

(۱) صَغْوُہٗ مَعَكَ (ترجمہ) اس کا میلان تیرے ساتھ ہے۔
(۲) اصغيت الى تداني (ترجمہ) تونے اس کی طرف میلان کیا۔
(۳) ایصی یعلم بمعنی خذ ہ (ترجمہ) لڑکا خسارے کے مائل کرنے سے معلوم کیا جاتا ہے۔
(۴) صغت الشمس والنجوم (ترجمہ) سورج اور ستارے مائل ہو چکے ہیں۔
(۵) کان یصغی لها الاناء (ترجمہ) حضور علیہ السلام نے بلی کے لئے برتن کو نیچے مائل کر دیا ہے۔

مذکورہ بالا تحقیق کا نتیجہ

حاصل یہ ہوا کہ صغو کا معنی اس آیت میں مائل ہونا ہے پس جو لوگ حقیقی معنی کو چھوڑ کر غلط مفہوم کی تشہیر کرتے ہیں وہ فسادِ قلبی کا ثبوت دیتے ہیں۔

چند تائیدی جملے

اس سے پہلے کہ دو جملے تحریر کئے جائیں سمجھ لینا چاہیے کہ قد صغت قلوبکما سے پہلے ان تتوبا الی اللہ کا جملہ موجود ہے یعنی آیت یوں ہے فَاِنْ تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما گویا کہ ان تتوبا الی اللہ شرط ہے اور فقد صغت قلوبکما جزا ہے اور اس قسم کے جملے اصطلاح عرب اور قرآن مجید میں بشمار ہیں۔

(۱) ان تستفتحوا فقد جاءکم الفتح (قرآن) اگر تم فتح کے طلب گار ہو تو پس تمہارے پاس فتح آگئی ہے۔

(۲) ان یکذبوک فقد کذبت رسل من قبلک (قرآن) اگر وہ لوگ تیری تکذیب کرتے ہیں تو پس

تحقیق آپ سے پہلے نبیوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے۔

(۳) الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ (قرآن) اگر تم نے رسول کی امداد نہیں کی تو پس اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کی خود بخود امداد فرما دی۔

(۴) ان یعودوا فقد مضت سنت الاولین (قرآن مجید)

(ف) ان تمام آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ صرف ان سے جملہ شروع ہونا اور فقد کے حرف سے جزا کا بیان ہونا قرآن مجید میں شائع ذائع ہے جس کا کوئی عاقل انکار نہیں کر سکتا پس اس آیت میں بھی ان تتوبا الی اللہ شرط ہے اور فقد صغت قلوبکما جزا ہے جس کا معنے یہ ہے اگر تم دونوں بیبیاں خدا کی طرف رجوع کرو تو پس تمہارے دل خدا کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔

جواب ۲۔ جو لوگ صغت کا معنی ٹیڑھا کر کے عائشہ صدیقہ اور حفصہ مطہرہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ حقیقت میں غلطی پر ہیں اس لئے کہ اگر دل ٹیڑھا ہونے سے مراد مائل الی التوبہ ہونا ہے تو اعتراض ہی نہ رہا اور اگر اس سے معاذ اللہ کفر و فسق یا قلبی قساوت ہے تو حضور علیہ السلام نے طلاق دے کر جدا کیوں نہ کر دیا۔

اہل تشیع پر اہل سنت کے چند اعتراضات

اعتراض نمبر ۱: قرآن مجید میں ہے لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن (پ ۲۲ سورۃ احزاب رکوع ۶)

(ترجمہ) اے حبیب مکرم ان بیویوں کے بعد نہ تو تیرے لئے اور عورتوں کا کرنا حلال ہے اور نہ اس کے قائم مقام بدلنا حلال ہے اگرچہ وہ حسین و جمیل کیوں نہ ہو۔

مذکورہ بالا آیت میں خدا تعالیٰ نے حضرت صلعم کی بیویوں کی مدح و توصیف کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کو ان پر اکتفا کرنے کا حکم اور ان کے بغیر سے منع فرمایا ہے پس اگر

اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو اس آیت کا جواب دیں۔

اعتراض نمبر ۲ :- قرآنی آیات کے سیاق وسباق کا منشا یہی ہے اہل البیت سے مراد اولاً بالذات ازواج مطہرات ہیں اور ثانیاً بالعرض عترت رسول کریم ہیں پس اگر حضور علیہ السلام کی بیویاں بقول اہل تشیع قابل اعتراض تھیں تو یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کا کیا جواب ہے۔

اعتراض نمبر ۳ :- بعثت نبوی کی علت غائی یقیناً مومنین ومومنات کے قلوب کا تزکیہ اور تجلیہ ہے۔

یزکیھم ویعلمھم الکتاب متعدد مرتبہ قرآن مجید میں وارد ہے پس جو بیویاں شب و روز اور سفر وحضر میں حضورؐ کی رفیقۂ حیات رہیں اگر آپ کے تزکیہ کا اُن پر بھی اثر نہ ہو تو حضورؐ کی بعثت کا کیا مطلب رہا۔

ے دکھا سکیں نہ جو راہ منزل میں ان ستاروں کو کیا کروں گا!
جو خود ہوں محروم روشنی سے میں چاند تاروں کو کیا کروں گا،

اعتراض نمبر ۴ :- حضور علیہ السلام مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو آپ نے علی سبیل الاتفاق عائشہ صدیقہؓ کے گھر رہنا پسند کیا بدیہی امر ہے کہ عائشہ صدیقہؓ کا گھر اگر محبوب تھا تو عائشہ صدیقہؓ کی وجہ سے کیونکہ مکان سے محبت مکین کی وجہ سے ہوتی ہے، پس اگر بقول شیعہ عائشہ مبغوض تھی تو حضور علیہ السلام نے باقی بیویوں سے ان کے گھر کو ترجیح کیوں دی

اعتراض نمبر ۵ :- حضورؐ کا ارشاد ہے ہم انبیاء کا گروہ ہیں ہم وہاں دفن ہوتے ہیں جہاں وفات پاتے ہیں پس اگر اہل تشیع کے قول کو صحیح مان لیا جائے تو انہیں جواب دینا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو ایسے نامناسب مقام پر وفات دی کیوں اور آپؐ نے وہاں وفات پائی کیوں۔

اعتراض نمبر ۶ :- ترجمہ مقبول ص۸۴۲ کے حاشیہ میں ہے جہاں سے خمیر وہاں دفن پس اگر مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے تو شیعہ حضرات بتلائیں کہ عائشہ صدیقہؓ کے گھر سے

خدا تعالیٰ نے سرورِ کائنات کے جسم مقدس کا خمیر لیا کیوں اور پھر وہاں دفن کیا۔

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا!

اعتراض نمبر ۷:۔ قرآن مجید میں ہے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ (ترجمہ) اے حبیب مکرم کفار و منافقین سے جہاد کرو اور ان پر تشدد کرو۔

فرمائیے اگر بقول شما معاذ اللہ حضور کی وہ بیویاں ویسی تھیں تو حضور نے اُن پر تشدد کیوں نہ کیا۔ اگر تشدد کیا ہے تو ثابت کیا جائے، اور اگر تشدد نہیں کیا تو فرمانِ خداوندی کی تعمیل نہیں ہوئی۔

اعتراض نمبر ۸:۔ سرورِ کائنات نے جب اظہارِ نبوت فرمایا اور شریعت مطہرہ کا علم لہرایا اس کے بعد کفار و مشرکین یا بدمذہب منافقین کے ساتھ نکاح کرنا جائز رہا یا نہ اگر جائز رہا تو ولا تنکحوا المشرکت حتی یومن کا کیا جواب ہے جس کا معنی یہ ہے کہ مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ ایمان لے آئیں۔

اگر ناجائز تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے ساتھ آپ نے نکاح کیوں کیا۔

اعتراض نمبر ۹:۔ عائشہ صدیقہ رضہ کے متعلق حضور کو حقیقت حال کی خبر تھی یا نہ، اگر تھی تو علیحدہ کیوں نہ کیا اور اگر خبر نہیں تھی تو بقول شما عالم کان وما یکون کہاں رہے۔

اعتراض نمبر ۱۰:۔ ہماری کتابوں سے وہ صحیح حدیث پیش کیجئے جس میں حضور علیہ السلام نے ان کے عدمِ ایمان پر نص فرمائی ہو۔

اہل تشیع کا اہل سنت پر دوسرا اعتراض

قرآن مجید میں ہے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ یعنے اپنے گھروں میں رہ جاؤ اور

ظاہر ہے کہ یہ خطاب جہاں باقی عورتوں کے لئے ہے وہاں حضور علیہ السلام کی ازواج بھی مستثنیٰ نہیں، پس سیدہ عائشہ رض کا حضرت علیؓ کے مقابلہ میں نکلنا قرآن مجید کے حکم کے خلاف ہے۔

جواب ۱:۔ قَرْنَ کا مطلب اگر یہ ہے کہ گھر سے مطلقاً نکلنا بھی ناجائز ہے تو یہ غالباً فریقین کے نزدیک غیر مسلّم ہے اور اگر قَرْنَ کا معنٰے یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کی طرح بے نقاب ہو کر بغیر ضرورت شرعیہ کے عورتیں گھر سے باہر نہ نکلیں تو یہ تمہارے نزدیک بھی مسلّم ہے اور کسی سمجھ دار کے نزدیک باعث اعتراض بھی نہیں پس معترض کو چاہیئے کہ آیت کا ترجمہ کرتے وقت ہوش و عقل سے کام لے۔

جواب ۲:۔ اہل تشیع کے اعتراض کی بنا اس پر ہے کہ عائشہ صدیقہ رض مدینہ مقدسہ سے باہر جنگ کے لئے تشریف لے گئیں اور یہاں کے لئے ناجائز تھا اس بنا پر انہیں یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ کیا حضرت عائشہ صدیقہ رض مدینہ مقدسہ سے نکلیں یا حضرت علی مرتضیٰ رض اگر یہ ثابت ہو جائے کہ زوجۂ مصطفےٰ مکہ معظمہ سے واپس ہو رہیں اور راستے میں فوج علیؓ نے جا کر راستہ بند کر دیا تو محبوبۂ محبوبِ خدا یقیناً اس الزام سے بری ہیں۔

پس حقیقت یہ ہے کہ عائشہ صدیقہ رض مکہ معظمہ میں حج کرنے کو تشریف لے گئیں اِدھر مدینہ میں بلوائیوں نے خلیفہ رسول حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ان کو وہاں خبر پہنچی تو فوراً وطن (مدینہ) کو لوٹیں راستے میں جنگ جمل واقع ہوئی جس میں مخالفین نے اپنا پورا پارٹ ادا کیا۔

پس حضرت عائشہ رض کا نہ تو اس غرض سے نکلنا ثابت ہوا اور نہ اعتراض وارد ہوا اگر اہل تشیع میں ہمت ہے تو صحیح ثبوت بہم پہنچائیں۔

اہل سنّت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات

اعتراض نمبر ا:۔ عائشہ صدیقہ رض مدینہ مقدسہ سے حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں یا

جنگ کی خاطر اگر حج کے لئے تشریف لے گئی تھیں تو نص صریح سے امتناعی حوالہ پیش کیا جائے اور اگر جنگ کی خاطر گئی تھیں تو اہلسنت کی صحیح روایت پیش کی جائے۔

اعتراض نمبر ۲:۔ جس وقت عائشہؓ مدینہ سے باہر گئی تھیں کیا وہ تاریخ اور شہادت عثمانؓ کی تاریخ ایک تھی یا مختلف اگر ایک تھیں تو یقیناً خلاف واقعہ ہے اور اگر مختلف تھیں تو اعتراض ہی نہ رہا۔

اعتراض نمبر ۳:۔ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ آپ صرف اس لئے گھر سے باہر نکلی تھیں تو فرمائیے اس میں ان کا کیا قصور تھا قصاص کا طلب کرنا خلاف شرع تھا واضح کیا جائے۔

اعتراض نمبر ۴:۔ تمام اہل تشیع اس پر متفق ہیں کہ سیدہ فاطمہؓ مطالبۂ فدک کے لئے تمام عورتوں سمیت گھر سے باہر نکل کر ابوبکر صدیقؓ کے دربار میں آئیں۔

چنانچہ جلاء العیون فارسی مطبوعہ تہران صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۲ میں ہے۔

چوں خبر و باآں حضرت (فاطمہؓ) رسید۔

فرمائیے قرن کا حکم سیدہ فاطمہؓ پر بھی شامل تھا یا نہ اگر شامل نہ تھا تو کیوں اور اگر شامل تھا تو گھر سے باہر کیوں گئیں۔ ماھو جوابکم فھو جوابنا

اعتراض نمبر ۵:۔ جلاء العیون صفحہ ۱۳ میں ہے پس حضرت بازنان بنی ہاشم بمسجد درآمدند وزنان بنی ہاشم پردہ درپیش روئے آنحضرت آویختند برائے آنکہ بحجت حق تعالیٰ رابرآں تمام کند۔۱۲۔

اس عبارت سے مکرر سیدہ کا گھر سے باہر نکلنا شیعوں کی معتبر کتاب سے ثابت ہے۔

اہل تشیع کا تیسرا اعتراض

سیدنا علیؓ کے دور خلافت میں زوجۂ رسول کریم حضرت عائشہؓ نے حضرت علیؓ سے

جنگ کی حالانکہ برحق خلیفہ سے بغاوت کرنا جائز تھا۔

جواب ۱: جو لوگ جنگ جمل کی بغاوت سے تعبیر کرتے ہیں وہ حقیقت میں جہل کا ثبوت دیتے ہیں تاریخ کسی کے سیاہ و سفید کو نہیں چھوڑتی حقیقت یہ ہے کہ حضرت عائشہ رض مکہ معظمہ کو حج کے لئے تشریف لے گئیں تو پیچھے دشمنوں نے خلیفہ رسول کو قتل کر دیا۔ قتل کرنے والے سبائی پارٹی کے غنڈے تھے مدینۃ الرسول اور کھلے بندوں دشمنوں کا حملہ کر کے ایک خلیفۃ المسلمین کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت قتل کر دینا کوئی تھوڑا سانحہ تھا حضرت عائشہ صدیقہ رض ام المومنین کا درجہ رکھتی تھیں ان کے لئے حضرت عثمان رض بھی فرزند تھے اور حضرت علی رض بھی انہیں خطرہ تھا کہ ایک بیٹا تو آج مارا گیا ہے عدانحواستہ اگر دشمنوں کو تلاش نہ کیا گیا اور قاتلین کا سراغ نہ نکالا گیا تو کل دوسرے فرزند کے متعلق یہی سننے میں آئے گا اس لئے ضروری ہے کہ قاتلین کو تلاش کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے اسی غرض سے آپ کے ساتھ کافی سے زیادہ لوگ ساتھ ہو لئے جب آپ مقام جمل پر پہنچیں تو ادھر قاتلین عثمان رض کے پیٹ میں درد پڑنا شروع ہوا وہ چونکہ جلد بازی سے حضرت علی رض سے بیعت ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے مشورہ دیا کہ عائشہ رض آپ پر حملہ کرنا چاہتی ہے آپ ہمیں منع نہ کریں ہم ضرور ان کے مقابلہ میں جمع ہوں گے اگر انہوں نے حملہ کیا تو جواب دیں گے ورنہ ہمیں لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے طوعاً کرہاً اجازت دے دی اُدھر حضرت عائشہ رض نے ایک قاصد بھیج کر اطلاع دی کہ علی مرتضےٰ رض نہ تو میں تیری مخالف ہوں اور نہ معاند حقیقت یہ ہے کہ میرا جلدی لوٹنا محض قاتلین اور غنڈوں کی تلاش کے لئے ہے اُمید ہے آپ میری اس میں معاونت فرمائیں گے قاصد کا پہنچنا تھا کہ حضرت علی رض کے چہرے سے اطمینان کے اثرات نمودار ہونے لگے آپ نے فرمایا آپ صرف آنے والی رات تک صبر سے کام لیں کل انشاء اللہ تحقیق کر کے معاندین کو شریعت کے مطابق سزا دی جائے گی۔

قاصد واپس لوٹا تو سبائی پارٹی نے جاسوسوں کے ذریعہ حضرت علی رض اور حضرت عائشہ صدیقہ رض

کے باہمی مشورے سے اطلاع پاکر مشورہ کیا طے یہ ہوا کہ آدھی رات کے وقت امیر المومنین کو بتائے بغیر دونوں فوجوں پر دھاوا کر دیا جائے تاکہ اگر ہم نہ رہیں تو وہ بھی نہ رہیں چنانچہ جب رات ہوئی تو غنڈوں نے حملہ کر دیا سیدنا علیؓ کی فوج نے سمجھا کہ عائشہ صدیقہؓ کا قصور ہے اور عائشہ صدیقہؓ کی فوج نے سمجھا کہ حضرت علیؓ کا قصور ہے سارا دن جنگ میں گزر گیا جنگ میں عائشہ صدیقہؓ کے لشکر کو شکست ہوئی حضرت حسنؓ کو حضرت علیؓ نے بھیجا کہ ام المومنین کو جا کر گھر پہنچائیں شام کو امیر المومنین اور ام المومنین کی ملاقات ہوئی تو دونوں نے انا للہ پڑھ کر بے خبری کا ثبوت دیا اور ایک دوسرے پر رضا کا اقرار کیا یہ ہے اصلی واقعہ جسے توڑ مروڑ کر مخالفین طرح طرح کے طعن کیا کرتے ہیں مزید تفصیل تاریخ اسلام مصنفہ مولانا معین الدین ندوی اعظم گڑھی میں ملاحظہ فرمائیں۔

بحث متعلق سیدنا معاویہؓ

سیدنا معاویہؓ کے فضائل

استدلال علے۔ والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار الذين اتبعوهم رضی الله عنهم ورضوا عنه واعدّ لهم جنت تجری من تحتها الانهار خالدين فيها ابدا ذالك الفوز العظيم۔

(ترجمہ) ایمان کی طرف مہاجرین و انصار میں سے سبقت لے جانے والے اور جن لوگوں نے نیکی میں ان کی پیروی کی خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور تیار کر دیا اللہ نے ان کے لئے بہشت جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہاں میں ہمیشہ رہیں گے

یہی بڑی کامیابی ہے۔ ۱۲۔

طرز استدلال:۔ مذکورہ بالا آیت میں تین قسم کے گروہوں کے متعلق رضاء خداوندی کا سارٹیفکیٹ اور بہشت بریں کا مژدہ دیا گیا ہے۔

(ا) وہ لوگ جو مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ مقدسہ پہنچے۔

(ب) وہ لوگ جو مدینہ منورہ میں حضورؐ کے حامی اور مددگار بنے۔

(ج) وہ لوگ جو مہاجرین و انصارؓ کے دین حق اور مذہب صادق میں متبع ہوئے۔ ظاہر ہے کہ پہلے دو گروہوں میں حضرت معاویہؓ نہیں آ سکتے لیکن تیسرے گروہ سے بھی کسی صورت خارج نہیں ہو سکتے۔

متبعین کے اقسام

متبعین کی دو قسم ہیں ایک وہ جن کو حضور علیہ السلام کا دیدار نصیب ہوا اور دوسرے وہ جن کو وہ مبارک عہد تو نصیب نہ ہوا، البتہ عقائد و اعمال میں موافق و مطابق رہے اگرچہ مذکورہ آیت میں ان دونوں قسموں کے لئے جنت کا دخول اور دخول کے بعد خلود کی بشارت موجود ہے لیکن پہلا قسم دوسرے قسم سے اعلیٰ افضل اور طیب ہے جس کا کوئی ذی شعور اور عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔

استدلال ۲۷:۔ ابن بابویہ بسند معتبر از ابی امامہ روایت کردہ است کہ حضرت رسولؐ فرمود کہ خوشحال کسیکہ مرا ببیند و ایمان آورد و بمن پس ہفت مرتبہ گفت۔ ایں را بحوالہ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۷ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ۔

ترجمہ:۔ ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ ابو امامہ سے نقل کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عجیب قسمت ہے اس شخص کی جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لایا پس آپ نے یہ بات تقریباً سات مرتبہ دہرائی۔

طرزِ استدلال: شیعی روایت سے یہ تو بخوبی واضح ہوگیا کہ حضور علیہ السلام کو ایمانی حالت میں دیکھنے والا بڑا ہی خوش قسمت ہے اور یہ مسئلہ اہلسنت کے ہاں بھی مسلّم ہے اب فریقین میں کوئی بھی ایسا نہیں جو سیدنا معاویہؓ کے صحابی اور زمانۂ رسالت میں ایمان لانے کا منکر ہو پس یہ امر متحقق ہوا تو سیدنا معاویہؓ کے خوش قسمت ہونے میں ذرہ برابر بھی شک نہ رہا۔

استدلال ۳: بسند حسن از حضرت صادق روایت کردہ است کہ اصحاب رسول خدا دوازدہ ہزار نفر بودند ہشت ہزار نفر از مدینہ و دو ہزار از اہل مکہ و دو ہزار نفر از آزاد کردہ ہا۔ (حیات القلوب ص۵۲۲ ج ۲ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

(ترجمہ) امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ بارہ ہزار تھے جن میں سے آٹھ ہزار جوان مدینے سے اور دو ہزار مکہ سے اور دو ہزار غلام آزاد کئے ہوئے تھے۔

طرزِ استدلال: حضرت جعفر صادق نے صحابہؓ کی تعداد اپنی معلومات کے ماتحت جتنا بھی اُن سے ہو سکا بیان فرما دی ظاہر ہے کہ حضرت معاویہؓ صحابہؓ میں سے تھے۔

استدلال ۴: بسند دیگر از حضرت رسول روایت کردہ است کہ آنحضرت فرمود خوشحال کسیکہ مرا دیدہ باشد و خوشحال کسیکہ کسی را دیدہ باشد کہ او مرا دیدہ باشد و خوشحال کسیکہ کسے را دیدہ باشد کہ او کسے را دیدہ باشد کہ او مرا دیدہ باشد۔

(بحوالہ حیات القلوب ج ۲ ص۵۲۲ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

(ترجمہ) دوسری سند کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا خوش قسمت ہے مجھے دیکھنے والا یعنی صحابی اور تابعی اور تبع تابعی۔

طرزِ استدلال: سیدنا معاویہؓ اُن خوش قسمت انسانوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالتِ ایمان دیکھا اور خدا تعالیٰ نے ان کو خدمت کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔

استدلال ۵۸ :- شیخ طوسی بسند معتبر از حضرت امیر المومنین روایت کردہ است کہ آنحضرت فرمودہ کہ وصیت میکنم شما با صحاب پیغمبر شما کہ ایشاں را دشنام ندہید اصحاب پیغمبر شما آنانند کہ بعد از و بدعتی در دین نکردہ باشند و صاحب بدعتی را پناہ ندادہ باشند بدرستیکہ حضرت رسول ایں جماعت را بمن سفارش کرد (حیات القلوب ص ۵۸۴ ج ۲)

(ترجمہ) شیخ طوسی نے معتبر سند کے ساتھ حضرت علیؓ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو گالیاں نہ دینا اور اصحاب پیغمبر وہ ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے بدعت نہ کی ہو اور صاحب بدعت کو پناہ نہ دی ہو حضور علیہ السلام نے اس جماعت کی میرے پاس سفارش فرمائی تھی۔

طرز استدلال :- مذکورہ بالا کے تین ٹکڑے ہیں حصہ اول (دشنام ندہید تک ہے اور حصہ دوم ندادہ باشند تک ہے اور حصہ سوم آخر تک پہلا اور تیسرا حصہ حضرت علیؓ کا فرمان ہے اور درمیان والا حصہ ادخال راوی ہے یعنی راوی نے اپنی طرف سے بڑھا کر قول علیؓ میں ملا دیا ہے تاکہ پڑھنے والا امتیاز نہ کر سکے اور وہ یوں کہ مذکورہ تعریف صحابہؓ کے متعلق نہ تو حضور علیہ السلام سے ثابت ہو سکی ہے اور نہ کسی صحابی سے پس صحابیؓ کی یہ تعریف صرف اس روایت میں آئی ہے جس کے لئے فریقین کی کتابوں میں ذرہ برابر بھی تائید موجود نہیں۔

فی الجملہ روز روشن کی طرح آنحضرت کے صحابہؓ کی شان اور عزت واضح ہو گئی اور حضرت علیؓ کے قول سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ گئی کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کو عزیز تھے اور ان کو گالیاں دینے والا بارگاہ نبوت میں مغضوب معتوب مطرود اور مردود ہے۔

استدلال ۵۹ :- بسند دیگر روایت کردہ است از عبد اللہ جہنی کہ گفت روزے در خدمت رسول خدا بودیم ناگاہ دو سوار پیدا شدند چوں آں حضرت ایشاں را مشاہدہ نمود فرمود کہ ایں دو کس از قبیلہ مذحج اند چوں نزدیک آمدند معلوم شد کہ از آں قبیلہ اند پس یکے از انہا نزدیک آنحضرت آمد کہ بیعت نماید چوں آں حضرت دست اور اگرفت برائے

بیعت گفت یارسول اللہ مرا خبردہ کہ کسے کہ ترا بیند وایمان بتو بیا ورد و تصدیق تو نماید و متابعت تو کند چہ ثواب از برائے او ہست حضرت فرمود کہ طوبیٰ از برائے اوست پس باحضرت بیعت کرد و برگشت و دیگرے نزدیک آمد و دست حضرت راگرفت وگفت یارسول اللہ مرا خبردہ کہ کسے کہ ایمان بتو آورد و سخن تو باور کند و پیروی تو نماید و ترا ندیدہ باشد چہ ثواب برائے اوست حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ طوبیٰ از برائے اوست پس بیعت کرد و برگشت۔

(ترجمہ) دوسری سند کے ساتھ روایت ہے عبداللہ جہنی نے کہا ایک دن ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ دو سوار نمودار ہوئے جب آپ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ قبیلہ مذحج سے تعلق رکھتے ہیں جب نزدیک آئے تو پتہ چلا کہ واقعی وہ قبیلہ مذحج کے فرد ہیں پس ان میں سے ایک حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا حضور علیہ السلام نے جب اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے دریافت کیا کہ جو شخص آپ کو دیکھ لیتا ہے اور ایمان بھی لے آتا ہے اور تصدیق بھی کر لیتا ہے اور آپ کی اتباع بھی کرتا ہے پس اس کے لئے کیا ثواب ہے آپ نے جواب دیا اس کے لئے خوشخبری ہے پس آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور چوم لیا۔ بعدہٗ دوسرا آیا اور حضرت کا ہاتھ لے کر عرض کی یارسول اللہ مجھے خبر دیجئے جو شخص آپ پر ایمان لاتا ہے اور آپ کے سخن پر اعتبار کر لیتا ہے اور آپ کی پیروی بھی کرتا ہے مگر زیارت سے مشرف نہیں ہوا اس کے لئے کیا ثواب ہے۔

آپ نے فرمایا اس کے لئے خوشخبری ہے پس بیعت ہو کر چلا گیا۔ ۱۲۔

طرز استدلال:۔ مذکورہ بالا روایت صحابہ کرامؓ کی مقبولیت اور نگاہ نبوت میں معزز و موقر ہونے پر دلیل ہے طوبیٰ کا استحقاق اولاً بالذات صحابہ کرام کے لئے اور بعدہٗ تابعین کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک پیغام رحمت اور پیام برکت ہے اور حضرت معاویہؓ بھی یقیناً اسی درجہ رفیعہ کے مستحق ہیں۔

اہل تشیع کی طرف سے ایک سوال اور اس کا جواب

شیعہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا احادیث میں مطلقاً صحابہ کرامؓ کے فضائل ومناقب اور مدائح اور محامد درج ہیں اس میں کہیں بھی معاویہ بن سفیان کا ذکر نہیں ہے۔

الجواب: علی سبیل العموم ہم نے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظام کی مقبولیت کے دلائل پیش کر دیئے۔ اب جب تک انہیں روایات سے انہیں سندات کے ساتھ سیدنا معاویہؓ کا اخراج ثابت نہ کریں گے۔ یہ دلائل ان پر حجت رہیں گے اور ہمارے لئے مفید رہیں گے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا!

استدلال ۱۔ من کتاب لہ علیہ السلام

كتبه الى اهل الامصار يقص فيه ما جرى بينه وبين اهل صفين وكان بدء امرنا انا التقينا والقوم من اهل الشام والظاهر ان ربنا واحد ونبينا واحد ودعوتنا فى الاسلام واحدة ولا نستزيدهم فى الايمان بالله والتصديق برسوله ولا يستزيدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فيه من دم عثمان ونحن منه براء۔ (نہج البلاغۃ ج ۳ ص —)

(ترجمہ) : حضرت علیؓ کا خط جو کہ آپ نے تمام شہروں میں آ ویزاں کرنے کے لئے لکھا آپ نے اس میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے جو کہ آپ کے اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہوئی تھی۔

ہماری بے شک لڑائی ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اور اُن کا رب ایک ہے نبی ایک ہے اسلام کی طرف دعوت بھی ایک ہے نہ ہم توحید و رسالت کے ساتھ ایمان لانے میں اُن سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں دینی امر ایک ہے صرف اختلاف قصاص سیدنا عثمانؓ کے متعلق تھا جس سے ہم یقیناً بری ہیں۔

طرز استدلال اور فوائد :۔

(ا) حضرت علیؓ کا قول شیعی کتاب سے منقول ہے اور اہل تشیع پر حجت ہے۔
(ب) حضرت علیؓ نے ایسا خط اس لئے شہروں کے بورڈوں پر آویزاں کیا تاکہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان غلط پروپیگنڈہ ختم ہو جائے اور حقیقت حال سے دنیا با خبر ہو جائے۔
(ج) حضرت علیؓ نے یہ واضح کر دیا کہ معاویہؓ اور ان کا عقیدہ ایک تھا۔

۱۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا رب ایک تھا۔
۲۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا نبی ایک تھا۔
۳۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اسلام ایک تھا۔
۴۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ ایک دوسرے سے ایمان اسلام تصدیق برسول اللہ میں زیادہ نہ تھے۔
۵۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا آپس میں اختلاف دم عثمانؓ میں تھا اور بس جس سے حضرت علیؓ نے برأت کا اظہار کر دیا۔

نتیجہ :۔ اب جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کی مذہبی کیفیت واضح کر دی ہے تو اہل تشیع کو چاہیے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے حق میں ناشائستہ الفاظ استعمال نہ کریں۔

اہل تشیع کا پہلا اعتراض اور اس کا جواب

بہت سے تمہارے اہل سنت حضرات امیر معاویہؓ کے خلاف ہیں پس اہل تشیع کو اس میں منفرد سمجھنا غلط ہے۔

الجواب :۔ اہلسنت کے نزدیک حضرت معاویہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کرام میں سے ایک تھے صحابی رسول ہونے کی حیثیت سے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت

علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کوئی فرق نہیں البتہ مراتب کی حیثیت سے نہ وہ مہاجرین میں داخل ہیں اور نہ انصار میں پس اس حقیقت سے باقی حضرات کو ان پر فضیلت دینا بدیہیات سے ہے جس کا کوئی منکر نہیں لہٰذا جو اہل سنت سیدنا معاویہؓ سے بغض رکھتے ہیں وہ حقیقت میں مذہب حقہ سے ناآشنا ہیں ذیل میں اہل سنت کی کتابوں میں سے ان کے مناقب و فضائل نقل کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرماویں۔

فضیلت ۱:۔

ثم انزل اللّٰہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المؤمنین وانزل جنودا لم تروھا وعذاب الذین کفروا (قرآن)

الوعبد الرحمٰن اسلم وابوہ یوم فتح مکہ وشھد حنینا (تاریخ الخلفاء ص۱۳۵)

ترجمہ حدیث و قرآن

طرز استدلال:۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو صاحب نبوت کے گروہ میں سے تھے اپنی سکینت (رحمت) نازل فرمائی اور کفار کو معذب بنایا اور ظاہر ہے کہ حضرت معاویہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جو کہ حنین میں حاضر ہوئے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کے مستحق بنے اور یہی تاریخ الخلفاء کی عبارت آیت کے مفہوم کے ساتھ جوڑ ہے۔

فضیلت ۲:۔

وکان احد الکتاب لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم روی لہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مائۃ حدیث وثلثۃ وستون حدیثاً۔

ترجمہ:۔ حضرت معاویہؓ حضور علیہ السلام کے کاتبین میں سے ایک تھے (یعنی قرآن مجید جس وقت نازل ہوتا تھا تو حضور علیہ السلام جہاں علی مرتضیٰؓ اور باقی حضرات سے

لکھواتے تھے وہاں حضرت معاویہؓ سے بھی قرآن مجید لکھوایا کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ جب تک کاتب میں حسب ذیل صفات نہ ہوں تب تک قرآن مجید کی کتابت کے لئے انتخاب غلط ہے۔

(صفت اوّل) کاتب کے لئے دیانت دار ہونا ضروری ہے کیونکہ جب تک لکھنے والا دیانت دار نہ ہو تب تک قرآن مجید اُس کے حوالے کرنا غلط ہے۔

(صفت دوم) لا یمسہ الا المطھرون کے پیش نظر کاتب کا پاکیزہ ہونا بھی ضروری ہے۔

(صفت سوم) کاتب قرآن کا ایمان دار ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ بے ایمان کا نہ قرآن سے تعلق ہے اور نہ حضورؐ بے ایمانوں سے قرآن لکھوا سکتے ہیں۔

(صفت چہارم) فہم سلیم کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ جب تک کاتب قرآن ذوق سلیم اور فہم کامل کا مالک نہ ہو تب تک کاتب نہیں بن سکتا، جب کہ ایسے اشخاص سے لغزش کا خطرہ ہے اور بحمد اللہ سیدنا معاویہؓ انہیں صفات اربعہ کے مالک تھے۔

فضیلت ۳:۔

ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال لمعویۃ اللھم اجعلہ ھادیا و مھدیا۔ (تاریخ الخلفاء بحوالہ ترمذی شریف)

(ترجمہ) بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ معاویہؓ کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔

طرز استدلال: حضورؐ کی دعا بلا اثر نہیں جاتی بحمد اللہ حضرت معاویہؓ ہر دو صفتوں سے موصوف ہوئے۔

فضیلت ۴:۔

عن العرباض ابن ساریۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم علم معاویۃ الکتاب والحساب (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۶)

ترجمہ:۔ عرباض بن ساریہ کہتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام سے سُنا تھا وہ فرماتے تھے اے اللہ معاویہؓ کو کتاب اور حساب کا علم سکھا۔

طرزِ استدلال:۔ بحمد اللہ دعاءِ حضورؐ کی حرف بحرف منظور ہوئی اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم ایسا دیا کہ فہمِ قرآن بھی حاصل اور کتابت بھی اور حساب کے سلسلے میں امارت اور بادشاہی نصیب ہوئی۔

پس مذکورہ روایات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ سیدنا معاویہؓ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔

استدلال ع ۹:۔

عن زید بن وھب الجھنی قال لما طعن الحسن بالمدائن تھیتہ وھو متوجع فقلت ما ترٰی یا ابن رسول اللہ فان الناس متحیرون فقال ارٰی واللہ ان معاویۃ خیرٌ لی من ھؤلاء یزعمون انھم لی شیعۃ۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۶۳)

ترجمہ:۔ زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ جب امام حسنؓ کو بیعتِ معاویہؓ کے سلسلے میں طعنے دیئے گئے میں آپ کے پاس آیا آپ کو اس وقت بڑی تکلیف تھی پس میں نے عرض کی اے حضرت رسول کریمؐ کے فرزند لوگ حیران ہیں آپ نے یہ کیا کیا معاویہؓ سے بیعت کر لی، آپ نے فرمایا خدا کی قسم بلاشبہ حضرت معاویہؓ میرے لئے ان شیعوں سے بہتر ہے جو کہ میری محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

طرزِ استدلال:۔ سیدنا معاویہؓ سے امام حسنؓ کا بیعت ہونا اور اس کا تمام شیعوں سے ان کو بہتر سمجھنا یقیناً سیدنا معاویہؓ کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے مذکورہ بالا عبارت میں حسب ذیل امور موجود ہیں۔

۱:۔ سیدنا حسنؓ کے نزدیک امیر معاویہؓ بیعت کے اہل تھے۔

۲:۔ سیدنا حسنؓ نے حلفیہ بیان اس لئے دیا کہ حضرت معاویہؓ کے متعلق لوگوں کی غلط فہمیاں

دور ہو جائیں۔

۲۔ سیدنا حسنؓ نے حلفیہ بیان اس لئے دیا کہ حضرت معاویہؓ سے بیعت ہو کر بتا دیا کہ حضرت امیر معاویہؓ عترت رسولؐ کے دشمن نہ تھے۔

استدلال ۳ ۔ کلینی بسند معتبر از امام محمد باقر روایت کردہ است صلح کہ حضرت امام حسنؑ با معاویہؓ کرد برائے امت بہتر بود از دنیا وما فیہا۔ (جلاء العیون ص ۱۹۲)

ترجمہ ۔ کلینی نے سند معتبر کے ساتھ امام محمد باقرؑ سے روایت کیا ہے کہ وہ صلح جو کہ امام حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے کی اُمت کے لئے دنیا وما فیہا سے بہتر تھی۔

طرز استدلال ۔ اگر امیر معاویہؓ بیعت کے لائق نہ ہوتے تو حضرت امام حسنؓ بیعت نہ کرتے اور امام محمد باقرؑ اسے دنیا وما فیہا سے بہتر نہ کہتے۔

اہل تشیع کا دوسرا اعتراض اور اس کا جواب

بعض ذاکرین یہ کہتے ہیں کہ یہ مصالحت تھی بیعت نہیں تھی لہٰذا اہل سنت کا یہ مشہور کرنا کہ امام حسنؓ نے بیعت کی تھی غلط ہے صلح تو مشرکین سے بھی حضورؐ نے کی تھی۔

(جواب) احتجاج طبرسی میں وضاحت کے ساتھ بیعت کا لفظ موجود ہے۔ عبارت ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:۔ لما صالح الحسن بن علی ابن ابی طالب معاویۃ بن ابی سفیان دخل علیہ الناس فلامہ بعضھم علی بیعتہ فقال ویحکم لا تدرون ما عملت واللہ الذی عملت خیر لشیعتی۔ (احتجاج طبرسی ص ۱۴۸)

ترجمہ ۔ جب کہ حضرت حسنؓ نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی لوگ حضرت حسنؓ کے پاس آکر بعض ان میں سے حضرت حسنؓ کو اس کے بیعت کر لینے پر ملامت کرنے لگے آپ نے جواب دیا نہایت افسوس ہے بھلا تم جانتے ہی کیا ہو جو کچھ میں جانتا ہوں خدا کی قسم جو کچھ میں نے کیا ہے میرے تابعداروں کے لئے بہتر ہے۔

اس عبارت کے بعد شیعوں کا اعتراض نہ رہا۔

استدلال ۱۱:۔ بدرستیکہ من بیعت کردم باین واشارہ کرد بمعاویہؓ۔

(جلاء العیون صفحہ ۲۶۱ مطبوعہ تہران)

ترجمہ بے شک میں نے اس کی بیعت قبول کر لی ہے اور امام حسنؓ نے اشارہ حضرت معاویہؓ کی طرف کیا۔

طرز استدلال:۔ حضرت حسنؓ نے بیعت کا اقرار کر کے شیعوں کو قیامت تک کے لئے ساکت صامت کر دیا، اب یا تو یہ لوگ امام حسنؓ کی امامت اور دانائی کا انکار کریں اور یا حضرت معاویہؓ کی عظمت کا اقرار کریں تیسرا چور دروازہ نہ ہم نے آج تک مخالف کو تلاش کرنے دیا ہے اور نہ کرنے دیں گے۔

اہل تشیع کا تیسرا اعتراض

حضرت علیؓ کی عظمت مسلم ہے امیر معاویہؓ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے آنا حیران کن ہے۔

جواب ۱:۔ حضرت عائشہؓ کی عظمت قرآنی آیات کے پیش نظر مسلم ہے حضرت علیؓ کا ان کے مقابلہ میں جنگ کے لئے شہر مدینہ سے آنا اس سے کہیں زیادہ حیران کن ہے جبکہ حضرت علیؓ بمنزلہ اولاد کے تھے اور حضرت عائشہؓ بمنزلہ والدہ ہے اور قرآن مجید میں فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما وقل لهما قولا کریما بھی موجود ہے کہ ماں باپ کو نہ تو اف کرنے کی اجازت ہے اور نہ جھڑکنے کی بلکہ اگر حکم ہے تو قول کریم کا۔

جواب ۲:۔ مذہبی جنگ نہ تھی بلکہ یہ جھڑپیں ایک غلط فہمی کی بنا پر تھیں جس میں حق پر فریقین کے نزدیک حضرت علیؓ تھے اور اجتہادی غلطی کا صادر ہونا ناممکن نہیں بلکہ بشری مقتضیات میں سے ہے انسانی کمزوریوں سے کوئی بھی بغیر انبیاء کے خالی نہیں لیکن

ان کمزوریوں سے کسی کے عمل کو داغ دار تو کیا جا سکتا ہے مگر اس کے ایمان پر خط نسخ نہیں کھینچا جا سکتا جب کہ اس کے ۔ المیت علی الایمان کی شہادت نہج البلاغۃ میں حضرت علیؓ نے دے دی ہے اور حضرات حسنینؓ نے بیعت منظور کر کے اپنے والد کریم کے مضمون پر مؤیدانہ مہر ثبت کر دی ہے۔ (رجال کشی ص۲۷ مطبوعہ بمبئی میں ہے۔)

استدلال ۱۲: قال سمعت اباعبد اللہ علیہ السلام یقول ان معاویۃ کتب الی الحسن بن علی صلوات اللہ علیہما ان اقدم انت والحسین واصحاب علی فخرج معہم قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری فقدموا الشام فاذن لہم معاویۃ واعدلہم الخطباء فقال یا حسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین علیہ السلام قم فبایع فقام فبایع ثم قال یا قیس قم فبایع فالتفت الی حسین علیہ ینظر ما یامرہ فقال یا قیس انہ امامی یعنی الحسنؑ۔

ترجمہ: رجال کشی ص۱۰۲ مطبوعہ بمبئی (شیعوں کی معتبر کتاب) میں ہے راوی کہتا ہے کہ میں نے امام محمد باقرؒ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ حضرت معاویہؓ نے سیدنا حسنؓ کی طرف والا نامہ بھیجا کہ آپ حضرت حسینؓ کو لے کر میرے پاس تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ حضرت علیؓ کے ساتھی بھی ہونے چاہئیں۔ پس حضرات حسنینؓ کے ساتھ قیس بن عبادہ الانصاری بھی چلے آئے پس جب سب کے سب شام میں آ گئے تو امیر معاویہؓ نے ان کو دربار میں آنے کی اجازت دی اور ان کی آمد پر ان کی مدح و ثنا کے خطیب مقرر کئے پھر امیر معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا آپ تشریف لائیے اور بیعت کیجئے پس حضرت حسنؓ اٹھے اور بیعت کی بعدہ سیدنا حسینؓ نے کہا اے قیس اٹھو اور بیعت کرو پس قیس نے رضا حاصل کرنے کے لئے حضرت سیدنا حسینؓ کی طرف التفات کیا اور وہ اس لئے آپ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ دیکھئے بارگاہ حسینیت سے کیا ارشاد ہوتا ہے تو آپ یعنی حضرت حسینؓ نے فرمایا اے قیس بلاشبہ حضرت حسنؓ میرا مقتدا ہے امام ہے اس نے بیعت

کرلی ہے تو تیرے متعلق ہمیں کیا انکار ہو سکتا ہے۔

بحث متعلق صداقت مذہب اہل سنت

سب سے پہلے مذہب حقہ اہل سنت کے دلائل کے سلسلے میں کلام الٰہی سے استنباط کیا جائے گا، بعدہ شیعی کتب سے تائیدی عبارتیں پیش کی جائیں گی۔

استدلال ۱:۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (پ۱)

ترجمہ:۔ چلا ہم کو سیدھی راہ۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام کیا۔

طرز استدلال:۔ مذکورہ بالا آیت میں پروردگار عالم نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں مقبولیت کے لئے ایک بے مثال دعا کی تلقین فرمائی ہے جو کہ مذہب حقہ کی جان ہے۔

صراط مستقیم کا مدعی ہر اہل مذہب ہے مگر معتبر وہ ہے جس کا تخیل مالک صراط کی تشریح و بیان کے مطابق ہو۔ خدائے قدوس نے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ بیان فرما کر واضح کر دیا ہے کہ وہ لوگ سچائی کے راستے پر ہیں جن پر میرے انعامات ہو گئے ہیں جو میرے احسانات سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

منعم علیہم کی تلاش اور انعام کی قسمیں

انعام دو قسم کے ہیں عمومی اور خصوصی۔ عمومی انعامات میں شمس و قمر بھی ہے شجر و حجر بھی حیوانات بھی ہیں اور نباتات بھی آنکھ بھی ہے اور قوت باصرہ بھی زبان بھی ہے اور قوت متکلمہ بھی دماغ بھی ہے اور قوت ذہنیہ بھی مال و اولاد بھی ہیں اور زمین و مکان بھی غرض ہر ایک انسان کے لئے الگ الگ قسم کی نعمتیں ہیں جن سے انسان کو خدا تعالیٰ

نے مشرف فرمایا ہے لیکن ان سب نعمتوں کا خلاصہ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت خاصہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہی ہیں اور بس۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم۔

ترجمہ:۔ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان کیا ہے جبکہ اُن کے نفوس سے اپنے پیارے رسول کو ان میں بھیج دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رحمۃ العالمین کی ذات مقدس کو خدا تعالیٰ نے اولاً بالذات جن کے پاس بھیجا اور جنہوں نے سب سے پہلے اس نعمت عظیمہ کی قدر کرتے ہوئے قبول کیا وہ کون ہیں تو آثر سے ثابت ہے کہ جوانوں میں سے اگر اس پیارے کی آواز پر لبیک کہا تو صدیق اکبر نے اور بچوں میں سے اگر کلمۂ توحید کو قبول کیا تو حیدر کرار نے عورتوں میں سب سے پہلے اگر ایمان لائی تو خدیجۃ الکبریٰ اور غلاموں میں اگر دربارِ نبوت کی کسی کو غلامی نصیب ہوئی تو زید بن حارثہ کو یہی وہ مقدس گروہ ہے جنہوں نے سب سے پہلے اُس نعمت کی قدر کی اور خدا کے ایمان کو ہار بنا کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔

خلاصۃ الکلام

یہ چار ہستیاں سب کی سب ہمارے نزدیک باعزت قابل صد تعظیم اور لائق صد تکریم ہیں لیکن اگر امعان النظر سے دیکھا جائے تو ہر ایک کا مقام امتیازی طور پر الگ الگ نظر آتا ہے۔

(۱) خدیجۃ الکبریٰؓ کے متعلق ہمیں تسلیم ہے کہ وہ سیدہ کی ماں ہیں اور حضرتؐ کی فراخ دستی کا سبب ہیں لیکن رسالتؐ و نبوت کی تصدیق و تائید کے لئے شہادت کا انحصار ان پر نہیں کیا جا سکتا جبکہ حضورؐ کی بیوی بھی تھیں اور از قسم مستورات بھی۔

(۲) زید بن حارثہ غلام ہیں، غلام کی شہادت کی کیا وقعت۔

(۳) سیدنا علی مرتضیٰؓ جب ایمان لاتے ہیں تو آپ کی عمر تقریباً ۸ سال کی ہے عدم بلوغ

کے وقت اتنا بڑی شہادت کے متعلق آپ ہی فیصلہ کیجئے۔

باقی صرف صدیق اکبرؓ ہی ہیں جن کی کوشش و تصدیق نے اظہار رسالت کے پہلے دن سے ہی عالم اسلام کو فائدہ دیا اور آپ نے اس نعمتِ عظمیٰ کو کما حقہٗ قبول و منظور کیا اور ان کا مذہب یقیناً اہل سنّت ہے۔

حقانیت مذہب اہل سنّت پر دوسرا استدلال

الٓمٓ ہ ذالك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين الذين يومنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة ومما رزقنهم ينفقون ہ والذين يومنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يوقنون۔

ترجمہ:۔ یہ وہی کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں متقین کے لئے رہنما ہے متقین وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں نماز کو قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال سے خرچ کرتے ہیں جو قرآن اور توریت و انجیل پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور قیامت پر یقین کرتے ہیں۔ ۱۲

طرز استدلال: سورۂ بقر کی یہ ابتدائی آیت سارے قرآن کے مضامین کے لئے بمنزلہ تمہید کے ہے اس میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱) قرآن مجید کے اس مجموعہ میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

(۲) متقی لوگ بھی اگر ہدایت کی راہ لیتے ہیں تو قرآن سے۔

(۳) متقین کے اوصاف یہ ہیں۔

(ا) غیب پر ایمان۔

(ب) اوقات و ارکان کی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز ادا کرنا۔

(ج) اللہ کے دیئے ہوئے سے بحکم شرع خرچ کرنا۔

(د) قرآن مجید پر ایمان لانا اور باقی کتب سماوی کو برحق جاننا۔
(ر) آخرت پر یقین رکھنا۔
مذکورہ بالا صفات میں امر ۱ پر بحمد اللہ کامل اور مکمل ایمان رکھتے ہیں تو اہل سنت ورنہ روافض کا تو یہ حال ہے کہ ان کو اس مجموعے پر یقین نہیں جس کی پوری تفصیل اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱ کے مبحث ۲ میں بنظر غائر دیکھ لی جائے، نیز اس کے علاوہ میری تصنیف رد المطاعن حصہ ۲ کا مطالعہ بھی کر لیا جائے۔ مزید براں متقین کے اوصاف میں (د) میں یہ صفت بیان کی گئی ہے قرآن مجید پر ایمان لانا بحمد اللہ قرآن مجید پر ایمان اور اس کی پوری خدمت اگر حصے میں آئی ہے تو اہلسنت کے بس کیا اہلسنت کی حقانیت کو یہ روز روشن سے واضح دلیل نہیں۔

مذہب اہلِ سُنّت کی حقانیت پر تیسرا استدلال

ھدی للمتقین پ۱ (ترجمہ) (قرآن مجید) متقین کے لئے رہنما ہے۔
طرز استدلال:۔ قرآنی ارشاد کے مطابق قرآن جب متقین کے لئے رہنما ٹھہرا تو ہمیں قرآن سے متقین کی نشاندہی کرنی ہے کہ وہ کون ہیں اور ان کی کیا علامت ہے۔ ان القرآن یفسر بعضہ بعضا کے پیش نظر متقین کے متعلق حسب ذیل ارشاد الٰہی ملاحظہ فرمائیں:۔ ان اولیآءہ الا المتقون ط
یعنے متقین کے بغیر بیت اللہ (مسجد حرام) کے وارث اور کوئی نہیں ہیں۔ فرمائیے۔ روز اول سے (یعنی جب سے محمدی مذہب شروع ہوا۔۱۲۔) تا حال مسجد حرام کے وارث کون ہیں۔ بیت اللہ کی خدمت کا شرف خدا تعالیٰ نے کس فرقے کو مرحمت فرمایا مجاورت کعبہ کس قوم کو نصیب ہوئی صاحب سنت (رسول اکرم ﷺ) سے لے کر تا حال فرمائیے بغیر اہلسنت کے کسی کو قبضہ نصیب ہوا۔ اگر خدا تعالیٰ کا فیصلہ اٹل

ہے اور قانون الٰہی ہیں ہیر پھیر ممکن نہیں تو یقین کیجئے کہ مذہب اہلسنت کے خدام ہی
کہنے اللہ کے اولیاء وارث ہیں اور قرآن انہیں حضرات کا رہتا ہے اور خدا تعالیٰ نے
اپنے قرآن کو اسی جماعت کے بیان سے ہی شروع فرمایا ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ!

مذہب اہل سنّت کی حقانیت پر چوتھا استدلال

فان امنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا وان تولوا فانما هم فی شقاق

ترجمہ:۔ پس اگر ایمان لائیں اسی طرح جس طرح تم ایمان لائے ہو تو پس ہدایت یافتہ ہو
گئے اور اگر پھر گئے تو پس بلاشبہ وہ بڑی بدبختی میں ہیں۔

طرز استدلال:۔ مذکورہ بالا آیت میں صحابہ کرامؓ کے ایمان کو لوگوں کے ایمان کی
مقبولیت کا معیار بنایا گیا ہے یعنی دربار خداوندی میں وہی ایمان قابل قبول ہے جو
صحابہ کرامؓ کے ایمان سے ملتا جلتا ہو پس اگر صحابہ کرامؓ سچے مذہب پر نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ
نہ اُن کے ایمان کی اہمیت بتلاتے اور نہ ان کے ایمان کو معیار بناتے ظاہر ہے کہ اہل تشیع
صحابہ کرامؓ کی شان کے قائل ہیں اور نہ ایمان کے بحمد اللہ اہلسنّت ہی ایک جماعت ہے
جو ان کو ایمان دار بھی سمجھتی ہے اور ایمان داروں کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت بھی۔

صحابہؓ کی اطاعت دین حق کا جزو اعظم ہے

مذہب اہل سنّت کی حقانیت پہ پانچواں استدلال!

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

ترجمہ:۔ اللہ ایمان والوں کا دوست ہے ان کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لیتا ہے

طرزِ استدلال: خدا تعالیٰ کا ہر زمانہ میں یہی طریق کار رہا ہے کہ جو بھی کفر سے نکل کر مذہب حقہ کی آغوش میں آتا جائے اسے اپنے دامن عطوفت میں لیتے جائیں اور ان کے دارشد بن کر اسے ہر قسم کی تاریکی سے نکال کر اسلام کے نور میں داخل کرتے جائیں یہی دستورِ خدائے قدوس کا روزِ اول سے جاری و ساری ہے۔

لیکن زمانۂ نبوی سے قرب و بُعد کے اثرات اگر مختلف نہ ہوتے تو سرورِ کائنات کو خیر القرون قرنی کہنے کی ضرورت نہ پڑتی مومن ہر عہد کے قابلِ قدر ہیں لیکن خیر القرون (زمانۂ نبوی) کے مسلمانوں کو وہ امتیاز حاصل ہے جو کسی کو نہیں (فضائل سیدنا معاویہؓ کی بحث میں شیعی کتب سے چند مرویات میں نے ازیں قسم نقل کر دی ہیں وہاں ملاحظہ فرمالیں۔)

اگر یہ قاعدہ مسلمات میں سے ہے تو کوئی فردِ بشر اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ زمانہ کی حیثیت سے جتنا قرب اور تقدم بڑھتا جائے گا اتنا خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش مزید در مزید ہوتی جائے گی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یقیناً ایسی نوازشات سے نوازے گئے۔

(۱) بالخصوص سیدنا ابی بکرؓ اور سیدنا عمرؓ۔ اول الذکر کا کیا کہنا حضورؐ نے نبوت کا اظہار فرمایا تو کفر کی تاریکی سے نکل کر دامنِ رسالتؐ میں پناہ نصیب ہوئی۔ نور ع۱

(۲) حضورؐ نے مکہ چھوڑ کر مدینے کا سفر اختیار کیا تو صدیق اکبرؓ کو رفاقتِ نبوی نصیب ہوئی۔ نور ع۲

(۳) حضورؐ ابھی بسترِ مرض پر ہیں تو صدیق اکبرؓ کو سرورِ کائنات کا مصلیٰ نصیب ہوا۔ نور ع۳

(۴) حضورؐ نے دنیائے اسلام کو داغِ مفارقت دیا تو صدیق اکبرؓ کو منبرِ نبوی نصیب ہوا۔ نور ع۴

(۵) صدیق اکبرؓ کی وفات ہوئی تو روضۂ رسولؐ میں جگہ ملی۔ نور ع۵

نتیجۂ استدلال

پس باتیں دو ہیں یا تو اہل تشیع مذکورہ بالا مقامات کے نور ہونے کا انکار کریں یا اقرار

اگر انکار کریں گے تو راز منکشف ہو جائے گا اور قیامت تک اُمتِ مسلمہ کے سامنے بولنے کے قابل نہیں رہیں گے، اور اگر اقرار کریں گے تو پھنسیں گے، کیونکہ جن کو یہ نوری مقام نصیب ہوئے وہی ظلمت سے نکالے گئے اور انہیں کی وراثت خدا تعالیٰ نے لی ہے۔

سو واضح ہو گیا کہ ان ہی لوگوں کا مذہب برحق تھا جبکہ وہ سب کے سب اہلسنت تھے اور اہلسنت کا مذہب بھی نوری مذہب ٹھہرا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ!

حقانیت مذہب پر چھٹا استدلال

ھو الذی یصلی علیکم و ملئکتہ لیخرجکم من الظلمت الی النور ۔

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جو تم پر (اے صحابہ کرامؓ) رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے تاکہ تم کو اللہ تعالیٰ ظلمت سے روشنی کی طرف نکال لے۔

طرزِ استدلال:۔ خطاب اس وقت کے ایمانداروں سے ہے جو زمانہ نبوی میں ایمان لائے انہیں متعدد اندھیروں سے اُجالے میں لایا گیا اور انہیں پر پروردگار عالم اور ملائکہ کی طرف سے رحمتیں نازل ہو رہی ہیں، خواص اور خاص الخاص کا اندازہ خود لگا لیجئے پھر دیکھئے کہ مذہب اہلسنت کی تائید ہوتی ہے یا نہ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حقانیت مذہب پر ساتواں استدلال

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام

ویخرجہم من الظلمت الی النور ؕ

ترجمہ:- بلاشبہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے دو چیزیں آئیں نور رسالت اور کتاب ہدایت اس کتاب کے ذریعہ خداتعالیٰ رہنمائی سیدھی راہ کی اس شخص کی کرتے ہیں جو اس کی رضا کا طلب گار ہو اور اسے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے جاتے ہیں۔

طرز استدلال:- خداتعالیٰ نے اپنی ربوبیت والوہیت کی ترجمانی کے لئے دو چیزیں ارسال فرمائیں۔

- (۱) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
- (۲) قرآن مجید کتاب اللہ۔

آقائے نامدار نے دعویٰ ظاہر کیا تو قرآن نے اس کی تائید میں واضح دلائل پیش کئے پس جن لوگوں نے مان لیا ان کو دو چیزیں حاصل ہوئیں۔

- (۱) سُبل السلام۔ (سلامتی کی راہ)
- (۲) اندھیروں سے نکل کر اُجالے میں آنا۔

اور انہیں نعمتوں سے مشرف ہونیوالے یقیناً صحابہ کرامؓ ہیں اور وہ اہلسنت ہیں۔

صداقت مذہب پر آٹھواں استدلال

کتاب انزلنٰہ الیک لیخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربہم الی صراط العزیز۔ (پ۱۳۔ رکوع ۱۱)

ترجمہ:- یہ کتاب ہے ہم نے اسے تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف اللہ کی اجازت سے اللہ کی راہ کی طرف نکالیں۔

طرزِ استدلال:- نزول قرآن کی علت غائی بھی یہی ہے کہ لوگوں کو ظلمت سے نکال کر نور اسلام میں لایا جائے۔

باذن ربھم کی قید بڑھا کر پروردگار عالم نے واضح کر دیا کہ منشائے ایزدی بھی اسی میں ہے کہ اندھیروں سے نکلیں اور اجالے میں آئیں۔
صراط العزیز سے بتا دیا کہ وہ لوگ جس راستے پر چلیں گے وہ خدائی راستہ ہو گا۔ اب صحابہ کرامؓ کے راستے کو یا تو خدائی پر تسلیم کریں اور یا آیت سے انکار کریں اگر انکار کرتے ہیں تو انکار قرآن ہے اور اگر خدائی راستہ تسلیم کرتے ہیں تو مذہب اہلسنت کی حقانیت جلوہ گر ہوتی ہے۔ ؎

عجب مشکل میں آیا بیٹنے والا جیب و داماں کا
ادھر ٹانکا اُدھر اُدھڑا اُدھر ٹانکا اِدھر اُدھڑا

حقانیت مذہب پر نواں استدلال

ھو الذی ینزل علی عبدہ آیات بینات لیخرجکم من الظلمت الی النور ان اللہ بکم لرؤف الرحیم۔ (پ ۲۷)

ترجمہ: ۔ خدا تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے نبی پر کھلی آیتیں نازل فرمائیں تاکہ تم کو ظلمت سے نور کی طرف نکال لے بلاشبہ خدا تعالیٰ تم پر رؤف الرحیم ہے۔

طرز استدلال: حضور پر کھلی آیتیں نازل کی گئیں تنزیل و نزول آیات کی علت صحابہ کرامؓ کو نور میں لانا بتلایا گیا ہے تو ہمارے مذہب کی صداقت میں کون سا شبہ باقی رہ سکتا ہے۔

اہل تشیع کی طرف سے ایک شبہ اور اس کا جواب

شیعی مولویوں کی یہ عادت ہے کہ جہاں بھی قرآن مجید میں مدحیہ آیتیں پائیں گے وہ عترت رسولؐ کے حق میں بتلائیں گے۔ فعلیٰ ہذا یہاں بھی وہ کہا کرتے ہیں کہ یہ اور اس

قسم کی دیگر آیتیں تمام کی تمام عترت رسول کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

جواب:۔ یہ شبہ قطعاً بے بنیاد ہے اور اس تخیل کی حقیقت ہباءً منثوراً سے کم نہیں۔

وجہ یہ ہے اہل تشیع کے مذہب میں تمام ائمہ کرام خلقی طور پر معصوم ہیں ان سے نہ گناہ سرزد ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے، حالانکہ ان آیات میں ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن اور رسولؐ اس لئے دنیا میں تشریف لائے ہیں تاکہ وہ تم کو ظلمات سے نکال کر ہدایت میں لے آئیں پس اہل تشیع ان آیات سے استدلال کریں گے تو ائمہ کرامؒ کی معصومیت کا انکار کریں گے اور یہ ان کے لئے زہر کا کڑوا گھونٹ ہے اور اگر صحابہ کرامؓ کے حق میں ان آیات کو تسلیم کریں گے تو ان کا مذہب باطل ہو جائے گا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم!
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

حقانیت مذہب پر دسواں استدلال

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه۔

ترجمہ:۔ اور ایمان میں سبقت کرنے والے مہاجرین و انصار میں سے اور جو لوگ ان کے تابعدار ہیں شریعت میں خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے۔

طرز استدلال:۔ رضا کا سرٹیفکیٹ خداوند عالم کی طرف سے تین گروہوں کو عطا ہوا ہے۔

(ا) جو لوگ مکہ معظمہ چھوڑ کر سرور کائنات کے اشارے پر مدینہ منورہ چلے گئے۔

(ب) جنہوں نے مدینہ منورہ میں آنے والے مہمانوں کی قدر کی اور حوصلہ افزائی کی۔

(ج) جن لوگوں نے ان دونوں گروہوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی بسر کی۔
اصطلاح عرب میں پہلے حضرات کو مہاجر کہا جاتا اور دوسروں کو انصار اور تیسرا گروہ آجکل وہ ہے جسے اہلسنت سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں نہ صحابہ کرامؓ کے متعلق کچھ رنج ہے اور نہ عترتِ رسولؐ کے متعلق شکایت ہے دونوں کو اپنا مقتدا مانتے ہیں اور دونوں کی اتباع اور اقتداء میں اپنی نجات۔

حقانیت مذہب پر گیارھواں استدلال

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شہیداً
ترجمہ :۔ اللہ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر اس لئے بھیجا تا کہ مذہب حق کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور اس پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

طرز استدلال :۔ اس آیت میں حسب ذیل امور کو بیان کیا گیا ہے۔

- (۱) تعارف خداوندی۔
- (۲) عترتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
- (۳) تقویتِ پیغام کے لئے قرآن اور کلمۂ توحید۔
- (۴) ادیان باطلہ پر دین حق کا غلبہ۔

باہمی ربط و نسق :۔

ان امور اربعہ کا باہمی تعلق اس طرح پر ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے تعارف کے لئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ان کی تائید کے لئے قرآن (الھدیٰ) اور اسلام (دین الحق) نازل فرمائے۔

ان سے مقصود یہ ہے کہ دین حق کا جمیع ادیان پر غلبہ اور اقتدار ہو اسلام کا بول بالا ہو اور کفر کا منہ کالا ہو، چنانچہ تاریخ اسلام اور واقعات عالم شاہد ہیں کہ سرور دو عالمؐ

کے زمانۂ اقدس میں اسلام عرب سے باہر نہ نکل سکا البتہ اس پیشین گوئی کا نتیجہ فاروق اعظمؓ کے زمانۂ خلافت میں ہویدا ہوا۔

پس اگر ان کے زمانہ کو دورِ نبوت کی تفسیر و تشریح یا تائید و تصدیق نہ سمجھا جائے تو نہ قرآن بیکار رہتا ہے اور نہ پیشین گوئی رہا یہ تخیل کہ مہدیؑ آئیں گے اور آکر دین کو غالب کریں گے، اوّل تو مسلمانوں کے دو بڑے طبقوں میں بھی اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ آئیں گے مگر پیدا ہو کر آئیں گے اور کچھ لوگ کہتے ہیں پیدا تو تیرہ سو سال سے ہو چکے ہیں وہ کسی مصلحت کی بناء پر غار سُرّمن رای میں چھپ کر گوشہ نشین بن کر بیٹھے ہوئے ہیں ایک وقت آئے گا وہ باہر نکلیں گے رسول کریمؐ اور حیدر کرار اپنی اپنی قبروں سے نکل کر ان کے دست حق پرست پر بیعت کریں گے اور ان کے مُریدیں گے، وہ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ یزید، معاویہؓ، عائشہ صدیقہؓ وغیرہم کو زندہ کر کے خاطر خواہ سزائیں دیں گے۔ (حق الیقین بالرجعت) پس جن کے متعلق اختلاف ہے وہ سکوت عنہ کے درجے میں رہے اور جن کے ذریعے سے دین نے دنیا کے گوشے گوشے میں اپنے نور سے ضیا پاشی فرمائی وہ یقیناً مقبول خدا تھے اور انہیں کا مذہب حق ہے اور وہ یقیناً اہلسنت تھے۔

حقانیت مذہب پر بارہواں استدلال

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم۔

طرزِ استدلال:۔ پوری تفسیر و تشریح حصہ اوّل میں لکھ چکا ہوں یہاں صرف یہ بیان کرنا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حسب وعدہ جن خلفاء کو منصب خلافت پر فائز المرام فرمایا انہیں کے دین اور مذہب کو کائنات میں غلبہ نصیب ہوا اور جن خلفاء کو غلبہ اور اقتدار نصیب ہوا وہ یقیناً اہلسنت ہی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ واقعی مذہب اہلسنت برحق ہے۔

حقانیت مذہب پر تیرہواں استدلال

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

ترجمہ :- جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا یہ لوگ ہیں جن کے لئے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

طرز استدلال :- کھرا ایمان لانے والوں اور ایمان میں شرک، اور ظلم و عدوان کی ملاوٹ نہ کرنے والوں کو بحمد اللہ حسب وعدہ الٰہی امن نصیب ہوا اور انہیں کے متعلق ہدایت یافتہ ہونے کی بشارت فرمائی۔

حقانیت مذہب پر چودہواں استدلال

لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَیْرٰتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (پ)

ترجمہ :- لیکن رسولؐ اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان دار ہیں جہاد کرتے ہیں اُن کے اموال و نفس سے اور ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں خدا تعالےٰ نے ان کے لئے ایسی بہشتیں تیار کی ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے۔

طرز استدلال :- سیاق آیات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت منافقین کے مقابل گروہ کے حق میں نازل ہوئی ہے کیونکہ منافقین کی حرکتیں سابقہ آیت میں جو سطور ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) استاذنک اولوا الطول منھم اجازتیں لیتے ہیں۔

(۲) ذرنا نکن خدنا ہمیں چھوڑ دیجئے ہم نہیں چلتے۔

(۳) رضوا مع الخوالف پیچھے رہنے والوں کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔

اور بحمد اللہ صحابہ کرامؓ ان تینوں بیماریوں سے پاک تھے انہوں نے جان بھی دی اور مال بھی قربان کیا انہیں کے لئے بھلائی اور انہیں کے لئے فلاح، اب جب وہ فلاح والے ہوں گے تو ان کے متبعین یقیناً فلاح پائیں گے۔

حقانیت مذہب پر پندرہواں استدلال

قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتہم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم اوما ملکت ایمانھم فمن ابتغیٰ وراء ذالک فاولئک ھم العادون۔ (پ۱۸)

ترجمہ:۔ بلاشبہ مومن کامیاب ہوگئے، مومن وہ لوگ ہیں جو نمازوں میں خشوع کرتے ہیں لغو سے اعراض کرتے ہیں اور تزکیہ نفس کرتے ہیں اور اپنے فروج کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی عورتوں اور لونڈیوں پر۔

پس جو شخص اس کے علاوہ طلب کرے گا پس وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

طرز استدلال:۔ مذکورہ بالا آیت میں دو گروہوں کو علی سبیل التقابل ذکر کیا گیا ہے۔

(۱) جو لوگ اپنے فروج کی حفاظت کرتے ہیں لیکن اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے اپنے وجود کو محفوظ نہیں رکھتے بلکہ ان کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہیں۔

(۲) جو لوگ اس کے علاوہ (متعہ) وغیرہ کے متلاشی ہیں۔

پس متلاشیان متعہ وغیرہ کو (عادون) شریعت کی حدود کو توڑنے والا بتایا گیا ہے۔

اور تارکین متعہ کو مفلحون (کامیاب ہونے والا) بتایا گیا ہے۔

سو بحمد اللہ اہلسنت چونکہ متعہ کے منکر ہیں اور فی زمانہ اس کی منسوخیت کے قائل ہیں لہٰذا یہی کامیاب ہیں اور یہی فوز و فلاح کے لائق ہیں۔

حقانیت مذہب پر سولہواں استدلال

اما اھل السنۃ فالمتمسکون بما سنۃ اللہ لھم و رسولہ۔

(احتجاج طبرسی صث مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ:۔ بہر حال اہلسنت پس مضبوط پکڑنے والے ہیں اس طریقہ کو جو کہ خدا اور اس کے پیارے رسولؐ نے اُن کے لئے تیار کر دیا ہے۔

طرز استدلال: حضرت علیؓ کا یہ اعلان اہل تشیع کے لئے عبرت کا ایک تازیانہ ہے اور مذہب اہلسنت قبول کر لینے پر مصر ہے۔

کوفے کی جامع مسجد، منبر رسولؐ، جمعہ کا روز اور اس قدر واضح بیان کس قدر بے مثیل اور بے عدیل ہے۔

حقانیت مذہب پر سترہواں استدلال

من قولہ علیہ السلام سیھلک فی صنفان محب مفرط یذھب بہ الحب الی غیر الحق و مبغض مفرط یذھب بہ البغض الی غیر الحق و خیر الناس فی حالاً النمط الاوسط فالزموہ۔

(نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۱۱ مطبوعہ مصری الاستقامہ)

ترجمہ:۔ ہلاک ہوں گے میرے متعلق دو گروہ حد سے زیادہ محبت رکھنے والے جو محبت کی وجہ سے حق کی راہ کو چھوڑ دے اور بغض رکھنے والا بغض کی وجہ سے غیر حق کا طالب ہو۔ میرے متعلق سیدھی راہ پر چلنے والا وہ ہے جو میانہ روی اختیار کرے ایسے شخص کو لازم پکڑ لو۔

طرز استدلال: سیدنا علی مرتضےٰؓ نے مذکورہ خطبہ میں تین گروہوں کا ذکر کیا ہے۔

(۱) اہل تشیع کا... جو حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔
(۲) خوارج کا... معاذ اللہ جو سیدنا علیؓ اور ان کی جماعت کو دائرہ ایمان سے خارج سمجھتے ہیں۔
(۳) اہلسنت کا... جو بفضلہ تعالیٰ سیدنا علیؓ کے نقش قدم چلنے پر اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

حقانیت مذہب پر اٹھارواں استدلال

و الزموا السواد الاعظم فان ید اللہ علی الجماعۃ ایاکم و الفرقۃ فان الشاذ من الناس للشیطن کما ان الشاذ من الغنم للذئب الا من دعی الی ھذا الشعار فاقتلوہ ولو کان تحت عمامتی ھذا۔ (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۱۱)

ترجمہ:- سوادِ اعظم (بڑی جماعت) کو لازم پکڑو اس لئے کہ بلاشبہ اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے فرقہ بازی سے بچو کیونکہ جماعت سے علیحدہ ہونے والا شیطان کے حصے کا ہے جیسا کہ ریوڑ سے الگ چلنے والی بکری بھیڑیے کا حصہ ہوا کرتی ہے خبردار جو جماعت سے علیحدگی کی طرف بلائے اسے قتل کر دو اگرچہ وہ میری اس دستار کے نیچے بھی کیوں نہ ہو۔

طرزِ استدلال۔ اہلسنت والجماعت کی تائید اور شیعہ فرقہ کی تردید واضح طور پر سیدنا علیؓ نے فرما دی ہے، عیاں را چہ بیاں۔

حقانیت مذہب پر اُنیسواں (۱۹) استدلال

من کلام لہ علیہ السلام لعمر ابن الخطاب وقد استشارہ فی غزوۃ الفرس بنفسہ ان ھذا الامر لم یکن نصرہ ولا خذ لانہ بکثرۃ ولا قلۃ وھو دین اللہ الذی اظھرہ وجندہ الذی اعدہ و امدہ (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۹)

ترجمہ :۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے عمر بن الخطابؓ کو غزوۂ فرس کے متعلق مشورے کے سلسلے میں حسب ذیل جملے فرمائے۔

(۱) بلاشبہ اس دین کا معاملہ یعنی اس کی نصرت و خذلان فوج کی قلت یا کثرت پر مبنی نہیں ہے۔

(۲) یہ خدا کا اپنا دین ہے جس دین کو خدا نے خود غالب کر دیا ہے۔

(۳) خدا کا اپنا لشکر ہے جس کو اس نے خود تیار کیا اور پھیلایا ہے۔

طرزِ استدلال :۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے واضح طور پر فرما دیا کہ اے عمرؓ تیرے دور میں دین متین بلندی اور غلبے پر ہے اور تیرا لشکر دنیا کے طول و عرض تک پھیل چکا ہے۔ پس جس مذہب کے غلبے کو حضرت علیؓ نے برحق تسلیم کیا ہے اور اس کے غلبے کا اقرار کیا ہے وہ یقیناً وہی مذہب تھا جس کو فاروق اعظمؓ نے اپنایا ہوا تھا پس ثابت ہوا کہ وہی مذہب حضرت علیؓ کے نزدیک صحیح تھا اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت تھا۔

حقانیت مذہب پر بیسواں استدلال

والعرب الیوم وان کانوا قلیلا فھم کثیرون بالاسلام عزیزون بالاجتماع ۔ (نہج البلاغۃ ج ۲ ص۳۹)

ترجمہ :۔ عرب کے مسلمان ان دنوں اگرچہ تعداد میں تھوڑے ہیں پس وہ اسلام کی حیثیت سے کثرت میں ہیں اور اجتماع کی حیثیت سے غالب ہیں۔

طرزِ استدلال :۔ یہ سیدنا علی مرتضیٰؓ کے ملفوظات اہلسنت کے لئے اہل تشیع پر بطور حجت کے رہیں گے کیونکہ اگر فاروق اعظمؓ کے دور میں مذہب حنفیہ کو غلبہ و اقتدار نہ ہوتا۔

تو مذکورہ بالا الفاظ استعمال نہ کر سکتے۔

آپ نے کنیوون بالاسلام فرماکر اس دور کے مسلمانوں کے صحیح الایمان ہونے پر مہر تصدیق کر دی ہے اور وہ یقیناً مذہب اہلسنت کے دلدادہ تھے۔

حقانیت مذہب پر اکیسواں ۲۱ استدلال

ابن بابویہ روایت کردہ است کہ چوں کلنگ اول را زد سنگ راشکست و فرمودہ اللہ اکبر کلید ہائے شام را خدا بمن داد بخدا سوگند کہ قصر ہائے سرخ او را می بینم پس کلنگ دیگر راز دو ثلث دیگر را بشکست وگفت اللہ اکبر خدا کلید ہائے ملک فارس را بمن داد بخدا سوگند الحال قصر سپید مدائن را می بینم بچوں کلنگ سوم را زد باقی سنگ جدا شد گفت اللہ اکبر کلید ہائے یمن بمن داد بخدا سوگند کہ دروازہ ہائے صنعاء را می بینم۔

(حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۴۴۸-۴۴۹)

ترجمہ :- ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز خندق جب پہلی مرتبہ بسولا لگایا تو پتھر کا تیسرا حصہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے شام کی چابیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم میں شام کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں پس دوسری دفعہ پتھر پر وار کیا تو دوسری تہائی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے ملک فارس کی چابیاں عنایت فرمائی ہیں خدا کی قسم اب میں مدائن کے سفید محل دیکھ رہا ہوں جب آپ نے تیسری مرتبہ پتھر پر وار کیا تو باقی پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا تعالیٰ نے مجھے یمن کی چابیاں عنایت فرمادی ہیں خدا کی قسم میں صنعا کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔

طرز استدلال :- ظاہر ہے کہ یہی ملک نہ حضرتؐ کے ہاتھ پر فتح ہوئے اور نہ آپ کے زمانہ میں حضورؐ کی وفات ہوئی ابو بکر صدیقؓ تخت خلافت پر متمکن ہوئے آپ کے بعد فاروق اعظمؓ کی باری آئی تو فتوحات کا ہر طرف سے دروازہ کھل پڑا انہیں کے

دورِ خلافت میں یمن فتح ہوا اور انہیں کے عہدِ حکومت میں فارس۔
اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروقی فتوحات کو نبوی فتوحات نہ کہا جائے اور آپ کے عہد میں دین کی ترقی کو بحیح اسلام کی ترقی تصور نہ کیا جائے تو حضورؐ کا غلبۂ اسلام کی تعبیر ثابت کرنا ناممکن سی نظر آتی ہے۔
پس علی سبیل اللزوم اقرار کرنا پڑے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشف زمانہ عمرؓ میں پورا ہوا اور فاروق اعظمؓ کا مذہب یقیناً صحیح مذہب تھا۔

حقانیت مذہب پر بائیسواں ۲۲ استدلال

ثم قام وتهيأ للصلوٰة وحضر المسجد وصلّی خلف ابی بکر (احتجاج طبرسی ص۵۹)
ترجمہ:- بعدہٗ حضرت علیؓ اٹھے اور نماز کے لئے تیاری کر کے مسجد نبوی میں تشریف لائے اور ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔
طرز استدلال:- صدیق اکبرؓ کے پیچھے حضرت علیؓ کا نماز پڑھنا یقیناً ہمارے مذہب کی حقانیت کی دلیل ہے کیونکہ اگر آپؓ صحیح مذہب پر نہ ہوتے تو سیدنا حیدر کرارؓ صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز نہ پڑھتے۔

تائیدات:-

بعینہٖ یہی روایت مرآۃ العقول ص۳۸۸ شرح الفروع والاصول مصنفہ ملا باقر مجلسی (مطبوعہ نجف اشرف) میں بھی موجود ہے۔ اسی طرح جلاء العیون ص۱۵ ضمیمہ ترجمہ مقبول ص۱۵ مطبوعہ بک ڈپو کرشن نگر لاہور میں بھی ہے۔
انتباہ!:- اہل تشیع اس عبارت کے رد کرنے کے لئے بے انتہا کوشش کرتے ہیں چنانچہ میرے زمانہ تک شیعی علماء نے جتنے مکر کئے ہیں وہ میں نے ایک رسالہ میں لکھ دیئے ہیں اور ان کی تردید بھی ساتھ ساتھ کر دی ہے ناظرین پڑھیں اور لطف اٹھائیں

اس رسالے کا نام التحقیق الجلی فی صلوٰۃ علی ہے۔

حقانیت مذہب پر تنتیسواں استدلال

من کتاب علیہ السلام الی معاویۃ انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی ما بایعوھم علیہ فلم یکن للشاھد ان یختار ولا للغائب ان یرد انما الشوریٰ للمہاجرین و الانصار فان اجتمعوا علی رجل و سموہ اماما کان ذالک للہ رضا فان خرج من امرھم خارج بطعن او بدعۃ ردوہ الی ما خرج منہ فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المومنین۔
(نہج البلاغۃ ج ۳ ص۸ مطبوعہ الاستقامہ مصریہ)

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کے پاس یہ خط لکھا تھا۔ بلاشبہ جو قوم جس مذہب پر ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ کی بیعت ہوئی تھی وہی قوم اسی مذہب پر میری بیعت ہوئی ہے پس حاضر کے لئے اختیار کا حق نہیں اور غائب کے لئے رد کرنے کا حق مہاجرین و انصارؓ کو ہے پس اگر وہ جمع ہو کر کسی کو امام چن لیں خدا کی اس میں رضا ہوتی ہے پس اگر کوئی خارجی طعن کر کے اس فیصلے سے نکل جائے تو چونکہ اس نے مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر غیر مسلمین کا راستہ اختیار کیا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے پہلے اُسے لوٹا دیں وہاں جہاں سے وہ نکلا ہے اور اگر وہ انکار کرے تو اس کے ساتھ جہاد کریں۔

طرز استدلال:۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے اس عبارت میں دو جملے ایسے بیان فرمائے ہیں جن پر اہلسنّت کو ناز ہے اور جن میں مذہب اہلسنّت کی حقانیت کا ثبوت ہے
(۱) علی ما بایعوھم علیہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر خلفائے ثلاثہ کے مذہب کو حضرت علیؓ برحق نہ سمجھتے تو مہاجرین و انصارؓ کو اس مذہب پر بیعت نہ کرتے۔
(۲) علی اتباعہ غیر سبیل المومنین معلوم ہوا کہ خلفاء ثلاثہ اور مہاجرین و انصارؓ کے

مشورے کو تسلیم کر لینا ایمان ہے اور اس سے انحراف دین سے انحراف ہے۔

حقانیت مذہب پر چوبیسواں (۲۴) استدلال

قالت ان الغلبة تکون للمسلمین ۔

(ثمرۃ العقول شرح الفروع والاصول صفحہ ۳۹۶ ج ۲ مصنفہ ملا باقر مجلسی)

ترجمہ :۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا نے فرمایا بیشک غلبہ مسلمانوں کو ہی نصیب ہو گا۔

طرز استدلال :۔ فاروقی دور میں ملک فارس پر حملہ ہوا تو یزدجرد مغلوب ہوا یزدجرد کی لڑکی شہ بانو گرفتار ہو کر فاروق اعظمؓ کے دربار میں پیش کی گئی سیدنا علیؓ بھی سیدنا حسینؓ کو لے کر دربار فاروقی میں پہنچے۔ سیدنا عمرؓ نے تشریف آوری کی وجہ پوچھی تو آپ نے سیدنا حسینؓ سے متعلق درخواست کی جس پر اختیار کر لینے کی صورت میں حضرت علیؓ نے شہ بانو سے کہا شہ بانو نے نہ تو حضرت علیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور نہ حضرت عمرؓ پر، اٹھی تو سیدنا حسینؓ کے کندھوں پر رکھ دیا مقصد یہ تھا کہ میری شادی ان کے ساتھ ہونی چاہیئے، یہ ماجرا دیکھ کر دونوں مسکرا رہے تھے سیدنا علیؓ نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ گذشتہ رات سے پہلی شب مجھے سرور کائنات صلعم کی زیارت ہوئی ساتھ ساتھ ان کے سیدنا حسینؓ بھی تھے آپ نے میرا نکاح ان سے کر دیا دوسری رات سیدۃ النساء کی زیارت ہوئی انہوں نے مجھے کلمۂ توحید کی تلقین کے ساتھ ساتھ بشارت فرمائی کہ یہاں کفر و اسلام کی جنگ ہے بلاشبہ غلبہ مسلمانوں کو ہو گا اور تو ہمارے پاس بھی سالم آئے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر فاروق اعظمؓ اور ان کی فوج مسلمان نہیں تھے۔ اور اُن کا مذہب بھی مذہب نہیں تھا تو سیدۃ النساء نے ان کو مسلمانوں سے ملقب کیوں فرمایا۔

حقانیت مذہب پر پچیسواں (۲۵) استدلال

قد مضت اصول نحن فروعھا۔ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۰ مطبوعہ الاستقامہ مصر)

ترجمہ:۔ اصول گزر چکے ہیں ہم ان کے فروع ہیں۔

طرز استدلال:۔ حضرت حیدر کرارؓ نے خلفاء ثلاثہ کو ایمان و عقائد میں اصول بتایا ہے اور اپنے وجود کو مع اتباع کے فروع پس اگر خلفاء ثلاثہ کو صحیح الایمان نہ سمجھا جائے تو حضرت علیؓ کے ارشاد کا کچھ مطلب ہی نہیں رہتا۔

حقانیت مذہب پر چھبیسواں (۲۶) استدلال

للہ بلاد فلان فقد قوم الاود وداوی العمد خلف الفتنۃ اقام السنۃ ذھب نقی الثواب (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۲۹)

ترجمہ:۔ اللہ ابوبکرؓ یا عمر فاروقؓ کو جزائے خیر دے بلاشبہ اس نے کجی کو سیدھا کیا بیماری کا علاج کیا فتنے کو پیچھے ڈال دیا اور اپنے ساتھ نہ آنے دیا سنت رسول کو قائم کیا وفات پائی تو اعمال والے کپڑوں کو ہر داغ سے صاف کر کے گئے۔

طرز استدلال:۔ سیدنا علی مرتضےٰؓ کا یہ خطبہ مذہب حق کی بہترین دلیل ہے۔

(۱) جب ہر قسم کی کجی کو فاروقؓ و صدیقؓ نے سیدھا کر دیا تو گویا ان کا مذہب کجی سے پاک ہو کر صراط مستقیم کا نمونہ بن گیا۔

(۲) بیماری کا علاج کیا تو دین میں ہر قسم کی تندرستی آگئی۔

(۳) فتنوں کا استیصال کر کے دین کو فتنوں سے محفوظ کر دیا یہی وجہ ہے کہ ان کے عہد میں دین دنیا کے گوشے گوشے تک پہنچ گیا۔

(۴) سنت رسولؐ کو وہی قائم کرتا ہے جسے سنت سے محبت ہو اور یہی شان اہلسنت کی ہے۔

حقانیت مذہب پر ستائیسواں استدلال

لقد رأیت اعلام ھدیً ومصابیح دجیً قد حفت بھم الملائکۃ وتنزلت علیھم السکینۃ وفتحت لھم ابواب السماء واعدت لھم مقاعد الکرامات فی مقام اطلع اللہ علیھم فیہ فرضی سعیھم وحمد مقامھم۔

(نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۳۹)

صحابہ کرامؓ کے متعلق سیدنا علی مرتضیٰؓ کے ارشادات

ترجمہ:- بلاشبہ میں نے ہدایت کے نشانوں اور اندھیرے کے چراغوں کو دیکھا ہے رحمت کے فرشتوں نے ان کو گھیر لیا تھا خدا کی خاص رحمت ان پر نازل ہوتی رہتی تھی آسمان کے دروازے ان کے لئے کھل گئے بزرگی کے مقامات ان کے لئے تیار کئے گئے ایسا مقام ان کو نصیب ہوا جہاں خدا تعالیٰ نے ان کو جھانک کر دیکھا پس ان کی کوششوں پر راضی ہوا اور ان کے مرتبے کی تعریف فرمائی۔

طرز استدلال:- خلفاء ثلاثہ کو سیدنا علیؓ نے حسب ذیل القاب سے ملقب فرمایا ہے۔

(۱) ہدایت کے نشان ہیں — یعنی جن کو ہدایت حاصل کرنی ہے وہ ان کے ارشادات کے ماتحت حاصل کر سکتا ہے۔

فرمائیے اس سے زیادہ اہلسنت کی حقانیت کی اور کیا دلیل چاہیئے جبکہ صحابہ کرامؓ سے اہل تشیع بیزار ٹھہرے اور اہل سنت فرماں بردار۔

(۲) اندھیروں کے چراغ — اُن کا مذہب ان کا دین یقیناً سچا ہے اور حضرت علیؓ نے ان کو ہدایت کا چراغ قرار دیا ہے۔

رحمت خداوندی کے مورد

رحمت نازل بھی ان پر ہوتی ہے جو صحیح المذہب ہوں جن کا عقیدہ صحیح نہیں اُن پر تو خدا کا قہر نازل ہوتا ہے۔ جا نہم

بہر حال صحابہ کرامؓ کے جملہ اوصاف جن کا تذکرہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا ہے سو لہ آنے صداقت پر مبنی ہے اور ان کا مذہب یقیناً صحیح ہے۔

حقانیت مذہب پر اٹھائیسواں ۲۸ استدلال

اطلع اللّٰہ علیہم فرضی سعیہم وحمد مقامہم (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۳۹)

ترجمہ:۔ اوپر گزر چکا ہے طرز استدلال ملاحظہ فرمائیے جن کی مساعی پسندیدہ ان کا عقیدہ صحیح کیونکہ بغیر ایمان کے کسی کی بھی کوششیں پسندیدہ نہیں ہو سکتیں اور جن کا مقام محمود اُن کا مذہب محمود۔

حقانیت مذہب پر اُنتیسواں استدلال

احیوا السنۃ واماتوا البدعۃ۔ (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۱۳۱)

ترجمہ:۔ صحابہ کرامؓ نے سُنت کو زندہ کیا اور بدعت کو مار دیا۔

طرز استدلال:۔ صحابہ کرامؓ کا کام ہی یہی تھا ان کی زندگی کا دستور العمل ہی یہی تھا کہ بدعت ختم ہو اور سنت رسول کی اشاعت ہو اور کیوں نہ ہو جبکہ مذہب ہی ان کا اہلسنت تھا۔

حقانیت مذہب پر تیسواں ۳۰ استدلال

(وہ علی اخوانی الذین تروا القرآن فاحکموہ وتدبروا الفرض فاقاموہ (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۱۳۱)

ترجمہ:۔ جدائی کا تاسف میرے بھائیوں پر جنہوں نے قرآن کو پڑھا اور محکم کیا اور فرائض میں غور کیا تو انہیں قائم کیا۔

طرزِ استدلال :- مومن کا بھائی بروئے شرع بغیر مومن کے اور کوئی نہیں ہوتا حضرت علیؓ نے صحابہ کرامؓ کو بھائی بتاکر ان کے کامل الایمان اور صحیح المذہب ہونے کا اعلان کیا ہے اور صحابہ کرامؓ کے ایمان میں اہلسنّت کے مذہب کا تحقق ہے۔

اس کے علاوہ حسب ذیل آیات و واقعات سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے۔

۳۱ اکتیسواں استدلال

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔

ترجمہ :- اے صحابہ کرامؓ تم بہترین اُمت ہو جو کہ لوگوں کے لئے بطور نمونہ کے ظاہر کی گئی۔ تمہارے کام دو ہیں نیکی کا حکم اور برائی سے روک تھام۔

طرزِ استدلال :- چونکہ حضورؐ خیر الانبیاء ہیں اس لئے آپ کی اُمت خواہ مخواہ خیرالامم ہو گی لیکن جس اُمت کو خیر الامم قرار دیا گیا ہے صحابہ کرامؓ اسی اُمت میں سے خیر اُمت ہیں اسی لفظ خیر میں افضلیت اور برتری کا رتبہ پیش پیش ہے اور یہ یقیناً مذہب حقہ کی حقانیت کے لئے ثبت ہے۔

۳۲ بتیسواں استدلال

اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

ترجمہ :- یا اللہ اسلام کو دو میں سے ایک کے ساتھ غلبہ عنایت فرما۔

طرزِ استدلال :- مکہ معظمہ کی آبادی میں نگاہ نبوت کا انتخاب اسلامی جاہ و جلال کے لئے صرف دو ہستیوں کے متعلق آیا لیکن صاحب نبوت نے دو میں سے ایک کے چناؤ کا ذمہ دار خدا تعالیٰ کو بنایا علیہم بذات الصدور نے فاروق اعظمؓ کا انتخاب فرمایا بحمد اللہ انہیں سے دین کو ترقی ہوئی اور یہی مذہب حقانیت کے مدار ٹھہرے۔

حقانیت مذہب اہلسنت پر تینتیسواں استدلال

وقد نلت من صهره مالم ینالا - (نہج البلاغۃ)

طرز استدلال: حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا آپ کو حضورؐ کے ایسا شرف دامادی حاصل ہے جو کہ صدیقؓ و عمرؓ کو نصیب نہیں ہوا۔

اظہار نبوت کے بعد حضور اکرمؐ اس شخص کو ہی رشتہ دے سکتے ہیں یا باقی رکھ سکتے ہیں جو کامل الایمان اور صحیح العقیدہ ہو۔ ردی العقیدہ اور ضعیف الایمان کے ساتھ نہ رشتہ قائم کر سکتے ہیں نہ رکھ سکتے ہیں۔ جب حضرت عثمانؓ جان اہلسنت ہے تو ان کی صداقت میں مذہب کی صداقت کا راز مستتر ہے۔

حقانیت مذہب پر چونتیسواں استدلال

طرز استدلال: حضرت علیؓ کے تین بھائی ہیں۔ عقیلؓ۔ طالبؓ۔ جعفر طیارؓ۔ حضرت جعفرؓ شہید ہو جاتے ہیں تو عدت کے بعد ان کی بیوہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا نکاح حضرت علیؓ ابوبکرؓ سے کر دیتے ہیں۔

پس اگر ابوبکرؓ صادق العقیدہ نہ ہوتا تو حضرت علیؓ ان کو رشتہ نہ دیتے۔

(رجوع الحق الیقین ص۲۲۱ مطبوعہ تہران خیابان)

حقانیت مذہب پر پینتیسواں استدلال

حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ہوا اور حضرت ام کلثومؓ حضرت علیؓ کی سیدہ خاتون سے لڑکی تھی پس اگر ان کا مذہب صحیح نہ ہوتا تو آپ یہ رشتہ ان کو عنایت نہ فرماتے۔

مذہب کی حقانیت پر چھتیسواں استدلال [۳۶]

چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں باتفاق فریقین چار تھیں اور آپ نے دو صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا تھا پس اگر حضرت عثمانؓ صحیح العقیدہ نہ ہوتے تو آپ ان کا نکاح باقی نہ رکھتے تفصیل کے لئے بحث متعلق سیدنا عثمانؓ کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

مذہب کی حقانیت پر سینتیسواں استدلال [۳۷]

سیدنا علیؓ نے اپنی بھاوج حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا نکاح سیدنا ابی بکر صدیقؓ سے کیا۔ حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرماویں۔

صداقت مذہب اہلسنّت پر اڑتیسواں استدلال [۳۸]

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ط

ترجمہ:۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طرز استدلال:۔ خدا تعالیٰ کی معیت و نصرت جس گروہ کے ساتھ ہوگی وہ یقیناً حق پر ہوں گے۔

قرآنی آیات نبوی ارشادات اور ائمہ کرام کے فرمودات سے پتہ چلتا ہے کہ ان سب حضرات کا دستور العمل صبر رہا اور اسی کی تلقین کرتے چلے گئے۔

مفہوم صبر کے برعکس جزع فزع ہے جسے ہم آئندہ صفحات میں واضح کریں گے پس ظاہر ہے کہ جس گروہ کے مراسم میں جزع فزع لوازمات شرعیہ میں سے ہے اس کے ساتھ خدا کی معیت نہیں اور جس کا مذہب جزع فزع سے پاک ہے اس کے ساتھ

خداتعالیٰ کی معیت و نصرت ہے اب آپ ہی بتایئے کہ اس مذہب کا نام کیا ہے۔

صداقت مذہب اہلسنت پر اُنتالیسواں استدلال [۳۹]

وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیه راجعون۔ اولٰئك علیهم صلوات من ربهم ورحمة واولٰئك هم المهتدون۔

طرز استدلال:۔ واضح ہو چکا ہے کہ اہل تشیع کے مقابلے میں اہل سنت ہیں اور جو صابرین ہیں ان پر خدا کی بے شمار رحمتیں ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں پس اس بناء پر علی الیقین ہمیں کہنا پڑے گا کہ ہدایت یافتہ جماعت صرف اہلسنت ہے جبکہ صبر اس کا شعار ہے۔

صداقت مذہب اہلسنت پر چالیسواں استدلال [۴۰]

وَالْعَصْرِ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۝ (سورۃ العصر پ)

ترجمہ:۔ اور قسم ہے مجھے زمانے کی تحقیق انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور حق کی تلقین کی اور صبر کی وصیت کی۔

طرز استدلال:۔ خسران سے بچنے کے لئے چاروں چیزوں کا ہونا ضروری ہے ایمان کامل، اعمال صالحہ۔ تواصی بالحق۔ تواصی بالصبر۔ تواصی بالحق کے پورے مصداق اہلسنت ہی ہیں۔ جو تقیہ کے وجوب اور جزو ایمان ہونے کے قائل نہیں اور جو قائل ہیں ان کا تو کیا ہی پوچھنا۔

بحث متعلق دلائل حقانیت اہل تشیع

شیعہ حضرات اپنے مذہب کی صداقت پر جس قدر دلائل پیش کیا کرتے ہیں ہم پہلے ان کی ایک ایک دلیل پیش کریں گے، بعدہٗ اس کے جواب دیں گے، اگر مناسب معلوم ہوا تو ان کے دلائل پر اعتراضات بھی کریں گے۔

شیعوں کا پہلا استدلال

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرَاھِیْمَ

ترجمہ:۔ بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے گروہ میں سے تھے۔

طرز استدلال:۔ دیکھئے مذہباً حضرت ابراہیم علیہ السلام شیعہ تھے اگر شیعہ نہ ہوتے تو پروردگار عالم شیعہ کا لفظ ان پر استعمال نہ کرتا۔

جواب:۔ لفظ شیعہ یہاں گروہ کے معنی سے مستعمل ہے مذہب پر شیعہ کا لفظ قرآن میں کہیں بھی اطلاق نہیں کیا گیا جہاں خدا تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کو بیان فرمایا ہے وہاں اس قسم کا لفظ موجود نہیں ہے قرآنی آیت ملاحظہ فرمایئے۔

مَا کَانَ اِبْرَاھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ط

ترجمہ:۔ نہ تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی اور نہ نصرانی لیکن آپ تھے باطل سے ہٹ کر حق کی طرف مائل مسلمان۔ مذکورہ آیت سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ جہاں ابراہیم علیہ السلام کا مذہب بیان کیا گیا ہے وہاں لفظ شیعہ مذکور نہیں اور جہاں لفظ شیعہ مذکور ہے وہاں مذہب مراد نہیں۔

پس صحیح مطلب یہ ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے گروہ میں

سے تھے یعنی جس طرح وہ نبی تھے اسی طرح ابراہیم علیہ السلام بھی نبی تھے۔

شیعی استدلال پر اہلسنت کی طرف سے بارہ اعتراضات

(اعتراض ۱) اگر آپ کا استدلال صحیح ہے تو کرائمہ (لغت) یا قرآنی آیات سے ثابت کیجئے کہ یہاں لفظ شیعہ سے مراد مذہب شیعہ ہے اور بس۔

(اعتراض ۲) آپ کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مستقل نبی تھے وہ کسی کے تابع نہیں، اور شیعہ کا معنی تمہاری اصطلاح میں تابعداری کرنے کے معنے سے مستعمل ہے پس جو تابعدار ہو وہ مستقل نبی نہیں ہوتا اور جو مستقل نبی ہو وہ متبع نبی نہیں ہوتا۔

(اعتراض ۳) بالفرض اگر تسلیم کر لیا جائے تو آیت سے ابراہیم علیہ السلام کا شیعہ نوح ہونا ثابت ہوگا اور تمہارا دعویٰ شیعان علی کے مذہب کا اثبات ہے پس جو کچھ ثابت ہوا وہ تمہارا مقصود نہیں اور جو تمہارا مقصود ہے وہ ثابت نہ ہوا، لہٰذا کوئی اور استدلال پیش کیا جائے۔

(اعتراض ۴) اگر شیعہ کے لفظ سے اس آیت میں شیعہ مذہب مراد ہے تو حسب ذیل آیت کا جواب مطلوب ہے۔

ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم۔

ترجمہ:- جن لوگوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور بن گئے شیعہ اے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کے گروہ میں سے نہیں ہیں، فرمایئے جب حضور کریم آپ کے گروہ میں سے نہ ہوئے تو آپ کے مذہب کی کیا حقیقت رہی۔

شعر
آپ اپنی اداؤں پہ ذرا غور کرو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

(اعتراض ۵) ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا (قرآن)

ترجمہ:- بلاشبہ فرعون نے زمین میں تکبر کیا تھا اور اپنے اہل وعیال کو شیعہ بنا دیا تھا فرمایئے اگر شیعہ کا معنے مذہب لیا جائے تو فرعون کے اہل وعیال کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔

(اعتراض ۶) ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمٰن عتیا (القرآن)

ترجمہ:- اس کے بعد نکالیں ہر شیعہ سے جو کہ خدا تعالیٰ کا سب سے زیادہ سخت بے فرمان ہوگا فرمایئے اگر شیعہ کا معنی مذہب شیعہ کیا جائے تو آیت کا جواب کیا یہ لازم نہ آئے گا کہ شیعہ کا لفظ اس انسان پر خدا تعالیٰ نے استعمال کیا ہے جو خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا بے فرمان ہو۔

(اعتراض ۷) قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ:- کہہ دیجئے خدا تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ بھیجدے عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے نیچے سے یا تم کو شیعہ بنا کر آپس میں لڑا دے۔

فرمایئے اگر شیعا سے مراد شیعہ لیا جائے تو کیا پھر ان کے معذب ہونے میں شک باقی رہ سکتا ہے۔

(اعتراض ۸) ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا (قرآن)

ترجمہ:- نہ بنو مشرکین سے ان لوگوں سے جنہوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بن گئے شیعہ۔ بتایئے یہاں شیعہ کا اطلاق اچھے لوگوں پر کیا گیا ہے یا کن پر۔

(اعتراض ۹) ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین وما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ:- اور البتہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ہیں رسول پہلے شیعوں میں ان کے ہاں کوئی رسول نہیں آیا مگر اُن سے استہزا کیا کرتے تھے۔

دیکھئے یہاں شیعوں کو رسول سے استہزاء اور مزاح کرنے والا بتایا گیا ہے بتائیے کیا جواب ہے۔

(اعتراض ۱۰) حق الیقین ص۵۹۹ مصنفہ ملّا باقر مجلسی مطبوعہ تہران میں ہے اعتقاد ما در برأت آنست کہ بیزاری جونید از بتہائے چہارگانہ یعنے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و معاویہؓ و زنان چہارگانہ۔

یعنے عائشہؓ و حفصہؓ و ہندہ و ام الحکم و از جمیع اشیاع و اتباع ایشاں۔

پس اگر اشیاع کے لفظ کو مذہب پر اطلاق کیا جائے تو بتایئے مذکورہ بالا عبارت کا کیا جواب ہے۔ جبکہ اشیاع جمع شیعہ کی ہے اور شیعہ کا لفظ ابوبکرؓ اور عائشہؓ کے تابعداروں پر استعمال کیا گیا ہے۔

(اعتراض ۱۱) احتجاج طبرسی ص۱۴۲ مطبوعہ نجف اشرف مصنفہ احمد بن ابی طالب طبرسی میں ہے۔

وانظروا من قبلکم من شیعۃ عثمان و محبتہ۔

ترجمہ۔ دیکھو آپ سے پہلے عثمانؓ کے تابعداروں کو اور اس کے محبین کو دیکھو۔

فرمایئے اگر لفظ شیعہ سے تمہارا مذہب مراد لیا جائے تو پھر عبارت کا کیا مطلب بنے گا۔

(اعتراض ۱۲) فروع کافی کتاب الروضہ ج۳ ص۱۲۶ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ مصنفہ محمد بن یعقوب کلینی میں ہے۔

قلت وکیف النداء قال ینادی مناد من السماء اول النہار الا ان علیا وشیعتہ ھم الفائزون وقال ینادی مناد اٰخر النہار الا ان عثمان وشیعتہ ھم الفائزون۔

(ترجمہ) میں نے امام سے کہا آسمان سے کیسی ندا آتی ہے آپ نے فرمایا آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے دن کے پہلے حصے میں۔

خبردار تحقیق علی مرتضےٰؓ اور اس کی پارٹی کامیاب ہیں اور بلاوا کرنے والا دن کے آخری حصے میں تدارد رہتا ہے۔

خبردار بیشک حضرت عثمانؓ اور اس کی پارٹی کامیاب ہے۔

پس اگر شیعہ کا معنی شیعان علی کیا جائے تو بتایئے شیعہ عثمانؓ کا کیا معنی رہے گا۔

اہل تشیع کا حقانیت مذہب شیعہ پر دوسرا استدلال

هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ (قرآن)

"ترجمہ:۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کے شیعوں سے تھا اور یہ اُس کے دشمنوں سے ۱۲

سو معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام کے بھی شیعہ تھے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ شیعہ موسےٰ علیہ السلام کے وقت کے ہیں۔"

جوابؔ:۔ اسی کے متعلق جسے موسیٰ کا شیعہ کہا گیا ہے اسی کے متعلق آگے چل کر اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ بے شک تو کھلا گمراہ ہے کہا گیا ہے فرمایئے اب مزاج کیسا ہے۔

اہل تشیع کا تیسرا استدلال

حدیث شریف میں ہے اَلْحَقُّ مَعَ عَلِيٍّ معلوم ہوا جب حق علیؓ کے ساتھ ہے تو اہل تشیع حق پر ہیں جبکہ شیعہ متبعین علیؓ میں سے ہیں۔

جوابؔ:۔ حق علیؓ کے ساتھ یہ تو مسلّم ہے لیکن اہل تشیع کا حق پر ہونا اس حدیث سے مستفاد نہیں ہوتا۔

جوابؔ:۔ حضرتؔ علیؓ نے خلفائے ثلاثہؓ کی بیعت قبول کی احتجاج طبرسی پس حق علیؓ کے ساتھ ہے۔

حضرتؔ علیؓ نے صدیق اکبرؓ کے پیچھے نماز ادا کی شرح العقول ″ ″ ″ ″

حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کے ساتھ جنگ نہ کی۔ پس حق علیؓ کے ساتھ ہے۔
حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیقؓ کو اپنی بھاوج دی۔ " " " " " " "
حضرت علیؓ نے فاروق اعظمؓ سے رشتہ لیا اور دیا۔ " " " " " " "
حضرت علیؓ نے حسنینؓ کو حضرت عثمانؓ پر حفاظت کے لئے مامور کیا۔ " " "

اہل تشیع کا چوتھا استدلال

یَا عَلِیُّ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ۔

ترجمہ:۔ اے علیؓ تو اور تیری پارٹی کامیاب ہے۔

جواب ۱:۔ مذکورہ بالا سطور میں ہم نے واضح کر دیا ہے کہ جس طرح متبعین علیؓ کامیاب ہیں اسی طرح متبعین عثمانؓ بھی کامیاب ہیں پس کامیابی میں امتیاز مٹ گیا۔

جواب ۲:۔ اصول یہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے صدیق اکبرؓ سے بیعت ہو کر وفاداری کا اعلان کر دیا تو جو بھی تبع علیؓ ہوگا اُسے تبع صدیقؓ بننا پڑے گا جبکہ حضرت علیؓ خلفاء ثلاثہ کے امور دینی و دنیوی میں شریک کار رہتے لیکن جو علیؓ کا صرف ایسا تبع بننا چاہتا ہے جس اتباع سے بغض ثلاثہ کی بو آئے تو ایسی اتباع کا نام حقیقت میں اتباع نہیں ہے بلکہ مخالفت ہے اور تقابل فی العمل ہے۔

جواب ۳:۔ تبع کی علامت یہ ہے کہ آقا اس پہ راضی ہو مگر اہل تشیع کا یہ حال ہے کہ حضرت علیؓ ان پر سخت ناراض نظر آتے ہیں پس وہ ان کے آقا نہ رہے اور یہ ان کے تبع نہ رہے اب ذیل میں ہم اہل تشیع کی کتابوں سے یہ ثابت کریں گے کہ اہل تشیع پر حضرت علیؓ ناراض تھے اور سخت غضب ناک تھے۔

حضرت علیؓ کا اپنے شیعی حلقے سے خطاب

دلیل الغضب ۱: ایہا الناس انی استنفرتکم لجہاد ھؤلآء القوم فلم تنفروا اسمعتکم فلم تجیبوا فانصحتکم فلم تقبلوا (احتجاج طبرسی ص۹۳)

ترجمہ:۔ اے لوگو میں نے تم کو جہاد کے لئے تیار کرنا چاہا تم تیار نہ ہوئے میں نے تم کو (دین) کی باتیں سنائیں پس تم نے جواب نہ دیا میں نے تم کو نصیحتیں کیں پس تم نے قبول نہ کیا۔

(ف) مذکورہ بالا خطاب بتاتا ہے کہ حضرت علیؓ اپنے زمانہ کے شیعوں سے ناراض تھے اور اس زمانہ کے شیعہ بھی آپ سے بیزار تھے جب کہ آپ ان کو بلاتے تھے تو وہ ساتھ نہ دیتے تھے ان سے بات کرتے تھے تو جواب نہ دیتے تھے نصیحت کرتے تھے تو قبول نہ کرتے تھے۔

حضرت علیؓ کا غضبناک خطبہ

دلیل الغضب ۲: اتلوا علیکم الحکمۃ فتعرضون عنہا واعظکم بالموعظۃ البالغۃ فتتفرقون عنہا کانکم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ (بحوالہ احتجاج طبرسی ص۹۳)

ترجمہ:۔ اے لوگو میں تم پر دانائی کی باتیں پڑھتا ہوں تو تم انکار کرتے ہو تمہیں عجیب انداز میں وعظ کرتا ہوں تو تم جدا ہو جاتے ہو گویا کہ تم ایسے گدھے ہو جو کہ شیر سے بھاگتے ہوں۔

حیدر کرارؓ کا واضح ترین خطبہ

دلیل الغضب ۳:۔ احثکم علی جہاد اہل الجور فما اتی علی آخر قولی حتی اراکم متفرقین ایادی سبا ترجعون الی مجالسکم حلقاً تضربون الامثال تتناشدون الاشعار تجسسون الاخبار۔ (احتجاج طبرسی ص۹۳)

ترجمہ:۔ (اے شیعو) میں تمہیں ظالموں سے جہاد پر برانگیختہ کرتا ہوں جب میں آخر

تک پہنچتا ہوں تو تمہیں دیکھتا ہوں کہ جدا ہو جاتے ہو اپنی مجالس میں جا کر حلقے باندھ کر مثالیں مارتے اشعار پڑھتے میرے حالات کی جاسوسی کرتے ہو۔

(ف) بتایئے جو لوگ حضرت علیؓ سے بُرا سلوک کریں حضرت علیؓ کے متعلق حلقے بنا بنا کر مثال بازی کریں آپ کی خبروں کی جاسوسیاں کر کے دشمنوں کو خبر دیں کیا انہیں حضرت علیؓ کے گروہ کا فرد قرار دیا جا سکتا ہے۔

شیعان علیؓ کا حضرت علیؓ کے متعلق عقیدہ

تقولون ان علیا یکذب کما قالت قریش لنبیھا (احتجاج طبرسی ص ۹۳)

ترجمہ:۔ (اے شیعو) تم کہتے ہو کہ علیؓ جھوٹ بولتا ہے جس طرح قریشی اپنے نبی کو جھوٹا کہتے تھے۔

(ف) حقیقت تو یہ ہے کہ اس عبارت نے شیعوں کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے اگر اس زمانہ کے شیعوں کے ایسے کرتوت نہ ہوتے تو حضرت علیؓ ان کے ذرتے اس قسم کے الزامات عائد نہ کرتے اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ یہ حضرت علیؓ کے معتقد ہیں یا دشمن۔

اہل تشیع کے حق میں حضرت علیؓ کی دعا

دلیل الغضب ؏ قیاویلکم نعلی من الکذاب علی اللہ ام علی رسولہ (احتجاج طبرسی ص ۹۳)

ترجمہ:۔ خدا تمہیں تباہ کرے بھلا میں کسی پر کذب بیانی کر سکتا ہوں خدا پر یا اس کے رسول اللہ پر

ف:۔ ناظرین خود سوچ لیں کہ حضرت علیؓ کے یہ الفاظ آپ کے منہ سے کتنے درد انگیز لہجے میں نکل رہے ہیں۔

حضرات اہل تشیع کی اندرونی کیفیت حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی زبان سے اور حلفیہ بیان

دلیل الغضب ۴۹۔ واللہ ایتھا الشاھدۃ ابدانھم الغائبۃ عنھم عقولھم المختلفۃ اھوائھم ط

ترجمہ :۔ خدا کی قسم اے وہ گروہ جن کے بدن حاضر ہیں عقلیں غائب ہیں اور خیالات مختلف ہیں۔

(ف) شیعی گروہ کے حق میں حیدر کرار کا بیان ان کی باطنی کیفیت اور اصلی حقیقت کی وضاحت کے لئے بہترین ثبوت ہے۔

غصّے میں ڈوبی ہوئی دعا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی زبان سے

دلیل الغضب ۵۰۔ ما اعز اللہ نصر من دعاکم ولا استراح من قاساکم ولا قرت عین من آواکم۔ (احتجاج طبرسی ص ۶۴)

ترجمہ :۔ خدا اُسے غالب نہ کرے جو تمہیں مدد کے لئے بلائے اور خدا اُس کا دل خوش نہ کرے جو تمہیں غمخوار بنائے اور خدا اس کی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے جو تمہیں جائے پناہ دے۔

(ف) مطلب واضح ہے عیاں را چہ بیان، فیصلہ ناظرین پر ہے کہ اب اہل تشیع کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا محب سمجھیں یا نہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بائیکاٹ

دلیل الغضب ۵۱۔ اصبحت لا اطمع فی نصرتکم ولا اصدق قولکم فرق اللہ بینی وبینکم واعقبنی بکم من ھو خیر لی منکم واعقبکم من ھو شر لکم منی (احتجاج طبرسی ص ۹۴)

ترجمہ :۔ میں نے صبح کے اس فیصلے میں (کہ آج کے بعد) نہ تو میں تمہاری مدد کے متعلق طمع رکھوں گا اور نہ تمہاری کسی بات کو سچا جانوں گا، خدا تعالیٰ تمہارے اور میرے

درمیان جدائی ڈال دے اور تمہارے بدلے میں خدا مجھے ایک گروہ نیک دے جو میرے لئے تم سے بہتر ہو اور خدا میرے بدلے تمہیں ایسا امیر دیدے جو تمہارے لئے بُرا ہو۔

(ف) آپ کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ حضرت علیؓ دل سے شیعوں کے ساتھ کس قدر محبت و پیار رکھتے تھے سچ تو یہ ہے کہ ان کے اُس وقت کے کرتوتوں سے حیدر کرارؓ کو اتنا تنگ کر دیا تھا کہ ان کو ذرہ برابر بھی دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔

فرمائیے! شیعہ حضرات حضرت علیؓ کے پیارے گروہ کے فرد رہے یا نہ۔

شیر خدا علیؓ کی نگاہ میں شیعی فرقے کی پوزیشن

دلیل الغضب ۹:۔ الله لوددت ان معاویة صارفنی بکم صرف الدینار بالدرهم تأخذ منی عشرة منکم و اعطانی رجلا منهم۔

(بحوالہ احتجاج طبرسی ص ۹۴ و نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۱۹۹ مطبوعہ الاستقامہ مصریہ)

ترجمہ:۔ خدا کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ معاویہؓ مجھ سے دس درہم لے اور ایک درہم دے یعنی میرے بے وفا سپاہی مجھ سے دس لے لے اور اس کے بدلے میں ایک جوانمرد وفادار دے دے۔

(ف) جن کی فطرت ہی بے وفائی پر مشتمل ہو بھلا ان سے اُمید وفا کیسی۔

تعریض:۔ اگر وفادار ہوتے تو سیدنا حسینؓ کو شہید نہ کرتے۔

اہل تشیع سے حضرت علیؓ اکتا چکے تھے

دلیل الغضب ۱۰:۔ والله لوددت انی لم اعرفکم ولم تعرفونی (احتجاج طبرسی ص ۹۴)

ترجمہ:۔ خدا کی قسم مجھے یہ بات بے حد پسند ہے کہ نہ میں تمہیں پہچانوں اور نہ تم مجھے پہچانو۔

ف:۔ بات بھی بالکل صاف ہے کہ جب محبت کا صرف لبادہ ہے حقیقت کچھ

بھی نہیں تو تعلقات کے بقا کا کیا فائدہ۔

اہل تشیع کے اسلاف کا پاکیزہ کیرکٹر حضرت علیؓ کی زبان سے

دلیل الغضب ۱۱:۔ ظہرت فیکم الفواحش والمنکرات تمسیکم وتصبحکم کما فعل باھل المثلات من قبلکم (احتجاج طبرسی ص ۹۴)

ترجمہ:۔ تم میں بے حیائی اور غیر شرعی امور ظاہر ہو چکے ہیں جو تمہیں صبح وشام برباد کریں گے، جیسا کہ تم سے پہلے تمہارے مثل لوگوں سے کیا گیا۔

دربار خداوندی میں حیدر کرارؓ کی عاجزانہ دعا اور شیعی حقیقت کا انکشاف

دلیل الغضب ۱۲:۔ اللھم قد مللت ھم وملونی وسئمتھم وسئمونی اللھم لا ترض عنھم ابداً ولا ترضھم عن امیر وامث قلوبھم کما یمات الملح فی الماء۔ (احتجاج طبرسی ص ۹۲، ۹۵)

ترجمہ:۔ اے اللہ بلاشبہ میں ان پر ناراض ہوں انہوں نے مجھے ناراض کیا ہے میں ان پر رنج ہوں انہوں نے مجھے رنج کیا ہے اے اللہ ہر اان پر راضی نہ ہونا ہمیشہ خواہ امیر ہو یا غریب اے اللہ ان کے دلوں کو ایسا مار دے جس طرح نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔

(ف) اب بھی اگر اہل تشیع یہی رٹ لگاتے رہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے گروہ کے ہیں تو یقیناً ان کی ہٹ دھرمی ہے ورنہ حضرت علیؓ نے مسئلہ بالکل واضح کر دیا ہے۔

جواب ۲۳:۔ اہل تشیع کا اپنے کو شیعہ کہنا ان کی کتابوں سے ثابت نہیں ہے بلکہ

امام جعفر صادق نے ان کو رافضی کے نام سے ملقب کیا ہے۔

اہل تشیع کا اصلی نام

قال ابو عبد اللہ علیہ السلام الرافضۃ قال قلت نعم قال واللہ ما ہم سموکم بل اللہ سماکم۔ (روضۃ کافی ج ۳ ص۱۶ سطر ۲۶)

کیا اہل تشیع کا نام رافضی ہے فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں خدا کی قسم تمہارا یہ نام خدا نے رکھا ہے۔

پس اگر ہمت ہے تو رافضی کا نام قرآن سے ثابت کرو۔

یعنی جیسے اہل تشیع حضرات نے قرآن سے ثابت کیا امام عالی مقام کی زبان سے وہ اس کا نام نہیں اور جو ان کا نام ہے وہ قرآن سے ثابت نہیں پس ش ی ع سے مشتق صیغوں سے مستعمل استدلالات سب کے سب ہباءً منثوراً ہو گئے جیسا کہ۔

پہلا مکر اور اُس کا جواب

مکر یہ کیا جاتا ہے کہ جن شیعان علیؓ کا تذکرہ کیا گیا ہے ہم ان سے برأت کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ وہ تنازعات میں اُلجھ کر دغا باز بن چکے تھے البتہ ہماری نسبت اُن شیعوں سے کی جا سکتی ہے جو امام عالی مقام سیدنا حسنؓ مجتبےٰ کے عہد مقدس میں تھے۔

جواب ۱:۔ اس مکر کا لایعنی ہونا تقریر مکر سے ہی ثابت ہو رہا ہے جس کے جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ جب ابو الائمہ (علیؓ) کے عہد میں ان کی بے وفائی طشت از بام ہو چکی ہے تو آن کے بیٹے سے محبت اور پھر اس کا دار و مدار ایک بے اصل سی بات ہے۔

جواب ۲

امام حسنؓ کا اظہارِ تاسف

عبارت ۱:۔ جلاء العیون ص ۲۵۱ مطبوعہ تہران مصنفہ ملا باقر مجلسی ہیں حضرت امام حسنؓ اپنے محبین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

چنانچہ وفا نکردید بہ باے کسیکہ از من بہتر بود چہ گونہ اعتماد کنم بر گفتہاے شما و حال آنکہ باپدر من چہ کردید پس از منبر فرود آمد سوار شد و متوجہ لشکر گاہ گردید چوں بار سید اکثر آنہا کہ اظہار اطاعت کردہ بودند وفا نکردند حاضر نہ شدند پس خطبہ خواندند فرمودہ مرا فریب دادید چنانچہ امام پیش از مرا فریب دادید۔

ترجمہ:۔ حضرت امام حسنؓ نے فرمایا جب تم نے اس سے وفا نہیں کی جو مجھ سے بہتر تھا اب ہیں تم پر کیسے اعتماد کروں اور تمہاری باتیں کس طرح تسلیم کروں حالاں کہ میرے باپ حضرت علیؓ سے تم کیا کر چکے ہو۔

پس آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور سوار ہو کر لشکر گاہ کی طرف چلے گئے جب پہنچے جن لوگوں نے فرمانبرداری کا اعلان کیا ہوا تھا بے وفا ثابت ہوئے اور حاضر نہ ہوئے پس آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا تم نے مجھے اسی طرح فریب دیا ہے جس طرح کہ تم نے پہلے امام (ابا جان) کو فریب دیا تھا۔

طرز استدلال:۔ عبارت اور اس کا ترجمہ دوبارہ سہ بارہ پڑھیئے اور خود نتیجہ نکالیئے۔

انکشافِ حقیقت

عبارت ۲:۔ جلاء العیون ص ۲۵۲ مطبوعہ تہران میں ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں

" بساباط مدائن تشریف برد و در آنجا خواست کہ اصحاب خود را امتحان کند کفر و نفاق و بے وفائی آں منافقاں را بر عالمیان ظاہر گرداند۔

ترجمہ :۔ جب حضرت امام حسنؓ مدائن تشریف لے گئے وہاں آپ نے چاہا کہ اپنے محبین اور دوستوں کا امتحان لے کر ان کے کفر و نفاق اور ان کی بے وفائیوں پر جہان کو مطلع کر دوں۔

طرزِ استدلال:۔ امام حسنؓ کے نزدیک اعتقادی اور مسلکی حیثیت سے اُس کا جو مقام تھا اُسے قطعاً نہ بھولیے۔

عبارت ۳:۔ چوں آں منافقاں ایں سخناں را از حضرت شنیدند بایکدیگر نظر کردند گفتند از سخناں او معلوم می شود کہ مے خواہد با معاویہؓ صلح کند خلافت با او واگذارد پس ہمہ برخواستند و گفتند مثل پدرش کافر شد۔ خیمہ حضرت ریختند و اسباب حضرت را غارت کردند حتیٰ مصلیٰ حضرت را از زیر پایش کشیدند و رداۓ مبارکش را از دوشش ربودند

(جلاء العیون صـ۲۵۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ : جب اُن منافقوں نے حضرت امام حسنؓ سے یہ باتیں سنیں تو لگے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے، آپس میں کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسنؓ معاویہؓ کے ساتھ صلح کرنے کا خواہشمند ہے اور خلافت اس کے سپرد کرنے والا ہے پس سب کے سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اپنے باپ کی طرح یہ بھی کافر ہو گیا۔ امام حسنؓ کے خیمے کو چاٹ ڈالا سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ پاؤں کے نیچے سے مصلّیٰ کھینچ لیا اور آپ کے دوش مبارک سے چادر کھینچ لی۔

طرزِ استدلال:۔ واضح ہے عیاں را چہ بیاں۔ استدلال کا ماحصل ہم ناظرین کی فہم و فراست پر چھوڑتے ہیں۔

محبین کی دورنگی چال

عبارت ۴:۔ پس بیست ہزار کس از اہل عراق با امام حسنؓ بیعت کردند و آنہا کہ با او بیعت کردہ بودند شمشیر بر روئے او کشیدند (جلاء العیون صـ۲۵۴)

ترجمہ:۔ پس بیس ہزار شخص عراق والوں نے امام حسنؓ سے بیعت کی اور انہوں نے بیعت کی ہوئی تھی انہوں نے تلوار آپ کے منہ پر کھینچی۔

دوسرا مکر اور اس کا جواب

بعض اہل تشیع ان شیعوں سے برات کا اظہار کرتے ہیں جو کہ امام حسنؓ کے عہد میں تھے البتہ عہد سیدنا حسینؓ کے شیعوں سے اپنی نسبت قائم کرنا باعث فخر سمجھتے ہیں۔ سو اس کے جواب میں شیعی کتب سے عبارتیں درج ذیل ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

سیدنا حسینؓ کا پہلا والا نامہ

عبارت ۱۰۱۔ جلاء العیون صفحہ ۳۵۶ میں وہ خط نقل کیا گیا ہے جو کہ محبین کی طرف سے حضرت سیدنا حسینؓ کی طرف بھیجا گیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

این نامہ ایست بسوئے حسینؓ ابن علیؓ از جانب سلیمان ابن صرد خزاعی ومسیب ابن نجبہ ورفاعہ ابن شداد وابن مظاہر وسائر شیعیان آواز مؤمناں ومسلمانان کوفہ سلام خدا بر تو باد۔

ترجمہ:۔ سلیمان ابن صرد خزاعی مسیب ابن نجبہ اور رفاعہ بن شداد بن مظاہر اور باقی شیعیان کرام کی طرف سے یہ خط سیدنا حسینؓ بن علیؓ کی طرف بھیجا جا رہا ہے وہ شیعہ اہل کوفہ کے مومنوں اور مسلمانوں میں سے ہیں اللہ کی سلامتی آپ پر دائم و قائم ہو۔

طرز استدلال:۔ اس عبارت سے صرف اس قدر ثابت ہوا کہ جن حضرات نے سیدنا حسینؓ کو دعوت نامے ارسال کئے تھے وہ اہل تشیع تھے۔

ایک اہم اجتماع

عبارت عـ۲ ۔ جلاء العیون صـ۳۵۶ مطبوعہ تہران میں ہے، شیعیان کوفہ درخانہ سلیمان ابن صرد خزاعی جمع شدند۔

حمد و ثنا حق تعالی ادا کردند ودر باب فوت معاویہؓ و بیعت یزید سخن گفتند سلیمان گفت چوں معاویہ بجہنم داخل شد و حضرت امام حسینؓ از بیعت امتناع نمودہ و بجانب مکہ معظمہ رفتہ است شما شیعیان او و پدر بزرگوار اید۔

ترجمہ:۔ شیعیان کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد انہوں نے امیر معاویہؓ کے مرنے اور یزید کے تختِ سلطنت پر بیٹھنے کے متعلق گفتگو شروع کی تو سلیمان نے کہا امیر معاویہؓ مر چکا ہے اور امام حسینؓ بیعت لینے سے انکاری ہے اور وہ مکہ معظمہ کو چلا گیا ہے تم ان کے والد بزرگوار کے شیعہ ہو۔

طرز استدلال ؛۔ اس عبارت سے مزید برآں یہ بھی ثابت ہوا کہ سلیمان اور اس کے گھر میں مشورے کے لئے جمع ہونے والے شیعہ تھے اور ان کی اپنی زبانی اقرار بھی موجود ہے اور یاد رہے کہ وہ کوفہ ہی کے رہنے والے تھے۔

ایک سو پچاس (۱۵۰) خط

عبارت عـ۳ ۔ باز اہل کوفہ بعد از دو روز قدار سال آں قاصداں قیس بن عبداللہ بن شداد و عمار بن عبداللہ را فرستادند با صد و پنجاہ نامہ خطہا اہل کوفہ نوشتہ بودند۔

(جلاء العیون صـ۳۵۶)

ترجمہ:۔ بعدہٗ دو دنوں کے بعد قیس بن عبداللہ اور عمارہ کو ایک سو پچاس خطوط خطاء اہل کوفہ کے لکھے ہوئے دے کر روانہ کیا۔

طرزِ استدلال:۔ مذکورہ مقصد کے علاوہ اس عبارت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خطوط کے بھیجنے والے اور بلانے والے کوفہ کے بڑے بڑے شیعہ ہی تھے۔

عبارت ۴:۔ تا آنکہ دریک روز شش صد نامہ ازاں غدّاران بآں حضرت رسید چوں مبالغۂ ایشاں از حد گذشت رسولاں بسیار نزدیک آنحضرت جمع شدند دوازدہ ہزار انراں نامہ بآں جناب رسید حضرت در جواب نامہ آخر ایشاں نوشت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسوئے گروہ مؤمناں و مسلمانان شیعیان۔ (جلاء العیون ص ۳۵۷)

ترجمہ:۔ ایک دن میں ان غداروں کی طرف سے چھ سو خطوط امام حسینؓ کو ملے جب ان کا اصرار حد سے زیادہ ہوا اور بے انتہا قاصد حضرت حسینؓ کے پاس جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خطوط کوفہ کی طرف سے آں جناب کو موصول ہوئے حتیٰ کہ آخری خط کے جواب میں یہ تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ حسینؓ ابن علیؓ کی طرف سے مؤمنوں، مسلمانوں شیعوں کی طرف میرا خط ہے۔

طرزِ استدلال:۔ کوفے کے شیعوں نے سیدنا حسینؓ کی طرف خط لکھے اور آپ آمادۂ سفر ہوئے۔

واضح نوٹ

ان کے لکھنے کے مطابق سیدنا حسینؓ نے امام مسلمؓ کو کوفے بھیج دیا اور امام مسلمؓ وہاں پہنچ گئے اب وہاں کے حالات ملاحظہ فرمائیے۔

خطائیں کرو رونا

عبارت ۵:۔ مردم کوفہ از استماع قدوم مسلم اظہار سرور بسیار نمودند بخدمت او آمدند نامۂ امام حسینؓ را بر ایشاں می خواندند از استماع آں نامہ گریاں گردیدند بیعت می کردند تا آنکہ بر دست مسلم ہیجدہ ہزار نفر از اہل کوفہ بشرف بیعت آں حضرت سرفراز شدند۔

(جلاء العیون ص ۳۵۸)

ترجمہ:۔ جب حضرت مسلم کوفہ میں تشریف لائے تھے لوگوں نے خوشی منائی اور خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ سیدنا مسلم نے حضرت حسینؓ کا خط پڑھ کر سُنایا تو سب کے سب رو پڑے حتیٰ کہ ۱۸ ہزار اشخاص اہالیان کوفہ نے بیعت کی۔

طرز استدلال:۔ جو بلانے والے وہی بیعت کرنے والے، وہی خط کو سن کر رونے والے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا!

عبارت ۶:۔ جلاء العیون صفحہ ۳۶۱ میں ہے کہ پچیس ہزار آدمیوں نے بیعت کی۔

○ درخانہ سالم بن مسیّب مسلم بن عقیل نزول فرمود دوازدہ ہزار کس باو بیعت کردند چوں ابن زیاد داخل شد درمیان شب بخانہ ہانی ابن عروہ انتقال نمود واز پنہاں از مردم بیعت می گرفت تا آنکہ بیعت پنجاہ ہزار نفر باد بیعت کردند۔

ترجمہ:۔ مسلم بن عقیل نے سالم بن مسیب کے گھر میں نزول فرمایا بارہ ہزار اشخاص نے آپ سے بیعت کی جب ابن زیاد کوفے میں آیا تو وسط شب میں مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر چلے گئے اور پچیس ہزار افراد نے آپ کے ساتھ بیعت کی۔

طرز استدلال:۔ پہلے تو اس قدر ثابت کیا تھا کہ خطوط سُن کر روتے تھے اب اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ انہوں نے آپ سے بے حد محبت کا اظہار کیا حتیٰ کہ پچیس ہزار نے بیعت کر لی۔

امام مسلمؑ کا محاصرہ

عبارت ۷:۔ عبداللہ بن حازم روایت کردہ است من در مجلس ابن زیاد بودم کہ ہانی را مجروح گردانید و امر کرد بجلس او چوں آں حالت مشاہدہ کردم جبز د مسلم آمدم و قضیہ را باو نقل کردم چوں اصحاب مسلم درخانہ ہانی جمع شدہ بودند مسلم مرا امر کرد کہ ندا کنم درمیان

ایشان کہ بیرون آیند منادیان راامر مود کہ ندا کردند یا منصور امت چون بے وفایان اہل کوفہ ندا مسلم را شنیدند بدر خانۂ ہانی جمع شدند مسلم بیرون آمد و برائے ہر قبیلہ علم ترتیب داد در اندک وقتے مسجد و بازار پر شد اصحاب او و کار بر ابن زیاد تنگ شدہ و زیادہ پنجاہ نفر در دار الامارۃ او یاد نبودند۔ (جلاء العیون ص ۳۶۳)

ترجمہ:۔ عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ابن زیاد کے ہاں تھا کہ ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو (جس کے گھر میں امام مسلم تھے) مجروح کردیا اور حکم دیا کہ جاکر اسے قید کردو میں نے جب اس حالت کا مشاہدہ کیا تو میں نے امام مسلم کو آکر بتادیا جب مسلم کے صحابہ ہانی بن عروہ کے گھر جمع ہوئے تو امام مسلم نے مجھے فرمایا کہ جاکر ان کو اعلان کردو سو میں نے اعلان کردیا جب بے وفا کوفیوں نے پیغام سنا تو ہانی بن عروہ کے دروازے پر سب کے سب جمع ہوگئے حضرت مسلم باہر تشریف لائے تو ہر قبیلے کا علم ترتیب دیا تھوڑے وقت میں مسجد اور بازار پر ہوگئی اور ابن زیاد کے پاس پچاس آدمیوں کے بغیر کوئی باقی نہ رہا۔

طرز استدلال:۔ اس سے پتہ چلا کہ ابن زیاد کے پاس اپنی فوج اتنا نہیں تھی۔

بیعت کرنے والوں میں سے مسلم کے پاس ایک بھی نہ رہا

عبارت ۸:۔ مردم از استماع این سخن متفرق می شدند تا آنکہ چون شام شد زیادہ از سی نفر با مسلم نماندہ بودند چون مسلم این حالت را مشاہدہ کرد و غدر و مکر اہل کوفہ مطلع گردید داخل مسجد شد و نماز شام ادا کرد چون از نماز فارغ شد دہ نفر با او ماندہ بودند خواست کہ از مسجد بیرون رود چون از در کندہ بیرون رفت با او نماندہ بود۔

ترجمہ:۔ ابن زیاد کے ڈرانے کے بعد لوگ امام مسلم سے جدا ہو گئے حتیٰ کہ جب شام ہوئی تو تیس سے زیادہ نہ رہے جب شام کی نماز ادا کی اور فارغ ہوئے تو دس باقی بچ گئے اور جب دروازے سے باہر آئے تو کوئی بھی ساتھ نہ رہا۔

کوفیوں کی بے وفائی

عبارت ۹:۔ وصیت سوم آنکہ بحضرت امام حسینؓ کہ کوفیان بے وفائی کردند و پسر عم تو یاری نکردند بر وعدہ ہائے ایشاں اعتماد مکن (جلاء العیون ص ۳۶۷)

ترجمہ:۔ امام مسلم نے تیسری وصیت یہ کی کہ امام حسینؓ سے کہا کہ کوفیوں نے میرے ساتھ بے وفائی کی ہے اور تیرے چچے کے فرزند کی امداد نہیں کی لہذا تمہیں چاہیئے کہ ان کے وعدوں پر اعتماد نہ کرنا۔

طرز استدلال:۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام مسلم کے نزدیک بھی شیعہ صاحبان غیر معتمد علیہ تھے جس طرح حضرت علیؓ اور امام حسنؓ کے نزدیک ناقابل اعتماد تھے۔

قلب و شمشیر میں تخالف

عبارت ۱۰:۔ زرارہ بن صالح گفت بخدمت امام حسین علیہ السلام سہ روز قبل از توجہ آنحضرت بجانب عراق و عرض کردم کہ مردم کوفہ دل ایشاں با تست و شمشیر ہائے بانی امیہ (جلاء العیون ص ۳۷۹)

ترجمہ:۔ زرارہ بن صالح کہتے ہیں کہ میں سیدنا حسینؓ کے پاس عراق کی طرف عزم کرنے سے پہلے پہنچا تو میں نے عرض کی کہ یا حضرت کوفیوں کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں اور ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔

طرز استدلال:۔ زرارہ کا بیان بتاتا ہے کہ کوفیوں کے ارادے بدل چکے تھے اور ان کی تلواریں امام حسینؓ کے خون کی پیاسی ہو چکی تھیں۔

(ف) ناظرین کرام خود بخود اندازہ لگالیں کہ حضرت علیؓ سے لے کر امام حسینؓ تک ان شیعیان کرام کا کیا طرز عمل رہا۔

حضرت محمد بن الحنفیہ کا اظہار خیال

عبارت ۱۱:۔ بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ اند در شب کہ سید الشہداء عازم گردید در صبح آں روز متوجہ کوفہ گردد محمد حنفیہ بخدمت آں حضرت آمد و گفت اے برادر تو دانستی غدر و مکر اہل کوفہ را نسبت پدر و برادر خود می ترسم کہ با تو نیز چنیں کنند (جلاء العیون ۳۷۹)

ترجمہ:۔ امام جعفر سے روایت ہے کہ امام حسینؓ نے جب کوفے کا ارادہ کیا اور صبح کو متوجہ کوفہ ہوئے تو محمد بن حنفیہ امام حسینؓ کے بھائی حضورؓ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کی اے میرے بھائی تو اہل کوفہ کی ان دھوکہ بازیوں اور مکروں سے تو واقف ہے جو کہ انہوں نے حضرت علیؓ اور حضرت سیدنا حسنؓ کے ساتھ کی تھیں مجھے ڈر ہے کہ وہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہ وطیرہ اختیار نہ کریں۔

میدان جہاد میں حسینی خطبہ

جلاء العیون ۳۸۷

عبارت ۱۲:۔ ایہا الناس من نیامدم بسوئے شما مگر بعد ازاں کہ نامہائے و متوالی بیکیائے شما پیاپے بمن رسیدہ نوشتہ بودید کہ البتہ بیا بسوئے ما کہ امام پیشوائے نداریم۔

ترجمہ:۔ اے لوگو میں تمہارے پاس تب آیا ہوں جبکہ تمہارے خطوط و قاصد یکے بعد دیگرے میرے پاس پہنچے کہ آپ ضرور تشریف لائیے کہ آجکل ہمارا امام کوئی نہیں ہے۔

سیدنا حسینؓ کی بد دعا اور محبین کے عجیب القاب

عبارت ۱۳:۔ چوں امام حسینؓ بے باکی و بے حیائی ایشاں را مشاہدہ نمود از روئے رضا و تسلیم دست نیاز بدرگاہ خداوند علیم برداشت و دعا خواند۔ (جلاء العیون ص ۳۸۸)

ترجمہ:۔ جب سیدنا حسینؓ نے بلانے والوں کی بے باکی اور بے حیائی کو ملاحظہ فرمایا

از روئے رضاو تسلیم نیاز کے ہاتھ خداوند علیم کی درگاہ میں اٹھائے اور دعا فرمائی۔

(ف) بھلا بتایئے تو سہی وہ تھے کون جن کو ایسے پاکیزہ القاب سے یاد کیا جا رہا ہے بتائیں تو پتہ چلے۔

سیدنا حسینؓ کا ایک واضح ترین بیان اور شرفائے اُمت سے خطاب

عبارت ۱۴:۔ لعنت باد بر شما و بر ارادت شما اے بے وفایان جفا کار غدار عیار اور ہنگام اضطرار یا مدد و یاری خود طلبیدید چوں اجابت شما کردیم و برائے ہدایت و نصرت شما آمدیم شمشیر کینہ بر روئے ما کشیدید و دشمنان خود را بر یاری کردید اے قول بے نصیب با قتل اہل بیت رسالت کمر بندید از مثل مگس بر سر خوان جمع شدید مانند پروانگان بے باکانہ خود را بر آتش زدید قبیح باد روہائے شما اے گمراہان اُمت ترک کنندگان کتب منحرفان احزاب پیروان شیطان و ترک کنندگان خیر الانام کشیدندگان اولاد پیغمبران و ہلاک کنندگان مومنان یاری کنندگان ظالمان وائے بر شما۔

ترجمہ:۔ لعنت ہو تم پر اور تمہارے عقائد پر اے بے وفاؤ ظالمو مجھے پریشانی کے وقت تم نے بلایا اور تم نے مجھ سے مدد طلب کی جب میں نے تمہاری بات مان لی اور تمہاری ہدایت اور امداد کے لئے آگیا تو تم نے کینے کی تلوار ہمارے منہ پر چلا دی اور تم نے ہمارے دشمنوں کی امداد شروع کر دی تم نے اہل بیت کے قتل پر کمر باندھ لی اور بدبختوں کے دسترخوان پر مکھیوں کی طرح جمع ہو گئے اور بے باک پروانوں کی طرح اپنے وجود کو تم نے آگ میں دھکیل دیا خدا تمہاری شکلیں بدل دے اے اُمت کے گمراہو کتاب اللہ کو

چھوڑنے والو شیطان کے پیروکار و رسول اکرم کو چھوڑنے والو پیغمبروں کی اولاد کو قتل کرنے والو اہل بیت کی اولاد اور محبین کو ہلاک کرنے والو۔ بغیر باپ کے حرامیو مومنوں کو تکلیفیں دینے والو، ظالموں کی امدادیں کرنے والو خدا تمہیں تباہ و برباد کرے۔

(ف) آمین ثم آمین!

خلاصۃ المبحث

ان تمام عبارتوں سے آپ نے معلوم کر لیا کہ ان حضرات کا یہ کہنا کہ ہم اُن کے محبین میں سے ہیں، بدترین جھوٹ اور دھوکہ بازی ہے بحمداللہ ان حضرات کی سچی محبت و اتباع اہلسنت والجماعت کے دلوں میں مرکوز ہے اور بس۔

بحث متعلق افضلیّت صدیق رض و فاروق رض

اہلسنت کے مسلک میں خدا تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے زیادہ رتبہ انسان کا ہے اور تمام انسانوں میں سے مسلمانوں کا اور عام مسلمانوں میں سے اولیاء اللہ کا اور جمیع اولیاء کرام سے صحابۂ کرام کا اور تمام صحابہؓ میں سے خلفاء اربعہ کا اور خلفاء اربعہ میں سے صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا اور ان دونوں میں سے سیدنا صدیق اکبر کا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ذیل میں دلائل درج کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔

استدلال ۱: ترجمہ:۔ بلاشبہ تم سب میں سے معزز تر خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ متقی
طرز استدلال و۔ مذکورہ بالا آیت میں اتقیٰ کو افضل المسلمین اور اکرام المومنین بتایا گیا۔

ہے ویسے ہم نہ صحابہ کرامؓ کے متقی ہونے کے منکر ہیں اور نہ اہل بیت کے، فرق صرف اتنا ہے کہ نص قرآن سے بغیر ابوبکر صدیقؓ کے کسی کا اتقیٰ ہونا ثابت نہیں ہے فریقین کی کتابیں اور مفسرین گواہ ہیں کہ جب سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے حضرت بلالؓ اور عامر بن فہیرہ وغیرہ کو خرید کر آزاد کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى کہ جہنم سے بعید کر لیا جائے گا وہ اتقیٰ جس نے اپنے مال کو تزکیہ و تطہیر کے پیش نظر خرچ کیا ہے۔

اہلسنت کی تفسیروں میں سے تفسیر ابوسعود، روح المعانی، تفسیر کبیر، بیضاوی، تفسیر ابن کثیر، مدارک کی عبارتیں شاہد ہیں کہ یہ آیت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن اہل تشیع کی معتبر تفسیر مجمع البیان مصنفہ علامہ طبرسی میں بھی ہے۔

ان الآیۃ نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری مما لیک الذین اسلموا مثل بلالؓ وعامر بن فھیرۃ وغیرھما واعتقھم۔

ترجمہ۔ بلاشبہ یہ آیت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ آپ نے ان غلاموں کو جو اسلام لائے ہیں جیسے بلالؓ اور عامر بن فہیرہؓ وغیرہ کو خرید کر آزاد کر دیا۔

پس ان دونوں آیتوں کو ملانے کے بعد یقیناً یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کے پیش نظر سیدنا ابوبکر صدیقؓ اتقیٰ ہونے کی حیثیت سے تمام صحابہ کرامؓ اور جملہ مسلمین میں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔

استدلال ۲۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (پ۴ سورۃ آل عمران)

ترجمہ۔ اے صحابہ کرامؓ تم بہترین امت اور یگانہ روزگار ہو۔

طرز استدلال۔ یقیناً اس آیت میں اولاً بالذات مخاطب صحابہ کرامؓ ہیں اور وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک خیر و برکت کے منبع اور فضیلت و افضلیت سے متصف ہیں جب صدیق اکبرؓ سابقین مومنین میں سے صف اول میں ہیں تو خیر و برکت کی حیثیت سے

سے بھی سب سے افضل ٹھہریں گے اور ظاہر ہے کہ ہمارے شیعہ حضرات افضلیت سیدنا علیؓ کے سلسلے میں سبقت ایمانی کو بھی پیش کیا کرتے ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جب حضرت علیؓ حضور اکرمؐ کے فیوضات حاصل کرنے کے لوجۂ بلوغ عمر اہل ہوئے اس وقت تک صدیق اکبرؓ فیوضات رسالت سے قلب و جگر کو پورا منور کر چکا تھا۔

اہل تشیع کی تفسیر سے ہمارے مدعا کی تصدیق و تائید!

(تائید ۱) تفسیر مجمع البیان ص۲ میں ہے۔ واختلف فی المعنی بالخطاب فقیل هم المهاجرون خاصة وقیل هو خطاب للصحابة ولکنه یعم سائر الامة

ترجمہ:- اس آیت کے خطاب کے مفہوم میں مفسرین کہتے ہیں کہ خیر اُمت کے مصداق مہاجرین ہیں اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جمیع صحابہؓ ہیں لیکن یہ خطاب تمام اُمت کے لئے ہے۔

(ف) صاحب مجمع البیان نے تفسیریں نقل کر دی ہیں ہمارے نزدیک پہلی تفسیر راجح ہے جبکہ متفق بین الفریقین ہے اور مہاجرین میں سے افضل بقرینۂ سابقہ صدیق اکبرؓ ہی ہیں۔

تائید ۲:- لما تقدم ذکر الامر والنهی عقبه تعالی بذکر من تصدی للقیام بذلک من جعهم ترغیبا فی الاقتداء بهم فقال کنتم خیر امة اخرجت للناس۔ (تفسیر مجمع البیان ص۲)

ترجمہ:- امر و نہی کے ذکر کے بعد ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے وقف تھے تاکہ دوسرے لوگ اقتداء کریں اور اسی وجہ سے ان لوگوں کو بہترین اُمت کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا ۱۲۔

افضلیت صدیقؓ پر ایک اور شہادت

استدلال ۳ :- ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔

ترجمہ :- جس نے اللہ اور رسول مکرم کی اطاعت کی پس وہ ان کے ساتھ ہوگا جو انعام یافتہ ہیں، نبیوں صدیقین شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور یہ بہترین رفیق ہیں۔

طرز استدلال :- مذکورہ بالا آیت میں منعم علیہم کے چار گروہ ذکر کئے گئے ہیں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء صالحین گویا خدا تعالیٰ کے نزدیک نبیوں کے بعد صدیقین کا درجہ ہے اور سیدنا حضرت ابوبکرؓ بقول رسول اکرم صلعم اور بقول ائمہ کرام یقیناً صدیق ہی ہیں۔

ابوبکرؓ صدیق سے سرور کائناتؐ کا ارشاد

تفسیر قمی مطبوعہ نجف اشرف صفحہ ۲۶۶ میں ہے لما کان رسول اللہ فی الغار قال لابی بکر کانی انظر الی سفینۃ جعفر فی اصحابہ یقوم فی البحر وانظر الی الانصار محتبین فی افنیتھم فقال ابوبکر وتراھم یا رسول اللہ قال نعم قال فارنیھم فمسح علی عینیہ فراھم فقال لہ رسول اللہ انت الصدیق۔

ترجمہ :- امام جعفر صادق فرماتے تھے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو آپ نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میں بطور مکاشفہ جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں اور انصار کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے مکانات میں بیٹھے ہوئے ہیں ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیا ان کو دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا " ہاں " ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ مجھے بھی دکھا دیجیے آپ نے ان کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا پس رسول اللہ نے ان سے فرمایا کہ

تم صدیق ہو۔

صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت پر امام محمد باقر کی شہادت

علی بن عیسیٰ اردبیلی شیعی عالم نے کشف الغمہ عن معرفۃ الائمہ میں امام محمد باقرؒ کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

انہ سئل الامام ابوجعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف ھل یجوز فقال نعم قد حلی ابوبکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی فاتقول ھکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہٗ۔

ترجمہ:۔ امام محمد باقر سے دریافت کیا گیا کہ تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوانا جائز ہے یا نہ آپ نے فرمایا ہاں جائز ہے اور فرمایا کہ ابوبکرؓ صدیق نے اپنی تلوار کا قبضہ چاندی کا بنوایا تھا تو اس پر راوی نے کہا کیا آپ اُسے صدیق کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں صدیق ہے ہاں صدیق ہے ہاں صدیق ہے پس جو شخص ان کو صدیق نہ کہے خدا تعالیٰ اس کے قول کو سچا نہ کرے یا خدا تعالیٰ اس کی تصدیق نہ کرے۔

صداقت صدیقؓ پر قرآنی شہادت

تفسیر مجمع البیان میں ہے۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون ط قیل والذی جاء بالصدق رسول اللہ وصدق بہ ابوبکر۔

ترجمہ:۔ جو صدق لے کر آیا وہ حضورؐ کی ذات انور ہے اور جس نے اس صدق کی تصدیق کی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے۔

استدلال ۱۸:۔ الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا۔

ترجمہ:۔ اگر تم نے حضور علیہ السلام کی مدد نہ کی تو پس خدا تعالیٰ نے خود بخود مدد فرما دی جبکہ دوسرا تھا دو کا۔

طرزِ استدلال:۔ رسالت مآب صلعم نے دعویٰ نبوت کیا تو منکرین نے تسلیم نہ کیا کئی برس مکہ معظمہ میں گذار دیے، آخر کار بارگاہِ ربوبیت سے ہجرت کا حکم ہوا حضور صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے کر چلے رب العالمین نے سرورِ دو عالمؐ کو سراپا نبوت بنایا تو صدیق اکبرؓ کو سراپا نصرت۔

سارے قرآن میں خدا تعالیٰ نے اگر نصرت کا اطلاق کیا ہے تو صرف صدیق اکبرؓ پر اور یہی ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

نیز رفاقت نبوت کے لئے خدا اور اس کے پیارے رسولؐ کا انتخاب بھی سونے پر سہاگہ ہے۔ نیز لصاحبہٖ میں صاحب کی اضافت کرنا ایسے ضمیر کی طرف جس کا مرجع بغیر سرورِ دو عالمؐ کے اور کوئی نہیں بنتا ہے کہ صدیق اکبرؓ سرورِ دو عالمؐ کے اولاً بالذات صاحب (ساتھی تھے) اور باقی ثانیاً بالعرض اور اگر بالذات ہی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی قرآنی نص کے مطابق صدیق اکبرؓ ہی صاحب النبی ٹھہریں گے اور یہ وہ فضیلت ہے جو ان کے علاوہ کسی میں بھی نہیں پائی جاتی۔

(لا تحزن) سے پتہ چلتا ہے کہ صدیق اکبرؓ کا حزن و ملال سرورِ دو عالمؐ کو گوارا نہ ہوا فوراً تسلی دے کر اطمینان فرما دیا تاکہ قلب صدیقؓ قلق و اضطراب سے مضمحل نہ ہو جائے اُدھر سید دو عالمؐ کا قلبی تعلق ملاحظہ فرمائیے اور ادھر رب العالمین کی بارگاہ میں مقبولیت کا اندازہ لگائیے کہ جو الفاظ آپؐ کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئے وہی الفاظ بلا تبصرہ قرآن مجید میں ذکر کر دیئے تاکہ قیامت تک صدیقؓ کی صداقت و رفاقت پر زندہ شہادت قائم رہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست ✿ تانہ بخشد خدائے بخشندہ

شیعی عالم صاحب تفسیر مجمع البیان کی مفید تفسیر

استدلال ع۵:۔ ثم عاد سبحانہٗ الی ذکر المهاجرین و الانصار و مدحهم و اثنٰی علیهم فقال والذین هاجروا و جاهدوا فی سبیل الله ای صدقوا الله و رسولهٗ و هاجروا من دیارهم و اوطانهم یعنی من مکة الی المدینة و جاهدوا مع ذالك فی اعلاء دین الله والذین آووا و نصروا ای نصروهم و نصروا النبی اولئك الذین حققوا ایمانهم بالهجرة والنصرة۔

ترجمہ:۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصارؓ کے محامد و محاسن اس آیت والذین ہاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ سے بیان فرمائے یعنی ان مہاجرین نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی تصدیق کی ہے اور آپؐ ہی کی محبت میں اپنے گھر اور وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور باوجود اس ہجرت کے ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کو بلند کرنے کے لئے اللہ کے دشمنوں سے اور جہاد بھی کئے اور والذین آووا ونصروا سے انصارؓ کے فضائل بیان فرمائے۔ یعنی انصار نے ان جلاوطن مہاجرینؓ کو اپنے کنبہ میں ملا کر قیام کرنے کے لئے مکانات دیئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑے نازک وقتوں میں امداد فرمائی اس کے بعد ہر دو کی مشترکہ فضیلت بیان فرمائی کہ اولئك هم المؤمنون حقا لهم مغفرة و رزق کریم یعنی ان مہاجرینؓ نے ہجرت و نصرت سے اپنے ایمان کو محقق کیا۔

طرز استدلال:۔ مذکورہ بالا آیت میں فضیلت کا مدار ہجرت و نصرت کو قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ جس طرح سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ شرف ہجرت میں سب سے فائق ہیں اسی طرح نصرت رسالت میں بھی سابق الغایات ہیں ان دونوں فضیلتوں کا یکجا جمع ہونا یقیناً ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔

مفسر صافی کے بیان میں صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا بیان

استدلال علیٰ لانهم حققوا ايمانهم بالهجرة والنصرة والانسلاخ من الاهل والمال والنفس لاجل الدين (تفسیر صافی ص۱۸۷)

ترجمہ: سچے ایمان دار اس لئے ہیں کہ مہاجرین و انصار نے محض دین کے لئے ہجرت اور نصرت سے اہل و عیال جان و مال کے ترک سے اپنے کمال ایمان کو ثابت کر دیا۔

طرزِ استدلال: شیعی عالم مفسر صافی نے قرآنی آیت کی تفسیر میں تحقیق ایمان اور صداقت فی الاسلام کے لئے حسب ذیل امور کو شمار کیا۔

(ا) مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا۔

(ب) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کرنا۔

(ج) صاحب نبوت پر اہل و عیال نثار کر دینا۔

(د) حضور پر مالی قربانی کرنا۔

(ہ) اپنی جان یار کے حوالے کر دینا۔

مذکورہ بالا امور میں سے اگر کسی میں ایک بھی پایا جائے تو اس کے تحقق ایمان کی علامت ہے۔ اور کیا شان ہے اس کی جو تمام صفات مذکورہ کا حامل ہو اور بحمد اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انہیں اوصاف سے متصف تھے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ پر دلائل و براہین ملا کاشی کی حق گوئی

ہجرت صدیق رضی اللہ عنہ پر دلائل: دلیل علیٰ۔ اذا اخرجه الذين كفروا ثانی اثنين لم يكن معه الا رجل واحد اذهما فی الغار غار ثور وهو فی جبل هنی مكة على مسيرة ساعة اذ يقول لصاحبه وهو ابوبكر (تفسیر صافی ص۱۹۳ سورۃ توبہ)

ترجمہ: جب کفار نے حضور علیہ السلام کو مکہ معظمہ سے نکالا تھا تو آپ کے ساتھ بغیر ایک جوان کے کوئی نہ تھا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے اور حضور علیہ السلام اپنے رفیق ابوبکرؓ سے فرما رہے تھے۔ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

استنباط: مفسر صافی شیعی عالم نے بتا دیا ہے کہ سرور کائنات کے ساتھ ہجرت کی شب بغیر صدیق اکبرؓ کے اور کوئی نہ تھا۔ منشائے استنباط یہ ہے کہ ہجرت کا موقعہ اگرچہ سب مہاجرین کو نصیب ہوا لیکن صدیقؓ کی ہجرت میں ایک امتیازی شان موجود ہے وہ یہ کہ باقی صحابہؓ تو اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر چلے لیکن صدیق اکبرؓ گوہر بے بہا در یکتا سید محمد مصطفےٰ صلعم کو ساتھ لے کر چلے لوگ ہجرت میں اپنے اہل وعیال پر پہرہ دے رہے تھے لیکن صدیق اکبرؓ صاحب حسن وجمال کی حفاظت وصیانت کر رہے تھے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔

ملا باقر مجلسی کی تحقیق (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۵۱)

دلیل ۲: وترا امر کردہ است کہ ابوبکرؓ را ہمراہ خود ببری۔

ترجمہ: حضورؐ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو حکم کیا ہے کہ ہجرت کی شب ابوبکرؓ کو ہمراہ لے جانا۔

استنباط: حضور علیہ السلام کے ساتھ ہجرت کی شب رفیق سفر ہونا تو مسلمات میں ہے لیکن ملا باقر مجلسی نے یہ روایت بیان کر کے بتا دیا کہ حضور علیہ السلام صدیق اکبرؓ کو باجتہاد خود ساتھ نہ لے گئے تھے بلکہ حکم خداوندی کے مطابق لے گئے تھے منشائے استنباط یہ ہے کہ بیشک حضرت علیؓ حضورؐ کے بستر پر سوئے لیکن افضل تو وہ ہے جو بستر والے کے ساتھ سویا اور نہ صرف غار میں سویا بلکہ قیامت تک مزار میں سویا اور اس وقت سویا جبکہ صاحب مزار کے ساتھ کوئی نہ سویا۔

حضرت حسن عسکری کی تحقیق (تفسیر حسن عسکری ص۲۱۳)

دلیل ع۳ :- امرك ان تستصحب ابا بکر فانه ان آنسك وساعدك ووازرك وثبت علی تعاهدك وتعاقدك کان فی الجنة من رفقائك وفی غرفاتها من خلصائك ۔

ترجمہ :- شب ہجرت حضرت کے پاس جبرئیل امین آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ اپنے ساتھ صدیق اکبرؓ لے جائیے کیونکہ اگر اس نے آپ کے ساتھ محبت کی اور مساعدت کی تو وہ روزِ محشر آپ کے ساتھ بلند ترین مکانوں میں ہوگا۔

استنباط :- شب ہجرت صدیق اکبرؓ کا ساتھ جانا اگر مسلمات میں سے ہے تو بامر خداوندی حضورؐ کا ساتھ لے جانا بھی متفق علیہ ہے سید حسن عسکری کی روایت نے مزید تشریح کر دی ہے کہ صدیق اکبرؓ رسول خدا کی رضا کے پورے مساعد و موافق تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کو قیامت سے پہلے گنبدِ خضراء نصیب ہوئی جس کی عزت مسلمانوں میں معتبر و معتقد ہے۔

صاحب غزوات حیدری کا بیان (غزوات حیدری ص۷۵)

مرزا بادل لکھتے ہیں کہ ہر گاہ جناب نبوی دولت سرا سے نکلے تو پہلے در خانۂ ابوبکر بن ابو قحافہ پر آئے کس واسطے کہ ابوبکرؓ کو آپ نے آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلنا ہیں آپ نے آواز دی اور گھر سے باہر بلا کر اپنے ہمراہ لیا جب شہر سے باہر آئے اور راستہ یثرب کا پیش نظر رکھا تو حضرت رسول خدا نے نعلین مقدس کو پائے مبارک سے نکال لیا اور سرا برہنہ راہی سفر ہوئے یہ حال دیکھ کر ابوبکرؓ نے آپ کو اپنے شانہ پر بٹھلا لیا۔

تشریح نصرت صدیق رضہ

ثبوت نصرت ع۱ :- الا تنصروه فقد نصرہ اللہ - (ترجمہ) گذر چکا ہے۔

استدلال :- خدا تعالیٰ نے صدیق اکبرؓ کو سراپا نصرت قرار دیا ہے جبکہ آپ کے بغیر باتفاق فریقین کوئی بھی آپ کے ساتھ رفیق سفر نہ تھا۔

صدیق اکبرؓ کی جان مصطفےٰؐ کے حوالے

ثبوت نصرت ۲ :- یعنی اخراج رسول کردند در حالیکہ دوم دو بود یعنی با او نبود مگر یک کس کہ آں ابوبکرؓ است یعنی نصرت داد پیغمبر را وقتیکہ ابوبکرؓ در غار بودند۔

(تفسیر منہاج الصادقین صـ۲۷۱ مطبوعہ تہران)

غار ثور میں رسول کریمؐ کے لئے روٹی اور دودھ صدیق اکبرؓ کے گھر سے آتا تھا

ثبوت نصرت ۳ :- مجاہد گوید کہ رسول سہ شبانہ روز در غار بود از عروہ روایتیں کہ ابوبکرؓ را گوسفندے چند بود نماز شام عامر بن فہیرہ گوسفنداں را بہ در غار راندی و ایشاں از شیر گوسفنداں خوردندی۔ (تفسیر منہاج الصادقین صـ۲۷۱)

ترجمہ :- مجاہد راوی کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام غار ثور میں تین دن اور تین راتیں رہے اور عروہ سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق کی چند بکریاں تھیں شام کی نماز کے وقت ابوبکر صدیقؓ کا غلام عامر وہ ریوڑ غار کے دروازے پر لاتا تھا اور حضور علیہ السلام وہ دودھ پیتے تھے۔

روٹی بھی صدیقؓ کے گھر سے آتی تھی (منہاج الصادقین صـ۲۷۱)

ثبوت نصرت ۴ :- وقتادہ گوید کہ عبدالرحمٰن در خفیہ بامداد و شبانگاہ آمدی و برائے ایشاں طعام آوردی۔

ترجمہ:۔ اور رفاعہ کہتے ہیں ابوبکر صدیقؓ کا بیٹا عبدالرحمٰن صبح شام آتا تھا اور ان کے لئے روٹی تیار کر کے لاتا تھا۔

صدیق نے بار نبوت اپنے کندھوں پر اُٹھایا (غزوات حیدری صـ۹۵)

چوں رفتند در دامانِ دشت قدوم فلک سائے مجروح گشت

ترجمہ:۔ جب حضورؐ نے بیابان میں قدم رکھا تو آپ کے قدم مبارک مجروح ہونے لگے یہ حال دیکھ کر ابوبکرؓ نے حضرتؐ کو اپنے شانہ پر بٹھلایا۔

توضیح وتشریح اور دفع الوسواس

کہا جا سکتا ہے کہ صدیق اکبرؓ نے حضور علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر اُٹھایا تو کیا ہوا جواباً عرض ہے کہ یہ وہ فضیلت ہے کہ انسانوں میں سے بغیر صدیق اکبرؓ کے کسی کو نصیب نہیں ہوئی کہ جب حضرت علی مرتضےٰؓ نے اس قسم کی خواہش ظاہر کی تو حضورؐ نے یا تو انکار فرما دیا اور یا وہ خود بار نبوت کی برداشت نہ کر سکے۔

سید محسن علی صاحب شیعہ کی تحقیق (غزوات حیدری صـ۹۷)

وقت توڑنے اصنام بام بیت الحرام کے ہرگاہ جناب خیرالانامؐ نے ان حضرات سے کہا کہ یا علیؓ آؤ میرے دوش پر چڑھو اور ان بتوں کو گرا دو تب حضرت علیؓ نے عرض کی کہ ادب اس کا مقتضی نہیں کہ میں مہر نبوت پر پاؤں رکھوں آپ میرے دوش پر سوار ہو دیں حضرت نے فرمایا یہ بار نبوت ہے تم متحمل نہ ہو سکو گے۔

مقبول لاہوری کی تحقیق ضمیمہ مقبول صـ۲۹۰

پس جیسے ہی آنحضرتؐ نے علی مرتضےٰؑ کی پشت پر قدم رکھا تو وہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ

ثقل رسالت کے سبب میں آنحضرتؐ کو اٹھا نہ سکا۔

مذکورہ بالا تحقیق کی مزید تائید۔ ضمیمہ مقبول ص۲۹۱

اے علیؓ اس بت کا میں کیا علاج کروں انہوں نے عرض کی یارسول اللہؐ ابھی میں حضورؐ کے سامنے جھکا جاتا ہوں حضورؐ میری پیٹھ پر سوار ہو کر اسے گھسیٹ لیں جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اے علیؓ اگر میری امت اول سے لے کر آخر تک اس بات کی کوشش کرے کہ میرے اعضائے ظاہری میں سے کسی ایک عضو کا بوجھ بھی اٹھالیں تو نہیں اٹھا سکتے۔

برافضلیت صدّیقؓ

استدلال ۲۔ جمیع مسلمانان ابوبکرؓ را بیعت کردند و اظہار رضا و خوشنودی باد سکون و اطمینان بسوئے او نمودند وگفتند کہ مخالف او بدعت کنندہ است وخارج است از اسلام۔ (بحار الانوار مترجمہ شریف مرتضےؓ)

ترجمہ۔ سب مسلمانوں نے ابوبکر صدیقؓ کے دست حق پرست پر بیعت اور رضا و خوشی سکون و اطمینان کا اظہار کیا اور کہنے لگے کہ اس خلیفے کا مخالف بدعتی ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضرت علیؓ بھی صدیق اکبرؓ کو افضل جانتے تھے (احتجاج طبرسی ص۵۳)

استدلال ۳۔ ثم تناول یدہ ابی بکر فبایعہ۔

ترجمہ۔ بعدہ حضرت علی مرتضےؓ نے ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔

طرز استدلال۔ کسی کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہی تب متحقق ہو سکتا ہے جب اُسے افضل و بزرگ تسلیم کیا جائے اور سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا علیؓ کی نگاہ میں یقیناً ایسے ہی تھے۔

برافضیلت صدیقؓ — حضرت اسماء بنت عمیس کا نکاح۔ حق الیقین باقر مجلسی شیعہ ص۲۲۱

اسماء بنت عمیس کہ درآں وقت زن ابوبکرؓ بود و سابقاً زن طیار۔

ترجمہ:- اسماء بنت عمیس کہ اس وقت صدیق اکبرؓ کی اہلیہ تھی اور آپ سے پہلے حضرت علیؓ کے بھائی جعفر طیار کی بیوی تھی۔

طرز استدلال:- جعفر طیار سیدنا علیؓ کے حقیقی بھائی تھے اُن کی شہادت ہوتی ہے تو حضرت علیؓ ان کا نکاح عقیل سے نہیں کرتے۔ بلکہ اگر سرزمین عرب میں اس رشتے کے لئے تجویز کرتے ہیں تو صدیق اکبرؓ کے وجود مسعود کو۔ ظاہر ہے کہ آپ کے نزدیک سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی شخصیت اور فضیلت مسلم تھی ورنہ آپ ایسا نہ کرتے۔

ازالۂ شبہ

بعض جہال کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضرت اسماء چونکہ بیوہ تھی اس لئے حضرت علیؓ کا اس نکاح سے کوئی تعلق نہیں تھا سو عرض یہ ہے کہ یہ شبہ چند وجوہ کی بناء پر غلط ہے۔

(اولاً) اس لئے کہ صاحب حق الیقین میں ملا باقر مجلسی نے تصریح کی ہے۔ کہ اسماء بنت عمیس مذہب شیعہ رکھتی تھی اور شیعہ بقول اہل تشیع ہوتا بھی وہی ہے جو سیدنا علی مرتضےٰؓ کا فرمانبردار ہو ظاہر ہے کہ اس بناء پر حضرت اسماء بغیر حضرت علیؓ کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتی۔

(ثانیاً) اس لئے کہ اگر یہ نکاح بغیر رضائے علی مرتضےٰؓ کے ہوتا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اعتراض ہی کر دیتے حالانکہ آپ سے اتنا بھی ثابت نہیں۔

استدلال ۳:- فقال لست بمنکر فضل عمر ولکن ابابکر افضل من عمر۔ (احتجاج طبرسی ص ۔۔۔)

ترجمہ:- امام محمد باقر نے فرمایا میں عمرؓ کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں۔ لیکن ابوبکرؓ حضرت

عمرؓ سے زیادہ افضل ہیں۔

طرزِ استدلال :۔ فاروق اعظمؓ کا رتبہ سادات کرام کے نزدیک مسلمات میں سے ہے جبکہ سیدنا علیؓ حضرت عمرؓ کے متعلق حسب ذیل القاب استعمال فرماتے ہیں۔

(۱) مسلمانوں کے لئے جائے پناہ۔ لا تکن للمسلمین کانفۃ دون اقصی بلادھم (نہج البلاغت ص۲۵ ج۲ مطبوعہ الاستقامۃ)

(۲) ایمانداروں کے لئے جائے رجوع لیس بعدك مرجع یرجعون الیہ۔ (نہج البلاغت ص۲۵ ج۲)

(۳) کنت ردءًا للناس ومثابۃ للمسلمین۔ (نہج البلاغۃ ج ۲ ص۲۵)

(۴) قیم بالامر کا رتبہ حضرت عمرؓ کو حاصل تھا۔ ومکان القیم بالامر مکان النظام من الخرز یجمعہ ویضمہ۔ (نہج البلاغۃ ص۳۹)

(۵) قیم بالامر کا رتبہ اور اس کی تشریح۔ والقیم لابدان یکون عالمًا لجمیع القرآن وسائر الاحکام یکون منصوبًا علیہ معصومًا عن الخطاء والزلل۔ (عروۃ العقول ص۱۳۰ ج۱)

ترجمہ۔ قیم کے لئے ضروری ہے کہ سارے قرآن تمام احکام کا عالم ہو اور منصوص علیہ اور گناہوں اور لغزشوں سے معصوم ہو۔

(ف) سیدنا علی مرتضٰیؓ کا اس لقب سے حضرت عمرؓ کو ملقب کرنا بتاتا ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ انہیں القابوں سے ملقب تھے۔

خلاصہ مبحث اور صدیق اکبرؓ کی افضلیت کا ثبوت

مذکورہ بالا حوالہ جات سے جب آپ نے معلوم کرلیا کہ سیدنا فاروق اعظمؓ کا مرتبہ حضرت رسولؐ کی نگاہ میں ایسا ہے تو آپ کو اس امر کا بھی یقین کرنا پڑے گا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ

ان تمام صفات کاملہ کے جامع بھی تھے۔ اور ان اوصاف سے بہت سی اور صفات کے حامل بھی جس سے صدیق اکبرؓ کی افضلیت روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہونے لگتی ہے جبکہ امام محمد باقرؒ کا اعلان ہے کہ صدیق اکبرؓ سیدنا عمرؓ سے افضل ہے۔

(نوٹ) فضائل اور افضلیت صدیق اکبرؓ کے متعلق ہمارے پاس بیشمار دلائل ہیں جن کے لئے علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے پاکٹ بک کی حیثیت کے مختصراً دلائل ذکر کر دیئے ہیں اب ذیل میں ان دلائل کے جوابات لکھے جاتے ہیں جن سے فریق مخالف افضلیت سیدنا علیؓ پر استدلال قائم کیا کرتے ہیں۔

افضلیت سیدنا علیؓ پر اہل تشیع کا پہلا استدلال اور اس کا جواب

استدلال علا۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک (قرآن حکیم)

ترجمہ۔ اے رسول (علیہ السلام) جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے وہ بیان کر دیجئے۔

طرز استدلال:۔ دیکھئے اس آیت میں امامت سیدنا علیؓ کی تبلیغ کا ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ جمیع صحابہ کرامؓ سے افضل تھے اگر کوئی اور افضل ہوتا تو خدا تعالےٰ اور کی افضلیت و امامت کی تبلیغ کا بھی حکم فرماتے۔

جواب علا۔ آیت مذکورہ سے استدلال غلط ہے اس لئے کہ ما انزل سے مراد اگر سیدنا علیؓ مرتضےٰ کی امامت ہو تو ثابت کرنا پڑے گا کہ اس قسم کی آیت پہلے نازل ہو چکی ہے جس میں سیدنا علی مرتضےٰ کی امامت کا ذکر ہو حالانکہ قرآنی آیتیں گواہ ہیں کہ کہیں بھی قرآن میں اس قسم کا ذکر موجود نہیں چہ جائیکہ آپ کی خلافت بلافصل کا ذکر ہو جس کے ثابت کرنے کے لئے زمین و آسمان کے قلابے ملائے جا رہے ہیں۔

جواب ۲۔ ان القرآن یفسر بعضہ بعضا کے پیش نظر ما انزل سے قرآن مجید کے بغیر اور کچھ نہیں تو حاصل یہ ہوا کہ اے رسول پہنچاتے رہیئے اس قرآن کو جو کہ آپ پر نازل کیا گیا ہے ذیل میں شیعی مفسرین کے چند تفسیری جملے بطور استشہاد نقل کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

استشہاد ۱ مفسر صافی کا بیان

والذین یومنون بما انزل الیک من القرآن والشریعۃ (تفسیر صافی ص۲۱ مطبوعہ ایران)

طرز استدلال:۔ دیکھئے شیعی مفسر نے یہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن و شریعت مراد لیا ہے پس جس طرح یہاں ما انزل الیک سے مراد قرآن و شریعت ہے اسی طرح وہاں بھی قرآن و شریعت مراد رہے گا جس کے حکم کی خدا عزوجل شانہ نے تاکید فرما دی۔

استشہاد ۲ مفسر صافی کا بیان

وما انزل من قبلک من التورٰیۃ والانجیل والزبور وصحف ابراھیم (تفسیر صافی ص۲۱ مطبوعہ ایران)

طرز استدلال:۔ دیکھئے اس عبارت میں بھی وما انزل من قبلک سے مراد کتب منزلہ کی گئی ہیں اور بس۔

افضلیت حیدر کرار رضی اللہ عنہ پر اہل تشیع کا دوسرا استدلال

اور اس کا جواب

قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم

طرزِ استدلال:۔ دیکھئے مباہلے کے دن حضور علیہ السلام حضرت علیؓ اور حسنینؓ کریمین اور سیّدہ کو ساتھ لے گئے تھے معلوم ہُوا کہ حضرت علی مرتضےٰ افضل ہیں۔

جواب ۱:۔ قرآن مجید میں حضرت علیؓ کا ساتھ لے جانا مذکور نہیں اور روایات میں اُن کے علاوہ اوروں کا بھی ذکر موجود ہے۔ ملاحظہ ہو اہلسنّت پاکٹ بک حصّہ اوّل بحث مباہلہ۔

جواب ۲:۔ زیادہ سے زیادہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام ان کو یوم مباہلہ ساتھ لے گئے لیکن پھر بھی افضلیت ثابت نہ ہوتی کیونکہ اس میں اُن کے ساتھ اُن کی بیوی اور دو۲ بچے بھی شریک تھے۔

جواب ۳:۔ عند الخوارج افضلیت تو کیا فضیلت بھی شاید ثابت ہو سکے جبکہ حضور اکرم صلعم سیّدنا علیؓ کو اس لئے ساتھ لے گئے تھے کہ وہاں جاکر دعائے لعنت کریں اور صدیق اکبرؓ کو شب ہجرت اس لئے ساتھ لے گئے تھے تاکہ وہ رحمۃ العالمین کی حفاظت و صیانت کر سکیں۔

اہل تشیع کا تیسرا استدلال اور اس کا جواب

__یطھرکم تطھیرا__

طرزِ استدلال:۔ آیت تطہیر مشہور بین الفریقین ہے یہ آیت اہل بیت کے قرآن مجید میں عترتِ رسول مقبول میں سے کسی ایک کا نام بھی موجود نہیں اور اگر ہے تو اہل بیت کا اور اہل بیت سے مراد قرآنی سیاق و سباق کے پیش نظر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویاں ہیں اور بس مزید تحقیق کے لئے ملاحظہ ہو اہلسنّت پاکٹ بک ج ۱ ص ۵۷۔

جواب ۲:۔ اہل تشیع کا اس آیت سے استدلال غلط ہے کیونکہ اگر اس میں تطہیر کا ذکر ہے تو ذہاب رجس کا بھی ہے اس بنا پر شیعوں کے ذاکرین کو ماننا پڑے گا کہ ائمہ کرام ابتداء سے معصوم بھی نہیں ہوتے ورنہ ذہاب رجس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جواب ۳:۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر بھی فضیلت ثابت ہوگی نہ کہ افضلیت، اور

افضلیت بھی ایسی جس میں حضرت علیؓ کے ساتھ احادیث کے مطابق اور بھی شریک تھے اور شریک رہے۔

اہل تشیع کا چوتھا استدلال اور اس کے جوابات

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔　　(حدیث)

طرز استدلال ہو مولیٰ کا معنیٰ اس حدیث میں سردار ہے یعنی جس کے مصطفےٰ سردار ہیں اس کے حضرت علیؓ بھی سردار ہیں پس ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ بعد از سرورِ کائنات سب سے افضل ہیں۔

جواب ۱ ۔ مولا کا معنیٰ اولیٰ لینا خلاف عربیت ہے جبکہ مفعل کبھی بھی افعل کے معنے پر نہیں آتا۔

جواب ۲ ۔ مولا کا معنیٰ اگر سردار لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت علیؓ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہوں حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام سے وہ افضل ہو سکتا ہے جو کم از کم وصف نبوت سے متصف ہو اور حضرت علیؓ یقیناً نبی نہیں تھے بلکہ حضور علیہ السلام کے اُمتی تھے۔ تتمہ منتہیٰ ص ۲۱۹ ۔ جناب امیر المومنین نے عرض کیا یا رسول اللہ میں راضی ہوں پھر حضرتؐ نے فرمایا یا علیؓ جو ثواب تم کو میرے ساتھ چلنے سے ملتا اتنا ہی مدینہ میں رہنے سے ملے گا اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تنہا ایک اُمت قرار دیا ہے ۱۲۔

پس اس لحاظ سے انبیاء علیہم السلام کی توہین و تذلیل لازم آئے گی جبکہ غیر نبی کو انبیاء سے افضل مان لیا جائے۔

جواب ۳ ۔ اور اس سے حضور علیہ السلام کی بھی توہین ہے۔

اوّلاً اس لئے کہ حضورؐ بعد از خدا سب سے افضل ہونے میں یکتا رہے ثانیاً اس لئے کہ قرآن مجید میں وارد ہے۔

ان اللّٰہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المومنین۔

پس اگر مولا کا معنیٰ سردار کیا جائے تو معنیٰ یوں بنے گا۔ بلاشبہ اللّٰہ سردار ہے حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا اور جبرئیل علیہ السلام اور نیک مومن بھی سردار ہیں حضور علیہ السلام کے اور یقیناً یہ خلاف حقیقت کیونکہ لازم آئے گا حضور علیہ السلام سب کے غلام بن جائیں معاذ اللّٰہ۔

خلاصۂ مبحث

لہٰذا جب مولا کا معنیٰ دوست کیا جائے گا تو سارے شبہات دور ہو جائیں گے اور حدیث معنیٰ یوں بنے گا۔ جس کا میں دوست ہوں پس علی مرتضٰےؓ بھی اس کا دوست ہے۔

اہل تشیع کا پانچواں استدلال اور اس کا جواب

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔

ترجمہ۔ حضورؐ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی مرتضٰےؓ اس کا دروازہ ہیں۔

طرزِ استدلال:۔ دیکھئے اس حدیث میں حضورؐ نے اپنی ذات کو مدینۃ العلم فرمایا ہے تو علی مرتضٰےؓ کو باب علم اور یہی فضیلت کی دلیل ہے۔

جواب ۱:۔ بیشک بعض لوگوں نے ناواقفیت کی وجہ سے اس حدیث کو صحیح کہہ دیا ہے لیکن حقیقت میں یہ حدیث روایتاً سنداً ناقابل قبول ہے۔

(۱) قال البخاری انہ منکرٌ ولیس لہٗ وجہٌ صحیح

امام بخاری نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اس کے صحیح ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

(۲) قال الترمذی انہ منکر غریبٌ۔

امام ترمذی نے اسے منکر غریب کہا ہے۔

(۳) یحییٰ ابن معین اسے بے اصل بتاتے ہیں۔

(۴) ابن جوزی نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔
(۵) شیخ محی الدین نووی حافظ شمس الدین ذہبی شیخ شمس الدین جزری نے کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

جواب ع۲۔ بر تقدیر تسلیم اگر حدیث کے صحیح ترجمے کو دیکھ لیا جائے تو سرے سے اعتراض ہی وارد نہیں ہوتا کیونکہ بابہا کا ضمیر علم کی طرف راجع نہیں ہے بلکہ مدینہ کی طرف ہے یعنی حضورؐ علم کے شہر ہیں تو علیؓ شہر کے دروازے ہیں اور ظاہر ہے کہ شہر کے اندر گھر میں داخل ہونے والا انسان سب سے پہلے شہر کے دروازے کو عبور کرے گا اور دروازہ شہر سے باہر والی دیوار کی حد میں ہی ہوتا ہے اور یہی حال صاحب نبوت کی خلافت کا ہے کہ انسان مراتب کی حیثیت سے جب بھی بیت علم نبوت تک پہنچنے کا قصد کرے گا تو سب سے پہلے اسے خلیفہ چہارم تک رسائی حاصل ہو گی اور ان کے ذریعہ سے تیسرے دوسرے پہلے تک اور اس کے بعد صاحب نبوت کے خزینہ تک اور یہ ہمارے مسلک کے قطعاً مخالف نہیں ہے۔

اہل تشیع کا چھٹا استدلال اور اُس کا جواب

اول کم ورودا علی الحوض اولکم اسلاما علی ابن ابی طالب اخرجه ابن ابی عدی

ترجمہ: سب سے پہلے حوض کوثر پر بھی حضرت علیؓ آئیں گے اور سب سے پہلے اسلام لانے والے بھی حضرت علیؓ ہیں۔

(ف) معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ سب سے افضل ہیں۔

جواب ع۱۔ یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے جس کا نام سیف ہے اور وہ کذاب ہے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی قرۃ العینین ص۲۸۸ مطبوعہ مجتبائی میں فرماتے ہیں۔

فیہ ضعف بان حاکما اخرجہ من طریق سیف وتعقبہ الذہبی بان سیف کذابؔ

ترجمہ:۔ اس حدیث میں ضعف ہے حاکم نے مستدرک میں اس حدیث کو سیف کی روایت سے بیان کیا ہے اور ذہبی نے کہا ہے کہ سیف جھوٹا ہے، لہٰذا یہ حدیث ناقابل قبول ہے۔

ساتواں استدلال اور اس کا جواب

النظر الی وجہ علیؓ عبادۃ

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

جواب علامہ قرۃ العینین میں مولانا شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی لکھتے ہیں:۔

اخرجہ جماعۃ فیہ وضاعان ومجاھیل ومترکون قال العسقلانی باطل وقال الخطیب غریب

ترجمہ: جماعت نے اسے روایت کیا ہے اس میں بناوٹی حدیثیں بیان کرنے والے بھی ہیں اور بعض راوی متروک بھی ہیں۔ علامہ عسقلانی نے کہا ہے کہ حدیث باطل ہے خطیب بغدادی نے کہا ہے کہ غریب ہے بہر حال جرح کا درجہ تعدیل پر فائق ہے اور حدیث ناقابل قبول ہے۔

آٹھواں استدلال اور اس کا جواب

امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سد الابواب الشارعۃ فی المسجد وترک باب علی اخرجہ احمد

ترجمہ:۔ رسول کریم صلعم نے مسجد میں آنے والے راستوں کے سارے دروازے بند کرنے کا حکم دیا تھا بغیر حضرت علیؓ کے دروازے کے۔

قال الشاہ ولی اللہ فیہ مجھول والنسائی وفیہ مجھول والخطیب وفیہ مجاھیل قیل وضعتہ الرافضۃ وقال ابن حجر الی اثباتہ (قرۃ العین)

ترجمہ:۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے فرمایا اس حدیث کی روایت میں راوی مجہول ہے نسائی کی روایت میں بھی ایک روایت مجہول ہے خطیب نے فرمایا کہ اس روایت میں بہت سے راوی مجہول ہیں بعض نے کہا کہ روافض کی خود ساختہ روایت ہے ابن حجر نے اس کے اثبات کی طرف میلان کیا ہے لیکن اُن سے اس کی تصحیح ہو نہیں سکی۔

جواب ۲:۔ اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو پھر بھی افضلیت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ ذخیرہ احادیث میں اگر حضرت علیؓ کے متعلق وارد ہے تو صدیق اکبرؓ کے متعلق بھی یہ صحیح روایت موجود ہے۔

نواں استدلال اور اس کا جواب

لما حضر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الموت قال ادعوا الی حبیبی فدعوا لہ فلم یزل محتضنہ حتی قبض

ترجمہ:۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ پس آپ نے جب تک وفات نہ پائی حضرت علیؓ کے ساتھ بغل گیر رہے۔ سو معلوم ہوا کہ علی مرتضےٰؓ افضل تھے جبکہ آپؐ نے علی سبیل التخصیص یہ مہربانی صرف حضرت علی مرتضےٰؓ پر فرمائی۔

جواب ۱:۔ اولاً حدیث ناقابل اعتماد ہے۔ دار قطنی میں یہ روایت موجود ہے شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی قرۃ العینین ص ۲۸۹ میں لکھتے ہیں۔

وفیہ وضاع واوردہ ابن الجوزی فی الواھیات۔

ترجمہ:۔ اس روایت کی سند میں ایک راوی ہے جو موضوع (بناوٹی) حدیثیں بیان کرتا ہے ابن الجوزی نے اس روایت کو واہیات میں شمار کیا ہے۔

دسواں استدلال اور اس کا جواب

عن الجاور قال النبی صلعم لعلی انت اول من آمن بی انت اول من

یصافحنی وانت الصدیق الاکبر وانت الفاروق بین الحق والباطل۔

ترجمہ:۔ ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علیؓ آپ میرے ساتھ پہلے ایمان لانے والے ہیں آپ قیامت کے روز میرے ساتھ پہلے پہلے مصافحہ کریں گے آپ صدیق اکبرؓ ہیں اور آپ حق و باطل کے درمیان فاروقؓ ہیں۔

جواب ۱:۔ شاہ ولی اللہ نے فرمایا۔

فیہ رافضی یروی المناکیر۔ (قرۃ العینین ص۲۸۹)

ترجمہ:۔ اس روایت کی سند میں ایک ایسا راوی ہے جو منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

گیارہواں استدلال اور اُس کا جواب

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی ووزیری وخلیفتی من اھلی وخیر من اترک بعدی یقضی دینی وینجز موعدی علیؓ

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا بیشک میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا خلیفہ میرے اہل سے اور بہتر جس کو میں اپنے بعد اس لئے چھوڑ جاؤں میرے وعدے پورے اور میرے قرض ادا کردے حضرت علیؓ ہی ہے۔

جواب ۲:۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے قرۃ العینین ص۲۸۹ میں لکھا ہے

اس روایت میں ایک راوی کذاب ہے۔

بارہویں ۱۲ استدلال کی حقیقت

(حدیث) انا وعلی من نور وکنا عن یمین العرش فیہ کذاب (قرۃ العینین ص۲۸۹)

ترجمہ:۔ میں اور علیؓ ایک نور سے ہیں اور ہم عرش کے دائیں طرف تھے اس روایت میں ایک راوی کذاب ہے۔

تیرہویں[۱۳] استدلال کی حقیقت

(حدیث) من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر فیہ شیعی متھم (قرۃ العینین ص ۲۸۹)

ترجمہ: جو شخص علی مرتضیٰؓ کو سب سے اچھا نہ کہے تو اس نے کفر کیا اس روایت میں راوی شیعہ ہے جو کہ گویا مکذب ہے۔

چودہویں[۱۴] استدلال کی حقیقت

(حدیث) علیؓ خیر البشر من ابیٰ فقد کفر فیہ من ھو امام اھل التشیع فیہ زمانیہ وھو متھم بہ (قرۃ العینین ص ۲۸۹)

ترجمہ: علی خیر البشر ہے جو انکار کرے گا کفر کرے گا۔ اس میں ایک راوی ہے جو کہ اپنے زمانہ کے اہل تشیع کا امام ہے۔

پندرہویں[۱۵] استدلال کی حقیقت

(حدیث) حب علی یاکل السیئات نہ حبہ الخطیب وقال باطل (قرۃ العینین ص ۲۸۹)

ترجمہ: حب حضرت علیؓ کی گناہوں کو کھا جاتی ہے (خطیب نے اس حدیث کو بیان کر کے فرمایا یہ حدیث باطل ہے۔

سولہویں استدلال کی حقیقت

(حدیث) عن سلمان قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وصیہ قال وصیی وموضع سری وخلیفتی فی اھلی وخیر خلف بعدی علیؓ (قرۃ العینین ص ۲۸۹)

ترجمہ: سلمان کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے سوال کیا کہ آپؐ کا وصی کون ہے تو آپ نے

فرمایا کہ میرے وصی اور میرے اہل میں خلیفہ اور میرے بعد اچھا حضرت علیؓ ہے اس روایت میں مجہول راوی موجود ہیں اور ایسے راوی بھی ہیں جن کا مذہب جرلے ہے۔

سترہویں استدلال کی حقیقت

انا خاتم النبیین کذالک علی وذریتہ یختمون الاوصیا الی یوم الدین فیہ متروک وکذاب۔

ترجمہ: میں خاتم النبیینؐ ہوں اور علیؓ اور اس کی اولاد خاتم الاوصیا رہیں قیامت تک اس میں متروک اور کذاب راوی موجود ہیں۔

اٹھارہویں استدلال کی حقیقت

عن انس کنت عند النبی صلعم فرای علیا مقبلاً فقال انا وھذا لحجۃ علی امتی یوم القیٰمۃ اخرجہ الخطیب وفیہ من اتُّھِمَ۔

ترجمہ: حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کے ساتھ تھا تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو فرمایا میں اور یہ قیامت کے دن حجت ہوں گے۔

اُنیسویں استدلال کی حقیقت

قال مثلی ومثل شجرۃ اصلھا وعلی فرعھا۔ فیہ رافضی یروی المناکیر وضعفاء۔

ترجمہ: حضورؐ نے فرمایا میری اور علیؓ کی مثال درخت کی ہے میں اصل ہوں اور علیؓ اس کی فرع ہے۔ اس روایت کی سند میں رافضی ہے جو کہ منکر حدیثیں روایت کرتا ہے اور ضعیف روایات بیان کرتا ہے۔

بیسویں استدلال کی حقیقت

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت وشیعتک فی الجنۃ۔

ترجمہ: حضور نے فرمایا اے علیؓ تو اور تیرے تابعدار بہشت میں جو گئے۔ اس روایت میں دو راوی ہیں جو کہ جھوٹے ہیں۔

اکیسویں استدلال کی حقیقت

عن ابن عباس قلت للنار جواز قال نعم قلت وما ھو قال حب علی بن ابی طالب اخرجہ الخطیب وفیہ جماعۃ من الکذابین (قرۃ العینین)

ترجمہ:- ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آگ سے عبور کرنے کا ذریعہ بھی ہے آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے کہا وہ کیا ہے آپؐ نے فرمایا علیؓ کی محبت۔

خطیب نے اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ اس میں جھوٹے راوی موجود ہیں۔

بائیسویں استدلال کی حقیقت

اول روح سلمت علی فیہ کذاب (قرۃ العینین ص۲۹)

ترجمہ: جس روح نے پہلے میرے اوپر سلام کہا وہ علیؓ کی روح تھی اس روایت میں کذاب راوی موجود ہے۔

تیئسویں استدلال کی حقیقت

عنوان صحیفۃ المؤمن حب علی۔

ترجمہ: مومن کے پہچاننے کا عنوان حضرت علیؓ کی محبت ہے ۱۲ اس کے متعلق لکھا ہے۔

(۱) قال ابن الجوزی لا اصل لہٗ

ابن جوزی نے فرمایا اس حدیث کا کوئی اصل نہیں ہے۔

(۲) قال الذہبی باطل وسندہ مُظلِمٌ۔

علامہ ذہبی نے فرمایا یہ حدیث باطل ہے اور اس کی سند بے اصل ہے۔

چوبیسویں (۲۴) استدلال کی حقیقت

لما عرج بی رایت علی ساق العرش مکتوباً لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اید بعلی ونصرتہ بعلی

مطلب: عرش پر کلمہ طیبہ کے ساتھ حضرت علیؓ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔

(۱) قال ابن عدی باطل

ابن عدی نے کہا کہ یہ روایت باطل ہے۔

(۲) قال الحافظ ابن حجر موضوعٌ بلاریب

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ یہ حدیث یقیناً بلاشبہ موضوع ہے۔

پچیسویں (۲۵) استدلال کی حقیقت

رایت علی باب الجنۃ مکتوباً لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی حبیب اللہ۔

قال الذہبی موضوعٌ۔

ترجمہ: حضورؐ نے فرمایا میں نے جنت کے دروازے پر کلمہ طیبہ کے ساتھ علی حبیب اللہ لکھا دیکھا۔ ذہبی نے فرمایا یہ روایت موضوع ہے۔

چھبیسواں استدلال اور اس کا جواب

ولادت فی الکعبہ کی تحقیق

استدلال اہل تشیع : چونکہ سیدنا علیؓ کی ولادت کعبہ میں ہوئی ہے اس لئے آپ جمیع اُمت سے افضل ٹھہرے۔

جواب ۱: سیدنا علی مرتضےٰؓ کا کعبہ میں پیدا ہونا مسلمات میں سے نہیں ہے اور نہ اس کے متعلق ہماری کتابوں میں صحیح طور پر تصریح ہے لہٰذا غیر متفق چیز سے استدلال ہی غلط ہے۔

جواب ۲: کعبہ بیت العبادت ہے بیت الولادت نہیں پس اگر ولادت ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی مقام فضیلت نہیں۔

جواب ۳: کعبہ اس وقت بیت الاوثان والاصنام بنا ہوا تھا تین سو ساٹھ بت اس میں مرکوز تھے اس بنا پر بھی ولادت کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔

جواب ۴: اگر شریعت میں یہ مدار فضیلت ہوتا تو حضور علیہ السلام ضرور اس فضیلت سے مشرف کئے جاتے حالانکہ کتب شریعت گواہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں نہیں ہوئی۔

جواب ۵: یہ استدلال ان لوگوں کے لئے تو ہو سکتا ہے جو شریعت سے بالکل کورے ہوں لیکن جن کو معلوم ہے کہ۔

(۱) مسجدوں میں سے کعبۃ اللہ کا مقام ارفع اور اعلیٰ ہے۔

(۲) مسجدوں میں انسان بھی داخل اس وقت ہو سکتا ہے جو طاہر عن ہو۔

ولادت کے موقع پر بچے کے پیدا ہونے کے وقت مساجد کو استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) حائضہ اور صاحب نفاس عورت کے لئے نہ تو مسجد میں داخل ہونا جائز ہے اور نہ اندر رہنا۔

(۵) اور اگر بے علمی کی وجہ سے ایسا ارتکاب ہو جائے تو استغفار لازم ہے وہ اس قسم کی روایتیں سن کر متاثر ہو سکتے ہیں اور نہ معتقد۔

جواب ۱۴۔ مرزا حیرت دہلوی کے طرز کلام اور وجہ استنباط اور طرز اجتہاد سے اگرچہ ہمیں شدید اختلاف ہے لیکن انہوں نے اس سلسلے میں لکھا ہے کعبہ میں ولادت کوئی مقام تعجب نہیں فلاں فلاں بھی کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں پس اگر ایسا ہے تو ما بہ الامتیاز فرق نہیں رہا۔

جواب ۱۵۔ افضلیت کے ثابت کرنے کے لئے ولادت کے دن کے کمالات پیش کرنا خالی از انصاف ہے جبکہ اس کمال کا کمال ہونا بھی ثابت از شرع نہیں۔

جواب ۱۶۔ اہل تشیع تو حضرت علیؓ کو کعبہ کی وجہ سے مشرف سمجھتے ہیں اور اہلسنت کا یہ مذہب ہے کہ کعبہ اگر بیت العبادت بنا تو حضرت علیؓ کی وجہ سے پس فرق ظاہر ہے۔ کیونکہ کعبے کو پاک کیا تو سیدنا علیؓ اور حضور علیہ السلام نے۔

افضلیت کے سلسلے میں اہل تشیع کے چند مغالطے

اور اُن کے جوابات

پہلا مغالطہ اور اُس کا جواب

تقریر مغالطہ۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے تو کفر کا زمانہ ہی نہیں پایا اور صدیق اکبرؓ فاروق اعظمؓ وغیرہ کفر سے اسلام کی طرف آئے ہیں۔ اس لئے سیدنا علی مرتضیٰؓ افضل ٹھہرے۔

جواب ۱۔ انبیاء علیہم السلام کی تو فطرت ہی مجلّٰی اور مزکّٰی ہوتی ہے اس کے علاوہ اگر کسی

نے زمانہ کفر نہ پایا ہو اور وہ اسلام میں ہی پیدا ہوئے ہوں، اور یہی معیار افضلیت ہو تو ہمارے خیال میں پھر حضرت عمرؓ سے ان کے فرزند کا مرتبہ ہی بلند تصور کیا جائے گا۔ جبکہ ان کی تربیت ہی اسلام و ایمان میں ہوئی۔ دیکھئے کتنا غلط زاویہ نگاہ ہے۔

جواب نمبر ۲:۔ کلام نفس فضیلت میں نہیں افضلیت میں ہے سیدنا علی مرتضیٰؓ کے ساتھ تو اس مرتبے میں اور بھی شریک ہیں جیسے کہ سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ پس افضلیت ثابت نہ ہوئی۔

جواب نمبر ۳:۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ایک وہ ہے جسے محبوب کا وصال متعدد کلفتوں اور ہزار ہا صعوبتوں کے بعد حاصل ہو اور دوسرا وہ ہے جسے ذرہ بھر بھی تکلیف برداشت نہ کرنا پڑے، فرمایئے منصف محبوب کی نگاہ میں مرتبہ کس کا زیادہ ہوگا۔

سیدنا علیؓ تو حضورؐ کے گھر کے پروردہ تھے انہوں نے زمانہ طفولیت میں اگر مان لیا تو کیا کمال تو اس کا ہے ـــــــــــــــــــ

کہ نورِ نبوت کو خواب میں دیکھتا ہے اور یقین کر لیتا ہے۔ (حوالہ غزوات حیدری)

گھر پہنچتے ہی دربار نبوت میں حاضر ہو جاتا ہے۔ (حوالہ غزوات حیدری)

کسی سے مشورہ کئے بغیر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور ایمان و اسلام کی لاج رکھتا ہے۔ (ناسخ التواریخ)

نہ تو والد کے مذہب کی پرواہ کرتا ہے اور نہ اُن کی مخالفت سے خوف کھاتا ہے۔ (غزوات حیدری)

سیاست اور اقتدار اگرچہ ابوجہل و ابولہب کے ہاتھ میں ہے مگر ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ (غزوات حیدری)

صرف ایمان لانے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ میدان تبلیغ میں اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے رنج و تکلیف میں برابر کا شریک رہتا ہے۔ (تاریخ اسلام)

(۷) جان ہو یا مال سب کچھ یار کے قدموں پر نثار کر دیتا ہے۔
(اسلم ابوبکر وله اربعون الفاً انفقها کلها علی رسول الله (قرة العینین ص۱۰۷)
(۸) اگر محبوب کو شادی کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو ۹ سال کی لڑکی بمطابق شریعت اُن کے حوالے کر دیتا ہے۔ (حیات القلوب ج۲)
(۹) محبوب اگر وطن چھوڑنے کا اشارہ کرتا ہے تو وطن کو بھی خیرباد کہہ دیتا ہے۔ (تفسیر عسکری)
(۱۰) سانپ کا زہر تو برداشت کر لیتا ہے مگر محبوب کی بے آرامی برداشت نہیں کر سکتا۔
(سیرت ابن ہشام)
(۱۱) محبوب نیند میں ہے تو یہ جاگ کر پہرہ داری کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ (رحماء)
ذرا انصاف سے تو فرمائیے کہ قدر کس کا ارفع اور اعلیٰ رہا۔

مغالطہ ۲ اور اس کا جواب

يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ

ترجمہ۔ اے علیؓ تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔

جواب ۱۔ ایسے خطابات اظہار مودّت کے لئے ہوتے ہیں حقیقت پر محمول نہیں ہوتے۔
جواب ۲۔ اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو سیدہ فاطمہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کا نکاح نہیں ہو سکتا۔
جواب ۳۔ جب سیدنا عثمانؓ کے لئے بیعت لینے گئے تو اپنے ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا فرمائیے کیا وہاں بھی یہ اتحاد متصور ہوگا یا نہ۔
جواب ۴۔ اس قسم کے الفاظ جب حسنینؓ کریمین کے متعلق بھی وارد ہیں تو خصوصیت نہ رہی۔

مغالطہ ۳ اور اُس کا جواب

صدیق اکبرؓ جنگوں میں فرار کر گئے تھے اور حضرت علیؓ ثابت قدم رہے۔ لہٰذا افضل حضرت علیؓ ہے۔

جواب ۱:- صدیق اکبرؓ ہو یا حضرت علیؓ دونوں کا ذکر بصراحت انتشار ثابت قدم رہنے کا قرآن میں ہے اور نہ فرار کا۔

جواب ۲:- اور اگر تسلیم کر لیا جائے تب بھی کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ اس انتشار سے پہلے منع بنص قرآن ثابت نہیں جس کا امر ابھی تک خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوا اس پر عتاب بھی متصور نہیں کیا جا سکتا۔

جواب ۳:- بر تقدیر تسلیم بھی مؤثر داعتراض نہیں کیونکہ آدم علیہ السلام کو اکل شجر سے منع کیا گیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے کھا لیا بہشت سے نکالے گئے مگر استحقاق نبوت وخلافت فی الارض میں فرق نہ آیا یہاں انتشار فی الجہاد سے متعلق صریح طور پر قبل ازیں منع موجود نہیں، خدا کی طرف سے بار بار معافی کا اعلان ہوتا ہے تو فرمائیے ان کے استحقاق خلافت وافضلیت میں کیسے فرق پڑ سکتا ہے۔

جواب ۴:- یہ انتشار عن الاسلام نہ تھا انتشار للاسلام تھا یہی وجہ ہے کہ وقتی طور پر منتشر ہوئے اور پھر واپس آ گئے اگر انتشار عن الاسلام ہوتا تو نہ خدا تعالیٰ معافی کا اعلان کرتے اور نہ یہ آخر دم تک صاحب نبوت کا ساتھ دیتے۔

مغالطہ ۴۲ اور اس کے جوابات

ہر معاملہ میں صدیقؓ و فاروقؓ حضرت علیؓ سے مشورے لیا کرتے تھے اگر ان کا رتبہ اور مقام افضل نہ ہوتا تو مشورے کیوں لیتے۔

جواب ۱:- دینی و دنیاوی امور میں مشورہ طلب کرنے پر حضور علیہ السلام بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے، وشاورھم فی الامر پس جس طرح حضور علیہ السلام کے اپنے تلامذہ سے مشورے طلب کرنے سے حضور کے افضل ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح سیدنا صدیقؓ اور سیدنا فاروقؓ کے مشورہ طلب کرنے سے بھی ان کے افضل ہونے میں فرق نہیں آتا۔

جواب ۲:۔ صحابہ کرامؓ کے پیش نظر مکلف تھے پس اگر اس پر وہ عمل کرتے تھے تو اس سے افضلیت کا انتفاء کہاں لازم آیا۔

مغالطہ ۵ اور اس کے جوابات

حضرت علیؓ کی افضلیت کا ثبوت یہ ہے کہ نصیریہ نے آپ کو خدا تسلیم کر لیا ہے اگرچہ وہ خدا نہیں تھے مگر پھر بھی افضل تو ضرور تھے رہے آپ کے صدیقؓ و عمرؓ ان کا حال تو آپ کے سامنے ہی ہے۔

جواب ۱:۔ حضور علیہ السلام باتفاق فریقین جملہ انبیاء و رسل سے افضل ہیں لیکن بایں ہمہ آج تک حضورؐ کے خدا اور ابن اللہ ہونے کا کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسٰیؑ کے متعلق یہود و نصاریٰ کے اعتقادات قرآن میں موجود ہیں کہ وہ انہیں خدا تعالیٰ کا بیٹا تصور کرتے ہیں اور ان میں بعض لوگ عین اللہ بھی سمجھتے ہیں پس فرق ظاہر ہے۔

جواب ۲:۔ عزیرؑ و موسیٰؑ علیہما السلام تو پھر بھی نبی تھے لیکن اندھی دنیا نے تو چاند اور سورج آگ اور پانی کو بھی خدا سمجھ لیا پھر کیا شیعہ حضرات ان کی افضلیت کا بھی یقین کریں گے۔

جواب ۳:۔ حضرت علیؓ کا جب اپنا اعتقاد یہی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ مجھ سے افضل ہیں تو پھر جھگڑا کیسا۔

مغالطہ ۶ اور اس کے جوابات

صدیق اکبرؓ تو مدۃ العمر تک کسی غزوے میں امیر بھی نہیں بنائے گئے، اور آپ ان کی افضلیت کے قائل ہیں۔

جواب ۱:۔ افضلیت کے لئے امور جہاد میں امارت کے عہدے کا انتخاب و تقرر ضروری نہیں مَنْ اَدَّعٰی فَعَلَیْهِ الْبَیَان

جواب ۲:۔ بر تقدیر تسلیم آپ کی امامت مسلمات میں سے ہے زمانہ نبوت میں بھی اور بعدہٗ بھی بعد کی امامت و خلافت تو حضرت علیؓ نے بھی تسلیم کرلی تھی جس کا فریقین کو انکار نہیں۔ (احتجاج طبرسی)

اور زمانہ نبوت کے لئے حسب ذیل دلائل ملاحظہ فرمائیے۔

سریہ بنی فزارہ میں امیر مقرر کئے گئے

دلیل اوّل:۔ عن سلمۃ بن الاکوع قال امر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم ابا بکر فغزونا ناسا من بنی فزارۃ (قرۃ العینین ص۲۳۲)

ترجمہ:۔ سلمہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ابا بکر صدیقؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں کے ساتھ جنگ کی تھی۔

غزوۂ خیبر کے بعض قلعوں کے امیر صدیق اکبرؓ تھے

دلیل دوم:۔ وعن سلمۃ قال بعث رسول اللہ صلعم ابا بکر الی بعض حصون خیبر فقاتل وجھد ولم یکن فتح (قرۃ العینین ص۲۳۲)

ترجمہ:۔ حضورؐ نے خیبر کے بعض قلعوں کی طرف ابوبکر صدیقؓ کو بھیجا وہ لڑے بھی اور کوشش بھی کی ابھی تک خیبر فتح نہ ہوا تھا۔

خیبر میں جھنڈا صدیق اکبرؓ کے ہاتھ میں تھا

دلیل سوم:۔ عن بریدۃ قال کان رسول اللہ صلعم ربما اخذ الشقیقۃ فلبث الیوم والیومین لا یخرج فلما نزل لھم اخذتہ الشقیقۃ فلما یخرج الی الناس وان ابا بکر اخذ رایۃ رسول اللہ صلعم ثم نھض فقاتل قتالاً شدیداً ثم رجع۔ (قرۃ العینین ص۲۳۳)

ترجمہ:۔ بریدہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کو کبھی کبھی دردِ شقیقہ کی تکلیف ہو جاتی تھی تو وہ تکلیف ایک، ایک دن دو دو دن تک رہ جاتی پس آپ جنگ کو تشریف نہ لیجاتے تھے، جب آپ خیبر میں تشریف لے گئے تو دردِ شقیقہ نے عود کیا جس کی وجہ سے آپ میدان میں نہ آسکے۔ تو ابوبکر صدیقؓ نے حضور علیہ السلام کا جھنڈا لیا اور زبردست قتال کیا پھر واپس آگئے۔

مغالطہ ع۶ اور اس کا جواب

پیغام برأت کے لئے نبی کریم صلعم نے صدیق اکبرؓ کو بھیجا لیکن جب یہ پورا نہ ادا کر سکے تو علی مرتضیٰؓ کو بھیجا اہلیت اور عدم اہلیت واضح ہے پھر چہ جائیکہ افضلیت پر بحث کی جائے۔

جواب:۔ واقعہ میں اختلاط کی وجہ سے شبہات وارد ہونے لگ جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے صدیق اکبرؓ کو امیر حج مقرر فرمایا تھا جس پر وہ قائم رہے، تبلیغ برأت بھی آپ کے سپرد تھی لیکن وقتی مصلحت کا مقتضٰے یہ تھا کہ حضرت علیؓ اس کی تبلیغ کریں چنانچہ جب حضرت علیؓ گئے تو صدیق اکبرؓ نے صرف یہ کام ان کے سپرد کر دیا جب حضرت علیؓ تھک گئے تو صدیق اکبرؓ منادی کے لئے کھڑے ہو گئے گویا منادی شروع بھی حضرت ابوبکرؓ سے ہوئی اور ختم بھی حضرت ابوبکرؓ پر ہوئی۔ (بحوالہ قرۃ العینین ص۳۳ از ترمذی)

مغالطہ ع۷ اور اس کے جوابات

حضرت علیؓ ذہناً اور طبعاً ذکی تھے اسی لئے حضور علیہ السلام نے آپ کو اقضیٰ فرمایا۔

جواب ۱:۔ ذکی ہونا فطری امر ہے حضرت علیؓ کا ذکی اور شیخین کا ذکی نہ ہونا کہیں بھی لکھا ہوا نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کا اقضیٰ ہونا ہمارے نزدیک بھی مسلّم ہے یہی تو وجہ ہے کہ آپ نے خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے ایام میں یہی فیصلہ کیا کہ ان کے خلاف نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اولیٰ اور اقضیٰ نہ ہوتے تو ایسا دانشمندانہ فیصلہ نہ کرتے۔

جواب ع۲:۔ آپ اقضیٰ کیوں نہ ہوں جبکہ آپ دربار نبوت سے دربار عثمانی تک سب

فیصلوں کو بچشم خود دیکھ چکے تھے اور مہارت تامہ حاصل کر چکے تھے۔

جواب ۳۔ شیخین میں افضلیت یہ تھی کہ وہ کسی صاحب الرائے کے رائے دیتے پر اپنی رائے کو بدل دیتے تھے لیکن سیدنا علی مرتضےٰؓ اپنی رائے پر ڈٹ جاتے تھے اور انجام کا خیال نہ فرماتے تھے۔ شاید آپ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ پر ہی عمل فرماتے تھے بہر حال جنگ جمل، جنگ صفین، اور عزل سیدنا معاویہؓ کے سلسلے میں اپنوں میں سے بعض حضرات نے اس اقدام کے خلاف مشورہ دیا لیکن آپ نے اس میں بہتری سمجھی اور جو نتیجہ برآمد ہوا وہ سب کے سامنے ہے جس پر ایمانی حیثیت سے کسی کو اظہار خیال کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا جبکہ سب کے قدموں پر نثار ہو جانا ہمارا اعتقاد ہے اور ہمیں کہنا پڑتا ہے۔

ع	ہوتا ہے وہی جو منظور خدا ہوتا ہے۔

جواب ۴۔ بیشک حضرت علی مرتضےٰؓ اقضے تھے جس کا ہمیں اقرار ہے۔

لیکن حضور علیہ السلام نے اس قسم کے متعدد القاب صحابہ کرامؓ کے لئے بھی وضع فرمائے ہیں جن کا کسی کو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ مثلاً

(۱) صدیق اکبرؓ وفاروق اعظمؓ کو مقتدائے امت فرمایا۔

اقتدوا بالذین من بعدی ابا بکر وعمر۔

ترجمہ:۔ میرے بعد ابوبکرؓ وعمرؓ کی اقتداء کرنا۔

(۲) ابی بن کعب کو اقرأ القرآن فرمایا۔

اقرءکم ابی ابن کعب۔

ترجمہ۔ تم سے زیادہ قاری اُبی بن کعب ہے۔

(۳) ابن مسعود کو استاذ القراء فرمایا۔

اقرءوا القرآن من اربعۃ فمن عبد اللہ بن مسعودؓ۔

ترجمہ۔ قرآن چار شخصوں سے پڑھنا پہلا عبد اللہ بن مسعود ہے۔

(۴) معاذ بن جبل کو اُعلم کا خطاب عنایت فرمایا۔

أَعْلَمُكُمْ بالحلال والحرام معاذ ابن جبل۔

ترجمہ:- حلال و حرام کا سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبل ہے۔

(۵) زید بن ثابت کو افرض کا لقب دیا۔

أَفْرَضُكُمْ زَيْدٌ

(۶) ابو عبیدہ بن الجراح کو امین اُمت فرمایا۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ امين و امين هذه الامة ابوعبيدة۔

ترجمہ:- ہر اُمت کے لئے امین ہے میری اُمت کا امین ابوعبیدہ ہے۔

(۷) زبیر کو حواری کا لقب دیا۔

لكل نبى حوارى وحوارى الزبير۔

ترجمہ:- ہر نبی کے لئے معاون ہوتے ہیں میرا معاون زبیر ہے۔

(۸) سیدہ عائشہؓ کو معلم العلوم فرمایا۔

خذوا ربع العلم من هذه الحميراء۔

ترجمہ: علم کی چوتھائی سیدہ عائشہؓ سے حاصل کرنا۔

پس جس طرح صدیقؓ و فاروقؓ کے مقتدا اور ابی بن کعبؓ کے اقرا، ابن مسعودؓ کے اُستاذ القراء اور معاذ کے اعلم اور زید کے افرض اور ابوعبیدہ کے امین اور زبیرؓ کے حواری اور عائشہ صدیقہؓ کے معلمہ ہونے سے سیدنا علیؓ کے اعلم اقراء افرض اور معاون ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح حضرت علیؓ کے اقضیٰ ہونے سے یا قابل اقتداء ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

جواب نمبر۔ حضور علیہ السلام نے سیدنا علیؓ کو اقضیٰ فرما کر ایک نفیس اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ

اتقیٰ اُسے کہتے ہیں جو کسی کی رعایت کئے بغیر مسئلہ حقہ کو بیان کر دے۔

چونکہ شیعہ حضرات حضرت علیؓ کے متعلق یہ الزام لگایا کرتے ہیں کہ آپ نے تقیہ میں زندگی بسر کی اس لئے حضور علیہ السلام نے اپنے عہد نبوت میں سیدنا علیؓ کی فطرت واضح کر دی کہ وہ اتقیٰ ہیں کیونکہ جو اتقیٰ ہو وہ تقیہ نہیں کرتا اور جو تقیہ کرنا اپنا شعار بنا لیتا ہے وہ اتقیٰ نہیں ہوتا۔ ۱۲

مغالطہ ۸ اور اس کے جوابات

سیدنا علی مرتضیٰؓ بہت سخی تھے اس لئے افضل ہیں۔

جواب ۱۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ کے سخی ہونے میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے لیکن سوال اس میں ہے کہ سخاوت اپنے مال سے تھی یا بیت المال سے اگر اس نقطے کو سمجھ لیا جائے تو شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا علیؓ بیت المال سے خرچ کیا کرتے تھے۔ صدیق اکبرؓ اپنے مال سے پس فرق ظاہر ہے۔ نیز حضرت علیؓ نے جو بنایا مصطفیٰؐ کے گھر سے بنایا اور مصطفیٰؐ نے جو کچھ خرچ کیا صدیقؓ کے مال سے خرچ کیا۔ وبینھما بون بعید فتامل۔

جواب ۲۔ حضور علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اسلام کو غلبہ و اقتدار کا حصہ نصیب نہ ہوا جب شیخین یکے بعد دیگرے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو مال غنیمت سے مسلمانوں کے گھروں کو پُر کر دیا اور یہی حالت سیدنا عثمانؓ کے دور خلافت میں رہی جب حضرت علیؓ متمکن ہوئے تو فتوحات تو کیا ہوتیں اختلافات بڑھ گئے اب غور کیا جائے تو لا محالہ انسان اس نتیجہ پر پہنچنے کے مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اگر شیخین نے سخاوت کی تو سابقین کی کیا بات ہے۔

مغالطہ ۹ اور اس کے جوابات

شب ہجرت حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیٰؓ کو اپنے بستر پر سلایا معلوم ہوا کہ

حضورؐ کے بستر پر سونے کی اہلیت بغیر علی مرتضٰیؓ کے اور کسی میں نہیں تھی۔

جواب ۱:۔ بستر پر سونا یا سلانا بیشک باعثِ عزت ہے فضیلت اس میں ہے کہ بستر والے کے ساتھ سونا نصیب ہو اور ظاہر ہے کہ غار میں تین راتیں اور گنبدِ خضرا میں روزِ حشر تک صاحب بستر کے ساتھ سونا نصیب ہوا تو صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کو۔

جواب ۲:۔ بستر پر اگر علی مرتضٰی ایک رات سوئے تو ازواج النبیؐ کو حضورؐ کی ساری زندگی تک سونا نصیب ہوا۔

مغالطہ ۱۰ اور اس کا جواب

سیدنا علیؓ کو حضور علیہ السلام نے خدا کے حکم سے سلایا مگر صدیق اکبرؓ بغیر بلائے کے تشریف لے گئے۔

جواب:۔ سراسر غلط ہے تفسیر امام حسن عسکری میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَکَ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

---

۲ حیاۃ القلوب ج ۲ مطبوعہ نول کشور میں ہے خدا تعالیٰ ترا امر میکند کہ علیؓ را بر بستر خود بخوابانی ...... وابوبکر را ہمراہ خود ببری۔ غزوات حیدری ترجمہ حملہ حیدری مطبوعہ لکھنؤ میں ہے۔ ہر گاہ جناب نبویؐ دولت سرا سے نکلے تو چلے در خانہ ابوبکرؓ پر آئے اس لئے کہ آپ نے اس کو آگاہ کر دیا تھا کہ ہمارے ساتھ چلنا۔

مغالطہ ۱۱ اور اُس کا جواب

سیدنا علیؓ جب خیبر کو جانے لگے تو حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن اُن کی آنکھوں پر لگایا جس سے وہ شفایاب ہو گئے یہ وہ فضیلت ہے جو بغیر علی مرتضٰیؓ کے کسی میں نہیں ہے

جواب ۱:۔ سیدنا علیؓ کی آنکھوں پر حضور علیہ السلام کا لعاب دہن لگا تو صدیق اکبرؓ کے پاؤں پر لیجئے جب غار میں صدیق اکبرؓ امانت خداوندی کو لے کر بیٹھے تو سانپ نے نکل کر صدیقؓ کے پاؤں کو کاٹ لیا زہر کا اثر آنکھوں سے آنسو کی شکل بن کر نمودار ہو نیچے گرا اور

سرورِ کائنات کے چہرۂ اقدس پر پڑا آپ نے گھبرا کر پوچھا ما یبکیک یا ابابکر اے رفیقِ غار آپ کو کس نے رلایا تو جواب دیا لاغنی حیۃ یا رسول اللہ پس آپ نے اپنا لعاب دہن صدیق اکبرؓ کے پاؤں پر لگایا تو ٹھنڈک پڑ گئی۔

مغالطہ ۱۲ اور اس کے جوابات

عن انسٍ قال کان عند النبی صلعم طیر فقال اللّٰھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا الطیر فجاء علیؓ فاکل۔ اخرجہ الترمذی۔

ترجمہ:۔ حضور علیہ السلام کے پاس ایک پرندہ بھُونا ہُوا تھا تو آپ نے کہا اے اللہ مجھے وہ آدمی دے جو تیری ساری مخلوق سے تجھے پیارا ہو اور وہ آ کر میرے ساتھ بھونے ہوئے پرندے کو کھائے پس حضرت علیؓ آئے اور آپ نے کھایا۔

(ف) معلوم ہُوا کہ حضرت علیؓ افضل تھے۔

جواب ۱:۔ باتفاق فریقین تمام مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبت سرورِ کائنات صلعم سے ہے۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض وما ارسلناک الا رحمۃ للعٰلمین وما ارسلناک الا کافۃ للناس جیسی آیتیں بتاتی ہیں کہ جو مقام خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو عنایت فرمایا ہے اور کسی کو نہیں دیا۔ اور اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ احب الخلق عند اللہ حضرت علیؓ ہیں۔ جہاں تک ان کی فضیلت کا تعلق ہے مسلّم ہے لیکن حضرت علیؓ کا مقام افضل الانبیاء سے بہت کم ہے۔

پس معلوم ہُوا کہ مذکورہ بالا حدیث کا مطلب آیاتِ خداوندی سے ٹکرا جانے کی وجہ سے ناقابلِ قبول ہے۔

جواب ۲:۔ اور اگر آیاتِ خداوندی سے ٹکرا جانا تسلیم نہ کیا جائے تو پھر افضلیت پر استدلال قائم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہر نیکی کا اپنا اپنا شعبہ ہے ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ خدا تعالیٰ کو اشجع ہونے کی حیثیت سے احب ہوں اور صدیق اکبرؓ

اتقیٰ ہونے کی حیثیت سے اور عبداللہ بن مسعودؓ اقرأ ہونے کی حیثیت سے۔ بہرحال حیثیت کے تغیر و تبدل سے احب ہونا بھی متعدد ہوتا جائے گا۔

جواب ۳:- جس طرح صدیق اکبرؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے سے سیدنا علیؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے میں فرق نہیں آتا اسی طرح سیدنا علیؓ مرتضیٰؓ کے احب الی اللہ ہونے سے سیدنا ابی بکرؓ کے احب الی الرسولؐ ہونے میں فرق نہیں آتا۔ حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

عن عائشۃ قالت کان ابوبکرؓ احب الناس الی رسول اللہ صلعم ثم عمرؓ (قرۃ العینین ص۲۰۵)

ترجمہ:- ابوبکرؓ حضورؐ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھے اس کے بعد عمرؓ۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (الآیۃ)

ترجمہ:- اے محمد مصطفیٰؐ کہہ دیجئے اگر تم خدا کے محب ہو تو تم میری تابعداری کرلو خدا تم کو محبوب بنائے گا۔

معلوم ہوا کہ اتباع رسولؐ میں محبوبیت الی اللہ حاصل ہوتی ہے پس جو شخص زیادہ تابعدار ہوگا وہ زیادہ محبوب ہوگا اس آیت کے پیش نظر احبیت کسبی معلوم ہوتی ہے جس کی کسی سے تخصیص کرنا نص قرآن کے خلاف ہے۔

مغالطہ ۱۳ اور اس کا جواب

حدیث میں وارد ہے اذا کان یوم القیمۃ قال اللہ تعالیٰ لی ولعلی بن ابی طالب ادخلا الجنۃ من احبکما وادخلا النار من ابغضکما۔

ترجمہ:- جب قیامت کا دن ہوگا تو خدا تعالیٰ مجھے اور علی بن ابی طالب کو فرمائیں گے اپنے محبین کو بہشت میں داخل کرو اور دشمنوں کو جہنم میں داخل کرو۔ ۱۲

معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت حضورؐ کے بعد سیدنا علیؓ کے لئے ہے۔

جواب:- ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات میں نقل کرکے لکھا ہے کہ اس میں ایک راوی اسحاق نخعی موجود ہے جو متہم بالوضع ہے اس بنا پر حدیث قابل اعتبار نہیں ہے۔

مغالطہ ۱۴ اور اس کے جوابات

حدیث میں آتا ہے کہ لوگ حوض کوثر سے راندے جائیں گے تو حضور فرمائیں گے اصیحابی اصیحابی جواب آئے گا انک لاتدری ما احدثوا بعدک آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا عمل کئے۔

جواب نمبر ۱:- حدیث کے ظاہری عموم سے جملہ صحابہ کرامؓ کو احدثوا بعدک کی زد میں لانا خلاف عقل و نقل ہے خلاف عقل اس لئے کہ اگر حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ سارے کے سارے احداث فی الدین کے مرتکب ہیں اور درباقت ہیں تو فرمائیے دین کا کیا اعتبار رہتا ہے جبکہ انہیں حضرات کے واسطے سے ہم تک نبی کا پیغام اور اللہ کا قرآن پہنچا ہے فتنہ ارتداد جو صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں یقیناً نمودار ہوا جس کا صحابہ کبارؓ نے پوری قوت سے مقابلہ کیا اور خلاف نقل اس لئے کہ:-

(۱) مہاجرین و انصارؓ کے متعلق اعلان ہو چکا ہے اولئک ھم المومنون حقا یہی لوگ پختہ ایمان دار ہیں پس جن کو خدا تعالیٰ پختہ ایمان دار فرمائے ان پر ارتداد کا شبہ بھی ناممکن ہے۔

(۲) مہاجرین و انصارؓ کے لئے اعدلھم جنت تجری من تحتھا الانھار کے وعدے قرآن میں موجود ہیں خلدین فیھا ابدا کی تاکیدیں بھی مزید ہیں پس ان کے متعلق شبہ ارتداد یقیناً نازیبا ہے۔

(۳) عشرہ مبشرہ کو خدا تعالیٰ نے سرورِ کائناتؐ کی زبان سے جنت کی بشارت عطاء فرمائی ہے۔ پس جن کو دربار نبوت سے بہشت کی ٹکٹ مل چکی ہے اُن پر جہنم حرام ہو چکی ہے۔

(۴) قرآن مجید میں ہے۔ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ۔

ترجمہ۔ اور تشریح اہلسنت پاکٹ بک حصہ ۱ کے مبحث خلافت میں دیکھ لئے جائیں۔

خلاصہ یہ کہ مرتدین کے مقابلہ میں جس قوم کو خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا وہ صدیق اکبرؓ اور ان کی جماعت والے تھے تو معلوم ہوا اما احدثوا بعدک سے وہ مراد ہیں جو صدیق اکبرؓ کے مقابلہ پر تُلے ہوئے تھے لیکن جو صدیق اکبرؓ کی جماعت میں تھے وہ ان میں داخل نہیں ہیں۔

مغالطہ ۱۵ اور اس کے جوابات

حضور اکثر اوقات حضرت علیؓ کو جنگوں میں بھیج دیا کرتے تھے اور صدیقؓ و عمرؓ کو کبھی کبھی اور فرق ظاہر ہے۔

جواب ۱۔ ان سے چونکہ خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کے بعد علی سبیل الاتصال خلافت کا کام لینا تھا اس لیے حضور علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ یہ کسی وقت جدا ہوں لیکن حضرت علیؓ نے چونکہ چوتھے نمبر پر خلافت کی ڈیوٹی ادا کرنی تھی اس لئے اُن کے متعلق یقین تھا کہ جن امور کی وہ مجھ سے اطلاع نہ پا سکیں گے خلفاء ثلاثہ سے ہی پالیں گے۔

جواب ۲۔ بجائے اس کے کہ ہم اس سوال کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نقل کئے دیتے ہیں پڑھیے اور اطمینان کیجیے۔

عن حذیفة بن الیمان قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول همت ان ابعث الی الآفاق رجالا یعلمون الناس السنن والفرائض کما بعث عیسی ابن مریم الحواریین قیل له فاین انت عن ابی بکر وعمر قال انه لا غنی لی عنهما انهما من الدین کالسمع والبصر۔ رواه الحاکم فی المستدرک۔

ترجمہ۔ حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی مقدس زبان سے سنا تھا آپ نے فرمایا میں نے قصد کیا ہے کہ میں سنن و فرائض کی تعلیم اور امور دین کی تبلیغ کے لئے لوگوں کو بھیجوں جس طرح عیسیٰ ابن مریم اپنی جماعت کو بھیجتے تھے پس آپ کی خدمت میں سوال کیا گیا یا رسول اللہ پھر آپ ابوبکرؓ و عمرؓ کو کیوں نہیں بھیجتے تو فرمایا کہ وہ دین کے لئے آنکھ اور کان کے مثل ہیں یعنی اگر وہ چلے جائیں تو پھر کیسے ....

(ف) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو نہ بھیجنا غزوات و سرایا کے اکثر معرکوں میں یا لوگوں کو تعلیم کے لئے اس لئے نہ ہوتا تھا کہ وہ حقیر فی الدین تھے بلکہ اس لئے ہوتا تھا کہ ان کا ساتھ ہی حضورؐ کے لئے اطمینان کا باعث ہوتا تھا سابقہ روایات اور قدیمی قربانیوں نے ان کا مقام حضورؐ کی نگاہ میں اتنا بلند کر دیا تھا کہ اب اُن سے ایسے کٹھن کام لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

مزید تائید

عن ابی اروی الدوسی قال کنت جالسا عند النبی صلعم فاطلع ابوبکر وعمر فقال رسول اللہ صلعم الحمد للہ الذی ایدنی بھما۔ رواہ الحاکم۔

ترجمہ۔ ابی اروی فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ صدیقؓ و فاروقؓ نے جھانک کر دیکھا پس آپ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ان دو شخصوں کے ذریعہ میری تائید فرمائی۔

حضرت محمدؐ بن حنفیہ کا بیان

شاہ ولی اللہ صاحبؒ محدث دہلوی نے قرۃ العینین صفحہ ۲۲۲ میں ایک روایت نقل کی ہے جو من وعن درج کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

از محمد بن الحنفیہ سوال کردند کہ پدر بزرگوار تو در حرب ترا بکارہا میفرماید و حسنینؓ را نمیفرماید منشاء ایں چیست گفت حسنینؓ دو دو او پدر من بمنزلہ دو چشم اند و در بدن انسان تا کار ساز دست و پا سرانجام باید چشم را چہار نیج باید داد۔ ۱۲۰۔

وَتَمَّتْ بِالْخَيْرِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا

(ترجمہ) امام رضا کے آباء و ابناء سے مفوضہ کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا جائے اور ان کے حالات کی اشاعت کی جائے اور ان کے بُرے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نہ کھالیں اور جو اس گروہ کا مخالف ہے وہ امامیہ شیعوں کے متعلق یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بھی ان میں سے ہیں۔

(ف) مذکورہ بالا عبارتوں سے ثابت ہوا کہ اذان میں سیدنا علیؓ کے متعلق القاب کا ذکر اور اس کی ایجاد اثنا عشریہ مذہب میں ثابت نہیں اور جس مذہب نے اسے ایجاد کیا ہے وہ فریقین کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلمۂ طیبہ

اہل تشیع کا کلمہ طیبہ:۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیؑ ولی اللہ وصی رسول اللہ

اہلسنت کا کلمہ طیبہ:۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

اہل تشیع کے کلمہ طیبہ میں جو الفاظ زیادہ کئے گئے ہیں اس زیادتی کو کلمہ طیبہ کی جز سمجھنا ہماری تحقیق میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے وجوہ بیان کریں گے ملاحظہ فرماویں۔

پہلی وجہ:۔ اہل تشیع کا کلمہ نہ تو زمانۂ نبوت میں مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہا اور نہ زمانۂ خلافت میں پس ایسے الفاظ کا ازدیاد علی سبیل الالتزام یقیناً خلافِ شرع ہے۔

دوسری وجہ:۔ ہر زمانہ کے نبی کا نام کلمہ طیبہ کی جز رہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ اُن سے فائق کیوں نہ ہوں پس اس بناء پر اس زمانہ میں اگر ان کے نزدیک کسی امام کا نام لینا ضروری ہے تو سیدنا مہدیؑ کا نام لینا مناسب ہوگا۔ سیدنا علیؓ کا اسم گرامی مشرف و مکرم سہی لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیشِ نظر خلافِ قیاس ضرور ہے۔

تیسری وجہ:۔ اہلسنت کے نزدیک خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے مگر انکے

۷۸۶

اہلسنّت پاکٹ بُک

حصہ سوم

مؤلفہ

حضرت العلّامہ مولینا دوست محمّد صاحب قریشیؒ

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

حضرات! اہلسنت پاکٹ بک کے ہر دو حصے طبع ہو کر علماء، طلباء، مبلغین اور مناظرین سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں دعا ہے کہ خدا تعالیٰ انہیں شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

اس حصہ میں سب سے پہلے اُن مطاعن کے جوابات دیئے گئے ہیں جو خوارج کی طرف سے سیدنا علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی پر کئے جاتے ہیں۔ بعدہٗ اہل تشیع کے جملہ عقائد و اعمال کو پیش کر کے ہر ایک پر سیر حاصل تحقیقی تبصرہ کیا جائے گا وَمَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ

اگر اللہ نے توفیق عطا، فرمائی اور زندگی نے ساتھ دیا تو چوتھی جلد میں عیسائیت اور چکڑالویت کے عقائد و اعمال پر بحث کی جائے گی۔ مرزائیت کے لئے محمدیہ پاکٹ بک اور مسلم پاکٹ بک موجود ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ میں اس کے متعلق خامہ فرسائی کروں۔

خارجی کب بنے اور کیوں بنے؟

سیدنا علی رضی اللہ اور سیدنا معاویہؓ کے مابین جب لیلۃ الحریس کے موقع پر جنگ زوروں پر پہنچی تو فریقین نے یہی محسوس کیا کہ اگر جنگ بدستور قائم رہی اور اسی طرح مسلمان شہید ہوتے رہے تو مسلمانوں کی قوت تباہ ہو جائے گی۔ اور غیر مسلموں کے مقابلہ کی طاقت باقی نہ رہے گی رومی ہوں یا فارس، ہم پہ غالب آجائیں گے۔ تو امیر معاویہؓ کی فوج سے قرآن کے حکم بنانے کی تجویز ہوئی۔

قرآن نیزوں کے ساتھ لٹکا دیئے گئے

فضل بن ادہم، شریح جذامی، روتنا ابن معمر نے لشکر سے ہو کر اعلان کیا کہ اے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے فوجیو خدارا مسلمانوں پر رحم کرو۔ قرآن کو حکم بناؤ۔ عورتوں اور بچوں کو رومیوں اور فارس کی زد سے بچاؤ۔

یہ اعلان سنتے ہی حضرت علیؓ کی فوج دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور جنگ ملتوی ہو گئی۔
(فریق اول) وہ تھا جن پر یہ جادو چل چکا تھا وہ کہتے تھے کہ جب قرآن کو یہ حکم مانتے ہیں تو جھگڑا کا ہے کا۔ حتیٰ کہ انہی میں سے بعض لوگوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر قرآن کے فیصلے سے آپ نے انحراف کیا تو آپ کے ساتھ وہی کام کریں گے جو عثمانؓ کے ساتھ کیا تھا۔

(فریق ثانی) کا یہ خیال تھا کہ یہ ایک فریب ہے اس سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے مگر یہ لوگ قلیل تعداد میں تھے اور فریق اول کثرت میں۔ بالتواء جنگ کے بعد علی مرتضٰےؓ کی فوج کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مقرر ہوئے اور امیر معاویہؓ کے لشکر کی طرف سے عمرو بن العاصؓ طے پایا کہ دونوں کو معزول کر دیا جائے اور ہر ایک نے اسی طرح اپنی رائے کا اظہار کیا مگر جب اعلان کرنے کا وقت آیا تو عمرو بن العاصؓ سے پہلے ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت علیؓ کے عزل کا فیصلہ سنا دیا لیکن عمرو بن العاصؓ نے سوچا کہ اگر میں نے معاویہؓ کو بھی معزول کر دیا تو اختلاف عظیم کا خطرہ ہے کیونکہ عرب و شام میں ان کا ہم پلہ نا مشکل ہے۔ جو ایسی شخصیتوں پر کنٹرول کر سکے۔ لہٰذا اگر ان کے نمائندے نے جلدی سے کام لیا ہے تو ان کی ذمہ داری ان کے سر میں اپنے نمائندے کو معزول نہیں کرتا۔ بلکہ بحال رکھتا ہوں۔ اس فیصلے کے بعد جو کچھ ہوا۔ وہ تاریخ طبری ص ۳۴-۳۹، اخبار الطوال ص ۲۱۴، ابن اثیر ج ۳ ص ۱۳۱ کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن ہم نے اس وقت یہ بتانا ہے کہ حضرت علیؓ ابتداء سے ہی تحکیم کے مخالف تھے۔ مگر جماعت کے اصرار سے تسلیم کر لیا کہ اب تحکیم کی تجویز ہو گئی تو انہیں حامیوں میں سے ایک جماعت نے مخالفت شروع کر دی اور تحکیم کو کفر قرار دیا اور اسی جماعت کا نام خارجی ٹھہرا ان کا امام عبداللہ بن وہب راسبی تھا جو معاملات دین میں انسان کو حکم بنانا کفر جانتے تھے۔ خارجیوں کا یہ نعرہ تھا لاحکم الا للہ۔

سیدنا علیؓ پر خارجیوں کی طرف سے پہلا اعتراض

اور اس کے جوابات

حدیث شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ بھٹی کے مانند ہے طیب کو خبیث سے جدا

کر دیتا ہے۔ یعنی غیر طیب کو اپنے اندر رہنے دیتا نہیں۔ اس بنا پر جب ہم خلفاء ثلاثہؓ کی پاکیزہ سیرت پر نظر کرتے ہیں تو ان کے دار الخلافہ کو مدینے کے اندر پاتے ہیں۔ لیکن جب علیؓ خلیفہ بنتے ہیں تو مدینے سے باہر کوفہ میں دار الخلافہ بناتے ہیں کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مدینہ نے ان کو اپنے اندر رہنے نہیں دیا۔

(جواب ۱) سیدنا علی مرتضیٰؓ کا کوفے میں دار السلطنت بنانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ وطنیت بھی بدل چکے تھے ظاہر ہے کہ وطن تو آپ کا بدستور مدینہ منورہ تھا لیکن دار السلطنت کو نہ اس سے مدینہ منورہ کو چھوڑ جانا لازم نہ آیا۔ پس سوال ہی نہ رہا۔

جواب ۲۔ سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ دار السلطنت مدینے سے باہر رہے تاکہ اگر خدانخواستہ دشمن کی طرف سے کسی وقت حملہ ہو جائے تو مدینہ کے در و دیوار مسلمانوں کے خون سے ملوث نہ ہونے پائیں۔

(ف) دیکھئے خوارج کی کتنا ستم ظریفی ہے کہ حق و باطل کے درمیان امتیاز نہیں کرتے اور خواہ مخواہ سیدنا علیؓ کے دامن شرافت و متانت کو داغدار کئے چلے جاتے ہیں۔

جواب ۳۔ مدینہ تو ہر وقت مدینہ ہے اور تھا پس اگر خوارج کے زعم باطل کے مطابق ہوتا تو سیدنا علیؓ عہد خلافت سے پہلے ہی مدینہ مقدسہ چھوڑ جاتے مگر آپ کا وفات رسالت مآبؐ کے بعد سے لے کر عہد خلافت کے بعد تک مدینہ میں متوطن رہنا بتاتا ہے کہ خوارج کا یہ شبہ قطعاً بے اصل ہے اور ایمان داروں کے ایمان سلب کرنے کا ایک طریقہ ہے [اعاذنا اللہ منہا]

جواب ۴۔ اگر مدینہ سے باہر رہنا ہی موجب شبہ ہے تو سیدنا معاویہؓ کا شام میں مدۃ العمر رہنا اسی طرح باقی صحابہ کرامؓ کا مدینہ سے باہر رہنا بھی ثابت ہے۔ تو پھر سب حضرات پر یہی فتویٰ لگانا پڑے گا۔ حالانکہ وہ سب کے سب آپ کے نزدیک بھی اس فتویٰ سے بری ہیں۔

ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

خارجیوں کا سیدنا علیؓ پر دوسرا اعتراض

اور اس کے جوابات

خلیفہ ثالث کا ایک اسلامی بادشاہ نہایت بے دردی اور بے رحمی سے قتل کیا جا رہا ہے اور خلافت کا اُمیدوار اُن کا بیٹھ کر تماشا دیکھ رہا ہے۔ دیکھئے کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ علیؓ کا اس قتل میں ہاتھ تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طور پر یہ قتل ہو اور میں تخت خلافت کو سنبھالوں۔

جواب ۱:۔ اہل تشیع ہوں یا اہلسنت دونوں کی کتابوں میں مسطور ہے کہ وفات رسالت مآبﷺ کے بعد جب لوگ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے پاس خلافت کی بیعت کرنے کے لئے آتے ہیں تو آپ انکار کر دیتے ہیں۔ پس آپ کے تخیل میں اگر خلافت کی ہوس ہوتی تو آپ انکار نہ کرتے لہٰذا آپ کے حق میں طمع خلافت کا الزام عائد کرنا یقیناً ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اور بحمد اللہ حضرت علیؓ کی شخصیت اس سے پاک اور مبرا ہے۔

جواب ۲:۔ سیدنا علیؓ نے بلوائیوں کو روکنے کی جتنی کوشش فرمائی اس پر تاریخ اسلام کے اوراق شاہد ہیں۔ پس جب آپ نے دیکھا کہ معاملہ حد سے بڑھ رہا ہے۔ تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو سیدنا عثمانؓ کے دروازے پر قربانی کے لئے تعینات کر دیا۔ اور فرمایا کہ بیٹے قربان ہو جانا مگر دروازے کے اندر دشمنوں کو داخل نہ ہونے دینا پس اگر سیدنا علیؓ کے ذہن میں سیدنا عثمانؓ کے متعلق عداوت ہوتی تو آپ سیدنا عثمانؓ پر قربان ہونے کے لئے حضرت محمد مصطفیٰﷺ کے جگر گوشوں کو نہ بھیجتے۔ رہا اُن کا خود بجود تشریف نہ لے جانا وہ یقیناً حکمت پر مبنی تھا۔ کہ یہاں کام لڑنے والے نوجوانوں کا تھا اور آپ سے اللہ نے تتمۂ خلافت راشدہ کا کام لینا تھا۔

جواب ۳:۔ مستدرک حاکم میں ہے کہ زید بن ارقمؓ کے پاس سیدنا علی کرم اللہ وجہہ بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ اور حضرت زیدؓ کے پاس کافی لوگ جمع تھے۔ دوران

گفتگو میں حضرت زیدؓ نے سیدنا علیؓ سے دریافت کیا کہ آپ نے سیدنا عثمانؓ کو قتل کیا ہے۔ پس حضرت علیؓ نے یہ سن کر تھوڑی دیر سر کو نیچا کر لیا۔ پھر فرمایا مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے دانے کو چیر کر انگوری پیدا کی اور روح کو پیدا کیا ہے نہ تو میں نے حضرت عثمانؓ کو خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا ہے اور نہ میں نے اس کے قتل کا حکم کیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

عن حسین الحارثی قال جاء علی ابن ابی طالب الی زید بن ارقم وعنده قوم فقال علی أسکتوا و أسکتوا فوالله لا تسألونی عن شیء الا اجبتکم فقال زید انشدك الله انت قتلت عثمانؓ فاطرق علی ساعة ثم قال والذی خلق الحبة وبرء النسمة ما قتلته ولا امرت بقتله (قرة العینین ص۲۷۹)

ترجمہ: حسین حارثیؒ سے روایت ہے کہ سیدنا علیؓ زید بن ارقمؓ کے پاس عیادت کے لئے آئے اور اس کے پاس اس کی قوم تھی۔ پس حضرت نے فرمایا تم لوگ بھی چپ رہو اور دوسروں کو بھی چپ رہنے کا حکم دو۔ خدا کی قسم جو کچھ تم مجھ سے پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ تو پس زید بن ارقم نے قتل عثمانؓ کے سلسلے میں سوال کیا۔ اور آپ نے یہی جواب دیا۔ (جو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے)

(ف) حضرت علیؓ کا اظہار حقیقت کرنا اور قوم میں سے کسی کا تردید نہ کرنا بتاتا ہے کہ واقعی سیدنا علیؓ اس الزام سے بری تھے۔

جواب نمبر ۲:۔ جنگ جمل کے موقع پر سیدنا عثمانؓ کے قتل کے بارے میں جو الفاظ آپ کے منہ مبارک سے نکلے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

اللهم انی ابرء الیك من دم عثمان والله طاش عقلی یوم قتل عثمان وانکرت نفسی وجاء والی البیعة فقلت والله انی لاستحی من الله ان ابایع وعثمان قتل علی الارض لم یدفن بعد فلما دفن رجع الناس فسألونی البیعة فقلت اللهم انی مشفق مما اقدم علیه ثم جاءت عزیمة فبایعت فلقد قالوا یا امیر المؤمنین فکانما صدع قلبی (مستدرک حاکم)

ترجمہ:۔ اے میرے اللہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں اظہار برات کرتا ہوں کہ میں اس قتل کے ارتکاب سے بری ہوں جس دن عثمانؓ قتل ہو رہا تھا۔ میرا عقل اس وقت اپنی جگہ پر نہ تھا اور میرے ہوش و حواس تحیر کی وجہ سے سالم نہ رہے میں اس وقت اپنے وجود میں ایک کرودسا اثر پارہا تھا۔ لوگ جب میرے پاس بیعت کے لئے آئے تو میں نے یہی جواب دیا مجھے شرم محسوس ہورہی ہے کہ عثمانؓ شہید ہو کر زمین پر پڑا ہو اور میں خلافت کی بیعت شروع کر دوں۔ پس لوگ واپس ہوئے جب ان کو دفن کر دیا تو میں نے مجبوراً بیعت شروع کی تاکہ مملکت اسلامیہ کسی نا اہل کے ہاتھ نہ چلی جائے۔ جب لوگوں نے مجھے امیر المومنین کہنا شروع کیا تو میرا جگر پھٹنے کے قریب آگیا۔ اور دل متمحل ہونے لگا۔

(ف) سیدنا علی مرتضےٰؓ کے اس بیان پر بےایمان تو شک کر سکتا ہے۔ لیکن ایمان دار کو انکار کی ذرہ بھر بھی گنجائش نہیں رہتی۔

خارجیوں کا سیدنا علی مرتضےٰؓ پر تیسرا اعتراض

اور اس کے جوابات

حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد مذہب کی ترقی اور اس کے تنزل کا مدار صحابہ کرامؓ پر ہی تو تھا ان کے باہمی اتفاق سے اسلام میں برکات نمودار ہوئے اور ان کے افتراق سے جو کچھ ہونا تھا وہ سب کے سامنے ہے۔ ظاہر ہے کہ نبوت کے بعد امر خلافت ایک اہم مسئلہ تھا جس پر مہاجرینؓ و انصارؓ کے دو زبردست گروہ تعین خلیفہ کے سلسلے میں متحیر تھے۔ بالآخر اکثریت کا اتفاق صدیق اکبرؓ پر ہوا۔ مگر صرف علیؓ کہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور پورے چھ مہینے بیعت نہ کی اور ان کی تاخیر سے اسلام اور اسلامیان مدینہ میں ذہنی طور پر جو تفرقہ و تشتت پیدا ہوا۔ وہ سب آپ کی وجہ سے تھا۔ ورنہ ایسے معاملات رونما ہوتے۔

جواب ۱:۔ اس میں شک نہیں کہ نبوت کے بعد انتخاب امیر ایک اہم مسئلہ تھا لیکن سیدنا علیؓ کی حیثیت بھی معمولی نہ تھی۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں ان کو انہوں نے تو اس لئے نہیں بلایا تھا کہ تجہیز و تکفین کی وصیت ان سے متعلق تھی۔ اگر حضرت علیؓ سقیفہ کو چلے آتے تو جنازہ رسول مقبولؐ اکیلا رہتا اور یہ بھی اس لئے نہ گئے تاکہ وصیت کے خلاف نہ ہونے پائے۔

سو آپ لے سے باہر ہو جاتا تو خوارج کا سیدنا حضرت علیؓ کی پاکیزہ شخصیت پر ایک الزام ہے جس سے آپ قطعاً بری ہیں آپ سے کہیں بھی منتخب شدہ خلیفہ پر طعن منقول نہیں ہے۔

کچھ دن تاخیر میں بھی راز و نیاز کی شان جلوہ گر تھی۔ طبقات ابن سعد ج ۲ ق ۲ ص ۱۰۱۔

تاریخ اسلام ص ۱۳۲ مصنفہ سید معین الدین صاحب میں ہے کہ سیدنا حضرت علیؓ نے قسم اٹھا کر فرمایا۔ میں آپ کی امارت ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن میں نے قسم اٹھائی ہے۔ کہ جب تک قرآن نہ جمع کر لوں گا اس وقت نماز کے سوائے اپنی چادر نہ اوڑھوں گا۔

جواب ۲:۔ تھوڑی سی مدت کے بعد آپ کا بیعت منظور کر لینا بتاتا ہے کہ بوجوہ چند در چند سیدنا علیؓ نے اس سلسلے میں تاخیر فرمائی۔ مگر سیدنا صدیقؓ کی فضیلت و افضلیت پر آپ کو شبہ نہ تھا جبکہ سیدنا صدیقؓ ویسے کے ویسے تھے۔ جیسا کہ پہلے تھے۔

اہل تشیع کی معتبر کتابوں میں سے احتجاج طبرسی ص ۵۳ میں بھی موجود ہے۔

ثم تناول يده الى بكر فبايعه

کہ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے جا کر صدیق اکبرؓ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی۔

جواب ۳:۔ افتراق و انشقاق کا باعث سیدنا علیؓ کی بیعت سے تاخیر کو سمجھنا خلاف عقل و نقل ہے۔ کیونکہ پہلے تو کوئی ایسا افتراق پیدا ہی نہیں ہوا جس سے دین کی ترقی میں نقصان کا اندیشہ ہو۔ ثانیاً یہ کہ سیدنا علیؓ سے بظاہر تخالف بھی ثابت نہیں اور خلاف نقل اس لئے کہ جب اکثریت کا اتفاق کتب اہلسنت اور کتب اہل تشیع میں منقول ہے تو للاکثر حکم الکل (اکثر کے لئے کل کا حکم ہے اور ذہنی تفرق و تشتت کا

کوئی بھی شکار نہیں ہوا۔ فتامل رہے خارجی تو وہ خارجی ہی ٹھہرے۔

خارجیوں کا چوتھا اعتراض اور اُس کا جواب

جنگ جمل پھر یا جنگ صفین یہ سب سیدنا عثمانؓ کے قصاص نہ لینے کی وجہ سے ہوئیں اگر علیؓ سیدنا عثمانؓ کے قتل کا قصاص لے لیتے تو نہ عائشہ صدیقہؓ کے مقابلے میں یہ اقدام کرنا پڑتا۔ اور نہ سیدنا معاویہؓ کے مقابلہ میں۔

جواب علا :۔ قتل عثمانؓ اور اس بین سازش سے سیدنا علی مرتضےٰؑ کا بری ہونا پہلے ہم دلائل سے ثابت کر چکے ہیں۔ تاخیر قصاص کے وجوہ حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

وجہ اول:۔ سیدنا عثمانؓ پر جب بلوائیوں نے حملہ کیا تھا اس وقت حضرت علیؓ بھی موجود تھے اور مہاجرین و انصارؓ بھی پس اگر قتل کرتے وقت حضرت علیؓ کا اُن پر کوئی داؤ نہ چل سکا تھا تو ابتدائے خلافت میں جبکہ ان کی قوت ابھی تک مستحکم و مضبوط نہ ہوئی تھی کیسے حکم تسلیم کیا جا سکتا تھا در آنحالیکہ وہ جماعت منظم اور مستقل تھی۔

وجہ ثانی:۔ حضرت علی مرتضےٰؑ کی پوزیشن خلیفہ وقت کی تھی اور سیدہ عائشہ وغیرہ کی لوزیشن ورثائے حکم مقتول کی تھی۔ ورثاء کے لئے حق تو یہ تھا کہ دعویٰ دائر کرتے نہ یہ کہ ایسے اقدامات کرتے جن سے عزلیؓ ثانی کے بعض ناعاقبت اندیش لوگوں کو تخالف کا شبہ پیدا ہوا جب دعویٰ ہی مفقود تھا تو تکاسل فی القصاص کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

وجہ رابع:۔ سیدنا نائلہؓ نے کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے تاکین سے قصاص لینے کا انکار ہے۔ البتہ آپ نے یہ تو ضرور فرمایا تھا۔ کہ استحکام کے بعد فوراً میرا کام یہی ہوگا۔ صبر کیجئے لیکن بہت سے حضرات کا یہ خیال تھا کہ اولین فرصت میں یہی کام کیا جائے تاکہ فساد نہ بڑھے۔

خارجیوں کی طرف سے حضرت علیؓ پر پانچواں اعتراض اور اس کے جوابات

تحقیق ہو چکی ہے کہ سیدنا علی مرتضےؑ کی فوج میں قاتلین عثمانؓ موجود تھے ان کو اپنی فوج سے خارج نہ کرنا کیا ارتکاب معصیت نہیں۔

جواب ۱:۔ تحقیق کے لئے محقق دلیل کی ضرورت ہے۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

جواب ۲:۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو یقیناً سارے کے سارے قاتل نہیں ہو سکتے۔ البتہ غلط فہمی کی وجہ سے تائید کا تصور ہو سکتا ہے۔ پس اس مظنون کیفیت کی بناء پر کسی کو قاتل سمجھ کر فوج سے نکال لینا یقیناً خلافِ عقل تھا۔

جواب ۳:۔ جن لوگوں کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ قاتلین سیدنا عثمانؓ کے تھے ان کی تعداد بشرطِ صحت کتب تواریخ میں بیس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ پس اگر یک لخت ظن کی بناء پر سب کو نکال دیتے تو فوج میں بغاوت کا اندیشہ تھا۔ اس لئے اُن کو فوج سے خارج نہ کیا تاکہ فساد نہ ہونے پائے۔

خارجیوں کا چھٹا اعتراض اور اس کا جواب

یہ اعتراض سیدہ عائشہ اُم المومنینؓ کے ساتھ جنگ کرنے پر وارد ہوتا ہے جس کے جواب کے لئے اہل سنت پاکٹ بک حصہ دوم کا مطالعہ ضروری ہے اس کے پڑھنے سے حقیقی حالات پر اطلاع ہو جائے گی۔

خارجیوں کا ساتواں اعتراض اور اُس کا جواب

حضرت علیؓ جب تختِ خلافت پر متمکن ہوئے تو خلیفہ بنتے ہی بلا وجہ بنو اُمیہ کے

تمام گورنروں کو معزول کر دیا۔ حالانکہ ان کے ذمہ کوئی قصور نہ تھا۔

جواب ۱:۔ یہ اقدام محکمہ سی آئی ڈی کی اطلاعات کے پیش نظر ہوا۔ چونکہ قبل ازیں حالات اس قسم کے رونما ہو چکے تھے اس لئے آپ اس امر پر مجبور ہو گئے۔

جواب ۲:۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ سے پہلے چونکہ سیدنا عثمانؓ کی شہادت ہو چکی تھی۔ اور حضرت عثمانؓ بھی خاندان بنو امیہ کے فرد تھے پس آپ نے دیکھا کہ بنو امیہ کے گورنر جب اپنی قوم کے خلیفہ کو فائدہ نہیں پہنچا سکے تو مجھے کب فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کو مناسب یہی معلوم ہوا کہ ان کو یک قلم معزول کر دیا جائے۔

جواب ۳:۔ سیدنا عثمانؓ کے وقت میں خاندان بنو امیہ کے گورنروں کے تقرر سے لوگوں میں یہ شبہ پڑ گیا تھا کہ شاید بنو ہاشم اس کی اہلیت ہی نہیں رکھتے۔ پس آپ نے یہ اقدام کر کے ثابت کر دیا کہ بنو ہاشم بھی اس کی اہلیت رکھ سکتے ہیں۔

خارجیوں کا آٹھواں اعتراض اور اس کے جوابات

کہا جاتا ہے کہ علی مرتضیٰؓ نے رات کو سیدہ کا جنازہ اس لئے پڑھا یا تھا کہ پوشیدہ راز عیاں نہ ہو جائے۔ اور پوشیدہ راز یہ تھا کہ حضرت علیؓ نے ان کو مار دیا تھا اور قتل چھپانے کی خاطر وصیت مشہور کر دی تھی۔

جواب ۱:۔ سراسر جاہلانہ تخیل ہے ذرہ بھر بھی یہ بات پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔

جواب ۲:۔ سیدہ فاطمہؓ اور سیدنا علیؓ کے درمیان رشتہ داری کی حیثیت سے جو قرب ہے وہ کسی کے یقین نہیں پس اس خصوصی تعلق کے پیش نظر اس قسم کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

خوارج کا نواں اعتراض اور اس کا جواب

علی مرتضیٰؓ کا ابوجہل کے دروازے پر جانا اور اس کی لڑکی کے نکاح کے لئے خواستگاری

کرنا اہلسنت اور اہل تشیع دونوں کی کتابوں میں منقول ہے۔ تو کیا اس میں سیدہ کی توہین نہیں۔
جواب ۱:۔ سیدنا علی مرتضیٰؓ سے یہ فعل واقعی ثابت ہے۔ لیکن جب تک کوئی امر خدا اور اس کے رسولؐ کی طرف سے صراحتاً ممنوع نہ ہو چکا ہو تب تک وہ درجۂ اباحت میں رہتا ہے۔ جب قرآن مجید میں ہے:۔

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ کے پیش نظر ایک بیوی کے بعد دوسری بیوی کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت تھی نیز حضور علیہ السلام کا عمل اس کی تائید میں تھا۔ تو سیدنا علی مرتضیٰؓ کا یہ عمل قابل اعتراض نہ رہا۔ ہاں اگر حضور علیہ السلام نے منع کر دیا ہوتا اور منع کے بعد سیدنا علی مرتضیٰؓ سے یہ اقدام ثابت ہوتا تو قابلِ جرم ہو سکتا تھا اور الحمد للہ سیدنا علی مرتضیٰؓ اس سے پاک ہیں۔

خارجیوں کی طرف سے سوال اعتراض اور اس کے جوابات

محمد بن ابی بکر کے متعلق مشہور ہے کہ قتل عثمانؓ میں ساری سازش ان کی تھی اگر یہ بات پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی تھی تو سیدنا علیؓ نے اسے سیدنا عائشہؓ کے سپرد کیوں نہ کیا۔
جواب ۱:۔ محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق قتل عثمانؓ کا الزام تو سراسر بے بنیاد ہے البتہ کتب تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس پارٹی میں شریک تھے۔ رہا قتل تو اس کے متعلق کہیں بھی تشریح نہیں کہ انہوں نے کیا ہو۔
جواب ۲:۔ حضرت نائلہؓ زوجہ سیدنا عثمانؓ کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ نے قریب آکر داڑھی سے تو ضرور پکڑا جب حضرت عثمانؓ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ آج اگر ابوبکر صدیقؓ زندہ ہوتا تو تجھے یہ جرأت نہ ہوتی۔ ان الفاظ کا اس کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ یکدم کانپنے لگا اور اس حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے کی گواہی دینے والی صرف حضرت نائلہؓ تھی اور بس جس سے نصاب شہادت پورا نہیں ہوتا پس ان حالات

کے پیشِ نظر اسے قطعی طور پر مجرم ٹھہرانا اور اُس کے بعد سیدنا علیؓ کے خود اس الزام کا لگانا سراسر اظہارِ جہالت ہے۔

جواب ۳:۔ مروان کے متعلق جب نصابِ شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا عثمانؓ نے صبر نہ کیا اور محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق جب نصابِ شہادت پورا نہ ہوا تو سیدنا علیؓ نے صبر نہ کیا۔

خارجیوں کی طرف سے گیارھواں اعتراض اور اس کے جوابات

خلفاء ثلاثہ میں سے جس نے بھی تختِ خلافت پر قدم رکھا اسلامی فتوحات ان کو حاصل ہوتی گئیں۔ لیکن جب سیدنا علی مرتضیٰؓ متمکن ہوئے تو ایک ملک بھی فتح نہ ہوا۔

جواب ۱:۔ جب آپس میں افتراق پیدا ہو جائے اس وقت اغیار پر غلبہ ناممکن ہوتا ہے۔

جواب ۲:۔ فتوحات کا مدار گورنروں اور مجاہدین پر ہوتا ہے سیدنا علیؓ کے زمانے میں نئے گورنروں کی تعیناتی کی وجہ سے پہلے کی طرح فتوحات نہ ہو سکیں۔

جواب ۳:۔ آپ کے مشیر آپ جیسے نہ تھے۔ فتامل

خارجیوں کا بارھواں اعتراض!

حضرت حسینؓ کربلا کیوں گئے۔ کیا وہاں بیت اللہ تھا یا روضۂ رسول اکرم کہ یا مدینہ میں شہید ہو جاتے دنیا یہ تو کہتی کہ اللہ کے دروازے نانا کے روضۂ مبارک کو آخر دم تک نہ چھوڑا۔ وہاں جا کر خانوادۂ رسول کی جتنی بے حرمتی ہوئی کیا حضرت حسینؓ اس کا جواب قیامت کے دن نہ دیں گے۔

جواب ۱:۔ شیعیانِ کوفہ کے پیہم اصرار اور متعدد خطوط اور بار بار فرستادوں کے بھیجنے سے آپ مجبور ہو گئے۔ اور آپ کے تشریف لے جانے کا وعدہ کر لیا۔

مدینہ کی سکونت کو ترک کرنے کا نہ آپ کا ارادہ تھا اور نہ آنے والے حالات کی آپ کو خبر تھی۔ سیدنا اسامہ کو اس لیے تو بھیجا تھا کہ وہاں کے حالات معلوم کر کے مجھے مطلع کرے۔ مگر ؎ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔

حالات جیسے بھی پیش آئے وہ سب کے سامنے ہیں۔ اگر آپ تشریف نہ لے جاتے تو اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا کے پیش نظر ماخوذ ہوتے۔

نوٹ:۔ مختصر طور پر خارجیوں کے اعتراض نقل کر کے ان کے جوابات دے دیئے گئے ہیں۔ مزید تشریح بخوف طوالت ترک کر دی گئی ہے۔ اب ذیل میں اہل تشیع کے عقائد بیان کر کے ان کی تردید کی جاتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اہل تشیع کا اعتراض یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں شریک نہ ہوئے۔

الجواب ۱:۔ جنازہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرامؓ کا شریک نہ ہونا زبردست بہتان ہے۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

الجواب ۲:۔ کاش کہ اہل تشیع اپنی کتابوں کا مطالعہ کر لیتے تو اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔ اُن کی کتابوں کی عبارتیں ذیل میں درج ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

محمد بن یعقوب کلینی کی تحقیق روایت ۱

عن جابر عن جعفر قال لما قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلت علیہ الملائکۃ والمهاجرون والانصار فوجاً فوجاً (احوال کافی ۲۳۱ مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ۔ جابرؓ سے امام جعفرؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوئی تو آپؐ پر فرشتوں اور مہاجرینؓ اور انصارؓ نے فوج فوج ہو کر نماز پڑھی۔

روایت ۲ متعلق جنازۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا غَسَّلَهُ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَفَّنَهُ سَجَّاهُ ثُمَّ أَدْخَلَ عَلَيْهِ عَشَرَةٌ فَدَارُوا حَوْلَهُ ثُمَّ وَقَفَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي وَسْطِهِمْ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ فَيَقُولُ الْقَوْمُ كَمَا يَقُولُ حَتّٰى صَلّٰى عَلَيْهِ أَهْلُ الْمَدِينَةِ وَأَهْلُ الْعَوَالِي۔

ترجمہ۔ ابو مریم انصاری روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد باقرؒ سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام پر جنازہ کس طرح پڑھایا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ جب سیدنا علی مرتضٰیؓ حضور علیہ السلام کے غسل اور کفن سے فارغ ہو چکے تو دس شخص حضور علیہ السلام کے حجرۂ مقدسہ میں داخل ہوئے اور آپؐ کے اردگرد کھڑے ہو گئے۔ پس علی مرتضٰیؓ ان کے درمیان کھڑے ہوئے پس آپ والی آیت تلاوت فرمائی قوم بھی اسی طرح کہتی گئی جس طرح سیدنا علی مرتضٰیؓ پڑھتے گئے۔ حتیٰ کہ مدینہ اور مدینہ سے باہر رہنے والوں نے حضورؐ پر نماز ادا کی۔

(ف) ان دو روایتوں سے علی وجہ الکمال ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرامؓ کا جنازہ میں شریک ہونا اہلسنت اور اہل تشیع کے مسلمات میں سے ہے۔ پس جو لوگ صحابہ کرامؓ پر اس قسم کے الزامات عائد کرتے ہیں۔ وہ یقیناً غلطی پر ہیں۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر اعتراضات

(اعتراض ۱)۔ اگر صحابہ کرامؓ ثقیفہ میں مشورۂ بیعت اور انتخاب خلافت میں مشغول ہو گئے

تھے۔ تو سیدنا علیؓ نے تین دن حضور علیہ السلام کے وجودِ مسعود کو دفن کیوں نہ کیا۔ کیا اتنا توقف محض اس بناء پر نہیں تھا۔ کہ کوئی صحابی بھی نمازِ جنازہ سے محروم نہ رہے۔

(اعتراض ۲) جب روایت مندرجہ اصول کافی مطبوعہ نجف اشرف صفحہ ۲۳۱ میں مہاجرین وانصارؓ کی تصریح اور روایت ۳ میں دس دس کی تعداد کا ذکر بھی موجود ہے۔ بایں ہمہ مہاجرینؓ وانصارؓ کے خلاف عدم شمولیت فی الجنازہ کا پروپیگنڈہ کرنا کیا خلاف دیانت نہیں۔

(اعتراض ۳) کیا شیعوں کی معتبر کتابوں سے یہ ثابت نہیں کہ جنازۂ رسولؐ علیہ السلام اکیلا پڑا ہوا تھا اور حضرت علیؓ آپ کے جنازے کو اکیلا چھوڑ کر گھر بیٹھے ہوئے تھے حسب ذیل عبارت پڑھیئے اور جواب مرحمت فرمائیے۔

اصول کافی مطبع نجف اشرف میں ہے۔

اتی العباس امیر المومنین فقال یا علی ان الناس قد اجتمعوا ان یدفنوا رسول اللہ فی بقیع وان یؤمھم رجلؓ منھم۔

ترجمہ:۔ عباسؓ دوڑتے ہوئے حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ اکٹھے ہو چکے ہیں کہ وہ حضورؐ کو دفن بھی جنت البقیع میں کریں۔ اور امام بھی جنازے کا اُن میں سے بنے۔

(ف) مَا ھُوَ جَوَابُکُمْ فَھُوَ جَوَابُنَا۔

(اعتراض ۴) اگر یہ عذر کیا جائے کہ اس روایت میں جب سیدنا علیؓ کے گھر میں بیٹھنے کا ذکر نہیں ہے تو خواہ مخواہ اُن کے سر یہ الزام کیوں عائد کیا جا رہا ہے تو پھر حیات القلوب صفحہ ۷۴۹ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ سطر ۱۲ کی اس عبارت کا کیا جواب ہے۔

از خانہ بیرون آمد و فرمود اَیُّھَا النَّاسُ بدرستیکہ رسولؐ خدا امام وپیشوائے ماست در حال حیات وبعد از وفات۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ گھر سے باہر آئے اور فرمایا لوگو بلا شبہ حضور علیہ السلام حیات اور وفات کی حالت میں ہمارے امام ہیں ہمیں کسی کو امام بنانے کی ضرورت نہیں۔ فرمائیے کیا اس سے

یہ ثابت ہوا کہ سیدنا علی گھر بیٹھے خلافت کے متعلق فکر کر رہے تھے العیاذ باللہ اور حضور کا جنازہ اکیلا پڑا ہوا تھا سوچ کر جواب دینا۔

(اعتراض ۵) اگر تمہارا خیال بصدق پر مبنی ہے تو حسب ذیل حدیث کا کیا جواب ہے
صَلّٰی عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ مِنْ بَایَعَ اَبَابَکْرٍ وَمَنْ لَمْ یُبَایِعْ (احتجاج طبرسی ص ۴۵)

ترجمہ:۔ سیدنا علیؓ نے حضور پر نماز پڑھی اور ان لوگوں نے بھی پڑھی جو سیدنا ابوبکرؓ سے بیعت ہوئے تھے۔ اور انہوں نے بھی جنہوں نے ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔

احتجاج ص ۴۵ کے حوالے سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ثقیفہ میں گئے ہوئے سب صحابہ کرامؓ نے حضور علیہ السلام کے جنازے میں شرکت کی آخر ان دلائل کے باوجود پبلک کو کیوں غلط فہمی میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

اعتراض ۶:۔ جب احتجاج طبرسی ص ۵۱ کی حسب ذیل عبارت سے یہ ثابت ہے کہ تمام مہاجرینؓ و انصارؓ نے جنازہ پڑھا حتیٰ کہ ایک بھی باقی نہ رہا۔ تو انکار کیسا۔ معقول جواب درکار ہے۔
دَخَلَ عَشَرَۃٌ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَعَشَرَۃٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَیُصَلُّوْنَ وَیَخْرُجُوْنَ حَتّٰی لَمْ اَحَدٌ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ دس مہاجرؓ اور دس انصارؓ نماز پڑھ کر فارغ ہو کر حجرہ مقدسہ سے نکلتے گئے۔ دس اور آتے گئے۔ حتیٰ کہ کوئی بھی مہاجرینؓ و انصارؓ سے باقی نہ رہا جس نے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ ادا نہ کیا۔

حیات القلوب ص ۶۹۱ میں بھی اسی طرح ہے۔
تا آنکہ خورد و بزرگ و مرد و زن از اہل اطراف مدینہ ہمہ برآنجناب چنیں نماز کردند۔ ۱۲۔

ترجمہ:۔ حتیٰ کہ چھوٹوں اور بڑوں نے مردوں اور عورتوں نے مدینہ اور اطراف مدینہ کے باشندگان نے سب نے حضور علیہ السلام پر نماز جنازہ پڑھی۔

اعتراض ۷:۔ فرمائیے حضور علیہ السلام خطاؤں سے پاک تھے یا نہ۔ اگر پاک تھے تو جنازہ

کیسا اور پاک نہ تھے تو تمہارا دعویٰ اسلام کیسا۔

اعتراض ۵: فرمایئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد حیات النبیؐ ہیں یا نہ اگر نہیں تو ثبوت اور اگر ہیں تو جنازہ کیسا۔

عقائد اہل تشیع اور اُن پر تبصرہ

پہلا عقیدہ:- ہر کام میں امداد حضرت علیؓ کرتے ہیں اور وہ مشکل کشا ہیں۔ لہٰذا اُن کو حاجت برآری کے لئے پکارنا جائز ہے۔ (بحوالہ تاریخ الائمہ ص۵۲)

(ف) یہی وجہ ہے کہ یہ حضرات اٹھتے بیٹھتے یا علیؓ مدد کے نعرے لگاتے رہتے ہیں بلکہ اُن کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو تکالیف و مصائب سے نجات حضرت علیؓ نے ہی دی تھی چنانچہ ذیل میں ان کی معتبر کتاب تاریخ الائمہ ص۵۲ مطبوعہ منول کشور لکھنؤ مصنفہ سید وزیر حسین مشہدی اثنا عشری سے چند جملے نقل کئے جاتے ہیں۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ مختصر احوال امداد پیغمبران عرض کرتا ہوں کہ آپ نے آدمؑ کو حوا سے ملایا۔ آگ کو خلیلؑ پر گلشن بنایا۔ زکریاؑ کو آرے سے بچایا۔ یوسفؑ کو چاہ سے نکال کر مصر میں تخت پر بٹھایا۔ دیدہ یعقوبؑ کو نور بخشا۔ سلیمانؑ کو جنات سے چھڑایا۔ (تاریخ الائمہ ص۵۲)

(ف) سیدنا علیؓ کے متعلق شیعہ حضرات کے عقائد آپ نے معلوم کر لئے اب ذیل میں مذکورہ بالا عقیدے کی تائید میں جو اشعار پڑھتے رہتے ہیں ان کو حوالہ قلم کیا جاتا ہے تاکہ آپ یقین کریں کہ واقعی ان کے مذہب کی ترجمانی کی جارہی ہے۔

(اشعار مخمس منقول از تاریخ الائمہ ص۵۲)

رسولوں کی ہوئی حاجت روائی　　علیؓ نے نوحؑ کی کی ناخدائی!
نہ کرتا گر علیؓ مشکل کشائی　　نہ پاتا چاہ سے یوسفؑ رہائی
کمک یونسؑ کی کی دریا کے اندر

علیؑ سے لوطؑ نے کی استعانت　　علیؑ نے کی عیاں اس کی اعانت
جب ابراہیمؑ کی چاہی اعانت!　　علیؑ نے کی علیؑ نے کی اعانت
رہا ہے شیث پیغمبر کا یاور
علیؑ کا معجزہ اک اک ہے نادر　　علیؑ کی ذات ہے ہر شے پہ قادر

مذکورہ بالا عقائد قرآن کی روشنی میں۔

آیت ۱:۔ نَجَّیْنَا لُوْحاً وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ (پ۱۲)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھ والے ایمانداروں کو نجات دی۔

آیت ۲:۔ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ (پ۱۲)

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کو زمین میں تمکنت عطا فرمائی۔

آیت ۳:۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ (پ۲۳)

ترجمہ:۔ ذکر فرما دیجئے ایوب علیہ السلام کا جو کہ ہمارا بندہ تھا جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا تھا۔

آیت ۴:۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ (پ۱۷)

ترجمہ:۔ پس ہم نے ان کی دعا کو قبول کیا اور اُن کو جو تکلیف تھی وہ رفع کر دی۔

آیت ۵:۔ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۔ (پ۱۵)

ترجمہ:۔ ہم نے خضرؑ کو اپنی طرف سے علم دیا تھا۔

آیت ۶:۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا ۔ (پ۱۷)

ترجمہ:۔ ہم نے کہا اے آگ ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا۔

طرزِ استدلال:۔ مذکورہ آیات سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ تمام انبیاءؑ کو نجات صرف خدا تعالیٰ نے ہی دی ہے۔ اور بس اب آپ ہی فرمائیے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کے علاوہ

سیدنا علیؓ کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں۔ ان کے حق میں قرآنی فتویٰ کیا ہے۔ پیش ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ (پ)

اہل تشیع کے عقائد کا تجزیہ

(۱) امداد و اعانت کے لئے سیدنا علیؓ کو پکارنا۔

(۲) سیدنا علیؓ ہماری پکار کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات کو جانتے ہیں۔

(۳) حضرت علیؓ مشکل کشا ہیں۔ اور حاجت روا ہیں۔

عقیدہ نمبر اوّل و دس ارشادات خداوندی بطرز استدلال

کی تردید کے سلسلے میں

استدلال ۱۔ اٹل فیصلہ

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ (پ)

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں سوائے اللہ کے نہیں طاقت رکھتے مدد تمہاری کی اور نہ ہی اپنی جانوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ (ترجمہ مقبول ص ۳۴۵)

اٹکل باز اور گمان کے تابع

استدلال ۲۔ اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

ترجمہ۔ جو لوگ خدا کے سوا پکارتے ہیں شریکوں کو نہیں اتباع کرتے مگر گمان کی اور وہ اٹکل بازی کرتے ہیں۔

قارئین قرآن سے خطاب الٰہی

استدلال ۳۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (پ)

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا کسی ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تم کو نفع پہنچائے اور نہ ضرر پھر اگر تم نے ایسا کیا تو تم بھی ظالموں سے ہو۔

حقیقت کا انکشاف

استدلال ع۴۔ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِيْنَ إِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (پ۱۳)

(ترجمہ) خاص خدا کے لئے پکار سچی جو لوگ خدا کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ نہیں کرتے کسی چیز کی ان کی مثال اس شخص کی ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ۱۲

اصحاب کہف کا مذہب

استدلال ع۵۔ فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖ إِلٰهًا

ترجمہ۔ پس کہنے لگے ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے ہم ہرگز اس کے سوا کسی کو معبود کہہ کر نہ پکاریں گے۔ (ترجمہ مقبول ص۵۸۷)

جمیع انبیاء علیہم السلام کا طریق اور دستور العمل!

استدلال ع۶۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۔

ترجمہ۔ بیشک انبیاء علیہم السلام نیکیوں میں جلدی کرتے تھے۔ اور ہمیں ہی خوشی غمی میں پکارتے تھے اور ہمارے لئے ہی خشوع کرتے تھے۔

قرآنی فیصلہ

استدلال ع۷۔ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۔

ترجمہ:- پکارتا ہے خدا کے سوا کسی ایسی چیز کو جو نہ اسے نقصان دے۔ اور نہ نفع یہی تو صریح گمراہی ہے۔

حق و باطل کی وضاحت

استدلال ۸:- ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ ۔

ترجمہ:- یہ اس لئے کہ خدا تعالیٰ ہی حق ہے اور جو کہ پکارتے ہیں خدا کے سوا وہ پکار باطل ہے۔

بیان حق علی سبیل الاستفہام

استدلال ۹:- وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۔

ترجمہ:- اس سے کون زیادہ گمراہ ہے جو خدا کے علاوہ اوروں کو پکارتا ہے جو اس کو قیامت تک جواب نہیں دیتے۔ حالانکہ وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔

(ف) اس ترجمہ کو دوبارہ پڑھ کر کسی نتیجے پر پہنچیے۔

خداوندی نصیحت

استدلال ۱۰:- هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔

ترجمہ:- وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسے پکارو۔ اسی کے لئے دین کو خالص کر کے۔

تشریح:- مذکورہ بالا آیت سے فریق مخالف کا عقیدہ بطلان روز روشن کی طرح معلوم ہو رہا ہے۔ یعنی نصرت و اعانت مافوق الاسباب کے لئے پکارنے کو خدا تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے قرآنی آیات کو مکرر سہ کرر پڑھیئے تاکہ دل و دماغ میں جگہ بنا سکے۔

ذٰلِكَ لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝

یہ قرآن اس کو نفع دے گا جس کا دل زندہ ہو یا متوجہ ہو کر سنے۔

غور طلب امور

۱۔ چونکہ مسئلہ عقیدے کا ہے اس لئے اس کے اثبات کے لئے بغیر قرآن اور خبر وار متواتر کے کوئی چیز اصولی طور پر قابل قبول نہ ہوگی۔

۲۔ فریق مخالف کو اگر ان دلائل پر اعتراض ہو تو اپنے مسلک کے اثبات کے لئے قرآنی آیات پیش کرے۔

۳۔ قرآنی آیات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کو جب بھی کوئی تکلیف درپیش آئی تو انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہی پکارا۔

۴۔ اگر ان آیات کے سننے کے بعد بھی اگر کوئی شخص انکار پر ڈٹ جائے اور پنجتن یا بارہ اماموں کو پکارنے پر مُصر رہے تو اس کے جواب میں اتنا کہہ دینا ضروری ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

کیا اپنے بندے کے لئے خدا کافی نہیں ہے۔

رباعی

تم کو شکوہ ہے ہمارا مدعا ملتا نہیں
دینے والے کو گلا یہ ہے گدا ملتا نہیں !
بے نیازی دیکھ کر بندے کی کہتا ہے کریم
دینے والا دے کہ دستِ دعا ملتا نہیں

اگر اللہ کافی نہیں ہے تو پھر جسے پکارتے پھریں ان کا اپنا منشاء حقیقت یہی ہے کہ

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ (پ ۹)

امداد تو اللہ کی طرف سے آتی ہے اب ان کی مرضی جن سے مانگتے پھریں۔

عقیدہ ۲ کی تردید کے سلسلے میں ارشادِ خداوندی بطرز استدلال!

استدلال ۱؎ :- حقیقت مسئلہ کے متعلق اعلان نبوی

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۔

ترجمہ :- کہہ دے اے محمد مصطفےٰ ؐ کوئی بھی آسمانوں اور زمین میں غیب کو نہیں جانتا خدا کے سوا اور نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

قیامت کا میدان اور انبیاءؑ کا اعلان

استدلال ۲؎ :- يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۖ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ (پ)

ترجمہ :- قیامت کے دن خدا تعالیٰ سب رسولوں کو جمع کر کے پوچھیں گے دنیا میں کیا جواب دیئے گئے تھے جواب دیں گے ہمیں کوئی علم نہیں ہے بیشک تو ہی غیوب کا عالم ہے۔

(ف) جب انبیاءؑ کا یہ حال ہے تو بارہ اماموں بالخصوص سیدنا علیؓ کے متعلق خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ

استدلال ۳؎ :- وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (پ)

ترجمہ :- اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

(ف) اگر عیسیٰ علیہ السلام اس عقیدے میں سچے ہیں تو پھر فریق مخالف کا عقیدہ یقیناً اس کے خلاف ہے جبکہ وہ بارہ اماموں کو ہر جگہ کے حالات کا عالم سمجھتے ہیں۔

قرآنی فیصلہ

استدلال ۴؎ :- وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ (پ)

ترجمہ:۔ اور اللہ کے پاس ہیں غیب کی چابیاں جن کو بغیر اس کے کوئی بھی نہیں جانتا۔

استدلال ۵:۔ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ (پ)

ترجمہ:۔ اے محمدؐ ہم نے تم کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

استدلال ۶:۔ جب حضرت صلعم نگہبان نہیں تو حالات کے عالم کب۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

ترجمہ:۔ پیدا بھی ہر چیز کو خدا نے کیا ہے اور سب چیز کا جاننے والا بھی وہی ہے۔

طرز استدلال:۔ جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہو گا وہی عالم بکل شیئ ہو گا۔ سیدنا علیؓ نہ تو خالق ہیں اور نہ عالم بکل شیئ ہیں۔

استدلال ۷:۔ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

ترجمہ:۔ اور خاص اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔

علیؓ مرتضےٰ کا بیانِ ناطق

استدلال ۸:۔ بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد انقطع بموتك ما لم ینقطع بموت غیرك من النبوة والانباء واخبار السماء (نہج البلاغہ پ ۲ طبع الاستقامہ مصر)

ترجمہ:۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے محمدؐ رسول اللہ بیشک آپ کے مرنے سے ایسی چیزیں منقطع ہو چکی ہیں جو آپ کے سوا کسی کے مرنے سے منقطع نہیں ہوئیں۔

(نبوت) یعنی آپ تو خدا کی طرف سے بعض غیوب پر بحسب ضرورت اطلاع دیتے تھے آپ کے بعد یہ بھی ختم۔

(نبوت) یعنے آپ کے بعد کوئی شخص نبی بھی نہیں آسکتا۔

(آسمانوں کی خبریں) آپ کے پاس جبریلؑ آتا تھا اب جب آپ وفات پا گئے تو جبریلؑ کا آنا بھی بند ہو گیا۔

بیان حقیقت سیدنا علیؑ کی زبان سے

استدلال ۹۰۔ فقال له بعض اصحابه لقد اعطیت یا امیر المومنین علم الغیب فضحک علیه السلام وقال للرجل وکان کلبیا یا اخا کلب لیس هو بعلم غیب وانما هو تعلم من ذی علم وانما علم الغیب علم الساعة الآیته فیعلم سبحانه ما فی الارحام من ذکر و انثی وقبیح او جمیل و سخی او بخیل وشقی او سعید ومن یکون فی النار حطبا او فی الجنان للنبیین مرافقا فهذا علم الغیب الذی لا یعلمه الا الله وما سوی ذالک فعلم علمه الله نبیه فعلمنیه (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۱۸)

ترجمہ۔ سیدنا علی مرتضیٰؑ سے بعض دوستوں نے پوچھا اے امیر المومنین آپ کو علم غیب عطا کئے گئے ہیں پس آپ مسکرائے اور فرمایا اے بنی کلب کے قبیلے والے یہ علم غیب نہیں ہے۔ علم غیب علم قیامت کا ہے اور علم مافی الارحام کا ہے یعنی پیٹ کے اندر نر ہے یا مادہ۔ بدشکل ہے یا خوبصورت سخی ہے بخیل ہے یا بدبخت ہے۔ نیک ہے یا بدآگ میں جائے گا یا بہشت میں (یہ علم غیب ہے خدا کے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ اس تفصیل سے پہلے آپ وہ آیت پڑھی جس میں علوم خمسہ کا ذکر ہے۔ یعنی علم قیامت۔ علم مافی الارحام، کل کیا ہو گا۔ کہاں موت آئے گی۔ بارش کب ہو گی۔ کتنا ہو گی۔

اس علم غیب کے علاوہ بھی علم ہے جسے خدا نے اپنے نبیؐ کو سکھلایا اور نبی کریمؐ نے مجھے سکھلایا۔

تتمہ الدلائل

ذیل میں سیدنا امام محمد باقرؑ کا بیان درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عن سدیر قال کنت انا وابو بصیر و یحیی البزاز وداؤد بن کثیر فی مجلس۔

إلی عبد الله علیه السلام اذ خرج إلینا وهو مغضب فلما اخذ مجلسه قال یا عجبا لاقوام یزعمون انا نعلم الغیب لا یعلم الغیب الا الله عز وجل لقد هممت بضرب جاریتی فلانة فهربت منی فما علمت فی ای بیوت الدار هی۔
(الصافی شرح اصول الکافی کتاب الحجۃ جزء سوم۔ باب چهل و پنجم اصل باب نادر فیه ذکر الغیب)

ترجمہ:۔ سدیر سے روایت ہے کہ میں اور ابو بصیر اور یحیٰی اور داؤد بن کثیر امام محمد باقرؑ علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھے تھے ناگہاں آپ غصے کی حالت میں تشریف لائے جب اپنی بیٹھک پر بیٹھ گئے تو فرمایا قوموں پر تعجب ہے وہ گمان کرتے ہیں ہمارے متعلق کہ ہم غیب دان ہیں حالانکہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

دیکھئے میں نے اپنی لونڈی کے مارنے کا ارادہ کیا تو وہ مجھ سے بھاگ گئی۔ اب مجھے خبر نہیں کہ وہ کس کے گھر میں گھس گئی ہے۔

طرزِ استدلال:۔ فرمائیے جو اپنے شہر کے محلے کے گھروں کے حالات سے بے خبر ہیں وہ ہمارے حالات سے کب باخبر ہو سکتے ہیں۔

إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ:۔ تم جان لو کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اس کو اللہ جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے سے آگاہ ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۲۴۵)

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

۱۔ کیا آپ کے پاس کوئی ایسی آیت ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ ائمہ غیب دان تھے۔ اگر ہے تو پیش کیجئے۔

۲۔ عبد الرحمٰن بن ملجم کے وار کا قبل از وقت آپ کو علم تھا یا نہ اگر نہ تھا تو عقیدہ باطل اور اگر

تھا اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ کے پیش نظر آپ نے پہرے دار مقرر کیوں نہ کئے۔

۳۔ جب امام جعفر صادقؓ محلے کے حالات معلوم نہ کر سکے کیا اب بھی وہ عالم الغیب رہے۔

۴۔ سیدنا حسینؓ کربلا میں جانے سے پہلے حالات سے باخبر تھے یا بے خبر اگر باخبر تھے تو روکنے کے باوجود گئے کیوں۔ اور اگر بے خبر تھے تو عقیدہ باطل۔

۵۔ جو امام زہر سے شہید ہوئے زہر کو پینے سے پہلے وہ جانتے تھے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے یا نہ۔ اگر نہیں جانتے تھے تو دعویٰ باطل اور اگر جانتے تھے تو دیدہ دانستہ زہر کو پی کر اس معصیت کا ارتکاب کیا۔

۶۔ سیدہ فاطمہ صدیق اکبرؓ کے اس فعل کو جانتے تھے یا نہ۔ اگر جانتے تھے تو عقیدہ باطل اگر جانتے تھے تو کچہری میں جانے کا کیا فائدہ۔

عقیدہ ۳ کی تردید کے سلسلے میں دلائل و براہین

یعنے مشکل کشا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔

استدلال ۱۔ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور اللہ تم کو کوئی ضرر پہنچائے گا تو اس کا دور کرنے والا سوائے خود اس کے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور اگر وہ تمہارے لئے کسی خیر کا ارادہ کرے تو اس کے سوا فضل کا دفع کرنے والا بھی کوئی نہیں۔ (ترجمہ مقبول ص ۴۳۸)

استدلال ۲۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا (پ ۱۵)

ترجمہ:۔ تم کہہ دو اے محمدؐ کہ اس کے سوا جن کا تم کو گھمنڈ ہے تم ان کو پکارو کہ وہ تم سے نہ کوئی مصیبت رفع کر سکیں گے اور نہ اسے بدل سکیں گے۔ (ترجمہ مقبول ص ۵۶۳)

استدلال ۴ - یٰاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ۔

ترجمہ - اے لوگو مثال بیان کی گئی سنو جن لوگوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ ہرگز مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ سارے کے سارے اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں۔

استدلال ۵ - قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ۔

ترجمہ - کہہ دیجئے اے محمد ان کے سوا جن جن کا تم کو گھمنڈ ہے آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرے کے برابر بھی مالک نہیں اور نہ ان کی ان میں کوئی شرکت ہے۔

استدلال ۶ - وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ۔

ترجمہ - جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ قطمیر کے بھی مالک نہیں۔

استدلال ۷ - اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

ترجمہ - بتاؤ تو سہی جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو انہوں نے زمین میں سے پیدا کیا ہے۔ کیا آسمانوں میں ان کی کوئی شرکت ہے۔ لے آؤ میرے پاس اس سے پہلے کا کوئی پڑھا کوئی علم کا نشان اگر تم سچے ہو۔

طرز استدلال - قرآنی آیات کے ان تصریحی مفاہیم کے معلوم کر لینے کے بعد کیا کوئی ایماندار خدا کے علاوہ کسی اور کو مشکل کشا سمجھ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اہل تشیع کے ایک مغالطے کا جواب

(مغالطہ ۱) کسی جنگ میں حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو پکار کر فرمایا تھا۔ یا علیؓ آؤ جس کو سن کر سیدنا علیؓ آ گئے اور آپ کی جدوجہد سے جنگ فتح ہو گئی۔ پس جب حضور نے آپ کے

مدد مانگی تھی تو ہم کیوں نہ مانگیں۔

جواب عا :۔ حضورؐ کی موجودگی میں سیدنا علیؓ سپاہی کی مثل تھے۔ سپہ سالار اگر کسی سپاہی کو جنگ کے لئے بلائے تو اسے امداد طلب کرنے سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔

جواب ۲ :۔ قرآن مجید میں ہے اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ اگر تم نے خدا کی امداد کی تو خدا تمہاری امداد کرے گا۔ جس طرح اس آیت سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ ہم خدا کے معین اور مددگار ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی سیدنا علیؓ کو مددگار رسول کریمؐ کا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

جواب ۳ :۔ اگر اس واقعہ میں حضور اکرمؐ نے آپ کو خدمت دین کے لئے بلا بھی لیا۔ تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ آپ کو ہر تکلیف میں پکارنا بھی جائز ہے۔

جواب ۴ :۔ اہل تشیع کے نزدیک یہ مسئلہ اعتقادیات سے ہے اگر ان میں ہمت ہے تو قرآن مجید کی کوئی آیت تائید کے لئے پیش کریں۔

جواب ۵ :۔ اگر آپ مشکل کشا ہیں تو پھر آپ کو تقیہ کا مرتکب کہنا غلط ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو یہ دعوے غلط ہے۔

جواب ۶ :۔ جن کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہو کہ ان سے خلافت اور فدک چھین لئے گئے انہیں کے متعلق مشکل کشا مشہور کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

استدلال ۵ :۔ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ؕ

طریق استدلال :۔ عبادت اور تذلل بھی صرف خدا کے لئے ہے اور استعانت بھی خدا تعالیٰ سے ہی طلب کرنی چاہیئے لفظ ایاک کا تقدم بتاتا ہے کہ یہ دونوں کام بغیر خدا تعالیٰ کے اور کسی کے لائق نہیں۔ چنانچہ تفسیر صافی میں بایں الفاظ ترجمانی کی گئی ہے۔

۱۔ قُدِّمَ اِيَّاكَ لِلتَّعۡظِيۡمِ لَهٗ وَالۡاِهۡتِمَامِ بِهٖ وَلِلدَّلَالَةِ عَلَى الۡحَصۡرِ (تفسیر صافی ص۱۹)

ترجمہ:۔ ایاک کے لفظ کو تعظیم و اہتمام کے لئے مقدم کیا گیا ہے اور بالخصوص اس لئے تاکہ حصر پر دلالت کرے۔

(نوٹ) حصر سے مقصود یہ ہے کہ تاکہ ثابت ہو کہ امداد صرف خدا تعالیٰ ہی کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اہل تشیع پر اہلسنّت کی طرف سے چند اعتراضات

(۱) اگر سیدنا علیؓ بقول شما مشکل کشا ہیں تو ان پر تقیہ بازی کا الزام کیسا۔ کیا تقیہ اور مشکل کشائی آپس میں متضاد نہیں۔

(۲) اگر سیدنا علیؓ مشکل کشا ہیں تو غصب فدک کا پروپیگنڈہ کیسا۔ کیا یہ ایک دوسرے کے متعارض نہیں۔

(۳) قرآن مجید میں ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کوئی بھی مضطر کے اضطرار کو دفع نہیں کر سکتا۔ پس اگر آپ کے پاس سیدنا علیؓ کے متعلق کوئی نص ہے تو پیش کیجئے۔

۴۔ فرمائیے بقول شما جب بعد از وفات رسول مقبول دین تباہ ہو گیا اور خلافت کا غلط انتخاب ہوا۔ اور معاذ اللہ سیدۃ النساءؓ کو دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ فرمائیے آپ کہاں گئے تھے۔

(۵) اگر آپ یقیناً مشکل کشا تھے تو بوقت بیعت آپ سے حسب ذیل حالات کیوں درپیش آئے۔

بدست عمرؓ بود یک ریسماں دگر در کف خالد پہلواں
فگندند در گردن شیر تو ببردند او را ابوبکرؓ!

(۱) حملہ حیدری (۲) غزوات حیدری ص ۶۳۹ (۳) احتجاج ص ۵۳

عقیدہ ۲ اور اس کی تردید!

علیؓ کی ذات ہے ہر شئے پر قادر (تاریخ الائمہ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)۔

فریق مخالف کا عقیدہ یہ ہے کہ سیدنا علیؓ کی ذات ہر شے پر قادر ہے حالانکہ قرآن مجید کی آیتیں نبی کریمؐ کے ارشادات سیدنا علی مرتضےٰؓ کے فرمودات صراحتاً اس کی تردید کرتے ہیں ذیل میں وہ عبارتیں بطور استدلال درج کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

استدلال ۱:۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

ترجمہ:۔ کہہ دو (یا محمدؐ) اے اللہ اے سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تو عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تمام خیر و خوبی تیرے ہی ہاتھ ہے۔ بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص۱۰۲)

طرز استدلال:۔ اس آیت سے حسب ذیل امور مستفاد ہوتے ہیں۔

(۱) مالک الملک خدا ہے اور ملک کے مفہوم کے تحت انبیاء اولیاء بھی ہیں غوث و قطب بھی۔

(۲) کسی کو بادشاہی دینا اور کسی سے چھین لینا اس کا کام ہے جو فاعل اور قادر مختار ہو۔

(۳) عزت و ذلت جب خدا کے قبضہ میں ہے تو یقیناً علٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ بھی وہی ہے۔

(۴) مذکورہ بالا صفات سے حضرت علیؓ نہ متصف ہیں اور نہ ہر شے پر قادر ہیں۔

استدلال ۲:۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ:۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت کو کھو دیتا۔ بیشک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول ص۴)

طرز استدلال:۔ سمع و بصر کا خالق بھی وہی ہے اور ان کے دینے لینے میں مختار بھی وہی ہے۔ پس جو ان اوصاف سے موصوف ہے وہ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال ۳:۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

ترجمہ:۔ اور کل آسمانوں کی اور زمین کی بادشاہی خدا ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول صفحہ ۱۴۷)

طرز استدلال:۔ خدا تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا کہ ہر چیز پر قادر وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور اللہ کے بغیر اور کوئی نہیں۔

استدلال نمبر ۳:۔ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پ ۱)

ترجمہ:۔ پس تم معاف کر دو اور درگزر کرو یہاں تک کہ لے آئے خدا اپنے امر کو خود ظاہر بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

طرز استدلال:۔ صاحب الامر نے اپنے حکم سے کچھ امور کو معلق کر کے اپنی قدرت کاملہ کی خصوصیت کا اعلان فرمایا ہے۔

استدلال نمبر ۵:۔ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پ ۲)

ترجمہ:۔ جہاں بھی تم ہو گے اللہ تم سب کو جمع کر کے لے آئے گا۔ بالتحقیق خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (ترجمہ مقبول صفحہ ۴۳)

طرز استدلال:۔ تمام پبلک کو حشر کے دن جمع کرنا کسی اور کا کام ہے اور نہ اللہ کے سوا کوئی اور ہر چیز پر قادر ہے۔

استدلال نمبر ۶:۔ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (پ ۳ سورہ بقرہ)

ترجمہ:۔ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ خواہ اسے تم ظاہر کر دیا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا اور اللہ ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ (ترجمہ مقبول ۹۵)

(نوٹ) ان آیات کے علاوہ پ ۳ ترجمہ مقبول صفحہ ۱۱۴ اور پ ۴ ترجمہ مقبول صفحہ ۱۴۷ اور پ ۵ ترجمہ مقبول صفحہ ۱۹۷ اور پ ۶ ترجمہ مقبول صفحہ ۲۰۱ میں عفواً قدیراً موجود ہے۔

بہر حال خدا کا سارا قرآن اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہے ان تمام آیات کے مطالعہ سے
پتہ چلتا ہے کہ قادرٌ علیٰ کُلِّ شَیْءٍ ہونا خدا تعالیٰ کے اوصاف مخصوصہ میں سے ہے۔

اہل سنت کی طرف سے اہل تشیع پر چند اعتراضات

(۱) احتجاج طبرسی صـ۵۳ مطبوعہ ایران میں ہے۔

فارسل ابوبکر الی قنفذ اضربھا فالجاھا الی عضادۃ باب بیتھا فدفعھا
فکسر ضلعا من جنبھا والقت جنینا۔

جس کا ترجمہ کرنا میرے قلم کو طاقت نہیں قارئین کرام کو چاہیے کہ علماء سے پوچھ لیں ایک سوال
یہ ہے کہ اگر سیدنا علی مرتضیٰؓ قادر علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تھے تو قنفذ اور عمرؓ پر اپنے جلال
کا اظہار کیوں نہ کیا۔

۲۔ کیا قدرت مغلوبیت اور مضروبیت اور مجبوری کے خلاف نہیں۔ اگر مغلوبیت متحقق
ہوگی تو قدرت مفقود ہوگی۔ اور اگر قدرت متحقق رہے گی تو مغلوبیت کا فقدان ہوگا
اگر دونوں موجود ہوں تو اجتماع ضدین لازم آئے گا۔ اور اگر دونوں مفقود ہوں تو دعویٰ
ثابت نہ ہوگا جیسی تشریح سے مطلع فرمائیے۔

(۳) جب سیدنا عمرؓ نے بروایت شما سیدنا علی مرتضیٰؓ سے کہا کہ۔

فَبَایِعْ فَقَالَ وَاِنْ لَمْ اَفْعَلْ قَالَ اِذًا نَقْتُلُكَ ذُلًّا وَصَغَارًا فَقَالَ اِذَنْ تَقْتُلُوْنَ
عَبْدَ اللّٰهِ وَاَخَا رَسُوْلِ اللّٰهِ (احتجاج طبرسی صـ۵۳)

ترجمہ۔ بیعت کیجئے تو سیدنا علیؓ نے فرمایا اگر میں نے بیعت نہ کی تو پھر کیا ہوگا۔ حضرت عمرؓ
نے جواب دیا اس وقت ہم تجھے ذلیل و رسوا کر کے قتل کر دیں گے۔ پس آپ نے فرمایا
اس وقت تم اللہ کے بندے اور رسولؐ کے بھائی کو قتل کر دو گے۔ اب سوال یہ ہے کہ
اگر آپ مشکل کشا اور ہر چیز پر قادر تھے تو آپ نے ایسا جواب کیوں دیا۔ یوں کیوں نہ

فرمایا میں ہر چیز پر قادر ہوں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

۴۔ احتجاج طبرسی ص۵۳ میں ہے کہ سیدنا علی مرتضٰیؓ نے فرمایا۔

فَلَعَنَ اللّٰہُ قَوْمًا بَایَعُوْنِیْ ثُمَّ خَذَلُوْنِیْ۔

خدا قوم کو لعنت کرے کہ انہوں نے میری بیعت کر کے پھر مجھے رسوا کر دیا۔

فرمایئے اگر قدرت علیٰ کُلِّ شَیْئٍ حاصل ہے تو رسوائی کا کیا مطلب اور اگر رسوائی حاصل ہوئی تو قدرت بر جمیع اشیاء کہاں گئی۔

اہل تشیع حضرات کا عقیدہ ۵

حضرت علی مرتضٰیؓ زمین کے مالک تھے

چنانچہ اخبار ماتم ج ا ص۱۲۱ میں ہے۔

روی الصدوق باسنادہ عن عبادۃ بن ربعی قال قلت بعبداللہ ابن عباس لم کنّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا ابا تراب قال لانہ صاحب الارض۔

ترجمہ۔ کتاب امالی میں شیخ صدوق نے عبادہ بن ربعی سے روایت کیا ہے وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضٰیؓ کی کنیت ابوتراب کیوں رکھی تھی۔ آپؓ نے فرمایا اس لئے کہ سیدنا علیؓ زمین کے مالک تھے۔

فریق مخالف پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

(پہلا اعتراض) فرمایئے کہ قرآن مجید کی یہ آیت لہٗ ملک السمٰوات والارض یعنی صرف اللہ کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کا ملک صحیح ہے یا نہ اگر صحیح ہے تو جناب کا عقیدہ باطل ہے اور غلط ہے۔ تو مذہب معلوم اور اہل مذہب معلوم۔

(دوسرا اعتراض) جلاء العیون ص۱۱۲ مطبوعہ ایران میں ہے۔

بچوں حضرت امیر المومنین ایں سخنہا را از ابوبکرؓ شنید آب از دیدہ ہائے مبارکش فرو ریخت و فرمود کہ اندوہ مرا تازہ کردی و آرزوئے کہ در سینہ من پنہاں بود ہیجان آوردی کہ باشد کہ فاطمہؓ را نخواہد ولیکن با فقیاز تنگدستی شرم میکنم از آنکہ ایں معنی را اظہار نمایم ۱۲

ترجمہ۔ جب سیدنا علیؓ نے ابوبکرؓ سے یہ سنا کہ وہ ترغیب تزویج سیدہ فاطمہؓ کی دے رہے ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا تم نے میرے غم کو تازہ کر دیا ہے۔ اور وہ آرزو جو کہ میرے دل میں مخفی تھی اُسے تم نے حرکت دے دی کون ہو گا۔ کون ہو گا جو سیدہ فاطمہؓ کو نہ چاہتا ہو گا۔ لیکن تنگدستی اور غربت کی وجہ سے مجھے شرم آتی ہے کہ میں کس طرح جا کر اس مطلب کو ظاہر کروں۔ جیسے میرے پاس تو مہر کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں۔

فرمائیے اگر زمین کے مالک تھے تو تنگدستی کیسی اور اگر واقعی تنگدست تھے تو زمین کی ملکیت کیسی۔

(تیسرا اعتراض) جس خلافت کے متعلق اہل تشیع اور اہلسنت کے مابین اختلاف ہے وہ خلافت ارضی تھی یا روحانی اگر روحانی تھی تو غصب کا دعویٰ باطل رہا کیونکہ روحانی کمال کسی کے غصب ہونے کا نہیں اور خلافت ارضی تھی تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ جب جناب علی مرتضیٰؓ زمین اور مافی الارض کے بذاتِ خود مالک تھے تو غصب کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

(چوتھا اعتراض) جلاء العیون ص۱۱۶ مطبوعہ تہران میں ہے۔ حضرت امیر المومنین فرمود کہ رسول خدا مرا فرمود کہ یا علیؓ برخیز، و زرہ را بفروش پس برخاستم و قیمت آں را گرفتم و بخدمت آنحضرت آوردم۔

(ترجمہ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ اے علیؓ اٹھو اور اپنی زرہ کو فروخت کرو۔ پس میں اٹھا اور اسے فروخت کر کے اس کی قیمت لے آیا اور حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دی۔ ۱۲

فرمائیے اگر جناب علی مرتضیٰؓ مالک ارض تھے تو زرہ بیچنے تک نوبت کیوں آئی۔

نوٹ:۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق عقائد ذکر ہو چکے۔ اب ذیل میں حضور علیہ السلام یا نبوت

کے متعلق جو عقائد میرے مطالعے سے گزرے ہیں ذکر کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

عقائد اہل تشیع متعلق نبوت و امامت

(پہلا عقیدہ) حضور علیہ السلام قیامت سے پہلے رجعت کے ایام میں امام مہدی کے مرید بنیں گے۔
عیاشی این حدیث را نقل کردہ است و نعمانی روایت کردہ است از حضرت امام محمد باقر کہ چون قائم آلِ محمد بیرون آید خدا او را یاری کند بملائکہ و اول کسے کہ با او بیعت کند محمدؐ باشد و بعد ازاں علیؓ۔

از امام رضا روایت کردہ است کہ از علامات ظہور حضرت قائم آنست کہ بدن برہنہ در پیش قرص آفتاب ظاہر خواہد شد و منادی ندا خواہد کرد کہ این امیر المؤمنین است۔ (جلاء العیون ص ۲۹۸ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ عیاشی نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے اور نعمانی نے روایت کیا ہے امام محمد باقر (جو کہ فریق مخالف کے نزدیک معصوم ہیں) فرماتے ہیں کہ جب امام مہدی غار سر من رای سے باہر تشریف لائیں گے تو خدا تعالےٰ ان کی مدد کریں گے فرشتوں سے اور پہلا شخص جو کہ امام مہدی کا مرید بنے گا وہ حضور علیہ السلام ہوں گے اور دوسرا شخص حضرت علیؓ ہوں گے۔

اور امام رضا سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کی نشانی یہ ہوگی کہ آپ دوپہر کے وقت ننگے باہر تشریف لائیں گے۔ اور فرشتہ آگے ندا کرے گا دیکھو لو یہ امام مہدی ہے۔

نوٹ:۔ امام مہدی کے ظہور کا نقشہ جس طرح شیعوں نے پیش کیا ہے بڑا عجیب ہے۔

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراض

(پہلا اعتراض) حضور علیہ السلام کی شخصیت اور تمام انبیاء سے آپؐ کا برگزیدہ نیز آپؐ پر ایمان کے سلسلے میں جمیع انبیاء سے عہد لیا جانا کیا اس امر پر دلالت نہیں کرتا کہ حضورؐ کا رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بزرگ ہے امام مہدی کا حضور علیہ السلام کو مرید تصور کرنا کیا حضورؐ کی توہین نہیں۔ جبکہ ساری کائنات کو رتبہ حضورؐ کے طفیل سے ہی ہوا ہے۔ وہذہ عقیدتہم

(دوسرا اعتراض) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ میں ساری امت مسلمہ کو تبیع اور حضور علیہ السلام کو مخدوم و مطاع قرار دیا ہے پس اگر فریق مخالف کا مذکورہ بالا عقیدہ صحیح مان لیا جائے تو اس میں حضور علیہ السلام کی توہین کے علاوہ کیا آیت کے مفہوم کی مخالفت نہیں۔

(تیسرا اعتراض) اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ یعنی خدا اور اس کے رسول کی تابعداری کرو۔ نیز صاحب حکم شریعت کی بھی جو تم میں سے ہو اس کی بھی اتباع کرو۔

مذکور روایت میں واضح کیا گیا ہے کہ حضورؐ کی پوزیشن خلق کے روبرو مطاع کی ہے مطیع کی نہیں پس اگر مذکورہ عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضورؐ وفات سے پہلے تو مطاع رہے لیکن وفات کے بعد اپنے ایک امتی کے مطیع بن گئے کیا اس سے آیت کا انکار لازم نہیں آئے گا۔ واضح کیجئے۔

(چوتھا اعتراض) امام مہدی کو برہنہ کیوں اٹھایا جائے گا غار سر من رای میں آپ اس حالت میں ہیں یا وہاں کچھ اور کیفیت ہے۔ واضح فرمائیے۔

ائمہ کرام انبیاء علیہ السلام کی طرح معصوم ہوتے ہیں

حق الیقین کی عبارت یہ ہے، دلیل دوم از شرائط امامت عصمت است و باجماع علمائے امامیہ معتقد است بر ائکہ امام نیز مثل پیغمبر معصوم است از اول عمر تا آخر عمر از جمیع گناہان کبیرہ و صغیرہ (سند بر حق الیقین مطبوعہ تہران)

ترجمہ:۔ امامت کے لئے معصوم ہونا شرط ہے اور اہل تشیع کے علماء کا اس امر پر اجماع ہو چکا ہے کہ امام بھی پیغمبروں کی طرح معصوم ہوتا ہے اول عمر سے لے کر آخر عمر تک نہ تو اس سے گناہ کبیرہ ہو سکتے ہیں نہ صغیرہ۔

اہلسنت کی طرف سے فریق مخالف پر چند اعتراضات

(پہلا اعتراض) اگر بقول شما امامت کا رتبہ نبوت کے برابر ہے اور انبیاء علیہم السلام کے بعد عصمت بھی متحقق ہے تو ختم نبوت کا کیا معنے رہا۔ جب معصومیت حضورؐ کے بعد بھی آپ کے نزدیک

مسلم ہے تو اجرائے نبوت سے کیوں انکار ہے۔

(دوسرا اعتراض) کیا آپ کے پاس قرآن مجید میں سے کوئی آیت ایسی موجود ہے جس میں مرتضیٰ کی معصومیت کا ذکر ہو اگر ہے تو پیش کیجئے ورنہ دعویٰ باطل۔

(تیسرا اعتراض) فریقین کے نزدیک مسلّم ہے کہ جس نے سیدہ فاطمہؓ کو ناراض کیا اس نے حضورؐ کو ناراض کیا پس اگر یہ امر مسلّم ہے تو حسب ذیل روایت کا کیا جواب ہے۔

مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ ومثل خائنان درخانہ گریختہ (حق الیقین ص ۲۳۲)

اس میں کلام نہیں کہ سیدہؓ بروایت امامیہ کس وجہ سے ناراض ہوئیں۔ لیکن یہ امر تو متحقق ہو گیا کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سیدنا علیؓ پر ناراض ہوئیں اور خائنوں سے تشبیہ دی پس اگر یہ روایت ٹھیک ہے تو سیدہ کا ناراض ہونا ثابت ہو گیا اور بروئے قاعدہ نبویہ حضورؐ ناراض ہوئے اور جن پر حضورؐ ناراض ہوئے ان کی معصومیت کا دعویٰ فرمائیے کس دلیل کے ماتحت کیا جاتا ہے۔

(چوتھا اعتراض) جلاء العیون ص ۱۳۱ مطبوعہ تہران میں ہے کہ سیدنا علیؓ مرتضیٰ کے پاس جعفر طیارؓ نے کنیز بھیجی جس کے ساتھ حق ازدواجیت ادا کرنے کا سیدہؓ کو شبہ پڑا سیدہ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے حقیقت دریافت کی آپ کی قسم پر سیدہ نے اعتبار نہ کیا اور ناراض ہو کر شکایت لے کر حضور علیہ السلام کے پاس آئیں۔

فرمائیے سیدہ فاطمہؓ کے نزدیک حضرت علیؓ معصوم تھے یا نہ اگر تھے تو آپ نے تسلیم کیوں نہ کیا اور اگر نہیں تھے تو آپ کا عقیدہ باطل ہوتا ہے۔

(پانچواں اعتراض) جلاء العیون ص ۱۵۱ میں ہے کہ سیدنا علیؓ نے ابوجہل کی لڑکی کی خواستگاری کی۔ سیدہ ناراض ہو کر باپ کے گھر بغیر اجازت کے تشریف لے آئیں۔ فرمائیے! سیدہ کا ناراض ہونا صحیح تھا یا غلط اگر صحیح تھا تو سیدنا علیؓ کی معصومیت کی نفی ہوتی ہے اور اگر غلط تھا تو ادھر یہی فتویٰ لگتا ہے۔ بہرحال غور کر کے جواب مرحمت فرمائیے۔

(چھٹا اعتراض) قرآن مجید میں ہے لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى

لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ کَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ۝

(ترجمہ) داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر بنی اسرائیل میں سے کافروں پر اللہ کی لعنت کی گئی۔ اس کے وجوہ دو ہیں۔

(نمبر اول) نافرمانی کرتے تھے (نمبر دوم) حد سے تجاوز کرتے تھے۔

تجاوز عن الحد کی تشریح یوں ہے کہ جو بھی برا کام کرتا تھا اسے روکتے نہیں تھے اور بیشک وہ برے امر کا ارتکاب کرتے تھے۔

تشریح:۔ قرآنی نص سے معلوم ہوتا ہے کہ منکرات اور سیئات کو بچشم خود دیکھتے رہنا اور بظاہر منع نہ کرنا ارتکاب معصیت ہے اور تجاوز از حد شریعت ہے جو یقیناً عصمت کے خلاف ہے۔

فرمائیے! سیدنا علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کو منع کیوں نہ کیا اور سکوت سے کام کیوں لیا۔

(ساتواں اعتراض) لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر

(ترجمہ) ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تم کو آگ چمٹ جائے گی اور خدا کے سوائے تمہارے لئے نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ امداد کنندہ۔

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ ظالموں کی طرف میلان کرنا خدا سے عداوت مول لینا ہے۔ اور ادھر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

(۱) سیدنا ابوبکرؓ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے رہے۔ (بحوالہ مروۃ العقول ص ۳۸۸، احتجاج ص ۵۹، جلاء العیون ص ۱۵۰، غزوات حیدری ص ۶۲۷، تفسیر مقبول ص ۲۱۵)

(۲) نیز سیدنا ابوبکرؓ کے ساتھ اپنی مجاوج کا عقد کیا۔ (ملک النجاۃ ص ۱۰۴)

(۳) سیدنا عمرؓ کی تعریفیں کرتے رہے (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۵، ۳۹)

(۴) سیدنا عمرؓ سے شہربانو کے کر سیدنا حسینؓ سے نکاح کر دیا۔ (مروۃ العقول ص ۳۹۶ حصہ دوم، الصافی شرح اصول کافی ص ۲۰۴، ۲۰۵)

(۵) سیدنا عثمانؓ کی مدح سرائی فرمائی (بحوالہ نہج البلاغۃ ج ۲ صفحہ ۸۴)

(۶) سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کو پہرہ داری کے لئے بھیجا۔ (حاشیہ نہج البلاغۃ ج ۱ صفحہ ۷۱)

اور عداوت خداوندی یقیناً ارتکاب معصیت ہے۔ جو یقیناً خلاف عصمت ہے۔ جواب عنایت فرمائیے۔

(آٹھواں ۸ اعتراض) اصول کافی مطبوعہ تہران کے صفحہ ۴۰۳ میں ہے۔ اِنَّ التَّقِیَّۃَ مِنْ دِیْنِیْ وَدِیْنَ آبَاءِیْ وَلَادِیْنَ لِمَنْ لَاتَقِیَّۃَ لَہٗ۔ (ترجمہ) بلاشبہ تقیہ میرے اور میرے باپ دادا کے دین سے ہے جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔ ظاہر ہے کہ خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں تم نے سیدنا علیؓ کو تقیہ باز کہا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ نے میدان کربلا میں اصغر و اکبر شہید کرا کر تقیہ کی بیخ دنیا سے اکھیڑ دی۔

فرمائیے مذکورہ بالا حدیث کے مطابق تم نے شہید کربلا پر کون سا فتوی عائد کیا۔ کیا اب بھی تم ائمہ کرام کی معصومیت کے قائل رہے۔

(نواں ۹ اعتراض) اصول کافی مطبوعہ ایران صفحہ ۱۲۶ میں ہے ان الائمۃ یعلمون علم ما کان و ما یکون وانہ لا یخفی علیہ شیئٌ۔

یعنی امام صاحبان گذشتہ اور آئندہ کے سب حالات جانتے ہیں اور ان پر کوئی چیز مخفی نہیں تھی۔ اب سوال یہ ہے کہ سیدنا حسینؓ کو واقعات کربلا کا علم تھا یا نہ اگر نہ تھا تو اصول کافی میں مذکورہ عقیدہ غلط ہے اور اگر علم تھا تو آپ نے دیدہ دانستہ بہتر ۷۲ جانوں کو موت کے منہ میں دیا۔

(دسواں ۱۰ اعتراض) بعض امام شہید بالقتل ہوئے اور بعض شہید بالسم یعنی زہر سے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دشمن زہر دیتے تھے اور وہ زہر ہلاہل کا پیالہ ہاتھ میں لے کر پی لیتے تھے اس وقت اس زہر سے باخبر ہوتے تھے یا نہ اگر بے خبر ہوتے تھے تو عالم ما کان و ما یکون کے نہ رہے اور اگر باخبر ہوتے ہوئے جام زہر نوش کیا تو معصوم نہ رہے۔

(گیارہواں ۱۱ اعتراض) عصمت ائمہ اہل تشیع کے نزدیک اعتقادی مسائل سے ہے یا نہ اگر نہیں تو ائمہ

اور غیر ائمہ کے مابین فرق نہ رہا اور اگر ہے تو حسب ذیل عبارت کا کیا جواب ہے۔

حق الیقین صفحہ ۴۶۹ میں ہے، چنانکہ از احادیث ظاہر میشود کہ جمع از روایا کہ در عصار ائمہ بودہ اند از شیعیان اعتقاد بعصمت ایشاں نداشتہ اند، بلکہ ایشاں را علمائے نیکوکار مے دانستہ اند۔ چنانچہ از رجال کشی ظاہر میشود۔ ومع ذالک ائمہ حکم بایمان بلکہ باعدالت ایشاں میکردہ اند۔

ترجمہ:۔ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ راویوں کی ایک جماعت ائمہ کرام کے زمانہ میں شیعوں میں سے ایسی موجود تھی جو کہ ائمہ کرام کو معصوم نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ ان کو ایک قسم کے عالم نیکوکار سمجھتے تھے۔ جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب رجال کشی سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے باوجود ائمہ کرام نے ایسے راویوں کے ایماندار ہونے کا بھی حکم دیا ہے بلکہ ان کی عدالت کا بھی حکم دیا ہے۔

(بارہواں اعتراض) صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور علیہ السلام نے محمد رسول اللہ کے لفظ کو مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔ لیکن سیدنا علیؓ نے آپ کے حکم کی تعمیل نہ کی۔ وجوہ خواہ جو بھی ہوں اعتقاد کے اختلاف سے وجوہ بھی مختلف نظر آتے ہیں۔ فرمایئے جب آپ نے نبوی حکم کی تعمیل میں اپنی رائے کو ترجیح دی، تو معصوم کیسے رہے۔

(تیرہواں اعتراض) فدک سیدہؓ اور حسنینؓ کا حق تھا یا نہ اگر نہیں تھا تو ابوبکر صدیقؓ پر اعتراض کیسا۔ اور اگر تھا تو اپنے عہد خلافت میں سیدنا علیؓ نے فدک تقسیم کر کے اپنا اور سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ اور حضور کی ازواج مطہرات کو کیوں نہ دیا۔ کیا یہ شان عصمت کے خلاف نہیں۔

(چودھواں اعتراض) قرطاس کا حکم حضور سرور کائنات نے کیا۔ سیدنا عمرؓ اگر نہ لانے میں مجرم ہیں تو سیدنا علیؓ مع جمیع اہل وعیال کے کیوں اس جرم سے پاک ہیں۔

(پندرھواں اعتراض) سیدہ عائشہؓ یقیناً بنص قرآن ام المومنین تھیں۔ پس آپ نے اپنی ماں کے خلاف تلوار کیوں اٹھائی کیا اب بھی عصمت باقی رہی۔

(سولھواں اعتراض) کیا یہ سچ ہے کہ جب عائشہ صدیقہؓ کے خلاف فوج کشی کے لئے بعض نام نہاد حب اہل بیت مثلاً ابن عباسؓ و مالک اشتر وغیرہ نے مشورہ دیا تو سیدنا حسنؓ نے اپنے باپ کو اس اقدام سے منع کیا۔ فرمایئے باپ اور بیٹا چونکہ

آپ کے نزدیک دونوں معصوم ہیں لہٰذا آپ کے نزدیک ان دو میں سے کون حق پر تھا۔

(سترہواں اعتراض) امیر معاویہؓ جملہ اہل تشیع کے نزدیک معاندین اہل بیت میں سے ہے۔ نہج البلاغۃ میں بروایت اہل تشیع ان کے حق میں سیدنا علیؓ سے بہت سے نازیبا الفاظ بھی منقول ہیں۔ پس اگر واقعی امیر معاویہؓ ان الفاظ کے مطابق تھے تو سیدنا حسنؓ نے ان کے ساتھ خلافت کی سودے بازی کیوں کی۔ اور اگر کی تو عصمت کہاں رہی۔

(اٹھارہواں اعتراض) رجال کشی صـ۲ مطبوعہ بمبئی میں ہے۔

قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان معاویۃؓ کتب الی الحسنؓ بن علیؓ ان اقدم انت والحسینؓ واصحاب علی فخرج معھم قیس بن عبادۃ الانصاری فقدم ھم الشام فاذن لھم معاویۃ واعد لھم الخطباء فقال یا حسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین قم فبایع فقام فبایع۔ ۱۲

(ترجمہ) سیدنا معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کی طرف لکھا کہ تو اور تیرا بھائی حسینؓ اور علی مرتضیٰؓ کے تمام ساتھی آئیں۔ پس ان کے ساتھ قیس انصاری بھی چلا گیا۔ جب شام کو آئے تو سیدنا معاویہؓ نے ان کو اجازت دی اور تعارف نیز مدح آرائی کے لئے خطیب مقرر کئے بعدہٗ فرمایا اے حسنؓ اٹھیے اور بیعت کیجئے۔ پس سیدنا حسنؓ اٹھے اور بیعت کی بعدہٗ سیدنا حسینؓ کو فرمایا پس وہ بھی حضرت معاویہؓ کی بیعت ہو گئے۔

(فتح) فرمائیے اگر سیدنا معاویہؓ واقعی نااہل اور دین کے بڑے مخالف تھے۔ تو ان دو حضرات نے ان کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی۔ کیا اس میں دین کی ہتک نہ ہوئی۔ کیا ایک معصوم بھی غیر معصوم کے ہاتھ پر بیعت کر سکتا ہے۔

(انیسواں اعتراض) مروۃ العقول صـ۲۸۸ میں ہے کہ سیدنا علی مرتضیٰؓ نے سیدنا ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اہل تشیع کی طرف سے ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی۔ دوبارہ لوٹانا تو تب ضروری تھا جب پہلی نماز جائز نہ ہو۔

فرمائیے کہ جس وقت آپ نے دوبارہ لوٹائی تھی جاتی سب لوگوں کے سامنے بھی اس کا اعلان کیا تھا یا ان کو لوٹانے کا حکم فرمایا یا نہ۔ اگر فرمایا ہو تو ثابت کیا جائے اور اگر نہیں فرمایا تو سب کی نمازوں کے ادا نہ ہونے کا جرم کس پر ہوا۔

(بیسواں اعتراض) سیدنا ابوبکر صدیقؓ بروایت ملا باقر مجلسی فرعون کی امت سے تھے۔ (العیاذ باللہ) حیات القلوب ج ۲ ص

احتجاج طبرسی میں ہے کہ سیدنا علیؓ نے جا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ فرمائیے العیاذ باللہ فرعون امت کے ہاتھ پر بیعت کرنا ارتکاب جرم نہیں۔

(اکیسواں اعتراض) احتجاج طبرسی اور تفسیر صافی سے پتہ چلتا ہے کہ اصل مرتب شدہ قرآن سیدنا علی مرتضیٰؓ نے بوجہ ناراضگی گم کر دیا۔ اور فرمایا لا ترونہ ابداً کہ قیامت تک اسے نہ دیکھو گے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آپ نے تو ناراضگی کے باعث قرآن کو گم کر دیا لیکن آپ کے بعد سے لے کر قیامت تک جو امت آئی یا آتی رہے گی۔ اس کے لئے آپ نے کیا لائحہ عمل چھوڑا۔ کیا اس امر کا ارتکاب کر کے آپ معاذ اللہ امت محمدیہ کی دوامی ضلالت کا باعث نہ بنے۔

(بائیسواں اعتراض) کہا جاتا ہے کہ سیدنا حسینؓ نے قرآن کے نام پر اور قرآن کی عزت پر جان و مال اور اہل و عیال قربان کیے پس جب موجودہ قرآن اصلی نہ تھا تو آپ نے ایک بناوٹی قرآن پر اہل و عیال کو کیوں نثار کر دیا۔ کیا ان سب کے خون کی ذمہ داری سیدنا حسینؓ پر عائد نہ ہوگی۔

(تیئسواں اعتراض) حق الیقین میں ہے کہ اسماء بنت عمیس از شیعیان حیدر کرار بود اور اسی صفحہ پر یہ بھی مرقوم ہے کہ ان کا نکاح ابوبکر صدیقؓ سے ہوا۔ بتائیے آپ نے ایک مومنہ صالحہ کا نکاح ایسے شخص سے کرنے کیوں دیا۔ جو بروئے کتب شیعہ حضورؐ کی وفات کے بعد العیاذ باللہ مرتد ہو چکا تھا۔

کیا اس نکاح کا نام نکاح رہے گا یا کچھ اور۔ اور جو بچہ پیدا ہوا اس کی پرورش کے سیدنا علیؓ ذمہ دار کیوں ہوئے۔ واضح طور پر باب عصمت کو ادا کیا جائے۔

(چوبیسواں اعتراض) حضور علیہ السلام اپنی وفات کے بعد جن کو بحالت ایمان چھوڑ گئے تھے

مہاجرین و انصار تھے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ (انفال) فرما کر خدا تعالیٰ نے مُہرِ ثبت کر دی ہے۔ ان میں سے سب کا یا اکثر کا جب اتفاق سیدنا ابی بکرؓ سے ہو چکا تھا تو سیدنا علیؓ نے تعیتبع غیر سبیل المومنین کو کیوں اختیار کیا۔ کیا بروئے نصِ قرآن یہ فعل ناجائز نہ تھا۔

(۲۵ پچیسواں اعتراض) سیدنا امیر معاویہؓ کا غلبہ و اقتدار جب دین و اسلام کے مطابق نہ تھا تو ان سے تنخواہ لینا کس حکم کے مطابق جائز کیا گیا۔

(۲۶ چھبیسواں اعتراض) مرقۃ العقول شرح الاصول مصنفہ ملّا باقر مجلسی میں ہے کہ سیدنا امام حسینؓ کا نکاح شہربانو مفتوحۂ سیدنا عمرؓ سے ہوا اور فرمائیے اس کے جواز کی کیا صورت ہوئی۔

(۲۷ ستائیسواں اعتراض) سیدنا عثمانؓ بروئے مذہب فریق مخالف معاندین دین میں گزرے ہیں اور نہج البلاغہ ص۱ کے حاشیہ پر ہے فأمرا الحسن والحسین ان یذبا الناس عنہ کہ سیدنا حسنین کریمینؓ کو بھیجا کہ جا کر لوگوں کو دفع کریں۔

پس اگر یہ وہاں قتل ہو جاتے تو بروئے کتب شما ان کو کس حساب سے شمار کیا جاتا اور اس کا ذمہ دار کون رہتا۔

(۲۸ اٹھائیسواں اعتراض) جلاء العیون ص۵ مطبوعہ تہران میں ہے۔

وعلی ابن حسینؓ را طلبید، و ہماں تکلیفے کہ آں مرد را کرد، حضرت را فرمود، حضرت فرمود اگر برائے اقرار نکنم مرا خواہی کشت، چنانچہ آں مرد را کشتی پس حضرت فرمود اقرار کردم بآنچہ سوال کردی۔

(ترجمہ) یزید نے امام زین العابدین کو طلب کر کے وہی بات کہی جو کہ آپ سے پہلے قتل سے کہی تھی۔ آپ نے فرمایا اگر میں تیری خلافت تسلیم نہ کروں تو تو مجھے بھی قتل کر دے گا پس یزید نے کہا کہ ہاں تو حضرت نے فرمایا جس چیز کا تو مجھ سے سوال کرتا ہے میں اقرار کرتا ہوں۔ فرمائیے امارتِ یزید حقہ تھی یا ناحق اگر ناحق تھی تو آپ نے اس کا اقرار کیوں کیا، کیا اس سے سیدنا حسینؓ کے مشن کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

(۲۹ انتیسواں اعتراض) سیدنا علیؓ بقول فریق مخالف عالم الغیب تھے۔ اس لحاظ سے انہیں خبر تھی کہ

اگر میں نے ابوجہل کی لڑکی کی خواستگاری کی تو یقیناً سیدہؓ اور حضورؐ ناراض ہو جائیں گے لیکن بایں ہمہ آپ نے پرواہ نہ کی۔

فرمائیے سید الانبیاءؐ اور سیدۃ النساءؓ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرنا بھی گناہ ہے۔ پس آپ نے ایسا فعل کیوں کیا اور عصمت کی لاج کیوں نہ رکھی۔

(تیسواں[۳۰] اعتراض) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بقولِ شما مستحقِ خلافت سیدنا علیؓ تھے۔ نہج البلاغہ میں آتا ہے کہ حضرت عباسؓ اور حضرت   آپ کے پاس بیعت کی غرض سے آئے تو آپ نے انکار کر دیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مستحقِ خلافت نے جب انکار کیا تو لامحالہ غیر مستحق نے ہی قبول کرنا تھا۔ کیا یہ انکار بقول شما خلافت غیر راشدہ کا باعث نہ بنا۔ جواب مطلوب ہے۔

(اکتیسواں[۳۱] اعتراض) نہج البلاغہ میں ہے سیدنا علیؓ نے جواب میں فرمایا انا لکم وزیراً خیر لکم منی امیراً کہ میرا وزیر رہنا تمہارے لئے امیر رہنے سے بہتر ہے۔

کیا یہ قول خلاف واقع ہے جبکہ بقول شما حضورؐ بھی امارت کا خم غدیر میں اعلان کر چکے تھے اور خدا تعالیٰ بھی آسمانوں اور زمین کے ملائکہ کو مبارکبادیاں دے چکے تھے۔

(بتیسواں[۳۲] اعتراض) اہل تشیع کی کسی کتاب[۱] میں ہے کہ سیدنا علیؓ حضورؐ کی مجلس سے بمعہ ہم نشینوں کے دو مرتبہ بھاگ گئے تھے کیا یہ خلافِ عصمت نہیں۔

(تینتیسواں[۳۳] اعتراض) سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں تمہارے عقیدے کے مطابق ظلم و عدوان کا زور تھا۔ مذہب حقہ کے تمام لیوا تقیہ میں راہبانہ زندگی بسر کر رہے تھے جو دین نافذ تھا وہ اسلامی نقطہ کے بالکل خلاف تھا۔ پس اگر یہ مطلب واقع کے مطابق ہے تو سیدنا علیؓ نے دینِ فاروقی کے غلبہ و سطوت کو دیکھ کر خلافِ واقع لولا کیوں فرمایا۔

---

[۱] کتاب کا نام اور پتہ حوالہ بغیر میدان مناظرہ کے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۲ قریشی۔

وَهُوَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ ؎
وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۹)

یعنی یہ خدا کا دین ہے جس دین کو خدا تعالیٰ نے غالب کر دیا ہے اور یہ لشکر فاروقی خدا کا لشکر ہے۔ جس کو اللہ نے خود تیار کیا ہے اور خود پھیلایا ہے۔ پس یا تو قول علیؓ کا انکار کرنا پڑے گا اور یا عقیدہ عصمت پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

(چونتیسواں اعتراض) ۳۴ نہج البلاغہ ج ۲ ص ۹۲۹ میں سیدنا علی مرتضیٰؓ کا ایک خطبہ ذکر کیا گیا ہے جس میں سیدنا ابوبکرؓ یا سیدنا عمرؓ کے متعلق حسب ذیل الفاظ استعمال فرمائے ہیں ؎

لقد قوم الأود وداوى العمد
اقام السنة وخلف البدعة

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فاروقِ اعظمؓ نے کجی کو سیدھا اور بیماری کا علاج کیا، سنتِ نبویؐ کو قائم کیا اور بدعت کو پسپا کیا۔

اب سوال یہ ہے کہ ادھر سیدنا فاروقؓ کو تراویح کی اشاعت پر بدعتی کہا جاتا ہے اور ادھر یہ ہے کیا دو کلاموں میں تعارض و تناقض تو نہیں۔ اگر نہیں تو کیسے اور اگر ہے تو پھر رنگِ معصومیت کی جلوہ گری کدھر گئی۔

(پینتیسواں اعتراض) ۳۵ قرآن مجید میں ہے أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۔

(ترجمہ) کیا خدا کی زمین فراخ نہیں تھی پس تم خدا کی راہ میں ہجرت کر جاتے۔ بات تو قیامت کے دن کی ہے لیکن ذکر کا انداز ایسا ہے کہ خدا کا حکم ہی معلوم ہوتا ہے امرِ خداوندی پر عمل کرنا عین ایمان ہے اور حکم خداوندی سے عملی طور پر اعراض کرنا معصیت ہے۔ فرمائیے خلفاء ثلاثہ کے عہد میں سیدنا علیؓ نے کونسی راہ اختیار فرمائی۔

(چھتیسواں اعتراض) ۳۶ والد مکرم نے سیدنا معاویہؓ سے جنگیں کیں بیٹے نے آکر نہ صرف نظام قیادت

سپرد فرمائی بلکہ بیعت بھی منظور کرلی۔ فرمائیے ان دونوں میں سے آپ کس کے ساتھ ہیں۔

(سینتیسواں اعتراض) [۳۷] میدانِ کربلا میں جنگ یقیناً دین کی خاطر تھی۔ فریق مخالف کی ایک کتاب میں ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے رزم گاہ میں فرمایا کہ مجھے یزید تک پہنچنے کی اجازت دو تاکہ میں وہاں جاکر اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دوں۔ فرمائیے آپ کی اس میں کیا رائے ہے۔

نوٹ:۔ حوالہ خط کے ذریعے معلوم فرمائیں۔ (قریشی)

(اڑتیسواں اعتراض) [۳۸] امامیہ کی نگاہ میں خلفائے ثلاثہ خلفائے راشدین تھے یا غیر راشدین اگر راشدین تھے تو اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین اختلاف کیوں اور اگر غیر راشدین تھے تو سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بوقتِ صلح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے چند شرطوں میں اس شرط کا ذکر کیوں فرمایا۔ جبکہ بقول شما وہ بھی انہیں غیر راشدین تصور کرتے تھے۔ کیا یہ ترجیح معصومیت کے خلاف نہیں۔

عبارت حسب ذیل ہے پڑھیئے اور جواب عنایت فرمائیے۔

بشرط آنکہ او عمل کند درمیان مردم بکتاب خدا و سنتِ رسولِ خدا و سیرت خلفائے شائستہ

ترجمہ:۔ شرط یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کے درمیان خدا کی کتاب رسولِ خدا کی سنت اور خلفائے شائستہ پر عمل کرے۔

(انتالیسواں اعتراض) [۳۹] نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۰۵ میں ہے۔

الا وانی اقاتل رجلین رجل ادعیٰ ما لیس لہٗ۔

(ترجمہ) خبردار میں دو جوانوں کو قتل کرتا ہوں یا دو جوانوں سے قتال کرتا ہوں ایک اس سے جو ایسی چیز کا دعویٰ کرے جس کا وہ اہل نہ ہو اور دوسرے اس سے جو اہل کو منع کرے۔

اب سوال یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو برحق سمجھتے تھے یا نہ اگر سمجھتے تھے تو خلافت کا نزاع ختم اور نہ سمجھتے تھے تو آپ نے اپنے بیان پر عمل کیوں نہ کیا۔

(چالیسواں اعتراض) [۴۰] نہج البلاغہ ج ا ص ۸۵ میں ہے۔

فنظرت فی امری فاذا اطاعتی قد سبقت بیعتی۔

ترجمہ۔ میں نے اپنے معاملے میں غور سے دیکھا ہے تو میری اطاعت میری بیعت سے سبقت لے گئی ہے۔ فرمائیے! یہ قول آپ کا حق پر مبنی ہے یا نہ اگر ہے تو اہل تشیع کا شبہ ختم اور اگر حق پر مبنی نہیں تو معصومیت نہ رہی۔

ائمہ کرام کے متعلق اہل تشیع کا تیسرا عقیدہ

ائمہ کرام العیاذ باللہ خدا تعالٰی کے بداء کے قائل تھے۔

لفظ بداء اور اس کی تشریح:۔

بداء کا معنی ظاہر ہونا ہے مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اللہ تعالٰی نے ایک امر کا فیصلہ کر دیا ہے لیکن بعد میں اسے پتہ چلا کہ یوں نہیں ہونا چاہیئے تھا اس کے قائم مقام فلاں امر مستحسن ہے تو اسے ظاہر کر دیا۔

مذکورہ بالا مفہوم کی تائید میں ائمہ کے اقوال

پہلا قول:۔ عن جعفر الصادق انہ جعل اسماعیل قائم مقامہ بعدہ فظہر من اسماعیل ما لم یرتضہ فجعل قائم مقامہ موسٰی فسئل عن ذالک فقال بدء للہ ما بدء للہ فی شیئ کما بدء لہ فی اسماعیل ابنی (بحار الانوار)

(ترجمہ) حضرت جعفر صادق سے روایت ہے۔ بلاشبہ جعفر صادق نے اسمٰعیل اپنے بیٹے کو اپنا قائم مقام بنا دیا۔ چند دنوں کے بعد اسمٰعیل سے ایسی حرکتیں ظہور پذیر ہوئیں کہ جن سے امام جعفر ناراض ہو گئے۔ پس آپ نے جلد از جلد موسٰی کاظم کو امام بنا دیا جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا خدا کو کبھی بھی ایسا بداء نہیں ہوا۔ جیسا کہ میرے اسمٰعیل کے متعلق ہوا ہے۔

(ف) یعنی اللہ تعالٰی کو اس سے پہلے جاہل تھا اسے اس کے ناشائستہ افعال اور ناپسندیدہ ارتکاب کا علم نہ تھا اس لئے اس نے اسماعیل کی امامت کا اعلان کر دیا اب جبکہ اس کے سامنے

حالات ظاہر ہو گئے تو فوراً اس کے التوا اور موسیٰ کاظم کی امامت کا اعلان کر دیا۔

دوسرا قول: عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ الجعفری کُنْتُ عِنْدَ اَبِی الْحَسَنِ بَعْدَ مَا مَضٰی ابنہ ابو جعفر وانی لا فکر فی نفسی اُرِیْدُ اَنْ اَقُوْلَ کَاَنَّهُمَا اعنی ابا جعفر وابا محمد فی هٰذَا الْوَقْتِ کَاَبِی الْحَسَنِ مُوْسٰی وَاِسْمَاعِیْلَ وَاِنَّ قِصَّتَهُمَا ... فَاَقْبَلَ عَلَیَّ اَبُو الْحَسَنِ قَبْلَ اَنْ اَنْطِقَ فَقَالَ نَعَمْ یَا اَبَا هَاشِمٍ بَدَا لِلّٰهِ فِیْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ بَعْدَ اَبِیْ جَعْفَرٍ مَا لَمْ یَکُنْ یُعْرَفُ لَهٗ کَمَا بَدَا لَهٗ فِیْ مُوْسٰی بَعْدَ مَضِیِّ اِسْمَاعِیْلَ مَا کُشِفَ بِهٖ عَنْ حَالِهٖ وَهُوَ کَمَا حَدَّثَتْکَ نَفْسُکَ وَاِنْ کَرِهَ الْمُبْطِلُوْنَ وَاَبُوْ مُحَمَّدٍ ابنی الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِیْ عِنْدَهٗ عِلْمُ مَا یُحْتَاجُ اِلَیْهِ وَمَعْرِفَةُ الْاِمَامَةِ۔ (اصول کافی۔ مرآۃ العقول ج ۱ ص ۹۶-۹۸)

(ترجمہ) ابو الہاشم جعفری کہتے ہیں کہ میں امام نقی کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب ان کا بیٹا حضرت محمد فوت ہوا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ ان کا معاملہ بھی اس وقت موسیٰ کاظم اور اسماعیل والا ہے ابھی میں نے ظاہر نہ کیا تھا کہ امام صاحب نے فرمایا ابو ہاشم بے شک ٹھیک ہے کہ خدا تعالےٰ کو حسن عسکری کے بارے میں محمد کے بعد بدء ہو گیا۔ اور جو بات ابھی تک ظاہر نہ ہوئی تھی وہ ظاہر ہو گئی۔ جس طرح خدا کو بدء ہوا تھا اسمٰعیل کے بعد موسیٰ کے متعلق خدا کو ابھی تک اس کا حال منکشف نہ ہوا تھا۔ اور وہ اسی طرح ہے جس طرح تیرے دل میں آیا ہے۔ پس اگرچہ مبطلون مکروہ سمجھیں حسن عسکری میرا بیٹا ہے میرے بعد امام ہے اس کے پاس بقدر ضرورت علم ہے اور امامت کی معرفت ہے۔

اہلسنت کی طرف سے معتقدین بدء پر چند اعتراضات

پہلا اعتراض: مذکورہ بالا حدیثیں امامیہ کے نزدیک صحیح ہیں یا نہ۔ اگر صحیح نہیں ہیں تو ثبوت پیش کریں اور اگر صحیح ہیں تو فرمائیے امام جعفرؓ نے اسمٰعیل کی امامت کا اعلان کیوں کیا جبکہ وہ اہل نہ تھا۔

دوسرا اعتراض :- امام جعفر صادق نے جس کی امامت کا پہلے اعلان کیا تھا۔ فرمایئے اس میں امامت کے لوازمات تھے یا نہ۔ اگر تھے تو بداء اور رجوع کیوں اور اگر نہ تھے تو اعلان کیسا۔

تیسرا اعتراض :- جب امام صاحب نے اپنے پہلے اعلان سے رجوع کیا اور نسبت اس رجوع کی بداء کی شکل میں خدا کی طرف کی تو فرمایئے کیا خدا پر بہتان لازم نہ آیا۔

چوتھا اعتراض :- امام جعفر سے ظاہر ہے اس وقت تک اعلان نہیں کیا جاتا جب تک کہ خدا کی طرف سے حکم نہیں ہوتا۔ پس اگر خدا نے امر اوّل کو بدل دیا تو فرمایئے خدا تعالیٰ اسماعیل کے ان افعال سے واقف تھے یا نہ۔ اگر واقف تھے تو غیر محل پر حکم امامت کیوں فرمایا اگر واقف نہیں تھے تو خدا تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آیا۔ حالانکہ وہ بِکُلِّ شَیٔ علیم ہے۔

پانچواں اعتراض :- مُلّا باقر مجلسی بداء کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

مَثَلًا یَکْتُبُ فِیْهِ اَنَّ عُمْرَ زَیْدٍ خَمْسُوْنَ سَنَةً وَمَعْنَاهُ اَنَّ مُقْتَضِیَ الْحِکْمَةِ اَنْ یَکُوْنَ عُمْرُهٗ کَذَا اِذَا لَمْ یَفْعَلْ مَا یَقْتَضِیْ طُوْلَهٗ اَوْ قِصَرَهٗ فَاِذَا وَصَلَ الرَّحِمَ مَثَلًا یَمْحِی الْخَمْسُوْنَ وَیَکْتُبُ مَکَانَهٗ سِتُّوْنَ وَاِذَا قَطَعَهَا یَکْتُبُ مَکَانَهٗ اَرْبَعُوْنَ وَفِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ اِنَّهٗ یَصِلُ وَعُمْرُهٗ سِتُّوْنَ کَمَا اَنَّ الطَّبِیْبَ الْحَاذِقَ اِذَا اطَّلَعَ عَلٰی مِزَاجِ شَخْصٍ یَحْکُمُ بِاَنَّ عُمْرَهٗ بِحَسْبِ هٰذَا الْمِزَاجِ یَکُوْنُ سِتِّیْنَ سَنَةً فَاِذَا شَرِبَ سُمًّا مَاتَ اَوْ قَتَلَهٗ اِنْسَانٌ فَنَقَصَ مِنْ ذٰلِکَ اَوِ اسْتَعْمَلَ دَوَاءً قَوِیَ مِزَاجُهٗ ۔ ۱۲۰ (مرءۃ العقول ج ا ص)

(ترجمہ) خدا تعالیٰ لکھ دیتے ہیں کہ زید کی عمر پچاس برس ہے اس کا معنی یہ ہے کہ بے شک حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ عمر اس کی اس قدر ہوگی۔ جب وہ ایسا عمل نہ کرے جو اس کی عمر کے زیادہ یا کم ہونے کو تقاضا نہ کرے پس جس وقت رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پچاس کے ہندسے کو مٹا کر اس کے قائم مقام ساٹھ برس لکھ دیتا ہے پھر چالیس لکھ دیتا ہے اور لوح محفوظ میں اس کی عمر ساٹھ برس لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ جس طرح طبیب حاذق جب

ایک شخص کے مزاج پر ہر طرح مطلع ہوتا ہے حکم کرتا ہے کہ اس کی عمر اس مزاج کے مطابق ساٹھ برس کی ہوگی۔ پس جب زہر پئے گا اور یا اسے انسان قتل کرے گا تو اس کی عمر کم ہو جائے گی یا دوا استعمال کرے گا تو اس کا مزاج قوی ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا تشریح صحیح ہے تو یقیناً امامیہ کے مذہب میں خدا کا علم ظنی رہا قطعی نہ رہا کیونکہ جس طرح حکیم کو مریض کے متعلق ظن ہوتا ہے اسی طرح خدا تعالےٰ کو بھی ظن ہوا۔ حالانکہ قرآن پاک میں یعلم غیب السمٰوات والارض ویعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتیں بھی جانتا ہے اور ظاہر اور خفیہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔

پس اگر خدا کی یہی پوزیشن ہے تو کیا اس میں خدا تعالےٰ کی توہین اور ائمہ کے عقائد کی تنقیص اور مذہب کی تذلیل نہیں۔

چھٹا اعتراض:- علی رضی اللہ عنہ کا قول نہج البلاغہ ج ۱ صفحہ ۱۲ میں ہے۔

عالماً بہا قبل ابتدائہا محیطاً بحدودھا وانتہائہا عارفاً بقرائنہا واحنائہا۔ ۱۲

(ترجمہ) خدا جانتا ہے اشیاء کو ان کی ابتداء سے پہلے ان کے حدود اور انتہا کو محیط ہے قرائن اور اطراف کو جانتا ہے۔

فرمایئے اگر یہ قول مبنی بر حقانیت ہے تو بدء غلط ہے اور اگر عقیدہ بدء صحیح ہے تو حضرت علی ؓ کا یہ قول غلط ہے۔

اہل تشیع کے چند مغالطے اور ان کے جوابات

مغالطہ ۱:- قرآن مجید میں ہے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت یعنی محو کر دیتا ہے اور مٹا دیتا ہے خدا تعالےٰ جسے چاہتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدۂ بدء بر حق ہے۔

جواب ۱:- کسی چیز کے مٹانے سے مراد اس کا ختم کر دینا ہے۔ جبکہ اس کی مدت اس کے علم میں ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ اور ثابت رکھنے سے اس کا باقی رکھنا ہے یہ قدرت خالق کی جلوہ گری ہے

اس میں غلطی کا شبہ نہیں رہتا۔ مفہوم بدء۔ سو اس سے جہلِ خداوندی لازم آتا ہے لہٰذا اس آیت کو دلیل پکڑنا غلط ہے۔

مغالطہ ۲:۔ جب اہل سنّت نسخ کے قائل ہیں تو گویا وہ بدء کے مشابہ اور مثل نہیں۔

جواب:۔ احکام کا نسخ من جانب اللہ ہوتا ہے۔ جو کہ ہمارے علم کے لحاظ سے تبدیلی الحکم کے معنی سے ہے اور خدا کے نزدیک پہلا حکم ایک مدت تک معین تھا۔ جب وہ مدت ختم ہوتی تو دوسرے حکم کا اجرا کر دیتے ہیں۔ اس میں جہل کا اندیشہ ہرگز نہیں۔ لیکن بدء میں تو بالکل ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ العیاذ باللہ اس حکم سے جاہل تھا۔

مغالطہ ۳:۔ قرآن مجید میں ہے لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا جس کا ترجمہ یہ ہے تاکہ خدا تعالیٰ تم کو آزمائے کہ کون تم میں سے اچھے عمل کرتا ہے۔

جواب:۔ یہ اصطلاح مخاطبین کی اصطلاح کے مطابق ہے ورنہ خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ عمل اس طرح کرے گا اور اس طرح نہ کرے گا۔ اور اس کے کئے ہوئے پر اس کو سزا آتی یا جزا آتی ملے گی۔ آزمائش سے مراد دنیا کے سامنے اس کی حقیقت کو منکشف کرنا مقصود ہوتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو سیدنا علیؓ یہ نہ فرماتے عَالِمًا بِهَا قَبْلَ ابْتِدَائِهَا مُحِيطًا بِحُدُودِهَا وَانْتِهَائِهَا۔
(نہج البلاغۃ ج۱ ص۱)

(ترجمہ) خدا تعالیٰ ہر کام کو اس کے ہونے سے پہلے جانتا ہے اور انتہا کو بھی محیط ہے فاغسل الاشکال۔

مغالطہ ۴:۔ قرآن مجید میں ہے: إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ تاکہ جان لیں ہم کہ کون رسولِ کریمؐ کی اتباع کرتا ہے اس سے جو اپنے پاؤں پر پھر جاتا ہے۔ سو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ پہلے عالم نہ تھا۔

جواب:۔ اگر اس آیت سے استدلال خدا کی جہالت پر کیا جائے تو یہ کفر ہے اور اگر بدء پر کیا جائے تو وہ ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ بدء مستلزم جہل ہے اور مصنف تفسیر صافی نے ص۲۸ پر

واضح کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے بھی جانتے تھے عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ یعنی الا لنعلم عنه وجود ابعد ان علمناه سیوجد۔

(ترجمہ) تاکہ ہم جانیں باعتبار ظہور کے اس کے بعد کہ ہم اسے جانتے ہیں کہ اس طرح موجود ہوتا ہے۔

ائمہ کرام کے متعلق چوتھا عقیدہ

ائمہ کرام خدا کی طرف سے ہادی مقرر کئے گئے ہیں۔

اصول کافی مطبوعہ ایران میں ہے لکل زمان منا هاد یهدیهم الی ما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم۔ ثم الهداة من بعده علی ثم الاوصیاء واحدٌ بعدَ واحدٍ۔ (اصول الکافی برحاشیہ مرآۃ العقول صفحہ ۱۲۵)

(ترجمہ) امام محمد باقر نے فرمایا ہر زمان کے لئے ہم میں سے کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا ہوتا ہے جو کہ نبوی شریعت کی طرف ہدایت کرے۔ حضورؐ کے بعد ہادی سیدنا علی مرتضیٰ ہیں، انکے بعد اوصیاء یکے بعد دیگرے ہیں۔

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض: ہادی اس وقت تک ہادی نہیں بن سکتا جب تک اپنے خیالات کا ظاہر ہو کر اظہار نہ کرے اور تقیہ جس میں نو حصے دین کے موجود ہیں اس پر عمل ہو سکتا نہیں جب تک اپنے خیالات کو مخفی نہ رکھے۔

فرمائیے ائمہ کرام ان دو فرضوں میں سے کس پر عمل کرتے تھے اور کس پر نہ کرتے تھے اور کس کو ترک کرتے تھے۔

دوسرا اعتراض: موجودہ زمانہ کے لئے اہل تشیع کے نزدیک بارہ اماموں میں سے کوئی

امام مقرر ہے یا نہ۔ اگر نہیں تو زمانہ بغیر امام کے رہا۔

اور اگر اس زمانہ کے امام حضرت مہدی ہیں تو وہ ہدایت کرنے سے عاری ہیں۔ جبکہ غار شریف میں چھپے ہوئے ہیں۔ پس جو چھپا ہوا ہو وہ ہدایت نہیں کر سکتا اور جو ہدایت نہ کرے وہ امام نہیں۔

فرمایئے مذکورہ تعریف کس طرح صادق آتی ہے۔

تیسرا اعتراض :۔ قرآن شریف میں ہے اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۔

(ترجمہ) بے شک اے محمد مصطفےٰ آپ ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی ہدایت کرنے والا ہے۔

دیکھئے قرآن مجید میں قوم کے لفظ سے پروردگار عالم نے قیامت تک آنے والی اقوام عالم کے لئے اپنے علم میں ہادی کا تقرر فرما دیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانہ کے لئے ہادی کو صرف ائمہ میں بند رکھنا قرآنی تقاضے سے انکار کرنا ہے۔ جواب دیا جائے۔

چوتھا اعتراض :۔ خدا تعالےٰ نے امتِ محمدیؐ علی صاحبہا التسلیمات کو خیر امت (بہترین امت) قرار دے کر اس کے ذمے دو پروگرام سپرد فرمائے ہیں۔

(الف) امر بالمعروف (ب) نہی عن المنکر

دونوں مل کر ہادی کے مفہوم کے لئے ترجمان ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ ہدایت کرنا صرف ائمہ کے لئے خاص نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو بہتر امت بننے کا خواہشمند ہے اس کے لئے یہ عہدہ موجود ہے۔ پس تخصیص نہ رہی۔

پانچواں اعتراض :۔ قرآن مجید میں ہے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔

(ترجمہ) تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہیئے جو کہ نیکی کی دعوت دے، شریعتِ مطہرہ کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عہدہ وہبی نہیں ہے کسبی ہے حالانکہ عہدۂ امامت اہل تشیع کے نزدیک وہبی ہے اور ظاہر ہے کہ اوصاف بھی وہبی ہونے چاہئیں۔ وضاحت کیجئے۔

چھٹا اعتراض:۔ فرمائیے ہدایت سے مراد ارائۃ الطریق ہے یعنی راستہ دکھانا ہے۔ یا ایصال الی المطلوب ہے۔ یعنی منزلِ مقصود تک پہنچانا ہے۔ اگر صرف راستہ دکھانا ہے تو پھر اس میں ائمہ تک انحصار غلط ہے اور اگر ایصال الی المطلوب مراد ہے تو قرآن مجید میں اس کی بایں آیت تردید موجود ہے۔ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔

سیدنا علی مرتضیٰؓ کے متعلق شیعی مزعومات

پہلا زعم:۔ سیدنا علیؓ کو جبریل امین علیحدہ قرآن مجید کی تعلیم دیا کرتے تھے (بحار الانوار جلد ۹ صفحہ ۳۴۱)

(تردید) سارے قرآن مجید میں اُنْزِلَ یا نُنَزِّلُ کی نسبت بغیر حضور علیہ السلام کے کہیں بھی موجود نہیں اس بنا پر مذکورہ بالا زعم بالکل بے بنیاد اور خلافِ قرآن ہے۔

دوسرا زعم:۔ حضرت علیؓ کو شبِ معراج حضور علیہ السلام نے آسمانوں پر دیکھا تھا۔

(تردید) قرآن مجید میں ہے سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (پ ۱۵)

(ترجمہ) شریکوں سے خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس نے اپنے پیارے بندے کو رات کے وقت بیت اللہ سے بیت المقدس تک سیر کرائی۔

(تردید) پس جب تک قرآن مجید میں لفظ عبد موجود ہے حضور علیہ السلام کے بغیر اولادِ آدم میں سے کسی اور کا جانا ثابت نہیں ہو سکتا۔ خواہ سیدنا علیؓ ہوں یا صدیق اکبرؓ نیز وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی میں مفرد کے صیغے لا کر اور فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی میں لفظ عبد فرما کر تصریح کر دی ہے کہ حضورؐ کے بغیر کوئی بھی اولادِ آدم میں سے شبِ معراج

آسمانوں پر نہیں گیا۔

تیسرا زعم :- سید الانبیاء اور سیدنا علیؓ ہم مرتبہ تھے۔ ملخصاً (بحار الانوار ج ۱ ص ۲۴۲)

(تردید) قرآن مجید میں جو صفات حضور علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں کہ وہ حضورؐ کے لئے ہی مخص کئے گئے ہیں۔ پس مخلوق میں سے کسی کو حضورؐ کے برابر ماننا شرک فی النبوت ہے۔

چوتھا زعم :- آسمان پر فرشتوں کے جھگڑے مٹانے کے لئے خدا تعالےٰ نے سیدنا علیؓ مرتضےٰ کو مقرر کیا۔ (بحار الانوار ج ۲ ص ۲۴۳)

(تردید) یہ عقیدہ چند وجوہ کی بناء پر غلط ہے۔

(۱) جھگڑا تب واقع ہوتا ہے جب کہ طبیعت میں ہوا و ہوس ہو۔ اور ملائکہ ان چیزوں سے پاک ہیں۔

(۲) جھگڑے میں غلط فہمی کی بناء پر خود پسندی کا غلبہ ہوتا ہے، حالانکہ ایسی چیزیں فرشتوں میں ثابت کرنا ناممکن ہے۔

(۳) جب سیدنا علیؓ فرشتوں کے مابین اختلافات کو ختم کرنا جانتے تھے تو انسانوں میں اختلافات ختم کیوں نہ کر سکے۔

(۴) جمل و صفین میں معرکہ آرائیاں انتخاب خلافت اور اس میں رضا و عدم رضا کی کیفیت کیا اس پر دلالت نہیں کرتی کہ مذکورہ بالا عقیدہ ایک خود ساختہ عقیدہ ہے۔

پانچواں زعم :- سیدنا علی مرتضےٰؓ کی ولایت کے بغیر توحید بھی درست و جائز نہیں (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۴۴)

(تردید) اگر یہ عقیدہ اہل تشیع کے نزدیک صداقت پر مبنی ہے تو لفظ ولی مع علی ابن ابی طالب قرآن میں ثابت کریں۔

چھٹا زعم :- حشر کے روز بہشت و دوزخ کی چابیاں حضور علیہ السلام سیدنا حضرت علیؓ کے سپرد کر دیں گے۔ (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۵۴)

(تردید) بہشت و دوزخ اب بھی خدا کے ملک میں ہے اور قیامت کے روز بھی

اسی کے ملک میں ہوں گے۔

قرآن مجید میں ہے کہ حشر کے دن پروردگارِ عالم کی طرف سے آواز آئے گی۔ لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ یعنی آج کس کا ملک ہے اور کس کی بادشاہی ہے۔ ساری دنیا اس کے جواب سے عاجز رہے گی تو پروردگارِ عالم خود فرمائیں گے لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ۔ آج صرف واحد القہار کا ملک ہے۔

(ف) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہاں خدا کے بغیر کسی کی بادشاہی نہ ہوگی۔ نیز قرآنی ارشادات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اذنِ الٰہی کے بغیر شفاعت کرنے کا بھی کسی کو حق نہ ہوگا اور سب سے پہلے اذن آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوگا۔ عہدہ شفاعت سیدنا علیؓ کے متعلق علی سبیل الخصوصیت قرآن کی کسی آیت میں بھی مذکور نہیں۔ اہلِ سنت کی معتبر کتابیں ایسی روایتوں سے خالی ہیں اور اہل تشیع کی تصنیفات ہمارے لئے حجت نہیں۔

سیدنا حضرت علیؓ کے اوصاف عالیہ (بحار الانوار ج۹ ص۴۹)

ساتواں زعم:۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں ہی اللہ کا منہ ہوں اور میں ہی اللہ کا پہلو ہوں اور میں ہی اوّل ہوں اور میں ہی ظاہر ہوں اور میں ہی باطن ہوں اور میں ہی ساری دنیا کا وارث ہوں۔ میں ہی سبیل اللہ ہوں۔

آٹھواں زعم:۔ سیدنا حضرت علیؓ کے فضائل شمار میں آنے ناممکن ہیں (بحار الانوار ج۹ ص۵۰۶)

نواں زعم:۔ نوّے ہزار فرشتے سیدنا علیؓ کی عبادت کرتے ہیں (بحار الانوار ص۵۱۸)

(ف) یہ دونوں عقیدے مفضی الی الشرک ہیں ان سے توبہ لازم ہے۔ قرآنی دلائل حسب ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

استدلال ۱:۔ قرآن مجید میں ہے۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝

(ترجمہ) فرما دیجئے اگر خدا تعالیٰ کے مدحیہ کلمات کے لئے دریا سیاہی بن جائیں تو بلاشبہ خداوندی کلمات کے ختم ہونے سے پہلے سارے دریا ختم ہو جائیں گے۔ اگرچہ اس کی مثل اور بھی سیاہیاں لائی جائیں۔

طرز استدلال:۔ ذات قدیم کے لئے اوصاف کا قدیم اور غیر متناہی ہونا بھی ضروری ہے پس اس بناء پر مخلوق کو خالق کا ہم پلہ تصور کرنا یقیناً شریعت مطہرہ کے خلاف ہے۔

استدلال ۱۲:۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝

(ترجمہ) خاص تیری عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔

قرآن مجید ذکر الٰہی ہے اور یہ جمیع ملائک اور جمیع مسلمان کے ورد زبان ہے سب کی زبان پر اسی کا حکم ہے اور سب لوگ اس پر عامل ہیں۔

اہل تشیع کے عقیدے میں سیدنا علی مرتضیٰؓ

سب کچھ ہیں

اس کے ثبوت میں ہم سب سے پہلے حق الیقین ص ۳۸۸، ۳۸۹ کی عبارت نقل کریں گے بعدہٗ ترجمہ لکھیں گے۔

منم صاحب رجعتہا و برگشتنہا و صاحب حکمہا و انتقام کشیدنہا و دولت ہائے عجب و منم مانند شاخے از آہن و منم بندہ خدا و برادر رسول خدا منم امین خدا و خازن علم خدا و صندوق سر خدا و حجاب خدا و وجہ خدا و صراط خدا و میزان خدا و منم جمع کنندہ مردم بسوئے خدا و منم اسمائے حسنائے خدا و امثال علیائے خدا و آیات کبریٰ او و منم قسمت کنندہ بہشت و دوزخ ساکن می گردانیم اہل بہشت را باختیار من است عذاب اہل جہنم و بازگشت خلق بسوئے من است و حساب خلق

بامن است ومنم اذان گوئندہ در اعراف ومنم کہ در نزد قرص آفتاب ظاہر خواہم شد ومنم دابۃ الارض ومنم صاحب اعراف کہ مومن وکافر رایکدیگر جدائی کنم ومن امیر مومناں ویادشاہِ متقیان وآیت سابقان وزبانِ سخن گویاں وآخر اوصیائے پیغمبران ووارث انبیاء وخلیفۂ خدا وصراطِ مستقیم پروردگار وترازوئے عدالت در روزِ جزا وحجتِ خدا بر اہل آسمانہا وزمین ہا وہر کہ مابین آسمانہا است ومنم کہ خدا وحجت ہا او تمام کردہ است برشما ودر ابتدائے خلق شما ومنم گواہ خلائق در روزِ جزا ومنم کہ در نزد من است علم مرگہا وبلا ہا وحکم درمیان خلق خدا وجدا کنندۂ حق از باطل ومیدانم نسب ہائے مردم ہا وبمن سپردہ اند آیات ومعجزات وکتاب ہائے پیغمبران ومنم صاحب عصا ومنم آنکہ خدا مسخر من کردہ است ابر ہا ورعد ہا وبرق وتاریکی وروشنائے وباد ہا وکوہ ہائے ودریا ہا وستارہ ہائے وآفتاب وماہ را ومنم فاروق ایں امت ومنم ہادی ایں امت ومنم کہ عدد ہر چیز را میدانم باں علمے کہ خدا بمن سپردہ است وباں رازہا کہ حق بہ پیغمبران وحی فرستادہ است وآں راز را پیغمبر ما بمن گفتہ است ومنم آنکہ خدا نام خود را بمن بخشیدہ است وکلمۂ خود را وحکمت خود را وعلم خود را بمن عطا کردہ است۔

(نوٹ) واضح رہے کہ ذیل میں اولاً ترجمہ کیا جائے گا۔ بعدہٗ اس پر مختصر تبصرہ کیا جائے گا۔

ترجمہ:- سیدنا علیؓ نے فرمایا۔

میں قیامت سے پہلے زندہ ہو کر دنیا میں لوٹنے والا ہوں اور واپس جانے والا ہوں اور صاحب الاحکام اور انتقام لینے والا ہوں۔

(تبصرہ) واضح کیا جائے کہ بقول اہل تشیع جب خلفائے ثلاثہ نے خلافت غصب کر لی۔ فدک نہ دیا۔ امیر عمرؓ نے حضور علیہ السلام کو سامنے آکر سخت و سست کہا۔ سیدہ فاطمہؓ کو دھکے دیئے تو سیدنا علیؓ نے اس وقت انتقام لے کر حق و باطل کی وضاحت کیوں نہ کی۔ فرمائیے ان حالات میں دعوے کی صداقت کے لئے آپ کے پاس کیا دلائل ہیں۔

(ترجمہ) میں لوہے کی شاخ کی مثل ہوں۔

(تبصرہ) لوہے کی شاخ سے کیا مراد ہے تشدد یا کچھ اور ۔ واضح کیا جائے ۔

(ترجمہ) میں بندۂ خدا ہوں رسولِ مقبولؐ کا بھائی ہوں ۔ خدا کا امین ہوں ۔ علمِ خدا کا خازن ہوں ۔ اسرارِ خداوندی کا صندوق ہوں ۔ خدا کا پردہ ہوں ۔ خدا کا چہرہ ہوں ۔ خدا کا راستہ ہوں ۔ خدا کا ترازو ہوں ۔ خدا کی طرف سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہوں ۔ خدا کے اسمائے حسنٰی ہوں ۔ خدا کی بلند مثالیں ہوں ۔ آیاتِ کبریٰ ہوں ۔ بہشت و دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں ۔ میرے اختیار میں ہے اہل جہنم کا عذاب مخلوق کا حساب میرے ہاتھ ہے ۔ اعراف میں قیامت کے دن انسان میں دہوں گا ۔ میں ہی دوپہر میں ظاہر ہوں گا ۔ میں صاحبِ اعراف ہوں کہ مومن و کافر کو ایک دوسرے سے جدا کرے گا ۔ میں مومن کا امیر ہوں ۔ متقیوں کا بادشاہ ہوں ۔ سابقین کی نشانی ہوں ۔

(تبصرہ) مذکورہ بالا دعاوی یقیناً ایک دوسرے سے متعارض ہیں ۔ کیونکہ جو بندۂ خدا ہو وہ نہ تو خدا ہو سکتا ہے اور نہ خدا کا چہرہ ، جب خدا کے اسماء حسنٰی تو لازم آیا کہ صفاتی اسماء کا اطلاق بھی ان پر کیا جائے ۔ یعنی سیدنا علیؓ پر رحمٰن و رحیم خالق و مالک جبار و قہار احد اور صمد کا اطلاق بھی جائز ہوا جو کہ صراحتاً شرک ہے ۔ نیز جب آپ خلیفہ امیر المومنین ٹھہرے تو حسب ذیل بیان دینے کی کیا وجہ ہے ۔

أَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّي أَمِيرًا (نہج البلاغہ)

(ترجمہ) میرا تمہارے لئے امیر ہونے سے وزیر ہونا بہتر ہے ۔

(ترجمہ) میں بات کرنے والوں کی زبان ، پیغمبروں کے اوصیائے کا آخری ہوں ۔ نبیوں کا وارث ہوں ۔ خدا کا خلیفہ ہوں ۔ پروردگار کی سیدھی راہ ہوں ۔ عدالت کا ترازو ہوں ۔ اہالیانِ زمین و آسمان پر خدا کی حجت ہوں ۔ قیامت کے دن مخلوقات کا گواہ ہوں ۔ موت اور بیماریوں کا علم میرے پاس ہے ۔ خلقِ خدا کے درمیان میں حکم ہوں ۔ حق کو باطل سے جدا کرنے والا ہوں ۔ لوگوں کے سلسلہ نسب کو میں جانتا ہوں ۔ آیات و معجزات میرے سپرد ہیں ۔

(تبصرہ) ان تمام حالات کے باوجود زندگی تقیہ میں گزار دی۔ سیدنا ابوبکرؓ نے جب تزویج سیدہؓ کا مشورہ دیا تو تنگدستی اور غربت ظاہر فرمائی۔ فیا للعجب۔

(ترجمہ) پیغمبروں کی کتابیں میرے پاس ہیں۔

(تبصرہ) اور حالت یہ ہے کہ صحیح قرآن بھی آج تک ظاہر نہ ہو سکا۔ واللہ لا ترونہ ابداً (اصول کافی) خدا کی قسم اس قرآن کو آپ قیامت تک نہ دیکھ سکو گے۔

(ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام کا عصا میرے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ نے گرجتے ہوئے بادل اور کڑکتی ہوئی بجلیاں اور اندھیرے اور روشنیاں ہوائیں اور پہاڑ دریا اور ستارے سورج اور چاند سب کے سب میرے تابع کر دیئے ہیں۔

(تبصرہ) اور معتقدین کا دعویٰ یہ کہ ان کے حقوق پامال کر دیئے گئے۔

(ترجمہ) میں اس امت کا فاروق ہوں اور اس امت کا ہادی ہوں۔ میں ہر چیز کی تعداد کو جانتا ہوں اس علم کے ذریعے سے جو کہ خدا نے میرے سپرد کیا ہے اور وہ اسرار مخفیہ بھی جانتا ہوں جو کہ خدا نے بذریعہ وحی حضور علیہ السلام کو بتلائے ہیں اور حضورؐ نے مخفیہ طور پر مجھے بتلائے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنا نام مجھے بخشا ہوا ہے۔

(تبصرہ) چلو چھٹی ہوئی اللہ میاں بڑا خدا ٹھہرا تو سیدنا علیؓ چھوٹے خدا۔

(ترجمہ) خدا نے اپنا کلمہ اور اپنی حکمت مجھے عطا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنا علم مجھے عنایت فرمایا ہے۔

بحث متعلق عقیدۂ رجعت

(تمہید) امامیہ حضرات کے مزعومہ ائمہ کی قسمت میں چونکہ نہ تو سلطنت و تمکنت تھی اور نہ سطوت و شوکت۔ اس لئے انہوں نے رجعت کا عقیدہ رائج کیا تاکہ مدت العمر تک سہارے کے

لئے کوئی وجہ نکل سکے۔

واضح رہے کہ حشر ونشر امت مسلمہ میں ایک متفقہ عقیدہ ہے جس کا کوئی بھی عمرو مسلم انکار نہیں کر سکتا۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

القارعة ما القارعة وما ادرٰك ما القارعة

جیسی صریحی نصوص بتلا رہی ہیں کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی لیکن امامیہ حضرات نے اسی دنیا میں قیامت سے پہلے عقیدۂ رجعت کو مشہور کیا ہوا ہے۔

کہ قیامت سے پہلے تمام انبیاء بھی اپنی قبروں سے اٹھیں گے اور ان کے منکرین بھی۔ ائمہ کرام بھی زندہ ہوں گے اور ان کے معاندین بھی۔ ائمہ کرام کو شاہی ملے گی اور معاندین کو عذاب۔ بعض کو جلایا جائے گا اور بعض کو تہ تیغ کیا جائے گا۔ ذیل میں ان کے مزعومہ تخیلات اور متوقعات ان کی اپنی کتابوں سے نکل جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عقیدۂ رجعت اہلِ تشیع کا اجماعی عقیدہ ہے

ثبوت ۱:۔ بدانکہ از جملہ اجماعیات شیعہ بلکہ ضروریاتِ مذہب حق فریضہ در اثبات رجعت است۔

ثبوت ۲:۔ اکثر علمائے امامیہ دعوئی اجماع بر حقیقت رجعت کردہ اند مانند محمد ابن بابویہ (بحوالہ حق الیقین ص۳۸۴ مطبع ایران)

در رسالہ اعتقادات و شیخ مفید و سید مرتضیٰ و سید ابن طاؤس وغیرہ۔ ایشاں از اکابر علمائے امامیہ ۱۲ (حق الیقین ص۳۸۴)

ترجمہ۔ اہل تشیع کے اکثر علماء نے رجعت کے عقیدہ کی حقانیت پر اتفاق کیا ہے۔

اور ان علماء کے نام یہ ہیں۔
ابن بابویہ۔ شیخ مفید۔ سید مرتضےٰ۔ شیخ طبرسی۔ سید ابن طاؤس اور ان کے علاوہ بڑے بڑے علماء کا بھی اتفاق ہے۔

تمام پیغمبر زندہ کئے جائیں گے اور اگر لڑیں گے

ثبوت:۔ ہر پیغمبرے کہ خدا مبعوث گردانیدا ست از آدم و ہر کہ بعد از دست جمیع ایشاں را میگردانند بدنیا تا قتال و جہاد کنند در پیش روئے حضرت امیرؑ۔
(حق الیقین ص۳۸۷ مطبوعہ ایرانی)۔
ترجمہ:۔ آدم علیہ السلام سے لے کر رسولِ کریم تک سارے پیغمبر زندہ ہوں گے اور سب کے سب امام صاحب کے سامنے دشمنوں سے جہاد کریں گے۔

بنی اُمیہ کو سزا

ثبوت:۔ پس بنی اُمیہ را بکشد حتیٰ آنکہ از بنی اُمیہ مردمی خود را در پہلوئے درختے پنہاں کند درخت بسخن آید و فریاد کند کہ ایں مردے است از بنی اُمیہ وایں جا پنہاں است اورا بکشید۔ (حق الیقین ص۳۶۵ مطبوعہ تہران)
ترجمہ:۔ سیدنا علیؓ رجعت کے زمانہ میں بنو امیہ کو قتل کریں گے۔ حتیٰ کہ ایک مرد درخت کی آڑ میں چھپے گا۔ لیکن درخت پکارے گا میرے پاس ایک مرد ہے اسے قتل کردو۔

صدیقؓ و فاروقؓ کو سزا

ثبوت:۔ فرعون و ہامان یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان کے لشکر کو زندہ کر کے ان کو سزا دی جائے گی۔ (حق الیقین ص۳۹۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سزا

ثبوت ۶:۔ حق الیقین سطر ۱ ص ۳۹۸ میں ہے، "چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کنند تا بر او حد بزند و انتقام فاطمہ را از بکشد۔"

ترجمہ:۔ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو عائشہ صدیقہ کو زندہ کرے گا تاکہ اس پر حد مارے گا اور سیدہ فاطمہ والا بدلہ اس سے لے گا۔

ثبوت ۷:۔ رجعت کے ایام میں جب امام مہدی غار سے نکلیں گے تو ننگے بدن نکلیں گے اور فرشتے آسمان سے اتر کر ندا کریں گے کہ دیکھ لیجئے یہ آپ کا امام ہے۔ ملخصاً (حق الیقین ص ۳۹۸)

ثبوت ۸:۔ حضور علیہ السلام اور سیدنا علی زندہ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ (حق الیقین ص ۳۹۸)

ثبوت ۹:۔ رجعت کے ایام میں اہل بیت سے حقوق غصب کرنے والوں کو درخت پر لٹکا کر نیچے آگ جلا کر ان کو جلایا جائے گا۔ اور ان کی خاکستر دریاؤں میں اڑا دی جائے گی۔ (حق الیقین ص ۴۱۵)

ثبوت ۱۰:۔ اہل بیت پر ظلم کرنے والوں کو رات دن میں ہزار مرتبہ قتل کیا جائے گا پھر زندہ کیا جائے گا پھر قتل کیا جائے گا۔ (حق الیقین)

عرضِ مؤلف

حضرات میں نے اہل تشیع کی معتبر کتاب حق الیقین مصنفہ ملا باقر مجلسی سے پورے دس حوالہ جات نقل کر دیئے ہیں۔ منکرین اور منافقین اہل بیت ان کے نزدیک بغیر صحابہ کرام کے اور کوئی نہیں۔ پس اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ مذکورہ بالا عبارتوں میں صحابہ کرام کی کتنی ہتک اور توہین کی گئی ہے۔ اب ذیل میں ان کے دلائل نقل کئے جاتے ہیں۔

اہل تشیع کی پہلی دلیل

(مندرجہ حق الیقین ص۳۸۵)

يَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّن يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا ۔

(ترجمہ) جس دن ہم ہر امت سے فوج اٹھائیں گے ان لوگوں سے جو ہماری آیات کی تکذیب کرتے تھے۔

(جواب ۱) اس آیت میں یوم سے یوم القیامۃ مراد ہے نہ اس آیت میں رجعت کا لفظ ہے اور نہ اس سے رجعت کا مفہوم مستفاد ہوتا ہے۔

(جواب ۲) یوم البعث سے ہی متبادر یوم القیامۃ معلوم ہوتا ہے اور یہی اس کا حقیقی مفہوم ہے۔ حقیقی معنی سے انحراف تب تک ناجائز ہے جب تک حقیقت متعذر نہ ہو اور یہاں تعذر ہی معدوم ہے تو لامحالہ روزِ حشر ہی مراد ہے۔

اہل تشیع کی دوسری دلیل

إِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۔

(ترجمہ) جب قیامت واقع ہونے لگے گی تو ہم زمین سے ایک دابہ نکالیں گے جو کہ ان کے ساتھ کلام کرے گا۔ استدلال میں لکھا گیا ہے کہ اس دابۃ الارض سے مراد سیدنا علیؓ ہیں۔

(جواب ۱) استدلال بلا تائید ہے اور سیدنا علی مرتضٰیؓ کو دابہ قرار دینا پرلے درجے کی حماقت ہے۔

(جواب ۲) یہ آیت بھی لفظ رجعت نیز مفہوم رجعت سے خالی ہے۔ من ادعیٰ فعلیہ البیان۔

اہل تشیع کی تیسری دلیل

(منددرجہ حق الیقین ص ۳۸۶)

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ

(ترجمہ) بلاشبہ جس نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ضرور آپ کو معاد کی طرف پھیرے گا۔

(جواب) اس آیت میں بھی معاد سے مراد قیامت ہے۔ رجعت کا تو نام ونشان ہی نہیں۔

اہلِ تشیع کی چوتھی دلیل

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ ۔ الخ

(جواب) وعدہ ہو چکا ہر نبی اپنے زمانہ میں حضورؐ کی رسالت کا پرچار کرتا گیا۔ نہ یہاں رجعت کا اشارہ اور نہ اس کا تذکرہ۔ خدا تعالیٰ نے انبیاء سے گواہی لے لی اور اپنی گواہی کا اظہار کر کے مہر تصدیق ثبت کر دی۔

اہل تشیع کی پانچویں دلیل،

(مندرجہ حق الیقین ص ۳۸۹)

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ؕ

(ترجمہ) اور ضرور ہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے قریبی عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ رجوع کریں۔

(جواب) عذابِ خداوندی کے تین وقت ہیں۔

(۱) دُنیا (۲) قبر (۳) قیامت

قیامت اور قبر مراد لینا محال ہے۔ کیونکہ وہاں رجوع مقصود ہے۔ رجعت میں بھی صرف

عذاب ہی عذاب ہوگا۔ کسی کی توبہ وہاں بھی مسموع نہ ہوگی۔ پس اس عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے تاکہ ان کو نصیحت آئے اور فرامینِ خداوندی کی تعمیل کریں ورنہ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ کی قید عبث ہے۔

اہلِ تشیع کی چھٹی دلیل

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝

(ترجمہ) بیشک ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کی دنیا اور روزِ قیامت

(جواب) رجعت کا ذکر تک نہیں۔ پس استدلال غلط رہا۔

اہل تشیع کی ساتویں دلیل

اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ ۝

(ترجمہ) قیامت کے دن لوگ کہیں گے یا اللہ ہمیں تو نے دو دفعہ زندہ کیا تھا اور دو دفعہ موت دی۔

(جواب) اس میں بھی رجعت کا ثبوت نہیں ملتا کیونکہ پہلی موت سے مراد زمانہ عدم ہے۔ بعدہٗ حیات آئی بعدہٗ وفات آئی تو بعدہٗ زندگی ملے گی۔ اس کی تشریح دوسری آیت میں ملے گی۔ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ (ترجمہ) تم مردہ تھے پس خدا نے تم کو زندہ کیا پھر تمہیں موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔

بحث متعلق طینت

طینت مٹی کو کہتے ہیں۔ اہل تشیع کے نزدیک اس مسئلے کی حقیقت یہ ہے (۱) امام باقر سے پوچھا گیا کہ شیعوں میں عام طور پر جو فسق و فجور کا ارتکاب اور ارکانِ اسلام سے نفرت پائی جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے امام صاحب نے فرمایا کہ یہ اس مٹی کا اثر ہے جو ابتدائے آفرینش میں

شیعوں کی مٹی کے ساتھ مل گئی تھی۔ اس لئے جو شیعہ بدی کرتے ہیں وہ سنیوں کی گندی مٹی کی وجہ سے اور جو سنی نیکیاں کرتے ہیں وہ شیعوں کی پاک مٹی کا اثر ہے۔ اللہ عادل ہے وہ قیامت کے دن شیعوں کی بدیاں سنیوں کو دے گا اور سنیوں کی نیکیاں شیعوں کو دے کر انہیں جنت میں اور انہیں دوزخ میں ڈال دے گا۔ یہ مضمون حسب ذیل کتب سے تلاش کریں (۱) تحفۃ العارفین مؤلفہ سید امداد حسین صفحہ ۲۷۔۲۹۔۴۷ (۲) ترجمہ مقبول پارہ نہم (۳) مرتقا الفضول شرح الفروع والاحوال (۴) حیات القلوب۔

اہلسنت کی طرف سے قائدینِ طینت پر چند اعتراضات

اعتراض ۱:۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔

قرآن مجید کی آیت ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پس مسئلہ طینت کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو یقیناً اس آیت کا انکار لازم آتا ہے۔ جواب درکار ہے۔

اعتراض ۲:۔ اہلسنت اہل تشیع کے نزدیک ایمان دار ہیں تو یہ غیر مسلم ہے۔ جبکہ ان کے مقتداء اہل تشیع کے نزدیک فرعون و ہامان کا درجہ رکھتے ہیں اور اگر بے ایمان ہیں تو یقیناً ان کے عمل ناقابل قبول ہیں۔ پس مسئلہ طینت سرے سے ہی غلط ہے۔

اعتراض ۳:۔ اعمال کا مدار ایمان پر ہوتا ہے۔ اعمال میں صالحیت ہی تب متصور ہو سکتی ہے جب ایمان صحیح ہو تو پس جب اہل تشیع کے نزدیک ایمان کھوٹا ہے تو یقیناً اعمال غیر صالح رہیں گے۔ اور جب اعمال غیر صالح ہوئے تو انتقالِ ثواب بھی جھوٹ کا پلندہ تصور ہو گا۔

اعتراض ۴:۔ دکھے موچھوں والا اور پکڑا جائے داڑھی والا) والی مثل کیا صادق نہ آئے گی اگر مسئلہ طینت کو تسلیم کر لیا جائے۔

اعتراض ۳۵:- اہل سنت اور اہل تشیع کی مٹی جب ایک دوسرے کی مٹیوں سے مل گئیں۔ فرمائیے پروردگارِ عالم اس وقت کہاں تشریف فرما تھے کیا خدا تعالےٰ پر العیاذ باللہ غفلت طاری تھی کہ ان کو پتہ بھی نہ چل سکا۔ کیا اس عقیدہ سے توہینِ علم اور توہینِ قدرت لازم نہیں آتی۔ جواب مطلوب ہے۔

بحث متعلق مسئلہ متعہ

یہ مسئلہ اہل تشیع اور اہلسنت کے درمیان مدت سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ قدمائے اہل تشیع اس کے ضروری ہونے کے قائل ہیں اور جدید اس کے جواز کے بہر حال زمانۂ حال میں اس کے مستحب ہونے میں کسی شیعہ کو کلام نہیں البتہ اس پر عمل کرنے یا کرانے سے پاکستانی امامیہ بظاہر کتراتے ہیں اور ایرانی حضرات اس پر فخر و مباہات کرتے نظر آتے ہیں۔

اہلسنت کے علماء دو گروہوں پر منقسم ہیں۔

ایک گروہ وہ ہے کہ جو اسلام میں متعہ کے رواج کے بھی منکر ہیں۔ اور احادیث کو نکاح موقت پر محمول کرتے ہیں۔

دوسرا وہ ہے جو کہتے ہیں کہ زمانۂ رسالت میں بعض مجبوریوں کی بناء پر جائز قرار دیا گیا تھا لیکن پھر حضور علیہ السلام نے اسے قیامت تک حرام قرار دے دیا ہے۔ پس اس زمانہ میں متعہ کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سو اوّلاً ہم اہل تشیع کی کتابوں سے متعہ کا تعارف کرائیں گے۔ ثانیاً ان کے نزدیک متعہ کے جو فضائل ہیں وہ درج کریں گے۔ ثالثاً ان کے استدلالات بیان کر کے انکے جوابات نقل کریں گے۔ رابعاً ان پر اہلسنت کی طرف سے متعدد اعتراضات عائد کریں گے۔

وما توفیقی الا باللہ۔

متعہ کا تعارف شیعی کتب کی روشنی میں

(۱) ایک عورت کسی مرد کو اس طرح کہہ دے کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے متعہ میں دیدیا اور کوئی آدمی یہ کہہ دے کہ میں نے تجھ کو قبول کیا تو یہ متعہ ہو گیا۔ (جامع عباسی ص۱۳۵)

(۲) لَیْسَ فِی الْمُتْعَۃِ اِشْتِھَادٌ وَلَا اِعْلَانٌ۔ (تہذیب الاحکام)

(ترجمہ) متعہ میں اشتہار اور اعلان نہیں ہوتا۔

(۳) تَزَوَّجْ مِنْھُنَّ اَلْفًا فَاِنَّھُنَّ مُسْتَاجَرَاتٌ۔ (فروع کافی ج۲ ص۱۹۱ باب المتعہ)

(ترجمہ) ہزار سے بھی آپ متعہ کر لیں کیونکہ وہ ٹھیکہ کی عورتیں ہیں۔

(۴) متعہ میں طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے اور مرجائے تو ورثہ بھی نہیں۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج۳ ص۱۲۹)

خلاصۃ التعارف علی سبیل التعریض

جب متعہ میں صرف باہمی گفتگو پر اکتفا ہے نہ اُمید ورا ثت ہے اور نہ ضرورتِ گواہ ہے جو طے کر لیا جائے وہی رواہے نہ عدت کا دھندا ہے اور نہ طلاق کی پرواہ ہے۔ اب آپ ہی فیصلہ کر لیجئے کہ آخر یہ کیا بلا ہے۔ ارباب حل وعقد کے نزدیک یہ نکاح ہے۔

فضائل متعہ ماخوذ از کتب امامیہ

فضیلت ۱:۔ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَکْمُلُ حَتّٰی یَتَمَتَّعَ (من لا یحضرہ الفقیہ ج۳ ص۱۵۱)

(ترجمہ) مومن اس وقت تک پورا ایماندار ہی نہیں بنتا جب تک متعہ نہ کرے۔

تعریض:۔ خدا جانے یہ حکم صرف مردوں تک محدود ہے یا صنفِ نازک کے لئے بھی یہی حکم ہے پھر صرف اُمت کے لئے ہے یا اہلبیت بھی شامل ہیں۔

فضیلت ۲:۔ ہَلْ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۱)

(ترجمہ) کیا حضور علیہ السلام نے بھی متعہ کیا تھا فرمایا ہاں۔

تعریض:۔ حد ہو گئی شانِ رسالت کی۔

فضیلت ۳:۔ انّی غفرت للمتمتعین من امتک من النساء (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۵۰)

(ترجمہ) خدا نے فرمایا بیشک میں نے متعہ کرنے والوں کو بخش دیا ہے۔

فضیلت ۴:۔ لم یکلمہا کلمۃ الا کتب اللّٰہ تعالیٰ لہ بہا حسنۃ ولم یمد یدہٗ الا کتب اللّٰہ لہ حسنۃ فاذا دنیٰ منہا غفر اللّٰہ لہ بذلک فاذا اغتسل غفر اللّٰہ لہ بقدر ما مر من الماء علی شعرہ قلت بعدد الشعر قال نعم بعدد الشعر۔ ۱۲

(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۱۵۰)

(ترجمہ) ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا متعہ کرنے والا مرد جو کلمہ بھی عورت متعہ سے استعمال کرے گا۔ خدا ہر کلمے کے عوض ایک نیکی لکھے گا۔ جب اس کی طرف ہاتھ پھیلائے گا خدا اس کے عوض نیکی لکھے گا۔ پس جب اس سے مرتکب کرے گا خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا۔ پس جب نہائے گا اللہ تعالیٰ ہر بال پر جتنا پانی گزرے گا اس کے برابر خدا تعالیٰ گناہ بخش دے گا۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا ہر بال کے اندازہ جواب میں فرمایا ہاں بالوں کے انداز۔

فضیلت ۵:۔ ایک مرتبہ متعہ کرنے سے خدا کی ناراضگی ختم۔ دوم مرتبہ متعہ کرنے سے ابرار کی رفاقت نصیب۔ تین مرتبہ متعہ کرنے سے حضور اکرم کا ساتھی بنے گا۔

(تفسیر منہاج الصادقین ص ۳۵۶)

فضیلت ۶:۔ مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّۃً وَاحِدَۃً دَرَجَتُہٗ کَدَرَجَۃِ الْحَسَنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَیْنِ دَرَجَتُہٗ کَدَرَجَۃِ الْحُسَیْنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُہٗ کَدَرَجَۃِ عَلِیٍّ وَمَنْ تَمَتَّعَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُہٗ کَدَرَجَتِیْ (تفسیر منہاج الصادقین ص ــــ)

(ترجمہ) بروایت شیعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو ایک دفعہ متعہ کرے اس کا

درجہ سیدنا حسنؓ کے درجے کی مثل ہے اور جو دو دفعہ متعہ کرے درجہ حسینؓ جتنا پائے اور جو چار دفعہ متعہ کرے اس کا درجہ مثل درجہ رسول کریمؐ کے برابر ہے۔

(ف) ان روایات میں جتنا قدر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے متعلقین کی توہین و تذلیل کی گئی ہے۔ وہ ہر صاحب عقل و دانش کے سامنے عیاں ہے۔ عیاں را چہ بیاں۔

اہل تشیع کے استدلالات اور ان کے جوابات

استدلال ۱: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً۔

(ترجمہ) پس جب تم اپنی منکوحات سے فائدہ اٹھالو تو ان کو ان کے مقرر کردہ مہر پورے ادا کرو۔

طرز استدلال: آیت مذکورہ دو طریقوں سے قابل غور ہے۔

(۱) استمتاع متعہ ہے اور یہی آیت دوسری قرأت میں اس طرح ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً یعنی جو کچھ تم نے ان سے میعاد مقررہ تک نفع اٹھایا ہے۔

(۲) أُجُورَهُنَّ کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ یہ آیت اس عقد سے متعلق ہے جہاں اجرت مقرر کی جائے اور ظاہر ہے کہ بغیر متعہ کے اجرت مقرر نہیں کی جاتی۔

جواب ۱: استمتاع سے مراد حقوق ازدواجیت بعد از نکاح ہے۔ متعہ نہ یہاں مراد ہے اور نہ مراد لیا جاسکتا ہے اس لئے کہ مِنْهُنَّ میں جمع مؤنث کے ضمیر کا مرجع منکوحات ہیں۔ پس متعہ کا ذکر ہی نہ رہا۔

جواب ۲: موجودہ قرآن محقق اور مصدق ہے اس کے علاوہ جو لفظ نقل کیا گیا ہے وہ قرآن مجید میں نہیں۔ قرآن متواتر ہے۔ روایت شاذہ سے قرآن پر زیادتی کرکے مطلب کا بدلنا خلاف شرح ہے۔

جواب۳:۔ مفسرین کے نقل سے روایت کی صحت ثابت نہیں ہوتی۔ پس روایت کا غیر صحیح ہونا ہمارے دعوے کے لئے مزید تائید ہے۔

جواب۴:۔ اصول یہ ہے کہ حرمت اور حلت کے دونوں دلائل جب مساوی جمع ہوں تو حرمت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ چہ جائیکہ دلیل حرمت قوی ہے اور دلیل حلت ضعیف اور شاذ۔

جواب۵:۔ اُجُوْرَهُنَّ سے مراد نہ صرف اجرت لینا بلکہ اجرتِ متعہ لینا مظاہرہ جہالت ہے۔ قرآن مجید میں اُجُوْرَهُنَّ کے لفظ ملاحظہ فرمایئے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ اجور سے مراد مہریں ہیں یا نہ۔ پس جب اجور سے مراد مہور ہیں تو آیت سے متعہ کے لئے استدلال ثابت نہ ہو سکا۔

(آیت۱) فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ۔

(آیت۲) وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ۔

(آیت۳) اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ۔

پس جس طرح ان تمام آیتوں میں لفظ اُجُوْرَهُنَّ کا مذکور ہے۔ اور ان سے مہریں مراد ہیں۔ اسی طرح وہاں بھی اجور سے مراد مہریں ہیں۔ پس استدلال ہباءً منثورا ہوگیا۔

جواب۶:۔ اس لئے بھی استدلال ناقابل توجہ ہے کہ قرآن مجید میں جس عقد کا ذکر ہے وہ عقد ہے جس میں جماع کے بعد پوری مہر ادا کرنی پڑے اور قبل از مقاربت نصف۔ اور متعہ میں تو تب اجرت لازم ہوتی ہے جبکہ مقاربت سے فارغ ہو جائے۔ نصف کا تو یہاں مسئلہ ہی نہیں۔ پس متعہ کا اس آیت سے قطعاً تعلق نہ رہے گا۔

استدلال ۲:۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال کنا نغزوا مع

رَسُولِ اللہِ صلعم وَلَیْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اِلَّا نَسْتَخْصِی فَنَھَانَا عَنْ ذَالِکَ وَرَخَّصَ لَنَا اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْاَۃَ بِالثَّوْبِ اِلٰی اَجَلٍ ثُمَّ قَرَءَ عَبْدُاللہِ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللہُ لَکُمْ - صحیحین

(ترجمہ) ابن مسعودؓ فرماتے ہیں ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے۔ ہمارے پاس اپنی منکوحہ عورتیں موجود نہ تھیں تو ہم نے خصی ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے ہمیں عورت کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت فرمائی اُس کے بعد آپ نے آیت پڑھ دی اس کی تائید میں کہ حدا کے حلالات کو حرام نہ سمجھو۔

جواب ۱:- حدیث میں متعہ کا لفظ نہیں۔ نکاح موقت کے شروع وقتی ہونے سے ہمارا انکار نہیں ہے۔

جواب ۲:- ابن مسعودؓ کی روایت نسخ کے سلسلے میں جب موجود ہے تو مذکورہ روایت سے استدلال نامناسب رہا۔

(روایت نسخ) عن ابن مسعود قال المتعۃ منسوخۃ نسخھا الطلاق والصدقۃ والعدات والمیراث۔ (بیہقی ج ۷ ص)

(ترجمہ) ابن مسعودؓ نے فرمایا متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور متعہ کو حکم طلاق، عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا ہے۔

استدلال ۳:- ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلتِ متعہ کے قائل تھے۔

جواب ۱:- غلط ہے ابن عباسؓ سے چند ضعیف روایتیں اضطراری صورت کے لئے مروی ہیں۔ لیکن صحیح روایت میں ابن عباسؓ سے حرمتِ متعہ کی روایت موجود ہے۔

(۱) عن ابن عباس قال انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان یقوم بالبلدۃ لیس لہ بھا معرفۃ فیتزوج المرءۃ بقدر ما یری ان یقیم بھا فتحفظ لہ متاعہ وتصلح لہ شیئہ حتی اذا انزلت الاٰیۃ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم

قال ابن عباس کل فرج ماسواهما حرام ۔ (جامع ترمذی ص ۔۔۔)

(ترجمہ) ابن عباسؓ نے فرمایا کہ متعہ اول اسلام میں جائز تھا۔ ایک ناواقف شہر میں جاتا تھا تو وہاں کسی عورت سے نکاح مؤقت کر لیتا تھا وہ عورت اس کے سامان کی حفاظت کرتی تھی۔ لیکن جب آیت الا علی ازواجھم اوما ملکت ایمانھم نازل ہوئی تو متعہ حرام ہو گیا۔

ابن عباسؓ کی دوسری شہادت

تنویر المقیاس فی تفسیر ابن عباسؓ میں ہے۔ ویقال ان تبتغوا باموالکم فروجھن وھی المتعۃ وقد نسخت الآن محصنین متزوجین غیر مسافحین غیر زانیین بلا نکاح فما استمتعتم استنفعتم بہ منھن بعد النکاح فاتوھن اجورھن مھورھن ۔

(طرز استدلال) دیکھئے فاستمتعتم سے مراد سیدنا ابن عباسؓ نے متعہ لیا ہے اور نہ اجور سے مراد اجرت بلکہ اپنی تفسیر میں واضح کر دیا ہے کہ یہاں نکاح کا تذکرہ ہے۔ رہا متعہ وہ منسوخ ہو چکا ہے۔

استدلال ۷ ۔ عن سبرۃ ابن معبد الجھنی قال اذن لنا رسول اللہ صلعم عام فتح مکۃ فی متعۃ النساء فخرجت انا ورجل ثم استمتعت منھا ۔ (رواہ مسلم)

(ترجمہ) سبرۃ ابن معبد جہنی کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے ہمیں اجازت دی تھی متعۃ النساء ۔ پس میں اور ایک اور شخص نکلے پس میں نے متعہ کیا ۔

جواب :- اسی حدیث کے آخری لفظ غور سے دیکھ لئے جائیں تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے آخری الفاظ یہ ہیں حتی حرمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ) حتی کہ حضور علیہ السلام نے

متعہ کو حرام کر دیا۔

استدلال ۵: سلمہ بن الاکوع کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے متعۃ النساء کی اجازت فرمائی تھی۔

جواب ۱: دورِ اوّل میں جواز کے ہم منکر نہیں لیکن مسلم شریف اور مسند احمد میں اسی سلمہ بن الاکوع کی روایت حرمتِ متعہ پر موجود ہے۔ اسی طرح شرح معانی الآثار طحاوی کی باب المتعہ میں بھی روایت حرمت موجود ہے۔

استدلال ۶: متعتان کانتا علی عہد رسول اللہ صلعم وانا انہی عنہا۔

(ترجمہ) دو متعہ حضور کے زمانہ میں تھے لیکن میں ان سے منع کرتا ہوں۔

جواب ۱: یہ روایت ہمارے نزدیک صحیح نہیں۔ نیز یہ عبارت صحاح احادیث سے متعارض ہے۔ مسلم شریف میں صحیح موجود ہے کہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلعم حَرَّمْتُ عَلَیْکُمُ الْمُتْعَۃَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم پر متعہ کو قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے۔

پس جب حضور علیہ السلام نے حرمت تابیدی کا حکم فرمایا تو حرمت کی نسبت سیدنا عمرؓ کی طرف کرنا یقیناً خلافِ واقع ہے۔

مغالطہ ۱: تقریرِ مغالطہ متعہ کی نسخ کے متعلق چونکہ روایتیں متحد نہیں اس لئے یہ عذر غیر قابل سماعت ہے۔

جواب ۱: متعہ بحالت اضطرار جائز ٹھہرا بعدہٗ حرمت کا اعلان کیا گیا تعدد وجوہ کے پیشِ نظر تعدد حرمت کا اعلان قطعاً ناروا نہیں۔ پس اس بنا پر حرمت سے انکار کرنا قطعاً غلط ہے۔

جواب ۲: روایتیں متعدد ہیں کہیں غزوہ اوطاس کا ذکر ہے کہیں فتح مکہ کا لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ غزوہ اوطاس فتح مکہ سے واپسی پر ہوا۔ نسائی میں حنین میں حرمت

کا اعلان کتابت کی غلطی ہے۔ پس بہر حال متعہ حرام ہے اور قیامت تک حرام رہے گا۔

مغالطہ ۲۱:۔ تکرار نسخ واقعہ کے ضعف کو مستلزم ہے۔

جواب:۔ فرمائیے تحویل قبلہ کے متعلق کیا خیال ہے۔

عرض مؤلف

ان دلائل کے پیشِ نظر جتنے دلائل اہل تشیع بیان کرتے ہیں وہ بعض تو قبل از نسخ پر محمول ہیں اور بعض سے مراد متعۃ الحج ہے جس طرح حضرت اسماء بنت عمیس کی روایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ فرماتی ہیں ہم حضورؐ کے زمانہ میں متعہ کرتی تھیں اور حوالہ تفسیر مظہری کا دیا جاتا ہے چنانچہ میں نے جب تفسیر مظہری میں اس مقام کو دیکھا تو اس میں طحاوی اور نسائی کا حوالہ دیا گیا ہے لیکن جب طحاوی اور نسائی میں تلاش کیا تو یہ حدیث نہ ملی اور اگر کہیں مل بھی جائے تو وہ یقیناً متعۃ الحج پر محمول ہے۔

اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض ۱:۔ قرآن مجید میں ہے احل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ماؤں بہنوں وغیرھم کے علاوہ تمہارے لئے حلال ہیں کہ اپنے مال خرچ کر کے طلب کرو تزویج کے طور پر نہ کہ شہوت زانی کے طریقے پر۔

اس آیت میں مسافحت سے منع کیا گیا ہے اور احصان کی تلقین کی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ متعہ درجۂ احسان میں نہیں ہے جیسا کہ ملا باقر مجلسی رسالہ متعہ میں رقمطراز ہیں دا گر بنکاح متعہ داشتہ باشد موجب احصان نیست، جواب دیجئے۔

دوسرا اعتراض ۲:۔ قد افلح المومنون الی قولہ تعالیٰ فمن ابتغی وراء ذالک

فاولئک ھم العادون ۔

اس آیت میں ایمانداروں کے لئے فوز و فلاح کا اعلان کیا گیا ہے۔ نیز ایمانداروں کی صفتیں بھی بیان کی گئی ہیں ایمانداروں کے اوصاف میں حقوقِ ازدواجیت کے لئے منکوحہ عورتوں اور لونڈیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ طلب کرنے والوں کو حدودِ شرعیت سے نکلنے والا بتایا گیا ہے تو کیا اس میں صراحۃً متعہ بازوں کو خلافِ شرع نہیں بتایا گیا۔ جواب درکار ہے۔

تیسرا اعتراض:۔ متعہ افضل ہے یا نکاح ان کے مابین وجوہ افضلیت پر طبع آزمائی کیجئے۔

چوتھا اعتراض:۔ اگر متعہ افضل ہے تو اس کی تائید میں کسی امام کی صحیح روایت پیش کیجئے اور اگر نکاح افضل ہے تو اس کے اس قدر فضائل کیوں منقول نہیں۔

پانچواں اعتراض:۔ قرآن مجید میں ہے فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔

(ترجمہ) پس اگر تم کو عدم انصاف کے اندراج کا خوف دامن گیر ہو تو ایک عورت پر اکتفا کرو یا لونڈیوں پر۔

مذکورہ آیت میں منکوحہ کے علاوہ لونڈیوں کا ذکر ہے اگر دین میں متعہ کا بھی کوئی مقام تھا تو خدا تعالےٰ نے ذکر کیوں نہیں فرمایا۔

چھٹا اعتراض:۔ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ۔

(ترجمہ) اور جو شخص پاک دامن مومنات کے نکاح کی طاقت نہیں رکھتا۔ پس وہ مومنہ لونڈیوں سے نکاح کر لے۔ راستے صرف دو ہیں نکاح المومنات یا نکاح الاماء۔ اس کے علاوہ متعہ اگر ضروری یا جائز تھا تو خدا تعالےٰ نے کیوں ذکر نہیں فرمایا۔

ساتواں اعتراض:۔ حضرت علیؓ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:۔

قال حرم رسول اللہ صلعم الحمار الاھلیۃ ونکاح المتعۃ واستبصا باب المتعۃ

(ترجمہ) فرمایا رسولِ خدا نے گدھوں کے گوشت اور متعہ والے نکاح کو حرام فرمایا تھا۔

آٹھواں اعتراض:۔ عن المفضل قال سمعت ابا عبد الله یقول فی المتعة دعوها اما یستحی احدکم ان یری فی الموضع العورة فیحمل ذالك علی صالحی اخوانه واصحابه (فروع کافی ج ۲ ص ۱۹۳)

(ترجمہ) مفضل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر سے سنا تھا آپ نے متعہ کے بارے میں فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیا تم میں سے کسی کو حیا نہیں آتا کہ بیگانہ عورت کا وجود دیکھ کر اپنے نیک بھائیوں کے سامنے اس کا ذکر کرنے بیٹھ جائے۔

پس اگر متعہ جائز تھا تو آپ نے اسے منع کیوں فرمایا۔

اس کے علاوہ فقہ الرضا باب النکاح میں علامہ حلی نے اور تحفۃ المومنین میں اور کتاب المحاسن البرقی میں بھی حرمتِ متعہ کی روایتیں حضرت علیؓ کی زبانِ اقدس سے موجود ہیں۔

نواں اعتراض:۔ اگر متعہ شیعہ مذہب میں جائز ہے تو صاحب مجالس المومنین نے مجلس دوم میں یوں کیوں لکھا ہے

"اگر متعہ روا بودے امام برحق چرا التفات بنکاح و طلاق فرمودے۔"

(ترجمہ) اگر متعہ جائز ہوتا تو امام حسنؓ کیوں نکاح و طلاق کی طرف توجہ فرماتے۔

بحث متعلق تقیہ

تقیہ امامیہ کے مذہب کی جان ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سب ائمہ کو اس کا عامل تصور کرتے ہیں اہلسنت کے نزدیک بوقتِ اضطرار تقیہ کا وہی حکم ہے جو الا ما اضطررتم میں لحم خنزیر کا حکم ہے یعنی جواز وقتِ اضطرار۔

چونکہ امامیہ حضرات کے مذہب کا مدار ہی تقیہ پر ہے لہٰذا ہم اولاً تقیہ اور توریہ کے درمیان مابہ الامتیاز فرق واضح کریں گے اور اس پر اہل تشیع کی معتبر کتابوں سے دلائل بیان کریں گے۔

ثانیاً ان کی کتب سے تقیہ کے فضائل کا ذکر کریں گے۔ ثالثاً اہل تشیع کے استدلالات نقل کریں گے اور ان کے جوابات درج کریں گے۔ رابعاً اہلسنت کی طرف سے قارئین تقیہ پر چند اعتراضات کریں گے۔ وَبِیَدِ اللّٰہِ اَزِمَّۃُ التَّوْفِیْقِ

(تقیہ) خوف کی وجہ سے دین و مذہب کو چھپانا اور اس کے ظاہر نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

(توریہ) ذو معنی کلام کو کہتے ہیں جس سے بچاؤ بھی ہو جائے اور اگر سوچا جائے تو فی الواقع کلام صادق بھی ہو۔

نوٹ:۔ تقیہ کا مفہوم ہمارے نزدیک اور ہے اور اہل تشیع کے نزدیک اور۔

(۱) اہل تشیع کے نزدیک دین کے نو حصے تقیہ میں ہیں لیکن اہلسنت کے نزدیک ایسا نہیں ہے

(۲) اہل تشیع کے نزدیک جو تقیہ نہ کرے وہ بے ایمان ہے لیکن ہمارے نزدیک تارک تقیہ ایمان دار ہے۔

(۳) اہل تشیع کے نزدیک تقیے کے لئے اضطرار شرط نہیں جس طرح بزعمہم یوسف علیہ السلام کو کسی کا خوف نہ تھا اور نہ مضطر تھا اور ہمارے نزدیک اضطرار شرط ہے۔ (اصول کافی)

(۴) اہل تشیع کے نزدیک جس نے تقیہ نہ کیا اور موت کو ترجیح دے دی وہ بے ایمان ہو کر مرا لیکن ہمارے نزدیک وہ شہید ہو کر فوت ہوا۔ اس لئے کہ اس نے جان کو ایمان پر قربان کر دیا۔ (نور الانوار۔ بحث القربۃ)

(۵) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ ہر خاص و عام کے لئے ضروری ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ اجازت عوام کے لئے نہیں۔

(۶) اہل تشیع کے نزدیک تقیہ واجب ہے لیکن ہمارے نزدیک درجہ جواز میں ہے جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہے۔

(۷) اہل تشیع کے نزدیک بصورت تقیہ ہجرت کی ضرورت ہے۔

حقیقتِ تقیہ پر چند شواہد

ملا باقر مجلسی نے مرءۃ العقول شرح الفروع والاصول ج ۲ ص ۱۹۵ میں تقیہ کی تعریف ان

ان لفظوں سے کی ہے۔

پہلا شاہد۔ مِنَ الْاِعْتِقَادِ بِالْحَقِّ قَلْبًا اَوِ الْعَمَلُ بِالْحُکْمِ الْاَصْلِیِّ سِرًّا وَاِظْهَارُ خِلَافِ کُلٍّ مِّنْهُمَا عَلَانِیَةً۔

(ترجمہ) قلب میں حق کا اعتقاد رکھے خفیہ حکم اصلی پر عمل کرتا ہے لیکن لوگوں کے روبرو

عقیدہ ظاہر کرے اور نہ عمل صحیح۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تقیہ میں ظاہری طور پر ذرہ بھر بھی صداقت کا نہیں ہوتا۔

دوسرا شاہد:۔ امام جعفر صادق کی روایت اصول کافی باب التقیہ میں موجود ہے ص ۱۹۵

الحسنۃ التقیۃ الاذاعۃ۔ (ترجمہ) نیکی تقیہ کرنا ہے اور برائی حق کو ظاہر کرنا ہے۔ (حاشیہ مرءۃ العقول)

تیسرا شاہد:۔ لِاَنَّ اَخْشَ الْخَلْقِ فِیْ کُلِّ عَصْرٍ لَمَّا کَانُوْا مِنْ اَیْدِ الْبِدَاعِ شَرَعَ اللّٰهُ التَّقِیَّةَ فِی الْاَقْوَالِ وَالْاَفْعَالِ وَالسُّکُوْتَ عَنِ الْحَقِّ لِخُلَّصِ عِبَادِهٖ عِنْدَ الْخَوْفِ لِحِفْظِ نُفُوْسِهِمْ وَدِمَائِهِمْ وَاَعْرَاضِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ۔

چوتھا شاہد۔ اَلتَّقِیَّةُ تَبِیْحُ کُلَّ شَیْئٍ حَتّٰی اِظْهَارَ کَلِمَةِ الْکُفْرِ وَلَوْ تَرَکَهَا اَثِمَ۔ (مرءۃ العقول ص ۱۹۶)

(ترجمہ) تقیہ ہر چیز کو جائز کر لیتا ہے حتیٰ کہ کلمہ کفر کے اظہار کو بھی۔ اگر تقیہ کو ترک کرے گا گنہگار ہوگا۔

عرضِ مؤلف

تقیہ اور اس کے مورد استعمال اور وجوہ تقیہ کا تعارف ہو چکا۔ اب آپ ہی غور کیجئے کہ

جھوٹ اور تقیہ میں کیا فرق ہے۔

تقیہ کے فضائل

اصول کافی کے باب التقیہ میں حسب ذیل فضائل مندرج ہیں۔

(۱) اَلتَّقِیَّۃُ جُنَّۃُ الْمُؤْمِنِ (ترجمہ) تقیہ مومن کی ڈھال ہے۔

(۲) التقیۃ من دینی ودین اٰبائی (ترجمہ) تقیہ میرے اور میرے باپ دادوں کے دین سے ہے۔

(۳) لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ (ترجمہ) جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔

یہ سب حوالہ جات آپکو اصول کافی بر حاشیہ مرآۃ العقول کے ص ۱۹۵،۱۹۶ میں ملیں گے۔

توریہ کی تشریح

فلک النجاۃ ج ۲ ص۲۱ میں ہے توریہ وہ کلام ہے جو دو معنی رکھتا ہو۔ معنی ظاہر تو مخاطب کے سمجھنے کے لئے رکھا جائے اور متکلم دوسرے معنے کا قصد کرے تاکہ اس کی بات جھوٹی بھی نہ ہو اور آفت سے بھی رہائی ہو جائے۔ ضرورت کے وقت توریہ صحابہ کرامؓ اور سلف سے بھی منقول ہے۔

نوٹ:۔ فلک النجاۃ اہل تشیع کی تصنیف ہے۔

وجوب تقیہ پر اہل تشیع کے دلائل

پہلا استدلال:۔ الا ان تتقوا منھم تقٰۃ (بخاری مع الفتح ص۲۶۲ میں ہے قال الحسن التقیۃ الی یوم القیامۃ (منقول از فلک النجاۃ)

(ترجمہ) مگر یہ کہ ڈر جاؤ ان سے ڈرنا۔ کہا حضرت حسنؓ نے تقیہ قیامت تک جاری رہے گا۔

جواب ۱:۔ تقیہ کے وجوب پر مذکورہ دلیل دلالت نہیں کرتی۔ کیونکہ الا حرف استثناء کا ہے اور یہ اضطراری حالت پر محمول ہے اور اضطراری کیفیت میں ہم بھی اسی طرح جواز کے

جواب ا:۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اگر تقیہ باز ہوتے تو ان کو آگ میں جانا نہ پڑتا چھپے میں مخالفین توحید کا ان کو ڈال دینا بتاتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اعلاء کلمۃ اللہ میں کبھی بھی تقیہ نہیں کیا تھا۔

جواب ۲:۔ قرآن مجید میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق حسب ذیل لقب بیان کیا گیا ہے
وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا۔

(ترجمہ) قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کر دیجئے بلاشبہ وہ سچا نبی تھا۔

پس جن کو قرآن مجید میں سچا کہا گیا ہو اس کے خلاف اگر حدیث میں آجائے تو وہ حدیث یقیناً قابل قبول نہ ہوگی۔ بلکہ حدیث کے مفہوم کی حقیقی تاویل یوں کی جائے گی کہ یہ واقعات مخاطبین کی حیثیت سے کذب کہے جا سکتے ہیں۔ فی الحقیقت کوئی بھی جھوٹ نہیں اور اس کی مثال قرآن مجید میں موجود ہے۔

جس طرح قرآن مجید میں خدا تعالےٰ کو عالم الغیب کہا گیا ہے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں ہے اور جو کچھ بھی مخفی ہے وہ مخاطبین کی حیثیت سے ہے۔

(بحث متعلق إِنِّي سَقِيمٌ) یہ اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ جبکہ قوم نے آپ کو ایک میلے پر جانے کے لئے مجبور کیا تو آپ نے فرمایا میں بیمار ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ بیمار کو ہی بیماری کی خبر ہوتی ہے۔ اس بیان پر آپ کے متعلق یہ کہنا کہ بیمار نہیں تھے قول نبوت کی تکذیب ہے۔

اور اگر حدیث کا لحاظ کیا جائے تو مطلب یوں بنتا ہے کہ میں تمہارے نزدیک بیمار ہوں۔

(بحث متعلق هٰذِهٖ أُخْتِي) یہ آپ نے اس وقت فرمایا۔ جب کہ ایک جابر بادشاہ کے سامنے گئے اور ظاہر ہے کہ ہر مسلمان عورت مرد کی بحیثیت اسلام اور ابن آدم ہونے کے بہن ہی ہوتی ہے۔

(بحث متعلق بل فعلہ کبیرھم ھذہ) آپ نے پہلے فرما دیا تھا۔

لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ ضرور میں تمہارے بتوں سے کوئی تجویز کروں گا۔ اب جبکہ ستیاناس کر دیا تو یہ شانِ نبوت کے خلاف ہے کہ وہ اپنے کئے کا برسرِ عام انکار کرتے پس مطلب یہ ہوا کہ جب قوم نے یہ استفسار کیا (اے ابراہیمؑ کیا آپ نے ہمارے بتوں سے ایسا کیا ہے) تو فرمایا بَلْ فَعَلَهٗ بلکہ کیا ہے یعنی انکار نہیں کیا۔ قرآن میں یہاں وقف بھی موجود ہے۔ اور آگے فرمایا كَبِيْرُهُمْ هٰذَا بڑا انکار یہ ہے جس کے کندھے پر کلہاڑا تھا۔۔ ان سے دریافت کرو اگر یہ بول سکتے ہوں، اور اگر حدیث کا لحاظ کیا جائے تو مطلب یہ بنے گا۔ ان خداؤں کے بڑے نے کیا ہے۔ انہوں نے تو بڑا وہی سمجھا جس کے کندھے پر کلہاڑا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بڑا وہ تصور کیا جو ربِ اکبر ہے۔

(اہل تشیع کے امام پر اتہام) اصول کافی میں ایتھا العیر کہنے کی نسبت حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف کی گئی ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ من ادعی فعلیہ البیان۔

عرضِ مؤلف

تقیہ تب متحقق ہوگا جب صاحبِ ایمان سے حق دریافت کیا جائے اور وہ جان کے خوف سے حق کا اظہار نہ کرے۔ اگر صاحبِ نبوت نے ہی ابتدا سے اخفا کا حکم دیا ہوا ور ان اسرارِ مخفیہ کے عدمِ اظہار سے دین کو نقصان بھی نہ پہنچتا ہو تو اسے تقیہ کہنا خلافِ تحقیق ہے اس تقریر سے صاحب ملک النجاۃ کے سب مغالطوں کی تردید ہوگئی۔ فافہم تزشد

قائلینِ وجوبِ تقیہ پر اہلسنت کی طرف سے چند اعتراضات

پہلا اعتراض :- فرمائیے انبیاء و رسل کی بعثت کی علتِ غائی کیا ہے۔ اعلاء کلمۃ اللہ یا اخفاء۔ اگر اخفاء ہے تو ترسیلِ رسل کا کیا فائدہ اور اگر اعلاء ہے تو تقیہ باطل۔

دوسرا اعتراض :- يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ میں حضور علیہ السلام

تبلیغ قرآن پر مامور تھے۔ پس فرمائیے کہ آپ قرآن کی تبلیغ کرتے تھے یا نہ اگر نہیں کرتے تھے تو نبی نہ رہے جبکہ نبوت کا معنے ہی خبر دینا ہے اور اگر ساکت و صامت رہتے تھے تو حامل بالقرآن نہ رہے۔

تیسرا اعتراض:۔ اگر تقیہ جزو دین ہے تو حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ میں کیوں ڈالا گیا کیا ان پر تقیہ واجب نہیں تھا۔

چوتھا اعتراض:۔ اگر تقیہ ضروری تھا تو حضور علیہ السلام کو طائف میں لہولہان کیوں ہونا پڑا کیا وہ تقیہ کی اہمیت سے ناواقف تھے۔

پانچواں اعتراض:۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مقابلہ میں تلوار نیام سے نکالی فرمائیے تقیہ پر عمل کیوں نہ کیا۔

چھٹا اعتراض:۔ اگر تقیہ ضروری تھا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں اسے ترک کیوں کیا اور اہل و عیال کو تقیہ کر کے بچا کیوں نہ لیا۔

ساتواں اعتراض:۔ قرآن مجید میں ہے لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ کَانُوْا لَا یَتَنَاہَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْہُ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔ ۱۲

(ترجمہ) بنی اسرائیل میں سے منکرین پر خدا کی لعنت کی گئی ہے اس لئے کہ وہ گناہ کرتے تھے اور حدود شریعت کو توڑتے تھے۔ ارتکاب معصیت کا مطلب یہ ہے کہ بُرے کام جو بھی کرتا تھا اسے روکتے نہیں تھے۔ البتہ بُرے کام کرتے تھے۔ ۱۲ فرمائیے کیا جواب ہے۔

آٹھواں اعتراض:۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔ (پ ۴)

(ترجمہ) تم بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کے لئے نمونۃً ظاہر کی گئی تمہارے پروگرام میں سے ایک امر بالمعروف ہے دوسرا نہی عن المنکر۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جب خیر امت کے اوصاف

میں سے اعلانِ حق اور برائیوں سے روک تھام ہوا تو ائمہ کرام اہل تشیع کی نگاہوں میں کیسے رہے جبکہ انہوں نے تقیہ کر کے اعلانِ حق اور نہی عن المنکر ترک کیا۔

نواں اعتراض:۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ (قرآن کریم)

(ترجمہ) تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف بلائے۔ شریعت کا حکم دے اور برائیوں سے روکے، اگر یہ آیت صداقت پر مبنی ہے تو ائمہ کرام نے اس پر عمل نہ فرمایا۔

دسواں اعتراض:۔ اصول کافی میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے سیدنا علی مرتضیٰؓ کو ایک مہر عنایت فرمائی اور وہ مہر زدہ تمام ائمہ کے پاس آتی رہی۔ جب اسے توڑا گیا تو اس میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِهِمْ وَانْشُرْ عُلُوْمَ اَهْلِ بَيْتِكَ۔

(ترجمہ) لوگوں کے سامنے حق بیان کیجئے اور انہیں فتویٰ دیجئے اور اہلبیت کے علوم کی نشر و اشاعت فرمائیے۔! اب جواب طلب امر یہ ہے کہ اگر دین کی اشاعت کا حکم ہے تو تقیہ کیسا اور اگر تقیہ ضروری ٹھہرا تو مہر میں ہدایت کیسے۔

گیارھواں اعتراض:۔ احتجاج طبرسی ص۔ غزوات حیدری ص۔ میں ہے کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب تختِ خلافت پر سیدنا ابوبکر صدیقؓ جلوہ افروز ہوئے تو معاذ اللہ سیدنا علیؓ نے اپنی بیوی کو گدھے پر سوار کر کے مدینہ کی ہر گلی میں پھرایا اور مہاجرو انصار کے دروازے پر بطور شکایت لے گئے۔ فرمائیے تقیہ کی اہمیت کدھر گئی۔

بارھواں اعتراض:۔ اگر ائمہ کرام کے متعلق یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انہوں نے تقیہ کر کے ایام بسر کئے اور بقولِ اہل تشیع صحابہ کرامؓ ایمان سے خالی ہو گئے تو فرمائیے اس زمانہ تک اسلام الٰہی

ہیں یا نہ، نیز سیدنا علی مرتضیٰؓ نے بھی ان پر تبرّا کیا یا نہ، ان کی ارسال کردہ لعنت صحابہ کرامؓ تک بالعموم یا بالخصوص پہنچتی ہے یا نہ، ان مباحث ثلاثہ کو ہم نمبروار بیان کریں گے۔

بحث استحقاق یا عدم استحقاق

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ وانصار اور ان کے تبعین باحسان میں سے کوئی بھی لعنت کا مستحق نہیں۔

ذیل میں اس دعوے کے لئے چند استدلالات تحریر کئے جاتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۱:۔ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ

(ترجمہ) پس ان صحابہؓ سے درگزر فرمایئے اور ان کے لئے طلب مغفرت فرمایئے اور ان سے کاروبار میں مشورہ طلب فرمایئے۔

طرز استدلال:۔ پروردگار عالم نے صحابہ کرامؓ کی لغزشوں سے درگزر کرنے کا حضور علیہ السلام کو مکلف بنایا اور حضورؐ کو ان کے لئے طلب مغفرت پر مامور فرمایا۔ نیز ان سے مشاورت کرنے پر بھی مجبور کیا۔

اب آپ ہی فرمایئے کہ جن کے قلوب کی تالیف خدائے قدوس کو منظور ہے ان سے اظہار برأت کہاں تک عقل کے مطابق ہے۔

استدلال ۲:۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ۔ (پ)

(ترجمہ) اے محمد مصطفیٰؐ ان لوگوں کو (جو کہ صبح شام اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں اللہ کی رضا کے پیش نظر) اپنے سے دور نہ فرمایئے۔ اور اپنی آنکھیں ان سے متجاوز نہ کیجئے۔

طرزِ استدلال:۔ مذکورہ آیت میں حضور علیہ السلام کو صحابہ کرامؓ کے ساتھ پیوستہ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ صرف اتصال پر بس نہیں بلکہ آپ کو ان سے نگاہ متجاوز کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ فرمایئے جن کے قرب مراتب کی یہ شان ہو ان پر تبرا کر کے تیر پھینکنا کہاں کا انصاف ہے۔

استدلال ۳:۔ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنَ الظّٰلِمِينَ۔ (پ)

(ترجمہ) اگر آپ نے صحابہ کرامؓ کو اپنے سے جدا کر دیا تو العیاذ باللہ ظالموں سے ہو جائیں گے۔

طرزِ استدلال:۔ یہ تہدید و تخویف اور زجر و توبیخ اس لئے ہے تاکہ صحابہ کرامؓ کی رفعتِ شان اور قدر و منزلت مسلمانوں کے سامنے واضح ہو جائے پس جس طرح حضور علیہ السلام کا ظالم ہونا محال ہے اسی طرح حضورؐ سے صحابہ کرامؓ کا جدا ہونا بھی محال ہے۔ پس تبرا ایسے حضرات سے کرنا یقیناً خلافِ قرآن ہے۔

استدلال ۴:۔ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ۔

(ترجمہ) قیامت کے دن خدا تعالیٰ سرورِ کائناتؐ اور آپ کے ساتھیوں کو ذلیل نہ کریگا۔

طرزِ استدلال:۔ روزِ روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے قریب ذلت و رسوائی بھٹک بھی نہیں سکتی اور ذلت لعنت کا دوسرا مفہوم ہے۔

استدلال ۵:۔ أُولٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔

(ترجمہ) صحابہ کرامؓ خدا تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی بڑے مرتبے والے ہیں۔

طرزِ استدلال:۔ مرتبۂ عظمیٰ تک لعنت کی رسائی قطعاً ناممکن ہے۔

استدلال ۶:۔ أُولٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔

(ترجمہ) صحابہؓ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کی پرہیزگاری کا امتحان خدا نے لیا اور رزلٹ میں مغفرت اور رزق کریم کا اعلان فرمایا۔

طرزِ استدلال:۔ مغفور و مرحوم ملعون نہیں ہوتے اور جو ملعون ہوتے ہیں وہ مغفور و مرحوم نہیں ہوتے۔

کیا سیدنا علیؓ نے تبرّا کیا؟

(۱) تبرّا تو کیا بلکہ ان کو اپنا بھائی کہا۔ (نہج البلاغہ ج ا صـ۲۳۹ منقول از اہلسنت پاکٹ بک حصہ اوّل)

(۲) اظہارِ نفرت تو کیا بلکہ ان کو بے مثل کہا (نہج البلاغہ ج ا صـ۱۹)

(۳) لعنت تو کیا بلکہ ان کو مرجع المسلمین فرمایا عامل بالسنۃ فرمایا (نہج البلاغہ ج ۲ صـ۳۹)

(۴) بھاوج کا نکاح کر دیا اور اپنے بھائیوں سے ترجیح فرمائی (حق الیقین صـ۱۲۱)

(۵) دربارِ فاروقی میں مفتوحہ لونڈی کو قبول کیا۔ (اصول کافی صـ۲۹۶ طبع نجف اشرف برحاشیہ مرآۃ العقول)

(۶) صدیق اکبرؓ کے ہاتھ بیعت کی۔ (احتجاج طبرسی صـ۵۴)

(۷) فاروق اعظمؓ کے ساتھ اپنی صاحبزادی کا نکاح فرمایا۔ (فروع کافی ج ۲ صـ۳۱۲ الصافی کتاب الحجۃ صـ۳ مطبوعہ نولکشور)

(۸) سیدنا عثمانؓ کو عالم اور صحابی فرمایا (نہج البلاغہ ج ۲ صـ۸۴ مطبوعہ الاستقامہ مصریہ)

(۹) سیدنا عثمانؓ کے دروازے پر جا کر ان کی تعریف فرمائی۔ (نہج البلاغہ ج ۲ صـ۸۴)

(۱۰) سیدنا عثمانؓ کے دامادِ نبیؐ ہونے کا اقرار کیا۔ (نہج البلاغہ ج ا صـ۱)

(۱۱) سیدنا عثمانؓ کی پہرہ داری کے لئے حسنینؓ کو بھیجا۔ (حاشیہ نہج البلاغہ ج ا صـ۱)

(۱۲) سیدنا صدیق اکبرؓ کے پیچھے مدت العمر تک نمازیں ادا کیں۔ (احتجاج طبرسی صـ مطبوعہ تہران)

(۱۳) بعد از اختتامِ جنگ امیر معاویہؓ کی تعریف فرمائی۔ (نہج البلاغہ ج ۳ صـ۱۲۶)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سیدنا علیؓ صحابہ کرامؓ سے محبت رکھتے تھے۔ اب مدعیانِ محبت علیؓ کو چاہیئے کہ اپنے بناوٹی مذہب کو چھوڑ کر تبرّا سے توبہ کر کے سیدنا علیؓ کی پوری اتباع و اطاعت کریں۔

کیا صدیقؓ و فاروقؓ تک لعنت پہنچتی ہے یا نہ ؟ ؟

استدلال:۔ مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى (پ)

(ترجمہ) اسی زمین سے ہیں نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو دوبارہ لوٹاؤں گا اور اسی سے تم کو دوسری دفعہ نکالوں گا۔

طرز استدلال:۔ ترجمہ مقبول کے حاشیہ پر مسطور ہے کہ نطفہ جب رحم میں پہنچ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک فرشتہ کو بھیج دیتا ہے کہ وہ اس مٹی میں سے جس میں یہ شخص دفن ہونے والا ہے تھوڑی سی لے آئے، چنانچہ وہ فرشتہ لا کر نطفہ میں ملا دیتا ہے اور اس شخص کا دل اس مٹی کی طرف مائل ہوتا رہتا ہے جب تک اس میں دفن نہ ہو جائے۔ اس سے حسب ذیل فوائد معلوم ہوئے۔

(۱) روضۂ اقدس کی مٹی سے ہی شیخین کی مٹی کا خمیر ہے (۲) روضۂ مقدس رحمۃ للعالمین کا مقام ہے جہاں لعنت کا گزر نہیں (۳) وہاں کی مٹی بھی مرحوم اور مٹی والے بھی مرحوم۔

استدلال نمبر ۲:۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۲ مطبوعہ تہران)

(ترجمہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر اور منبر کے درمیان کی جگہ باغیچے بہشت سے ایک معزز باغ ہے۔

طرز استدلال:۔ پلو ٹھیک ہوئی جب ان کا مستقر ہی بہشت ٹھہرا تو یہاں لعنت کا گزر بھی نہیں ہو سکتا۔

استدلال نمبر ۳:۔ درمیان قبر ومنبر من است از باغہائے بہشت۔ (جلاء العیون ص ۱۵۹ مطبوعہ تہران)

طرز استدلال واضح ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

استدلال نمبر ۴:۔ اِنَّ اللَّعْنَةَ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ فِيْ صَاحِبِهَا تَرَدَّدَتْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِنْ وَجَدَتْ مَسَاغًا وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلٰى صَاحِبِهَا۔ (اصول کافی ص ۲۵۴ حاشیہ مرآۃ العقول ص ۳۵۱ مطبوعہ نجف اشرف)

(ترجمہ) بیشک لعنت جب لعنت کرنے والے کے منہ سے نکلتی ہے تو آسمان و زمین کے درمیان گھومتی ہے پس اگر کوئی مقام اسے مل جاتا ہے تو ٹھہر جاتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے کے چہرے پر واپس لوٹتی ہے۔

طرز استدلال:۔ روضۂ مقدس کے اندر بھی رحمت ہے اور باہر بھی رحمت ہے کیونکہ اندر تو رحمۃ للعالمین آرام فرما ہیں اور باہر رحمت کے فرشتوں کا اژدہام ہے۔ اب لعنت کو وہاں جانے دیتا کوئی نہیں پس

آپ ہی فرمائیے کہ یہ لوٹنی ہے تو کہاں۔ اعاذنا اللہ منہا۔

رہا تولا تو وہ محبت کا ترجمان ہے لیکن انہیں لفظوں سے عقائد میں شہرت کسی کو بھی نہیں۔

عرضِ مؤلّف

حضرات اہل تشیع کے عقائد کے سلسلے میں مباحث اجمالی طور پر ختم ہو چکے ہیں اب ذیل میں وضو نماز کے مختلف فیہ مسائل پر اظہارِ خیال کیا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

بحث متعلق غسل الرّجلین!!

اہلسنت وضو میں پاؤں کے دھونے کو فرض سمجھتے ہیں اور اہل تشیع مسح کو لیکن عملی طور پر سب سے پہلے وہ پاؤں کو دھو لیتے ہیں اور سب اعضاء دھو لینے کے بعد پھر پاؤں پر مسح کر لیتے ہیں۔ بحمد اللہ اہلسنت کے دلائل حسب دستور سابق قوی اور مستحکم ہیں۔

نوٹ:۔ انشاء اللہ ہم اس مسئلے کو نہایت سادگی سے تحریر کریں گے۔

استدلال ۱:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو پس منہ کو دھوؤ اور ہاتھوں کو دھوؤ کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں کا اور پاؤں کو دھوؤ ٹخنوں تک۔

طرزِ استدلال:۔ مذکورہ آیت میں امر کے دو صیغے ذکر کئے گئے ہیں ایک فَاغْسِلُوا ہے دوسرا اِمْسَحُوا ہے ان دونوں صیغوں کے یکے بعد دیگرے چار جمع کے صیغے لائے گئے ہیں وُجُوهَكُمْ۔ أَيْدِيَكُمْ۔ بِرُءُوسِكُمْ۔ أَرْجُلَكُمْ ان چاروں میں سے تین صیغے منصوب لائے گئے ہیں اور ایک مجرور۔ منصوب صیغے یہ ہیں کہ وُجُوهَكُمْ۔ أَيْدِيَكُمْ۔ أَرْجُلَكُمْ اور مجرور صیغہ صرف ایک ہے

اور وہ بِرُؤُسِکُمْ ہے پس بِرُؤُسِکُمْ کا تعلق مسح سے ہے اور باقی تین صیغوں کا تعلق فَاغْسِلُوْا سے ہے یعنی اَرْجُلَکُمْ منصوب کا عطف وُجُوْهَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ منصوب صیغوں پر ہے پس جس طرح منہ اور ہاتھوں کو دھونا فرض ہے اسی طرح پاؤں کو دھونا بھی فرض ہے۔

نوٹ:۔ منصوب سے مراد زبر والے صیغے ہیں اور مجرور سے مراد زیر والے صیغے ہیں۔

استدلال نمبر ۲:۔ مذکورہ آیت میں جو دھونے کے لائق اعضاء ہیں ان کے رفع شبہ کیلئے حدود مقرر کئے گئے ہیں یعنی ہاتھوں کو کندھوں تک دھونا ضروری نہیں کہنیوں تک دھونا ضروری ہے اسی طرح پاؤں زانوؤں تک دھونا ضروری نہیں ٹخنوں تک دھونا ضروری ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان کا دھونا ہی فرض ہے اگر مسح فرض ہوتا تو ان کے حدود بیان کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

استدلال نمبر ۳:۔ موجودہ آیت میں متفق قرأت کے پیش نظر اَرْجُلَکُمْ منصوب ہونا ہی پاؤں دھونے کے لئے کافی اور وافی دلیل ہے غیر متلوہ قرأت کا لفظ اس قرأت سے نہ مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ مخالفت لہٰذا متواترہ قرأت کے مطابق دھونا ہی ثابت ہوتا ہے۔

استدلال نمبر ۴:۔ مذہب اہلسنت کے مطابق غسل الرجلین کے سلسلے میں پوری احتیاط پر عمل کرنا ہے جس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا اور اگر مسح پر اکتفا کیا جائے تو بر تقدیر صحت مسح بھی احوط نہیں رہے گا کیونکہ غسل تو مسح کو متضمن ہے لیکن مسح غسل کو متضمن نہیں پس اس میں مذہب اہلسنت کے مطابق عمل کرنا ہی ضروری ہے۔

استدلال نمبر ۵:۔ روی العیاشی عن علی ابن ابی حمزہ قال سالت ابا ابراهیم عن القدمین فقال تغسلان غسلاً۔ (بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ ص۳۵۔ منقول از کتب اہل تشیع)

(ترجمہ) عیاشی نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ابو ابراہیم سے قدمین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا کہ ان کو دھویا جائے۔

استدلال نمبر ۶:۔ روی محمد بن النعمان عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا نسیت مسح راسک حتی تغسل رجلیک فامسح راسک ثم اغسل رجلیک (بحوالہ تحفہ ص۳۵

(ترجمہ) ابوبصیر شیعہ راوی نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی امام صاحب نے فرمایا جب تو سر کا مسح بھول جائے حتی کہ پاؤں کو دھو بیٹھے تو پھر مسح کر کے پھر پاؤں دھو لینا۔

استدلال ۷:۔ (اَمَّا فِی الْمَسْحِ فَلِاَنَّ الْفَصْلَ اَوْلٰی بِهٖ) (مرآۃ العقول ج ۲ ص ۱۹۴)

(ترجمہ) بہرحال مسح کے سلسلے میں تقیہ کرنا اس لئے جائز ہے کہ پاؤں کا دھونا مسح سے افضل ہے اور اعلیٰ ہے۔

استدلال ۸:۔ (ومن خلع وغسل رجلیه فلا انکار علیه والغسل اولیٰ منه) (مرآۃ العقول ج ۴ ص ۹۴)

(ترجمہ) جو شخص موزے اتار کر پاؤں دھولے اس پر شرع کی طرف سے کوئی انکار نہیں اور پاؤں کا دھونا افضل ہے۔

اہل تشیع کے چند مغالطے اور ان کے جوابات

مغالطہ ۱:۔ تیمم وضو کا نائب ہے۔ وضو میں ہاتھ اور منہ دھوئے جاتے ہیں سر کا مسح کیا جاتا ہے۔ سر کا مسح تیمم میں گر گیا لیکن ہاتھوں اور منہ پر تیمم کیا جاتا ہے پس اگر پاؤں کا دھونا بھی وضو میں فرض ہوتا تو یقیناً تیمم میں پاؤں پر مسح کیا جاتا۔

جواب:۔ تیمم صرف وضو کا خلیفہ ہے غسل کا بھی ہے پس اگر جملہ مغسولات کے قائم مقام تیمم کا مسح ہوتا تو غسل کے قائم مقام سارے بدن کا مسح ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ تیمم کا مسح مغسولات کے قائمقام کہنا خود ساختہ قیاس آرائی ہے۔

مغالطہ ۲:۔ آیت مذکورہ میں دو صیغہ امر کے لائے گئے ہیں ایک فاغسلوا ہے اور دوسرا وامسحوا ہے پس جس طرح فاغسلوا کے تحت دو جمع کے صیغے لائے گئے ہیں اسی طرح وامسحوا کے تحت بھی دو صیغے لائے گئے ہیں پس قرآنی ذوق بتاتا ہے کہ منہ اور ہاتھوں کو تو دھونا چاہئیے اور سر اور پاؤں کا مسح کرنا چاہئیے تاکہ قرآنی ترتیب میں فرق نہ آنے پائے۔

جواب ۲:۔ یہ تقریر بظاہر جتنا ہی دلکش کیوں نہ ہو لیکن حقیقت کے قطعاً خلاف ہے کیونکہ

قرآن مجید میں جہاں بھی غسل کا استعمال کیا گیا ہو اور وہاں ان مغسولات کا بیان ہو جن کی تحدید میں ابہام ہو تو وہاں حدود کا بیان ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن قرآن میں جہاں مسح کا ذکر کیا گیا ہے وہاں لفظ الیٰ کے ساتھ حد بندی نہیں کی گئی۔ پس الی الکعبین کے ساتھ حد بندی کرنا بتاتا ہے کہ پاؤں کو دھونا ہی فرض ہے مسح کرنا فرض نہیں۔

اب ذیل میں وہ آیتیں تحریر کی جاتی ہیں جن میں مسح کرنے کا ذکر ہے لیکن تحدید موجود نہیں۔

(۱) فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ (مائدہ)

(۲) فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ (نساء)

جواب ۲: فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ رؤس اور ارجل کو متصل وظیفہ تیمم میں عدم مسح کے پیش نظر اشتراک فی العمل کی حیثیت سے لایا گیا ہے۔ فتأمل

مغالطہ ۳: اہلسنت کی کتابوں میں جب مسح الرجلین کی حدیثیں موجود ہیں تو انکار کیا۔

جواب: وضو دو قسم کا ہے ایک لغوی دوسرا شرعی۔ شرعی وضو میں تو پاؤں کا دھونا فرض ہے اور وہ رفع حدث کیلئے کیا جاتا ہے اور وضو لغوی وہ ہوتا ہے جو وضو علی الوضوء کیا جائے یا کھانا کھانے کے بعد کیا جائے ایسے وضو میں پاؤں کا دھونا فرض نہیں ہے۔

مغالطہ ۴: جب حضرت ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک مسح رجلین کے قائل ہیں تو اہلسنت کو انکار کیوں ہے۔

جواب: ان حضرات کی طرف مسح الرجلین کی نسبت غلط ہے۔ چنانچہ علامہ سید محمود آلوسی بغدادی نے تفسیر روح المعانی ج ۵ ص۷۶ میں لکھا ہے۔ وما یزعمہ الامامیۃ من نسبۃ المسح الی ابن عباس وانس بن مالک وغیرھما فکذب مفتری علیھم فان احداً منھم ماروی عنہ بطریق صحیح انہ جوز المسح۔

(ترجمہ) اہل تشیع نے اپنے گمان کے مطابق جو کہ مسح کی نسبت ابن عباسؓ اور انسؓ بن مالک کی طرف سے کی ہے یہ سراسر جھوٹ ہے افتراء ہے ان میں سے کسی سے بھی صحیح طریقے سے روایت موجود نہیں ہے کہ کسی نے مسح الرجلین کو جائز رکھا ہو۔

مغالطہ، سالہسنت تعداجانے کب تک اپنے رہبروں کی روایتوں کو چھوڑتے رہیں گے جبکہ ابوالعامیہ عکرمہ اور شعبی سے مسئلہ رجلین کا جواز منقول ہے۔

جواب :۔ تفسیر روح المعانی صفحہ ۷۶ میں ہے ونسبتہ جواز المسح الی ابی العامیۃ و عکرمۃ والشعبی زور وبہتان۔

(ترجمہ) ابوالعامیہ عکرمہ اور شعبی کی طرف سے مسح رجلین کے جواز کی نسبت کرنا جھوٹ اور بہتان ہے۔

غسل رجلین کے سلسلے میں کتب اہلسنت سے چند مفید روایتیں

(۱) قَدْ قَالَ عَطَاءٌ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ اَنَّ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَی الْقَدَمَیْنِ ۔

(ترجمہ) عطا نے فرمایا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ میں سے کسی نے قدموں پر مسح کیا ہو۔ (روح المعانی ج ۶ ص ۷)

(۲) سیدنا علی مرتضیٰؓ کے متعلق منقول ہے کہ فغسل رجلہ الیمنی ثلاثا ورجلہ الشمال ثلاثا ثم قال من سرہ ان یعلم وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو ھذا۔

(ترجمہ) پس سیدنا علی مرتضیٰؓ نے دایاں پاؤں تین مرتبہ اور بایاں پاؤں تین مرتبہ دھو کر فرمایا جس کو حضور علیہ السلام کا وضو دیکھنا ہو تو وہ اس وضو کو دیکھ لے۔

یہ حدیث ان کتابوں میں ملے گی!

(۱) نصب الرایۃ حضرت مولانا حافظ جمال الدین زیلعی کتاب الطہارت ج ۱ ص ۳۱ مطبوعہ مصر

(۲) ابوداؤد شریف باب صفۃ الوضوء ص ۱۶ ۔ (۳) سنن نسائی شریف باب غسل الرجل ص ۲۷

(۴) جامع ترمذی شریف باب وضوء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کیف کان ص ۵۳ (۵) سنن ابن ماجہ شریف باب ما جاء فی مسح الراس ص ۳۵

(۶) دار قطنی ص ۳۲ واسنادہ صالح ابن ماجہ ص ۳۵ ابوداؤد ص ۱۶ نیز تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۶ مصری میں ہے

وفی الصحیحین عن عبد اللہ بن عمر قال تخلف عنا رسول اللہ صلعم فی سفرۃ

سافرناها فادركنا وقد ارهقتنا الصلوٰة صلوٰة العصر ونحن نتوضاء فجعلنا نمسح علىٰ ارجلنا فنادىٰ باعلىٰ صوته اسبغوا الوضوء ويل للاعقاب من النار۔

عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ہم سے ذرا پیچھے رہ گئے ایک سفر میں جو کہ ہم سفر کر چکے تھے پس حضور بھی تشریف لے آئے اور صلوٰۃ عصر میں دیر ہو رہی تھی ہم نے وضو کیا تو پاؤں پر مسح کر لیا حضور علیہ السلام نے دیکھ کر بلند آواز سے فرمایا وضو کو پورا کرو۔ جہنم کی آگ ہے ان ایڑیوں کے لئے جن کو پانی نہیں لگا یعنی پانی سے ان کو دھویا نہیں گیا۔

نیز اسی تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص۲۲ میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا ناخن کے برابر پاؤں میں سے کچھ ٹکڑا دھونے سے رہ گیا ہے تو آپؐ نے فرمایا جائیے دوبارہ وضو کیجئے۔ واضح رہے کہ یہ حدیث مسلم شریف، بیہقی شریف اور مسند احمد میں صحیح روایت کے ساتھ موجود ہے بہر حال اہلسنت کو چاہئے کہ مسح رجلین کو ترک کر کے غسل پر عمل کریں اور مفت کی نمازیں ضائع نہ کریں۔

بحث متعلق کلمہ ولایت در اذان

موجودہ دور کے امامیہ حضرات اپنی اذانوں میں توحید و رسالت کی شہادت کے بعد اشهدُ انّ علیّا ولیّ الله امیر المؤمنین امام المتقین وصی رسول الله خلیفۃٌ بلافصل کہتے ہیں اور اہلسنت حضرات نہیں کہتے۔ اب ذیل میں ہم اس کے متعلق دلائل و براہین کے پیش نظر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔

(۱) قرآن مجید میں ہے یا ایها الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی الله ورسوله (حجرات) اے ایمان والو خدا اور اس کے رسولؐ کے حکم سے آگے تجاوز نہ کرو۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ سبقت بلا دلیل ادخال فی الدین ہے جو قطعاً ناجائز ہے لہٰذا اہل تشیع یا تو مذکورہ بالا عبارت حضورؐ کے وقت کی اذان میں ثابت کریں یا پھر ترک کر دیں۔

(۲) مَا كَانَ لِمُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَاتُ ـ

(ترجمہ) کسی ایماندار مرد اور عورت کے لئے خدا اور رسول کے فیصلہ شدہ امر میں اختیار کا کوئی حق نہیں۔ جب معاملہ ایسے ہے تو اب اس اذان سے انحراف کر کے اپنی اذان بنانا اسلام کے کس اصول کے موافق ہے۔

(۳) سیدنا علیؓ کی ولایت مسلم بین الفریقین ہے لیکن صرف ولایت کا اعلان کونسا کمال ہے آپ صرف ولی ہی نہیں رئیس الاولیاء ہیں ایسی ہستی کو صرف لفظِ ولی کا مستحق تصور کرنا انکے خلاف منصوبہ بندی ہے جبکہ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ میں سے اولیاء کی کثرت مستفاد ہو رہی ہے۔

(۴) امیرالمؤمنین کا اعلان بھی خلاف واقع ہے کیونکہ جب اہل تشیع کے نزدیک اس زمانہ کی امامت و امارت امام مہدی کے سپرد ہے تو چاہیے کہ امام زمانہ کے نام کا اعلان کیا جاتا جیسا کہ کلمہ میں اس نبی کا ذکر کیا جاتا ہے جس کا زمانہ ہوتا ہے اگرچہ اُن سے پہلے اولوالعزم پیغمبر کیوں نہ گزر چکے ہوں۔

(۵) واجعلنا للمتقین اماما کی درخواست کی تلقین نے واضح کر دیا کہ یہ لقب بھی صرف آپ سے خصوصیت نہیں رکھتا۔ جس کا برسرِ منبر علی سبیل الامتیاز اعلان کیا جا سکے۔

(۶) وصی رسول اللہ جس حدیث میں وارد ہوا ہے اس کی تحقیق بحوالہ قرۃ العینین اہلسنت پاکٹ بک حصہ دوم میں آچکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

(۷) خلیفہؓ بلافصل کا اعلان دو وجہ سے خلاف واقع اور ناجائز ہے ایک تو یہ کہ چونکہ خلیفہ بلافصل ہونا سیدنا علیؓ کو نصیب نہیں ہوا لہٰذا اس کا اعلان باعث مضحکہ ہے۔ دوسرے یہ کہ اذان میں ولایت و امامت کے اعلان کی ایجاد مذہب اثنا عشریہ کے بانیان سے ثابت نہیں ہوئی اس کے متعلق خود ہی فیصلہ فرمالیں۔

اہلسنت کی اذان کا ثبوت

ثبوت نمبر۱۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُمَا تُشْكِلُ لَهُمَا الْاَذَانَ فَقَالَ

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ ۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ ۔ اشہد ان محمدا رسول اللہ ۔ اشہد ان محمدا رسول اللہ ۔ حی علی الصلوٰۃ ۔ حی علی الصلوٰۃ ۔ حی علی الفلاح ۔ حی علی الفلاح ۔ حی علی خیر العمل ۔ حی علی خیر العمل ۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ ۔ والاقامۃ کذالک ولا باس ان یقال فی صلوٰۃ الغداۃ علی حی علی خیر العمل ۔ الصلوٰۃ خیر من النوم مرتین للتقیۃ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۹۳ باب الاذان والاقامۃ)

(ترجمہ) ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اذان وہی ہے جو کہ اہلسنت کے یہاں ہے صرف حی علی خیر العمل زیادہ پڑھ لینا چاہیئے اور تقیۃً الصلوٰۃ خیر من النوم بھی پڑھ لینا چاہیئے ۔

نوٹ :۔ چونکہ مذکورہ روایت ہماری سند سے ثابت نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک قابل حجت نہیں البتہ الزاماً علی الخصم پیش کی جا سکتی ہے ۔

تائید مزید :۔ قَالَ مُصَنِّفُ هٰذَا الْكِتَابِ هٰذَا هُوَ الْاَذَانُ الصَّحِيْحُ لَا يُزَادُ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُ اس کتاب کے مصنف نے فرمایا ہے کہ یہ صحیح اذان ہے نہ اس سے زیادہ اور نہ کم (مفوضہ گروہ پر اثنا عشری فتویٰ) وَالْمُفَوِّضَةُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ قَدْ وَضَعُوْا اَخْبَارًا وَزَادُوْا فِي الْاَذَانِ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ مَرَّتَيْنِ وَفِيْ بَعْضِ رِوَايَاتِهِمْ بَعْدَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَمِنْهُمْ مَنْ رَوٰى بَدَلَ ذٰلِكَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا مَرَّتَيْنِ وَلَا شَكَّ فِيْ اَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَاَنَّهٗ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا وَاَنَّ مُحَمَّدًا وَّاٰلِهٖ صَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وَلٰكِنْ لَيْسَ ذٰلِكَ فِيْ اَصْلِ الْاَذَانِ وَاِنَّمَا ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِيُعْرَفَ بِهٰذِهِ الزِّيَادَةِ الْمُتَّهَمُوْنَ بِالتَّفْوِيْضِ ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص۹۳)

(ترجمہ) مفوضہ گروہ پر خدا لعنت کرے انہوں نے ایسی حدیثیں بنا لی ہیں اور اذان میں محمد اور آلِ محمد خیر البریۃ کو دو مرتبہ زیادہ کر دیا ہے ۔ اور بعض روایتوں میں انہوں نے علیاً ولی اللہ کو بھی زیادہ کر دیا ہے اور ان کے گروہ میں سے بعض نے اس کے قائم مقام

ان علیاً امیر المومنین بڑھا دیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت علیؓ ولی اللہ بھی ہیں اور امیر المومنین بھی اور حضورؐ اور آپؐ کی آل خیر البریہ بھی ہے لیکن یہ الفاظ اذان میں داخل نہیں اور میں نے اس لئے ذکر کر دیا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ ان لوگوں کے بڑھائے ہوئے الفاظ ہیں جن کو مفوضہ کہا جاتا ہے۔

مفوضہ گروہ کا تعارف:۔ المفوضۃ ھم الذین فوضوا الامر من التحلیل والتحریم الی النبی وعلی وقالوا ان اللہ تعالیٰ لم یحرم شیئاً ولم یحلل۔ (حاشیہ من لا یحضرہ الفقیہ ص ۹۳)

(ترجمہ) مفوضہ گروہ وہ ہے جنہوں نے حلال حرام کو حضور علیہ السلام اور سیدنا علیؓ کے سپرد کیا ہوا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ خدا نے کسی چیز کو حلال و حرام نہیں کیا۔

مفوضہ گروہ کے متعلق امام رضا کا فتویٰ

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الرِّضَا مِنْ ذَمِّ الْغُلَاۃِ وَالْمُفَوِّضَۃِ وَتَکْفِیْرِھِمْ وَتَضْلِیْلِھِمْ وَالْبَرَاءَۃِ مِنْھُمْ وَمِمَّنْ وَالَاھُمْ۔ (احتجاج طبرسی ص ۲۲۳)

(ترجمہ) امام رضا سے روایت ہے کہ غلاۃ اور مفوضہ بُرے ہیں کافر ہیں، گمراہ ہیں ان سے اور ان کے دوستوں سے برات کی جائے۔

مفوضہ گروہ کے متعلق تمام ائمہ کرام کا فتویٰ

وَکَذٰلِکَ رُوِیَ عَنْ اٰبَائِہٖ وَاَبْنَائِہٖ فِیْ حَقِّھِمْ اَلْاَمْرُ بِلَعْنِھِمْ وَالْبَرَاءَۃِ مِنْھُمْ وَاِشَاعَۃَ حَالِھِمْ وَالْکَشْفِ عَنْ سُوْءِ اِعْتِقَادِھِمْ کَیْلَا یَغْتَرَّ بِمَقَالَتِھِمْ ضُعَفَاءُ الشِّیْعَۃِ وَلَا یَعْتَقِدُ مَنْ خَالَفَ ھٰذِہِ الطَّائِفَۃَ اَنَّ الشِّیْعَۃَ الْاِمَامِیَّۃَ بِاَسْرِھِمْ عَلٰی ذٰلِکَ۔ (احتجاج طبرسی ص ۲۲۳)

(ترجمہ) امام رضا کے آباء و ابناء سے مفوضہ کے حق میں اسی طرح منقول ہے اور حکم کیا
گیا ہے کہ ان پر لعنت کی جائے اور ان سے اظہارِ بیزاری کیا جائے اور ان کے حالات کی
اشاعت کی جائے اور ان کے برے اعتقادوں کو دنیا کے سامنے کھول دیا جائے تاکہ ان
کے اقوال سے ضعیف شیعہ دھوکہ نہ کھالیں اور جو اس گروہ کا مخالف ہے وہ امامیہ شیعوں کے
متعلق یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ یہ بھی ان میں سے ہیں۔

(ف) مذکورہ بالا عبارتوں سے ثابت ہوا کہ اذان میں سیدنا علیؓ کے متعلق القاب کا
ذکر اور اس کی ایجاد اثنا عشریہ مذہب میں ثابت نہیں اور جس مذہب نے اسے ایجاد کیا ہے
وہ فریقین کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ہیں۔

بحث متعلق کلمۂ طیبہ

اہل تشیع کا کلمہ طیبہ:۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

اہلسنت کا کلمہ طیبہ:۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ط

اہل تشیع کے کلمہ طیبہ میں جو الفاظ زیادہ کئے گئے ہیں اس زیادتی کو کلمہ طیبہ کی جزو سمجھنا ہماری تحقیق
میں خلاف عقل و نقل ہے ذیل میں ہم اس کے وجوہ بیان کریں گے ملاحظہ فرماویں۔

پہلی وجہ:۔ اہل تشیع کا کلمہ نہ تو زمانۂ نبوت میں مسلمانوں کی زبانوں پر جاری رہا اور نہ زمانۂ
خلافت میں پس ایسے الفاظ کا ازدیاد علی سبیل الالتزام یقیناً خلافِ شرع ہے۔

دوسری وجہ:۔ ہر زمانہ کے نبی کا نام کلمہ طیبہ کی جزو رہا ان سے پہلے انبیاء کا نام نہ لیا گیا اگرچہ
اُن سے فائق کیوں نہ ہوں پس اس بناء پر اس زمانہ میں اگر ان کے نزدیک کسی امام کا نام
لینا ضروری ہے تو سیدنا مہدیؑ کا نام لینا مناسب ہوگا۔ سیدنا علیؓ کا اسم گرامی مشرف و مکرم
سہی لیکن قاعدہ مذکورہ کے پیشِ نظر خلافِ قیاس ضرور ہے۔

تیسری وجہ:۔ اہلسنت کے نزدیک خلفاء اربعہ کی خلافت برحق ہے مگر ان کے

نزدیک کسی کا ذکر جزوِ کلمہ نہیں ہے لیکن اہل تشیع کے اِس الزام کی پوزیشن ایک خود ساختہ منصوبے سے زیادہ نہیں۔

چوتھی وجہ: عقل یقیناً اس بات کی مقتضی ہے کہ اگر کسی کا نام لینا ہے تو پھر نہ سیدۃ النساء کے اسم گرامی کو چھوڑا جائے اور نہ سیدنا حسینؓ کو نہ بیت اللہ کے ذکر کو چھوڑا جائے اور نہ قرآن کو۔ پس اگر چہ کلمہ طیبہ کی عبارت حد سے زیادہ بڑھ جائے گی لیکن حقوق ان کے نظریئے کے مطابق سب حضرات کے ادا ہو جائیں گے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور وہ یقیناً باطل ہے۔

پانچویں وجہ: بہشت بریں اور نور میں جس کلمے سے جگہ ملے گی وہ یقیناً اہلسنت کا کلمہ ہے ثبوت کے لئے ملاحظہ ہو (حاشیہ ترجمہ مقبول ص۲۵) تفسیر عیاشی اور انحصال میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی اس کو خدا کے سب سے بڑے نور میں جگہ ملے گی (۱) اس کے ایمان کی سپر یہ کلمہ ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تائید مزید ۱: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعٌ من کن فیہ کان فی نور اللہ عز وجل الاعظم من کان عصمۃ امرہ شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص۹۶ ترجمہ گزر چکا ہے)

(۲) قال الصادق علیہ السلام فاذا حضرتم موتاکم فلقنوھم شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ا ص۴۲)

(ترجمہ) حضرت جعفر صادق نے فرمایا پس جب کسی قریب المرگ انسان کے پاس جاؤ تو اِس کلمے کی اُسے تلقین کرو۔

(ف) اس کلمے کی فضیلت و افضلیت کا اقرار حضرت جعفر صادق سے ہو گیا اب جعفریہ مذہب کے مدعی دیکھئے تسلیم کرتے ہیں یا نہ۔

۳۔ تقدیر کی قلم کا کلمہ: تب صمدیت جلا و علا نے وحی کی کہ لکھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر گاہ قلم نے یہ نام ذی جاہ سنا کمال جلالت و منزلت اس کی سے سجدہ میں ورد یا ۔ (غزوات حیدری ص۹

۴:۔ خدیجۃ الکبریٰ کا کلمہ:۔ او حضرت خوشگوار کلمہ لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ سے کام و زبان اپنی کو ذائقہ ایمان کا بخشا (تفرحات حیدری ص ۲۹)

۵:۔ مہر نبوت پر کلمہ:۔ و مہر پیغمبری کہ درمیان دو کتف اوست دو سطر نوشتہ است سطر اول لا الٰہ الاّ اللہ و سطر دوم محمد رسول اللہ۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۶)

۶:۔ بہشتی علم پر کلمہ:۔ برآں گاہ سفیدی دو سطر نوشتہ بود لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۹)

۷:۔ براق کی پیشانی پر کلمہ:۔ و درمیان دو دیدہ اش نوشتہ است کہ لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۴)

ان حوالجات کے علاوہ حیات القلوب ج ۲ ص ۴۸۶، ۴۸۷ و ج ۳ ص ۶۲۰ میں بھی اہلسنت کا کلمہ مسطور ہے۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق

یہ مسئلہ بھی مدت سے فریقین کے مابین مختلف فیہ چلا آرہا ہے حقیقت میں دونوں طرف سے کچھ اس قسم کی تعدیاں ہو جاتی ہیں کہ مسئلہ جوں کا توں باقی رہ جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نماز میں کچھ چیزیں فرض ہیں تو کچھ سنت، فرائض خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے گئے اور سنتیں حضور علیہ السلام کے اقوال و اعمال سے۔ خدا کے فرائض کے اثبات کے لئے خدا کی کتاب میں دیکھنا چاہیئے اور نبی کی سنت کے اثبات کے لئے نبی کی حدیث میں فرائض کا حکم احادیث میں بر سبیل تذکرہ تلاش کیا جا سکتا ہے لیکن سنن کو قرآن میں تلاش کرنے والے کی مثال اس کپڑا خریدنے والے کی ہے جو زرگر کی دوکان پر جا کر ریشمی کپڑا خریدنے کا مطالبہ کرے پس اس بناء پر اہل تشیع کے ذاکرین کے تمام قرآنی پیش کردہ دلائل کی تردید ہو گئی لہٰذا اہلسنت کو اپنی کتب احادیث سے ثابت شدہ مسئلے پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور اہل تشیع کو اپنے پر ہاں اگر بالاشارہ استدلال کیا جائے اور بات ہے لیکن مسئلے کی پوزیشن وہی رہے گی جو میں نے عرض کر دی ہے۔

ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کے دلائل

استدلال عـــ۱ـــ: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔

(ترجمہ) بیشک وہ مومن کامیاب ہوگئے جو نماز میں خشوع کرتے ہیں۔

طرزِ استدلال: خشوع و خضوع قلب کا فعل ہے لیکن اس کا اثر جسم پر نمودار ہونا ضروری ہے۔ اکڑ کر کھڑا ہونا خلافِ ادب اور خلافِ خشوع و خضوع ہے۔ ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنے سے طبیعت میں قدرتاً عبدیت اور تذلل کا مظاہرہ ہوتا ہے جو یقیناً نماز کی روح ہے پس قرآنی آیت سے ایسا امر ثابت ہونا جس کے خلاف کوئی بھی حدیث وارد نہ ہو، بلکہ حدیث کا مضمون اس کے لئے مؤید ہو نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

استدلال عـــ۲ـــ: ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّاَ لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ (احتجاج طبرسی، ص ۵۹)

(ترجمہ) بعدہٗ سیدنا علی مرتضیٰ اٹھے اور نماز کا قصد کیا اور مسجد نبوی میں حاضر ہوگئے اور ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

طرزِ استدلال: سیدنا علی مرتضیٰؓ کا سیدنا ابی بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھنا انکی من کل الوجوہ موافقت پر دلالت کرتا ہے امام کا مذہب و عقیدہ اور ادائیگی ارکانِ نماز کا طریقہ جب تک مقتدی کو محبوب و مرغوب نہ ہو تب تک اقتداء نہیں کرتا۔ جب اقتداء ثابت ہے تو فرائض و سنن میں اتباع بھی یقیناً ثابت ہوگی۔ پس اگر اہل تشیع کے علماء میں ہمت ہے تو اسی روایت میں صراحتہً سیدنا علیؓ کے متعلق ارسال الیدین کے لفظ دکھائیں۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

یہ تو قطعاً خلافِ عقل ہے کہ امام تو ہاتھ باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے اور مقتدی ہاتھ چھوڑ کر۔

استدلال عـــ۳ـــ: وَلْيَكُنْ قِيَامُكَ فِي الصَّلٰوةِ قِيَامَ الْعَبْدِ الذَّلِيْلِ بَيْنَ يَدَيِ الْمَلِكِ الْجَلِيْلِ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۹۹)

(ترجمہ) حضرت جعفر صادق نے فرمایا نماز میں تیرا کھڑا ہونا ایسا ہونا چاہیئے جس طرح ایک نوکر ذلیل اپنے بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔

طرز استدلال:۔ حضرت جعفر صادق کے اس قول سے واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ نماز میں عبد ذلیل کی کیفیت بنانی چاہیئے اور ظاہر ہے کہ یہ کیفیت ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنے کے بغیر نہیں ہوتی۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر یہ شبہ کیا جائے کہ اس روایت کے ابتداء میں تو حضرت جعفر صادق سے ارسال الیدین ثابت ہے پس آپ کا استدلال صحیح نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت جعفر صادق سے اس فعل پر دوام و استمرار ثابت نہیں کسی فعل کا کسی وقت کر لینا واقعہ جزئیہ ہے جس کو مرجوع قرار دیا جا سکتا ہے۔

استدلال ۴:۔ عَنْ زُرَارَةَ اِذَا قَامَتِ الْمَرْءَةُ فِی الصَّلٰوۃِ جَمَعَتْ بَیْنَ قَدَمَیْهَا وَلَا تُفَرِّجُ بَیْنَهُمَا وَ تَضُمُّ یَدَیْهَا اِلٰی صَدْرِهَا لِمَكَانِ ثَدْیَیْهَا۔ (فروع کافی ج ۱ ص ۱۹۸)

(ترجمہ) زرارہ صاحب کہتے ہیں کہ جب عورت نماز میں کھڑی ہو تو قدموں کو جمع کر کے کھڑی ہو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینوں پر باندھ لے۔

طرز استدلال:۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ باندھنے والا فعل ایسا نہیں ہو کہ ناجائز یا ارکان نماز کے خلاف ہو۔ کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورت کے لئے اجازت نہ ہوتی۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کی کسی آیت میں بھی ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم نہیں کیونکہ اگر ایسے ہوتا تو عورتوں کیلئے بھی مردوں کی طرح ہاتھ کھولنے کا حکم ہوتا

پس اگر قرآن میں عورتوں کے لئے ہاتھ کھولنے کا کہیں حکم امتیازی طور پر ہو تو علماء اہل تشیع پیش کریں ورنہ جس طرح عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنا شروع رہے گا۔ اسی طرح مردوں کے لئے بھی ہاتھ باندھ کر نماز ادا کرنا شروع رہے گا۔

استدلال ۵:۔ وَاِذَا قَامَتِ الْمَرْءَةُ فِی صَلٰوتِهَا جَمَعَتْ بَیْنَ قَدَمَیْهَا وَلَمْ

ولم تفرج بینھما و وضعت یدیھا علی صدرھا لمکان ثدیھا۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج۱ ص۱۲۳)

ترجمہ اور طریق استدلال مفصلاً گذر چکا ہے۔

(نوٹ، علل الشرائع ص۱۲۵، تہذیب الاحکام ج ۲ ص۱۴۷ میں بھی اس قسم کی روایتیں موجود ہیں۔

اہل تشیع کے چند مغالطوں کے جوابات

مغالطہ ۱ :۔ قرآن مجید میں ہے کما بدأکم تعودون ۔

(ترجمہ) جس طرح خدا نے تم کو پیدا کیا ہے اسی طرح آؤ گے۔ ہاتھ کھول کر پیدا ہوئے اور ہاتھ کھول کر خدا کے سامنے آؤ گے معلوم ہوا کہ نماز بھی اسی حالت میں ادا کرنی چاہیئے۔

تردید :۔ اس آیت میں حقیقی معنٰی یہ ہے کہ جس طرح تم کو خدا نے پیدا کیا ہے اسی طرح خدا کے پاس آؤ گے یعنی اکیلے آئے اور اکیلے جاؤ گے اور اگر اہل تشیع کا تجویز کردہ معنی لیا جائے تو لازم آئے گا کہ نماز عریاں ہو کر پڑھنی چاہیئے۔ جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے ہیں اور العیاذ باللہ ملوث بالدم ہو کر نماز پڑھنی چاہیئے جبکہ اس حالت میں پیدا ہوئے۔

مغالطہ ۲ :۔ امام مالکؒ کے متعلق ہدایۃ المجتہدین میں منقول ہے کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے اور چونکہ آپ کا عمل اہل مدینہ کے اقتداء میں ہوتا تھا اس لئے یہ بھی معلوم ہوا کہ اہل مدینہ کا عمل بھی ارسال الیدین تھا۔

جواب ۱ :۔ صاحب ہدایہ کو مغالطہ ہے امام مالکؒ کا یہ مذہب ہرگز نہیں ورنہ مدینہ میں یہ عمل جاری ہے۔

جواب ۲ :۔ اگر امام مالک کا یہی مذہب ہوتا تو موطا امام مالک میں ان سے ارسال الیدین کی روایت مروی ہوتی۔ حالانکہ نہیں ہے۔

جواب ۳ :۔ مالک سے مراد صاحب مسلک نہیں ہے بلکہ مالکؒ سے مراد دوسرا مالک ہے چونکہ مذہباً شیعہ ہے تمام ائمہ مجتہدین وضع الیمین علی الیسار پر متفق ہیں جیسا کہ اہلسنت کی کتابوں میں موجود ہے۔

مغالطہ ۳ :۔ اگر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا سنت ہوتا تو اس میں اختلاف نہ ہوتا کیونکہ بعض ائمہ

کے نزدیک سینے پر ہاتھ رکھنا چاہیئے اور بعض کے نزدیک تحت السرۃ اور بعض کے نزدیک فوق السرۃ۔

جواب: یہ کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنے پر سارے ائمہ متفق ہیں رہا اختلاف مقام سو چونکہ سرور کائنات صلعم سے سب طریقے منقول ہیں اسلئے ہر امام نے حضورؐ کی ایک ایک ادا کو اپنایا ہوا ہے تاکہ قیامت تک حضورؐ کی یاد محفوظ رہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بحث التحیات

اہل تشیع بالعموم اہلسنت کے تشہد پر اعتراض کیا کرتے ہیں ذیل میں ان کی کتب سے اپنی تائید میں روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

سیدنا محمد باقر کی التحیات

استدلال ۱: التحیات للہ والصلوات والطیبات الطاہرات الزاکیات الناعمات السائغات المبارکات الحسنات للہ ما طاب وطہر وزکی وخلص ونمی ملتہ وملخبث فلغیرا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمد عبدہ ورسولہ الے قولہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الے قولہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین (بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۰۵-۱۰۴)

طرز استدلال: اہل تشیع نے جوں توں کر کے آخر ہماری تشہد التحیات کو امام محمد باقر سے نقل کر ہی دیا۔ اور صرف تصرف اتنا کیا کہ کچھ الفاظ اس پر زیادہ کر دیئے تاکہ اہلسنت سے موافقت ومطابقت لازم نہ آئے۔

استدلال ۲: عن زرارۃ قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن التشہد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ قلت التحیات قال التحیات والصلوات فلما خرجت قلت ان لقیتہ سألتہ غداً فسألتہ من الغد فقال مثل ذالک الی قولہ فلما خرجت ضرطت فی لحیتہ وقلت لا یفلح ابداً

(بحوالہ رجال کشی صفحہ مختصراً)

(ترجمہ) زرارہ راوی کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر سے التحیات کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کلمہ شہادت پڑھا میں نے عرض کیا۔ کیا آتشہد التحیات تشہد و الصلوٰۃ کو کہتے ہیں (یعنی جو اہلسنت کی التحیات ہے) آپ نے فرمایا ہاں وہی ہے پھر میں نے خیال کیا کہ کل پوچھوں گا پس کل اگر پوچھا تو وہی اہلسنت والی التحیات پھر پرسوں پوچھا تو وہی اہلسنت والی التحیات تو جب میں نکلا تو اس کے منہ میں میں نے ایک پاد لگا دیا اور کہا یہ امام کبھی کامیاب نہ ہوگا۔

(ف) جہاں آپ نے مذہب اہلسنت کی التحیات کی صداقت معلوم کرلی وہاں آپ ذرا ان کے ائمہ کی عزت و منزلت اور ان کے شاگردوں کی تہذیب بھی ملاحظہ فرمالیجیے۔

بحث متعلق فراغ از صلوٰۃ

اہل تشیع بوقت سلام ہاتھ اٹھا کر تین اشارے کرتے ہیں اور اہلسنت السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر منہ دائیں بائیں پھیر لیتے ہیں۔ ثبوت از کتب اہل تشیع ملاحظہ فرمائیے۔

وَتُسَلِّمُ عَلٰی یَمِیْنِکَ وَاحِدَۃً وَعَلٰی یَسَارِکَ وَاحِدَۃً (من لایحضرہ الفقیہ ج۱ ص۔۔)

(ترجمہ) اور تجھے چاہیے کہ دائیں طرف بھی ایک دفعہ سلام کہو اور بائیں طرف بھی سلام کہو۔

نوٹ: الحمد للہ کہ ہم نے اپنے مذہب کے پورے دلائل شیعی کتب سے ثابت کر دیئے۔

بحث متعلق درود شریف

مذہب اہل تشیع میں درود اس طرح مستعمل ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

مذہب اہلسنت میں درود اس طرح مستعمل ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

استدلال: ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔

(ترجمہ) بیشک اللہ اور فرشتے حضور پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو حضور پر صلوٰۃ و سلام پڑھو۔

طرزِ استدلال:۔ درود کا لفظ ہماری زبان میں صلوٰۃ و سلام کو جامع ہے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں حضور پر صلوٰۃ و سلام دونوں کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اس بنا پر شیعوں کا درود ناقص اور غیر تام رہے گا۔ اور پورے طور پر حضور کی تعظیم کے سلسلے میں حق ادا نہ ہو گا۔ لیکن اہلسنت کا درود چونکہ صلوٰۃ و سلام پر مشتمل ہے اس لئے ہمارا مسلک راجح رہے گا۔

نوٹ:۔ اہل تشیع بڑے حیلے بہانے کرتے ہیں مگر حقیقت کے سامنے ان کا ایک داؤ بھی کارگر نہیں ہوتا۔ کیونکہ سَلِّمُوْا جب معطوف ہے اور صَلُّوْا معطوف علیہ ہے تو عبارت بحیثیت ترکیب یوں بنے گی۔ صلوا علیہ و سلموا علیہ یعنی حضور علیہ السلام پر صلوٰۃ بھی بھیجو اور سلام بھی۔ رہا تشہد کے آخر میں فقط صلوٰۃ ابراہیمی پر اکتفا کرنا اور سلام نہ کہنا اس لئے ہے کہ تشہد میں السلام علیک پڑھ کر نمازی نے سلام کا ذکر کر دیا ہے گویا ایک قعدہ میں صلوٰۃ اور سلام جمع ہو گئے اور آیت پر پورا عمل ہو گیا رہا تقدم و تاخر کا شبہ تو وہ بھی ختم ہو گیا۔ جبکہ قرآن مجید میں واسجدی وارکعی موجود ہے اور واؤ مطلقاً جمع کے لئے ہے۔ واضح رہے کہ قرآن میں سلامٌ قولاً من رب الرحیم۔ سلامٌ علیٰ آل یاسین وغیرہ بھی ہمارے لئے مؤید رہیں گے اسی طرح رحمۃ اللہ و برکاتہ اہل البیت بھی ہمارے لئے مؤید ہے۔

بحث متعلق ماتم

چند ضروری امور

(۱) مطلقاً اظہار حزن بغیر جزع کے ہمارے نزدیک ممنوع نہیں ہے۔

(۲) کسی کا ذکر کر کے رونا بھی ہمارے مذہب میں ناجائز نہیں ہے۔

(۳) صحیح طور پر واقعاتِ شہادت بروایتِ صحیحہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔

(۴) بہیئتِ کذائیہ مراسم عزاداری نہ تو کسی نبی سے ثابت ہے اور نہ کسی امام سے۔

ذیل میں جزا اور جزع کا تقابل ثابت کر کے ہم اولاً آیاتِ صبر کی طرف اشارہ کریں گے بعدہٗ ماتم کی تردید کے سلسلے میں شیعی کتب سے عبارتیں پیش کریں گے، آخر میں ان کی طرف سے پیش کردہ

چند مغالطوں کے جوابات تحریر کریں گے۔

استدلال ۱: والصبر ضده الجزع (الصافی شرح کافی ص۴۹ جزو اول)

(ترجمہ) صبر جزع فزع کی ضد ہے۔

تشریح: یعنی جن افعال و اقوال سے جزع فزع لازم آئے گا وہ یقیناً صبر کے خلاف ہوں گے اور ان کو بے صبری کا عنوان دینا جائز ہوگا۔

استدلال ۲: فَاِنْ كَانَ حَبْسُ النَّفْسِ لِمُصِيْبَةٍ سُمِّيَ صَبْرًا لَا غَيْرُ وَيُضَادُّهُ الْجَزَعُ (دیکھو الہ مرءة العقول ج ا ص۱۰۸ شیعی کتاب)

(ترجمہ) پس اگر کسی مصیبت کے وقت اپنے وجود کو صبر میں لایا جائے تو اسے صبر کہتے ہیں اور جزع فزع اس کے مقابل میں ہے۔

استدلال ۳: قَالَ الْمُحَقِّقُ الطُّوْسِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ اَلصَّبْرُ حَبْسُ النَّفْسِ عَنِ الْجَزَعِ عِنْدَ الْمَكْرُوْهِ وَهُوَ مَنْعُ الْبَاطِنِ عَنِ الْاِضْطِرَابِ وَاللِّسَانِ عَنِ الشِّكَايَةِ وَالْاَعْضَاءِ عَنِ الْحَرَكَاتِ الْغَيْرِ الْمُعْتَادَةِ انتہٰی (مرءة العقول ص۱۰۸ شیعی کتاب)

(ف) ان سب عبارتوں سے معلوم ہوا کہ پیٹنا، سر میں گرد و غبار ڈالنا، زنجیر زنی بوقت مصیبت سیاہ کپڑے پہننا، ہائے ہائے کرنا جب جزع فزع میں داخل ہے تو یقیناً ایسے کام کرنے والا شریعت میں بے صبر کہا جائے گا اور وہ صابرین کی باعزت صف سے نکل جائے گا اور صبر کے ثواب سے محروم ہو جائے گا۔

اب ذیل میں صابرین کے فضائل قرآنی آیات سے بیان کئے جاتے ہیں جن سے یقیناً نتیجہ نکلتا ہے کہ سینہ کوبی اور بہیئت کذائیہ ماتم پر ترغیب دینے والے ذاکر پبلک کو انعاماتِ الٰہی اور عظیم الشان ثواب سے محروم کر رہے ہیں۔ ذیل میں قرآن مترجم بترجمہ مقبول کا صفحہ ہم نقل کئے دیتے ہیں وہاں ملاحظہ فرما لیجئے۔

عنوان ۱: صابرین پر پروردگار کی طرف سے صلوٰت اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (قرآن مترجم ص۴۵ مقبول از آیت نمبر ۱۰۰ تا ۱۵۷)

عنوان ۲:۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (ص ۴۲ و ۱۵۳)
عنوان ۳:۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو صبر عنایت فرما۔ ص ۵۰
عنوان ۴:۔ جنگ میں صبر کی برکت یہ ہوگی کہ تین ہزار فرشتوں کے قائم مقام پانچ ہزار فرشتے اتریں گے۔ (ص ۱۵۱)
عنوان ۵:۔ (حکم خداوندی) اے ایمان والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ۔ ص ۱۵۰
عنوان ۶:۔ اصحاب موسیٰ کی دعا بھی صبر کے لئے تھی۔ ص ۲۲۷
عنوان ۷:۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی صبر کا امر کیا ہے۔ ص ۲۲۷
ان کے علاوہ آپ ترجمہ مقبول ص ۳۶۸ پر بھی آیت دیکھ سکتے ہیں۔

احادیث متعلق ترغیب صبر

استدلال حدیث ۱:۔ اَلصَّبْرُ رَأْسُ الْاِیْمَانِ (اصول کافی باب الصبر طبع ایران ص ۳۲۰)
(ترجمہ) صبر ایمان کا سر ہے۔
استدلال ۲:۔ الصبر من الایمان بمنزلۃ الراس من الجسد فاذا ذھب الراس ذھب الجسد کذالک اذا ذھب الصبر ذھب الایمان (بحوالہ مذکورہ ص ۳۲۰)
(ترجمہ) صبر ایمان سے جسم سے سر کے بمنزلے ہوتا ہے پس جب سر چلا گیا تو جسم چلا گیا۔ جب صبر چلا گیا تو ایمان چلا گیا۔
استدلال ۳:۔ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهٗ۔ (بحوالہ مذکورہ ص ۳۲۱)
(ترجمہ) جو صبر نہیں کرتا وہ بے ایمان ہے۔
ناظرین ان آیات و احادیث کے پیش نظر تو دفیصلہ فرمائیں کہ عوام کو تعزیہ داری کی تلقین کر کے انہیں کس طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

موجودہ طرزِ عزاداری کے خلاف شیعی کتب سے استدلالات

استدلال نمبر ۱: حضرت فرمود کہ در مصیبتہا طپانچہ بر رو ہائے خود مزنید و روئے خود را مخراشید و موئے خود را مکنید و گریبان خود را چاک مکنید و جامہ خود را سیاہ مکنید و واویلا مکنید پس برایں شرطہا بایشان بیعت کرد۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۲۹ مطبوعہ نولکشور)

(ترجمہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا مصیبتوں میں تھپڑ منہ پر نہ مارو اپنا منہ نہ چھیلو اپنے بال نہ کھسوٹو۔ اپنا گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ کرو۔ ہائے ہائے نہ کرو۔ پس ان شرائط پر حضور علیہ السلام نے ان سے بیعت لی۔

استدلال نمبر ۲: زنے را دیدم بصورتِ سگ و آتش در دبرش داخل می کردند و از دہانش بیرون می آید و ملائکہ سر و بدنش را بگرزہائے آہن میزدند۔ اے قول نوحہ کنندہ بود۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۱۵، ۳۱۶)

ترجمہ: میں نے ایک عورت کو کتے کی شکل میں دیکھا کہ آگ اس کے اندر داخل کرتے تھے اور منہ سے باہر نکالتے تھے۔ فرشتے اس کے سر اور اس کے بدن کو لوہے کے گرزوں سے مار رہے تھے یہ حشر نوحہ کرنے والی عورت کا تھا۔

استدلال نمبر ۳: قال علیہ السلام ان البلاء و الصبر یستبقان الی المؤمن فتاتیہ البلاء وھو صبور وان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فتاتیہ البلاء وھو جزوع۔　　(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۵)

(ترجمہ) سیدنا علیؓ نے فرمایا آزمائش اور صبر مومن کے پاس آتے۔ آزمائش آتی ہے تو وہ واویلا کر رہا ہوتا ہے۔

استدلال نمبر ۴: قال امیر المؤمنین من جدد قبراً او مثالاً فقد خرج من الاسلام
(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵۷)

(ترجمہ) سیدنا علی مرتضیٰؓ نے فرمایا جو شخص قبر کی تجدید کرتا یا مثال کھڑی کرتا ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔

(نوٹ) ناظرین غور فرمائیں کہ تعزیہ بنانا مثال کھڑی کرنا ہے یا نہیں۔

اعتراض از اہل تشیع: مذکورہ حدیث میں مثال اس کی کھڑی کرنی ممنوع ہے جس میں کہ روح ہو ہم تو مزارِ حسینؓ پر گنبد ہے اس کی نقل بنا کر یادِ حسینؓ تازہ کرتے ہیں۔

جواب ۱: سب گنبدوں سے بڑا رتبہ گنبدِ خضرا کا ہے جسے روضۂ رسولؐ کہا جاتا ہے۔ پس اگر شریعت میں اس کا ثبوت ہوتا تو حضور علیہ السلام انبیاء سابقہ کے مزاروں کا اور سیدنا علیؓ اپنے دار الخلافہ کوفہ میں حضورؐ کے روضۂ اطہر کی شبیہ بنا کر تعزیہ بناتے۔

جواب ۲: شیعہ مذہب میں گنبد بنانا ہی سرے سے ممنوع ہے تو ممنوع چیز کی نقل اور شبیہ کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ذیل میں عبارت ملاحظہ فرمائیے:۔ قال الصادق علیہ السلام کلما جعل علی القبر من غیر تراب القبر فھو ثقل علی المیت۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۱۲۰)

(ترجمہ) جو چیز قبر پر قبر کی مٹی کے علاوہ تیار کی جائے پس وہ میت پر ایک قسم کا بوجھ ہوتا ہے۔

استدلال ۶: او یضرب احدٌ علی فخذ یدہٖ عند المصیبۃ فیحبط اجرہ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۱)

(ترجمہ) یا کوئی شخص مصیبت کے وقت اپنے ہاتھ کو مارے تو اس کا ثواب ضائع ہو جائے گا۔

استدلال ۷: ان لا تخمشن وجھاً ولا تلطمن خداً ولا تنتفن شعراً ولا تمزقن جیباً ولا تسودن ثوباً ولا تدعون بالویل۔

(نوٹ) ترجمہ استدلال ۸ میں ملاحظہ فرمائیں:۔

استدلال ۸: ولا تلطمن خداً ولا تخمشن شعراً ولا تشققن جیباً ولا تسودن ولا تدعین بویلٍ۔ (تفسیر صافی ص۲۵۰)

(ترجمہ) استدلال ۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

استدلال ۹: وقال علیہ السلام ینزل الصبر والعبد علی قدر المصیبۃ ومن ضرب یدہٗ علی فخذہٖ عند مصیبتہٖ حبط عملہٗ (نہج البلاغۃ ج۳ ص۱۹۵)

(ترجمہ) حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے بندے پر جو مصیبت کے اندر آ پڑنا نازل ہوتا ہے جو شخص اپنے ہاتھ کو ران پر مصیبت کے وقت ماریگا اس کے عمل برباد ہو جائیں گے۔

استدلال نمبر ۱ :- ولولا انک امرت بالصبر ونهيت عن الجزع لا نفدنا عليك ماء الشئون (نہج البلاغہ ج ۱ صفحہ ۲۵۶) (ترجمہ) اگر آپ صبر کا حکم نہ کرتے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ماتم کرنے سے منع نہ کرتے تو آپ پر ہم آنسو ختم کر دیتے۔

استدلال نمبر ۱۱ :- فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اپنے منہ نہ نوچو۔ اپنے بال نہ کھسوٹو۔ اپنے گریبان چاک نہ کرو۔ اپنے کپڑے کالے نہ رنگو اور ہائے واے کر کے نہ روؤ (حاشیہ قرآن مترجم مقبول شیعہ صفحہ ۱۹۹)

پہلا حیلہ اور اس کی تردید :- البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۲۰۲ سے نواصب کا طریقہ درج کیا گیا ہے وہ عشرہ محرم کے دن خوشیاں مناتے ہیں۔

جواب :- ہم نہ تو نواصب ہیں اور نہ خوارج و روافض، پس انکا فعل ہم پر حجت نہیں۔

دوسرا حیلہ :- کہ یزید نے پارے بنوا کر قرآن خوانی شروع کرائی تاکہ ذکر حسین رضی اللہ عنہ رک جائے

جواب :- فرمائیے ٹھیک کیا یا غلط اگر غلط کیا تو کیوں لاتنظر الی من قال ولکن انظر الی ما قال ظاہر ہے کہ جب قرآن سے ہی تعلق نہ ہو تو رونا ہی قرآن خوانی سے زیادہ موجب ثواب معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا حیلہ :- جب اہل تشیع سے یہ سوال کیا گیا کہ ہیئت کذائیہ مراسم عزاداری کیا ہیں۔ تو پانچواں حیلہ یہ کیا کہ اصولِ اسلامیہ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ سے کوئی چیز بھی ہیئت کذائیہ من حیث الکل تمام کی تمام فرض یا سنت نہیں بلکہ ہر اصل بہیئتِ کذائیہ مجموعہ ہے، فرض، سنت، مستحب، مباح اور بدعتِ حسنہ۔

جواب :- بریں عقل و دانش بباید گریست۔ دیکھیے جیسے رسول کریم نے ہیئت کذائیہ ترتیب دیا اس پر اسے قیاس کیا جا رہا ہے جسے نہ تو رسول کریم نے مرتب کیا اور نہ ائمہ کرام نے اگر کیا تو صرف تیمور لنگ نے جو نہ تو امام ہے اور نہ پیشوا اگر شیعوں میں طاقت ہمت جرأت ہے تو ہیئت کذائیہ مراسم عزاداری کا ثبوت اور نہ ترتیب کسی امام سے دکھائیں۔

چوتھا حیلہ: جب سلاسل اولیاء حضورؐ سے ثابت نہیں تو کیوں کہتے ہو۔

جواب: اگر حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں تو ہمارے نزدیک ضروری بھی نہیں یہ تو امراض روحانی کے معالجات ہیں۔

پانچواں حیلہ: ذکر بایام اللہ سے اثباتِ عاشورہ کیا۔

جواب: خدا کی قدرت جب کسی کے پاس دلیل نہ ہو تو وہ یونہی بھٹکتا رہتا ہے کہاں حضور علیہ السلام کی زبانِ اقدس سے تقریر و تذکیر بایام اللہ اور کہاں زنجیر زنی اور ماتمی جلوس اور سینہ کوبی اور تعزیہ سازی اور بازار گردی۔

چھٹا حیلہ: تفسیر درمنثور ج ۴ ص۵۸ کا حوالہ دے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبور شہداء پر سلام پڑھتے تھے۔

جواب: اگر ہمت ہے تو تاریخ ثابت کیجئے نیز ثبوت حضورؐ کے سلام پڑھنے کا اور دعویٰ زنجیر زنی کا آخر ایسے استدلالات سے قوم کو کب تک ورغلایا جائے گا۔

ساتواں حیلہ: البدایہ والنہایہ ج ۵ ص۴۵ میں ہے کہ شہدائے احد کی قبروں پر سیدہ فاطمۃ الزہراؓ روتی تھیں۔

جواب: رونے سے انکار نہیں مراسم عزاداری کا اقرار نہیں جبکہ شریعت میں اس کا کہیں ثبوت نہیں۔

آٹھواں حیلہ: بحار الانوار کا حوالہ دے کر امام جعفر صادق نے امام حسینؓ پر رونا اور جزع فزع کرنا جائز رکھا ہے۔

جواب: بحار الانوار شیعوں کی کتاب ہے ہم پر حجت نہیں ہے نیز اس میں بھی بہیئت کذائیہ مراسم عزاداری کا ثبوت نہیں ہے۔

نواں حیلہ: قرآن سن کر رونا جائز ہے۔

جواب: ٹھیک ہے ہمیں اس کا انکار نہیں ہے لیکن بین کرکے رونا پیٹنا کہاں ثابت ہے۔

دسواں حیلہ: یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی جدائی پر گریہ کیا۔

جواب:۔ بیشک کیا۔ گریہ ناجائز نہیں ہے لیکن اس استدلال کو اصل مسئلہ اور میرے مطالبہ سے ذرا بھی نہیں ہے۔

گیارہواں حیلہ:۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۵۳ سے نقل کر کے حضور علیہ السلام کا رونا اور صواعق محرقہ ص۱۱۵ سے نقل کر کے امام حسینؓ کا اپنا رونا ثابت کیا۔

جواب:۔ رونے کا انکار نہیں اور سینہ کوبی زنجیر زنی کا اس میں ذکر نہیں۔

بارہواں حیلہ:۔ ص۳۲ سے بی بی صاحبہ کا چہرے پر ہاتھ مارنا نقل ہے۔

جواب:۔ وہ چہرے پر ہاتھ لگانا تھا خوشی میں، یہاں لگتا ہے اظہارِ غم میں دونوں کا آپس میں کوئی بھی تعلق نہیں۔ ص۳۲ تفسیر منہاج الصادقین ملا کاشانی میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ فرحت کی وجہ سے بی بی صاحبہ نے ایسا کیا۔

پاک مذہب کے پاک مسئلے

ذیل میں شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں سے چند عبارتیں نقل کی جاتی ہیں۔ ناظرین بغور پڑھیں اور لطف اٹھائیں۔

آسان تدبیر:۔ سَأَلَ حَنَانُ بْنُ سُدَيْرٍ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنِّي رُبَّمَا بُلْتُ فَلَا أَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ وَيَشْتَدُّ ذٰلِكَ عَلَيَّ فَقَالَ إِذَا بُلْتَ وَتَمَسَّحْتَ فَامْسَحْ ذَكَرَكَ بِرِيقِكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا فَقُلْ هٰذَا مِنْ ذَاكَ (بحوالہ من یحضرہ الفقیہ ص۲۱ شیعوں کی معتبر کتاب)

(ترجمہ) حنان بن سدیر نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا پس فرمایا بیشک میں بسا اوقات پیشاب کرتا ہوں تو میں پانی پر قادر نہیں ہوتا اور میرے اوپر یہ ثقیل معلوم ہوتا ہے پس امام صاحب نے فرمایا جب پیشاب کر لو تو تھوک لے کر ذکر کے سر پر لگا دیا کرو۔ پس اگر اس کے بعد کوئی چیز معلوم ہو تو کہنا کہ یہ وہی تھوک ہے۔

مسئلہ (استنجا): قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ النُّعْمَانِ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَأَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ فَيَقَعُ ثَوْبِي فِي ذٰلِكَ الْمَاءِ الَّذِي اسْتَنْجَيْتُ بِهِ

فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ وَلَیْسَ عَلَیْكَ شَیْءٌ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۱)

(ترجمہ) محمد بن النعمان نے امام محمد باقر سے کہا کہ میں پاخانہ سے نکلتا ہوں تو پانی سے استنجا کرتا ہوں پس میرا کپڑا اس پانی میں جا پڑتا ہے جس پانی سے میں نے استنجا کیا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں ہے۔ تیرے اوپر کچھ نہیں۔

(ف) پاکیزگی کا ایک مظاہرہ ملاحظہ ہو۔

مسئلہ (کھلی چھٹی) وسأل حکم بن حکیم بن اخی خلاد اباعبد اللہ علیہ السلام فقال لہ ابول ولا اصیب الماء وقد اصاب یدی شیء من البول فامسحہ بالحائط اوبالتراب ثم تعرق یدی فامسح بہ وجھی اوبعض جسدی اویصیب ثوبی فقال لا باس بہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۱)

(ترجمہ) حکم بن حکیم نے امام محمد باقر سے سوال کیا کہ میں پیشاب کرتا ہوں اور میں پانی کو نہیں پہنچتا اور میرے ہاتھ پیشاب لگا ہوا ہوتا ہے پس اپنے ہاتھ کو میں دیوار پر لگاتا ہوں یا مٹی سے مسح کر لیتا ہوں اس کے بعد میرے ہاتھ کو پسینہ آجاتا ہے پھر میں وہی ہاتھ اپنے منہ یا وجود کے کسی حصے کو لگاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ۔ مذی اور ودی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

رُوِیَ اِنَّ الْمَذِیَ وَالْوَدِیَ بِمَنْزِلَةِ الْبُصَاقِ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۰)

(ترجمہ) روایت کی گئی ہے کہ بلا شبہ مذی اور ودی تھوک کی مثل ہے۔

(ف) واضح رہے کہ تھوک منہ سے نکلتی ہے اور مذی بوقت شہوت ذکر سے۔ اس کے باوجود مذی کو تھوک کی مانند کہنا حد درجے کا کمال ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔

مسئلہ۔ سأل عبد اللہ بن بکیر اباعبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یلبس الثوب وفیہ الجنابة فیعرق فیہ فقال ان الثوب لا یجنب الرجل۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۱)

(ترجمہ) عبد اللہ نے امام محمد باقر سے سوال کیا ایک جوان کپڑا پہنتا ہے اور اس میں جنابت ہوتی ہے یعنی اس میں منی ہوتی ہے پس اسے پسینہ آتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کپڑا انسان کو پلید نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۶۔ مَنْ اَصَابَ قَلَنْسُوَتَہٗ اَوْعِمَامَتَہٗ اَوْجَوْرَابَہٗ اَوْ خُفَّہٗ مَنِیٌّ اَوْبَوْلٌ اَوْ دَمٌ اَوْغَائِطٌ فَلَا بَاسَ بِالصَّلٰوۃِ فِیْہِ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲)

(ترجمہ) جس کی ٹوپی یا پگڑی یا جراب یا موزے کو منی یا پیشاب یا خون یا گوبر لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا کوئی ڈر نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۔ لا باس بالصلوۃ فی ثوب اصابہ خمر (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۲)

(ترجمہ) جس کپڑے کو شراب لگ جائے اس میں نماز پڑھنا کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۔ من قتل وزغا فعلیہ الغسل (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۳)

(ترجمہ) جو شخص چھپکلی کو قتل کرے اس پر نہانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۹۔ لا یجوز الوضوء بسور الیہودی والنصرانی وولد الزنا والشرک وکل من خالف الاسلام واشد من ذالک سور الناصب (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵)

(ترجمہ) یہودی نصرانی مشرک اور ہر مخالف اسلام کے پیے ہوئے پانی سے وضو نا جائز ہے لیکن سب سے زیادہ پلید اہلسنت والجماعت کا باقی بچا ہوا پانی ہے۔

مسئلہ ۱۰۔ سئل الصادق علیہ السلام من جلد الخنزیر یجعل دلوا یستسقی بہ الماء فقال لا باس بہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۵)

(ترجمہ) امام جعفر سے پوچھا گیا۔ خنزیر کے چمڑے کے بنائے ہوئے ڈول کے متعلق کہ پانی اس میں پیا جائے آپ نے فرمایا کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۱۱۔ لا باس بالوضوء من الحیاض التی یبال فیہا اذا غلب لون الماء البول (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۶)

(ترجمہ) ایسے حوضوں سے وضو کرنا ناجائز نہیں ہے جن میں پیشاب کیا جائے جب تک کہ پیشاب کا رنگ پانی پر غالب نہ آجائے۔

(ف) معلوم ہوا کہ اگر برابر بھی ہو تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۲۔ سأل یونس اباعبد اللہ علیہ السلام عن الجنازۃ یصلی علیہ علی غیر وضوء فقال نعم۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص ۴۵)

(ترجمہ) یونس نے امام محمد باقر سے بے وضو جنازہ پڑھنے کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔

مسئلہ ۱۳: ان الحائض تصلی علی الجنازۃ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۵۲)

(ترجمہ) حیض والی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴: سئل ابو جعفر و ابو عبد اللہ علیہما السلام فقیل لہما انا نشتری شیا یا یصیبہا الخمر وودک الخنزیر عند حاکتہا انصلی فیہا قبل ان فقال نعم لا باس۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۸۰)

(ترجمہ) ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے پوچھا گیا کہ ہم کپڑے مول لیتے ہیں ان کو شراب لگا ہوا ہوتا ہے اور خنزیر کے چوتڑ سے کھڑ پننے کے وقت لگتے ہیں۔ کیا ہم ان کو دھونے سے پہلے ان میں نماز پڑھ سکتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۱۵: قلت الرجل یاتی امراتہ فی دبرہا قال ذالک لہ (فروع کافی ج۲ ص۲۴۳ کتاب النکاح)

(ترجمہ) میں نے کہا جوان اپنی عورت کے دبر میں جماع کرتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا یہ اس کے ہلک میں جو ہوئی۔

مسئلہ ۱۶: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ فان الشیطان یتخذ مخباء یستتر بہ (فروع کافی ص۲۵ کتاب الزی والتجمل)

(ترجمہ) حضور اکرم علیہ السلام نے فرمایا مونچھیں تم میں سے کوئی لمبی نہ بڑھائے کیونکہ شیطان چھپنے کی جگہ بناتا ہے تو ان میں گھس کر چھپ جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷: عن ابی جعفر قال سئلت ابا الحسن علیہ السلام عن الرجل یقبل قبل امراتہ قال لا باس۔ (فروع کافی ج۲ ص۲۱۴)

(ترجمہ) ابو جعفر نے کہا میں نے علی المرتضیٰ سے پوچھا ایک جوان اپنی عورت کی شرمگاہ کو بوسہ دیتا ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ ۱۸: عن زرارۃ عن ابی جعفر علیہ السلام انہ قال فی رجل زنا باُم

امراتہٖ او بابنتہا او باختہا فقال لا یحرم ذالک علیہ امراتہ (فروع کافی ج ۲ کتاب النکاح [۱۴۲])
(ترجمہ) زرارہ کہتے ہیں امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر کوئی شخص اپنی عورت کی ماں یا بہن یا لڑکی سے زنا کرتا ہے تو اس کی عورت اس پر حرام نہیں ہوتی۔

عرضِ مؤلّف

بقدرِ ضرورت اہلسنت پاکٹ بک کے ہر تین حصوں میں میں نے مختصر طور پر ضروری اظہارِ خیال کیا ہے تفصیلی معروضات کے لئے دفتر چاہیئے۔ میرا مقصد اس سے کسی کا دل دکھانا نہیں ہے بلکہ اپنے اہلسنت بھائیوں کے لئے دلائل فراہم کرنا اور اہل تشیع حضرات کو دعوتِ فکر دینا ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالٰے میری اس کوشش کو مقبول و منظور فرمائے۔ اگر میری تصنیف میں کوئی خوبی نظر آئے تو وہ محض خدا کا فضل سمجھا جائے اور اگر کوئی نقص ہو تو اسے میری طرف منسوب کیا جائے۔
دعا ہے کہ خدا تعالٰے میری اس تصنیف کو میرے لئے وسیلۂ نجات بنائے۔ آمین

آپ کا مخلص دوست

دوست محمّد قریشی

غرض نقشیست کز ما یاد ماند　　کہ ہستی را نمے بینم بقائے
مگر صاحب دلے روزے برحمت　　کند در کار درویشاں دعائے